حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ

مصنفہ

ڈاکٹر شمیم روشن آرا

21906/
DATA ENTERED

ناشر

میثاق پبلشرز، کبیر سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

Marfat.com

۲۹۷۶۹۹۲۲
ک ۴۹۵ ش
۱۱۹۰۵۳

جملہ حقوق اشاعت بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ

اشاعت اول

2012ء

ناشر

میثاق پبلشرز، کبیر سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

کتاب کا کوئی بھی حصہ بلا اجازت لینے اور بلا حوالہ کتاب و مصنفہ نقل کرنے سے اجتناب کریں۔

Marfat.com

انتساب

اپنے قابلِ قدر مشفق واجب الاحترام والدین کے نام جن
کی بے پایاں اور لازوال تربیت اور پُرخلوص دُعاؤں نے
یہ تحقیقی قوت عطا فرمائی۔

رب ارحمهما كما ربياني صغيرا

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ۔

ترجمہ: ''آسمان اورزمین کے بنانے والے، تو ہی میرا کارساز ہے دنیا میں بھی، اورآخرت میں بھی، تو (اپنے فضل وکرم سے) ایسا کیجیو کہ دنیا سے جاؤں تو تیری فرمانبرداری کی حالت میں جاؤں اوران لوگوں میں داخل ہو جاؤں جو تیرے نیک بندے ہیں۔''

Marfat.com

فہرست

باب اوّل

عرب کا جغرافیہ وانصار مدینہ ——— 16

باب دوم

حضرت کعبؓ کے حالات زندگی ——— 56 تا 222

باب سوم

حضرت کعبؓ.....ایک شاعر ——— 223 تا 350

باب چہارم

حضرت کعبؓ کی شاعری کی خصوصیات ——— 351 تا 422

باب پنجم

شاعر رسول ——— 423 تا 460

باب ششم

دیوان کعبؓ بن مالک ——— 461 تا 592

باب ہفتم

حضرت کعبؓ بطور راوی حدیث ——— 593 تا 716

Marfat.com

Marfat.com

دیباچہ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم
نحمدہ نصلی وسلم علی رسول کریم

نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ کو قرآن حکیم نے انسانیت کے لیے بہترین کامل ترین اور جامع ترین نمونہ عمل قرار دیا۔ آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اس فیض نبوت سے بہرا مند ہونے والی اوّلین جماعت ہے۔ نبی کریم ﷺ کی زندگی انسانیت کے لیے مکمل نمونہ ہے۔ انسان کسی بھی شعبہ زندگی میں آپ ﷺ کی سیرت مطہرہ سے استفادہ کرسکتا ہے، ہدایت ورہنمائی حاصل کرسکتا ہے، یہ آپ ﷺ کی ذات کا اعجاز ہے۔ آپ ﷺ کے بعد کا اعجاز ہے آپ ﷺ کے بعد کوئی ایک ہستی اور ایک ذات مکمل دین کا ایک نمونہ نہیں ہوسکتے۔ آپ ﷺ کے فیض یافتگان صحابہ کی جماعت ''من حیث الجماعت'' پورے دین کا نمونہ ہے۔ کوئی آپ ﷺ کے رحم وکرم کی تصویر ہے کوئی آپ ﷺ کے حلال کا عنوان ہے، کوئی آپ ﷺ کے جلال کا عنوان ہے، کوئی آپ ﷺ کے جود وسخا کا آئینہ ہے، اور کوئی آپ کی شجاعت اور بہادری کا پیکر ہے، کوئی آپ ﷺ کی فصاحت وبلاغت کا نمونہ ہے تو کسی نے صداقت ودیانت کو اپنا شعار زندگی بنایا۔

حضرت کعب ابن مالک درسگاہ نبوت کے فیض یافتگان کی جماعت کے ایک فرد ہیں۔ آپ ﷺ کی شخصیت پر غور کیا جائے تو کبھی آپ رضی اللہ عنہ کی شخصیت رسول اللہ ﷺ کی فصاحت وبلاغت کا نمونہ نظر آتی ہے تو کبھی شجاعت وبہادری کا آئینہ محسوس ہوتی ہے، کبھی کعب ابن مالک صداقت ودیانت کا پیکر معلوم ہوتے ہیں تو کبھی شجاعت وبہادری ان کی زندگی کا عنوان بن جاتی ہے۔ کعب ابن مالک کی کثیر الجہات زندگی امت مسلمہ پر ایک فرض کی حیثیت رکھتی تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ نے زندگی کے گوشہ کو نمایاں کرکے امت مسلمہ کے لیے ہدایت ورہنمائی کا سامان فراہم کیا۔ یہ بات لائق تحسین ہے کہ محترمہ ڈاکٹر شمیم روشن آرا نے

Marfat.com

امۃ مسلمہ کی اس اجتماعی ضرورت کو محسوس کیا اور حضرت کعب رضی اللہ عنہ ابن مالک کی شخصیت کو موضوع تحقیق بنا کر شعبہ عربی جامعہ پنجاب کے لیے دکتورہ کا مقالہ مرتب کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحبہ نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی شخصیت کے تقریباً تمام پہلوؤں پر سیر حاصل بحث کی ہے اور اس بات سے آج کی امت مرحومہ کے لیے یہ ہدایت اور رہنمائی کا سامان سامنے آیا ہے کہ ایک شخص بہت پائے کا ادیب اور شاعر ہونے کے باوجود صداقت و دیانت کو اپنا شعار زندگی بنا سکتا ہے۔ اپنے شعر و ادب کو افسانہ سازی، دروغ گوئی اور مبالغہ آمیز صفات اور کلمات سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ حضرت کعب ابن مالک کا یہ تذکرہ ہمیں یہ بھی سکھلاتا ہے کہ انسان کسی نظریہ کا ایک بہت جدید اور بہادر سپاہی ہونے کے باوجود اپنے آپ کو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے دائرے میں رکھ سکتا ہے۔ کعب رضی اللہ عنہ ابن مالک نے اطاعت رسول کے حوالہ سے جو اسوہ نمونہ پیش کیا ہے وہ تا قیامت انسانی تاریخ کے لیے ایک رہنما کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس اعتبار سے حضرت کعب رضی اللہ عنہ ابن مالک کے تذکرہ پر مشتمل یہ کتاب جو صرف ایک کتاب ہی نہیں بلکہ ایک تحقیقی کتاب ہے اور علمی معلومات کا بہت بڑا ذخیرہ ہے۔ امت مسلمہ کے لیے اور خصوصاً صاحب علم و دانش کے لیے بہت خوبصورت سرمایہ حیات ہے۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحبہ کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور ہمیں اس سے بجا طور پر مستفید ہونے کی ہمت اور توفیق نصیب فرمائے۔ میں اس کتاب کے متعلق وہی بات کہہ سکتا ہوں جو مولانا ظفر احمد عثمانی نے ایک کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمائی تھی۔

''جستہ جستہ دیکھا صحیح و عمدہ پایا''

والسلام

پروفیسر ڈاکٹر سعد صدیقی

شعبہ علوم اسلامیہ

جامعہ پنجاب، لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ آغاز

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے:

" مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ "

(الفتح:۲۹)

چونکہ صحابہ کرام سب مسلمانوں سے اعلیٰ وافضل ہیں اس لیے ان کو خیر البریہ کا خطاب دیا گیا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد جس گروہ کا درجہ دوسرے انسانوں سے اعلیٰ اور افضل ہے وہ صحابہ کرام ہیں۔

ارشاد نبوی ہے: ''میری امت میں سے سب سے بہتر میرے اصحاب ہیں۔''

مزید ارشاد فرمایا:

میرے اصحاب کی عزت کرو کیونکہ وہ تم سب میں نیک اور برگزیدہ ہیں۔

اپنے بعد صحابہ کرام کو امت کے لیے ہادی قرار دیتے ہوئے فرمایا:

میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی بھی تم پیروی کرو گے راہ پاؤ گے۔

حتی کہ صحابہ کو دیکھنے والوں کے متعلق فرمایا:

جس مسلمان نے مجھے یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا اسے دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی۔

انہی اصحاب کی جماعت میں ایک مشہور صحابی حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان تین شاعروں میں سے ایک شاعر ہیں جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی مدافعت میں اشعار کہے اور یہ وہی جلیل القدر صحابی ہیں جن سے رسول

Marfat.com

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شدید محبت تھی۔

میرٰی والدہ محترمہ کو اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید محبت ہے اور یہی محبت انہوں نے میرے دل میں بھی ڈالی ہے۔ان کی خواہش تھی کہ میں زندگی میں کوئی ایسا کام کروں جس کا تعلق اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے ہو۔ میں نے ان کی اس دیرینہ تمنا پر عمل کرنے کا فیصلہ کیا اور تحقیق وتحریر کی مشکل ارائیوں کو پسند کیا۔

قرآن کریم نے انبیاء علیہم السلام سابقین کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ان کی صفت ''صدق'' کو ہمیشہ اوّلیت دی ہے، انبیاء علیہم السلام کے اصحاب وامتی بھی اپنی صفت صدق کی بنا پر ان انبیاء علیہم السلام سے تقرب حاصل کرنے والے ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اہل مکہ میں سب سے پہلے صدیق کے مبارک لقب سے معروف ہوئے ان کے ایک ادنیٰ امتی کی حیثیت سے میں حتی الامکان سچ بولنے کی کوشش کرتی ہوں اسی لیے میری نظر انتخاب حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ جیسے عظیم صحابی پر پڑی جن کے سچ بولنے پر اللہ تعالیٰ نے خوش ہوکر اپنی بارگاہ عالیہ سے ان کی معافی کا اعلان فرمایا۔اس اعزاز پر وہ ساری عمر فخر کرتے رہے اور ساری عمر سچ بولنے کی قسم کھائی۔

زیرنظر مقالہ آٹھ ابواب پر مشتمل ہے۔

○..... پہلا باب: ''عرب کا جغرافیہ اور انصار مدینہ'' ہے۔اس میں عرب کے مشہور شہر، اقوام، زبانیں اور مذاہب کے بارے میں بیان کیا گیا ہے۔

مزید اس میں انصار کا شجرہ نسب، انصار کی قریش کے ساتھ قرابت، انصار کی آبادیاں، مذاہب، افواج اور ان کی پیشوں کے بارے میں بحث کی گئی ہے۔اس کے علاوہ بیعت عقبہ اولی، بیعت عقبہ ثانیہ، ہجرت رسول اللہ اور مواخات کی تفصیل بھی بیان کی گئی ہے۔

○.....دوسرا باب: حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی پر مشتمل ہے۔اس باب میں ان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔مثلاً پیدائش، خاندان، پیشہ، تعلیم، حضرت کعب رضی اللہ عنہ بارگاہ رسول میں، آپ رضی اللہ عنہ کی غزوات میں شرکت، انتخاب خلیفۃ الرسول، یوم الدار میں شرکت، ازواج، اولاد، سیرت اور وفات وغیرہ۔

○.....تیسرا باب: ''کعب رضی اللہ عنہ ایک شاعر'' حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے شاعر ہونے کی

Marfat.com

بابت ہے۔اس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کس پائے کے شاعر تھے۔ساتھ ہی ان تمام اصناف سخن پر روشنی ڈالی گئی ہے جس پر آپ رضی اللہ عنہ نے طبع آزمائی فرمائی ہے۔

○..... چوتھا باب: کعب رضی اللہ عنہ کی شاعری کی خصوصیات کی بابت ہے۔

○..... پانچواں باب ''شاعر رسول'' ہے۔اس میں کعب رضی اللہ عنہ کے شاعر رسول ہونے پر بحث کی گئی ہے۔ساتھ ہی شاعران رسول کے اشعار میں تقابلی جائزہ پر بھی نظر ڈالی گئی ہے۔

○..... چھٹا باب: کعب رضی اللہ عنہ کے دیوان پر مشتمل ہے۔

○.....ساتواں باب: میں کعب رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ احادیث کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔

کتابیات میں صرف انہیں کتابوں کے نام ہیں جن سے میں نے بطور خاص استفادہ کیا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت پر اجتماعی انداز میں متعدد کتب اردو اور عربی زبان میں مرتب کی جا چکی ہیں۔بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت پر انفرادی طور پر کتب لکھی گئی ہیں۔ لیکن حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی سیرت وسوانح پر انفرادی کتب کا ذخیرہ نہ ہونے کے برابر ہے چنانچہ ان پر تحقیق کے سلسلہ میں بہت سی مشکلات بھی پیش آئیں۔تاریخ کی کتب اور اسلامی کتب سے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی سیرت کو اخذ کیا گیا ہے جو بلا شبہ ایک کٹھن مرحلہ تھا۔اس مشکل مسئلہ کو کسی حد تک دیوان کعب بن مالک نے حل کیا جو ریاض یونیورسٹی سے منگوایا گیا ہے۔ پنجاب یونیورسٹی لائبریری، پنجاب پبلک لائبریری، دیال سنگھ لائبریری، قائداعظم لائبریری کے علاوہ مختلف کتب خانوں سے استفادہ کیا گیا۔

ان تمام کاوشوں اور محنتوں کے بعد حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ پر یہ مقالہ تحریری شکل میں معرض وجود میں آیا۔ جو درحقیقت حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی شخصیت کے ہمہ گیر پہلوؤں کا حق ادا کرنے سے قاصر ہے۔ یہ ایک طالب علمانہ کاوش ہے جو منزل نہیں نشان منزل ہے۔

Marfat.com

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی شخصیت تاریخ اسلام میں اپنے ہمہ جہتی پہلوؤں کی بنا پر ایک روشن ستارہ کی مانند جگمگاتی ہے۔ آپؓ کی شخصیت کے تمام پہلوؤں کو اجاگر کرنا میرے لیے ایک دشوار مرحلہ تھا لیکن میں بارگاہ الٰہی میں سراپا تشکر و امتنان ہوں کہ اس نے مجھے اس قدر ہمت، قوت اور توفیق دی کہ میں حضرت کعبؓ بن مالک پر ایک مقالہ لکھنے میں کامیاب ہوئی۔ بارگاہ الٰہی میں تشکر کی ایک صورت براہ راست اس رب کریم کا شکر ادا کرنا ہے جب کہ دوسری صورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق بندگان خدا کا شکریہ ادا کرنا ہے۔ ارشاد نبوی ہے۔

من لم یشکر الناس لم یشکر اللّٰہ۔

یعنی جو بندوں کا شکر گزار نہیں ہوتا وہ خدا کا بھی شکر گزار نہیں ہوتا۔

اس کتاب کی ترتیب و تالیف میں جن حضرات نے علمی، عملی اور نیک دعاؤں اور تمناؤں کے ساتھ تعاون کیا ان کی بھی بصمیم قلب شکر گزار ہوں۔

سب سے پہلے میں اپنے مشفق استاد ڈاکٹر ظہور احمد اظہر کی شکر گزار ہوں جنہوں نے یہ مقالہ لکھنے کے دوران میری ہر ممکن مدد کی۔

پروفیسر عبدالقیوم صاحب جو میرے محترم استاد ہیں کی خدمت میں نذرانہ سپاس و تشکر پیش کرتی ہوں جن کی قدر نوازی اور جوہر شناسی نے کمال شفقت سے باتکریم انداز میں میری ہر مشکل کے وقت رہنمائی فرمائی اور میرا حوصلہ بڑھایا۔ انہوں نے میرے علوم کو جلا بخشی اور مجھ کو لکھنے پڑھنے کا راستہ بتایا۔ ان کا مشفقانہ سلوک میرے دل پر نقش ہے اور آئندہ بھی رہے گا۔

پروفیسر سید امجد الطاف صاحب جو میرے بزرگ ہیں ان کے مشورے ہر وقت شامل حال اور باعث اطمینان رہے۔ ان کی پدرانہ شفقت کے باعث میں نے ہمیشہ اپنے اندر آگے بڑھنے کا جذبہ کارفرما پایا۔

ان جلیل القدر ہستیوں کو چند الفاظ میں ہدیہ تشکر پیش کرتے ہوئے ایک اور قابل ستائش ہستی پروفیسر ڈاکٹر محمد سعد صدیقی صاحب جو میرے استاد بھی ہیں اور بھائی بھی۔ وہ شعبہ اسلامیات پنجاب یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں اگر میں ان کا شکریہ ادا نہ کروں تو یہ اپنے

Marfat.com

ساتھ بہت بڑی ناانصافی کروں گی۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد سعد صدیقی نے اپنی کثیر مصروفیات کے باوجود میرے لیے بہت وقت نکالا اور میری بھرپور مدد فرمائی۔

ایک قابل قدر ہستی رشید احمد صدیقی صاحب کی بے حد ممنوں ہوں جنہوں نے اس کتاب کو مرتب کرنے میں بھرپور تعاون کیا۔

ساتھ ہی اپنی والدہ محترمہ کی بھی تہہ دل سے ممنون و مشکور ہوں کیونکہ اسی ہستی کی حسن تربیت نے اللہ تعالیٰ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور بزرگان دین سے محبت کو میرا جزو حیات بنایا۔ میری والدہ کی دعاؤں کا بھی اس میں بہت بڑا ہاتھ ہے۔

اس کے علاوہ اپنے دونوں بھائی سیف الرحمٰن، سیف الرزاق، اپنی بہنوں نسرین سرور، سلمہ شمس، شاہدہ پروین، نصرت بٹ اور اپنے خاوند محمد عثمان کی بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی ترتیب و تالیف میں میرا بھرپور ساتھ دیا۔

اللہ تعالیٰ ان سب کو دونوں جہانوں کی خوشیوں سے نوازے آمین۔

میں تمام قارئین کرام سے التماس کرتی ہوں کہ اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں کہ مجھ سے اللہ تعالیٰ اسلام کی خدمت کا کام تاحیات لیتا رہے۔

وما توفیقی الا باللّٰہ علیۃ توکلت وھو رب العرش العظیم۔

ڈاکٹر شمیم روشن آرا

Marfat.com

مقدمہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہما سب مسلمانوں سے اعلیٰ و افضل ہیں۔اس لیے ان کو خیر البریہ کا خطاب دیا گیا ہے۔انبیاء علیہ السلام کے بعد جس گروہ کا درجہ دوسرے انسانوں سے افضل ہے وہ صحابہ کرام ہیں۔

انہی صحابہ میں ایک مشہور اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز ترین صحابی حضرت کعبؓ بن مالک ہیں۔وہ جلیل القدر صحابی بھی تھے اور شاعر رسول بھی۔آپ رضی اللہ عنہ نے بیک وقت سیف و قلم دونوں سے اللہ، رسول اور مسلمانوں کی خدمت کی۔آپ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان تین شعراء میں سے ایک شاعر ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کی مدافعت میں شعر کہے۔چونکہ آپ بیک وقت صاحبِ سیف بھی تھے اور مردِ میدان بھی۔ اس لیے آپؓ کو صاحب سیف و قلم کہا جاتا ہے۔

اس کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد محسوس ہوا کہ انہوں نے یہ مقالہ لکھنے میں ان تھک محنت کی ہے۔ان کا انداز بیان بہت اچھا ہے جو یقیناً قارئین کو اپنی طرف متوجہ کر لے گا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ کتاب ''حضرت کعبؓ بن مالک'' عوام و خواص دونوں کے لیے مفید ثابت ہوگی۔اس کتاب میں مصنفہ نے سب سے پہلے عرب کے جغرافیہ اور انصار مدینہ پر روشنی ڈالی ہے۔اس کے بعد حضرت کعبؓ کی حالات زندگی اور شاعری کے بارے میں مفصل بیان کیا ہے۔خاص طور پر ان کے شاعر رسول ہونے کو اجاگر کیا ہے۔ساتھ ہی شاعرانِ رسول حضرت حسان بن ثابت اور عبداللہ بن رواحہ سے ان کا تقابلی جائزہ پیش کیا ہے۔اس کے بعد چونکہ وہ راوی حدیث بھی ہیں اس لیے اس پر بھی طویل بحث کی ہے۔

Marfat.com

میں اس نیک مقصد میں کامیاب ہونے پر انہیں مبارک باد پیش کرتا ہوں اور بارگاہِ الٰہی میں دعا کرتا ہوں کہ انہیں آئندہ بھی یہ توفیق اور سعادت میسر رہے۔ وہ اسی طرح نبی کریم اور ان کے صحابہ کرامؓ کے بارے میں خدمات انجام دیتی رہیں۔ یہ ایک عظیم خدمت ہے اللہ اسے شرف قبولیت بخشے۔ آمین

ڈاکٹر محمد جمیل قریشی
سابق ڈائریکٹر پاکستان اٹامک انرجی کمیشن
نیوکلیر انسٹیٹیوٹ آف ایگریکلچر اینڈ بیالوجی (N.I.A.B) فیصل آباد
سابق ڈائریکٹر
انسٹیٹیوٹ آف فوڈ اینڈ ایگریکلچر (N.I.F.A)
پشاور

Marfat.com

باب اوّل

عرب کا جغرافیہ و انصار مدینہ

Marfat.com

عرب کا جغرافیہ اور انصار مدینہ

((عن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال:قسم اللّٰہ الارض نصفین فجعلنی فی خیرھما، ثم قسم النّصف علی ثلاثۃ فکنت فی خیر ثلث منھا، ثم اختار العرب من الناس، ثم اختار قریشاً من العرب ثم اختار بنی ھاشم من قریش ثم اختار قریشاً من العرب ثم اختار بنی ھاشم ثم اختارنی من بنی عبدالمطلب)) [1]

ترجمہ: ''محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے زمین کے دو برابر حصے کیے جو بہترین حصہ تھا مجھے اسی میں رکھا۔اس حصے کو بھی تین حصوں میں تقسیم کر دیا اور جو بہترین حصہ تھا مجھے اس میں رکھا۔ یہ تخییر کر لی تو اقوام عالم میں سے عرب قوم کو پسند فرمایا، عرب میں سے قریش کو، قریش میں سے بنی ہاشم کو، بنی ہاشم میں سے اولاد عبدالمطلب کو اور اولاد عبدالمطلب میں سے مجھ کو منتخب فرمایا''۔

رسول اللہ ﷺ کی حدیث مذکورہ کے بعد اب ہم دیکھیں گے کہ عرب کیا ہے اس کو کیوں اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندے کے لیے پسند فرمایا اور پھر عرب قوم میں قریش کو ہی کیوں یہ درجہ دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندے کو قریش کے قبیلہ بنی ہاشم میں مبعوث فرمایا۔اس سلسلے میں پہلے ہم عرب کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ عرب کیا ہے۔

Marfat.com

قرآن مجید میں لفظ ''عرب'' استعمال نہیں ہوا بلکہ حضرت اسماعیل کے مسکن کووادی غیرذی زرع (۲) کہا گیا ہے۔ جس کا مطلب ہے ایسی وادی کہ جہاں زراعت نہ ہوسکے)۔شروع میں اس غیرآباد ملک کا کوئی نام نہیں تھا۔اس لیے اس کا نام خود بخود ''غیرآباد ملک'' پڑ گیا۔تورات میں بھی حضرت اسماعیل کے آباد ہونے کی جگہ کو ''مدبار'' یعنی ''بیابان'' اور ''غیرآباد قطعہ'' کہا گیا ہے۔ بقول علامہ شبلی عرب قوم فصیح اللسان تھی اس لیے اس نے اپنا نام عرب رکھا اور اپنے سوا تمام دنیا کو ''عجم'' کے نام سے پکارا۔ (۳)

جغرافیائی حدود

عرب کا پہلا نام عربہ اور عروبۃ تھا۔ (۴) جو تحقیقاً بعد کو عرب بولا جانے لگا، طبعی حدود کے لحاظ سے عرب جزیرہ نما ہے اس لیے اہل عرب اس کو ''جزیرۃ العرب'' کہتے ہیں۔ (۵) اس کے تین طرف سمندر ہے اور چوتھی جانب Syrian desert ہے (۶)۔ بیان کیا گیا ہے کہ جزیرۃ العرب کی شکل ایک بے قاعدہ چوکور کی ہے (۷) جس کا طول شمال مغرب سے جنوب مشرق کی جانب تقریباً ۲۲۰۰ کیلومیٹر اور عرض تقریباً ۱۲۰۰ کیلومیٹر ہے۔اس چوکور کے مکمل ہونے میں عمان کا آگے کو بڑھا ہوا حصہ اثر انداز ہوتا ہے۔ جزیرہ نمائے عرب کی حد بندی مغرب، جنوب اور مشرق میں بہت واضح طور پر خلیج عدن، بحیرہ عرب، خلیج عمان اور خلیج سے فارس تک ہوتی ہے۔شمال کے بارے میں خود عربوں میں اختلاف ہے (۸)۔

شیخ عنایت اللہ نے عرب کے جغرافیہ کی بابت لکھا ہے (۹):

Arabia is a great squared-ended peninsula which is situated at the south-western corner of Asia, its mean breadth being about 700 miles and its extreme length about 1200 miles. It is the largest peninsula in the world having an area of about 1000000 squares miles.

Marfat.com

جرجی زیدان لکھتے ہیں:

اذا اريد ببلاد العرب جزيرة هم فقط فحدودها الطبيعة اربعة: شرقی شمالی يبدأ فی الجنوب بخليج فارس من شواطی، عمان فالبحرين الی مصب الفرات ودجلة ثم علی طول الفرات الی اعالی سوريا۔ وغربی شمالی ..... من الفرات شرقی سويا و فلسطين الی خليج العقبة وشرقی جنوبی علی طول البحر الاحمر الی باب المندب، و جنوبی غربی هو بحر العرب علی شواطیءِ اليمن و حضر موت والشحر الی شواطی، عمان۔[10]

ترجمہ: ''جب بلادعرب سے صرف ان کا جزیرہ مرادلیا جائے تو اس کے حدود اربعہ اس طرح ہوں گے۔شمال مشرقی جانب خلیج فارس کے جنوبی حصہ سے ابتدا ہوگی۔عمان کے دوکونوں اور دجلہ وفرات کے بحرین کے کنارے سے ہوکر فرات کے کنارے کنارے شام کے علاقہ تک، اورشمال مغربی علاقہ سوریا کے مشرقی علاقہ میں فرات کے کنارے اور فلسطین سے ہوتا ہوا خلیج عقبہ پر منتہی ہوتا ہے اور جنوب مشرقی علاقہ میں بحر احمر کے کنارے کے ساتھ باب المندب تک حدود ہیں۔ جنوب مغرب میں بحر احمر، یمن اور حضر موت کے دو کناروں پر اور عمان کے ساحل تک اس کی حدود ہیں۔''

The New Encyclopaedia Britannica میں عرب کے جغرافیہ کی بابت لکھا ہے:[11]

"One of the great desert regions of the world, the Arabian desert occupies almost the entire Arabian Peninsula. Covering an area of about 900,000 square miles (23,31,000 square

Marfat.com

Kilometer). It is bordered on the west by the Red Sea, on the north by the Syrian desert, on the south by the Arabian sea and the Gulf of Aden, and on the east and north east by the Persian Gulf, the Gulf of Oman, and the Arabian Sea."

آب وہوا

موسم گرما کی حرارت سارے جزیرہ نما میں بہت شدید ہوتی ہے اور گرم ترین مقامات میں ۵۰ درجے سینٹی گریڈ تک پہنچ جاتی ہے۔ اندرون ملک کے بیشتر حصے خشک ہیں، جس کی وجہ سے ان علاقوں میں گرمی ناقابل برداشت ہوتی ہے۔ ساحلوں کے ساتھ ساتھ بعض جنوبی بلند علاقوں میں موسم گرما میں نمی بہت زیادہ اور مضمحل کر دینے والی ہوتی ہے۔ کہر اور اوس مرطوب خطوں میں بہت عام ہے لیکن عرب کے اندرونی حصوں میں پورے سال سورج چمکتا رہتا ہے۔ خزاں اور بہار میں بہت سے دن ٹھنڈے یا معتدل طور پر گرم ہوتے ہیں۔ سردی کا موسم ٹھنڈا ہوتا ہے لیکن زیادہ سخت سردی صرف بلندتر مقامات پر پڑتی ہے۔ (۱۲)

عرب کے مقدس شہر

قدیم اہل جغرافیہ عربستان کے اندرونی جغرافیائی حالات سے ناواقف نہ تھے۔ یونانی اور رومی بھی اس کی ملکی تقسیم کو اچھی طرح نہیں جانتے تھے۔ اسی وجہ سے ہیرودتس یونانی مؤرخ جس نے مصر اور آزربائیجان کے ملک کی خوب سیاحت کی۔ اس نے وہاں کے باشندوں کی عادات واخلاق مفصل لکھے ہیں (۱۳)۔ لیکن جزیرۃ العرب کے حالات نہایت مختصر عبارت میں لکھ کر خاموش ہوگیا۔ اس کے بعد ایراتستنیس، اغاتارشید، بلبناس، اربان، استرابون، ڈیوڈورساکن جزیرہ سیسلیا نامی مؤرخین پیدا ہوئے (۱۴)۔ اگرچہ انہوں نے اور ہیرودتس نے ملک عرب کے کسی قدر زائد حالات لکھے ہیں۔

بظاہر حالات متقدمین میں بطلیموس القلوزی عربستان کے حالات سے زیادہ

Marfat.com

واقف نظر آتا ہے مگر باوجود اس کے اس نے عرب کی جو تقسیم کی وہ صرف اجتہادی اور قیاسی ہے۔ اس لیے عرب جغرافیہ نویس اس کا کچھ اعتبار نہیں کرتے۔ اس نے عربستان کے تین بڑے بڑے حصے حجاز، نجد اور یمن بتائے ہیں (۱۵)۔

جب کہ عرب جغرافیہ نویسوں نے عرب کے طبعی حدود کی وجہ سے اس کی تقسیم کی ہے۔ عرب، عراق اور عرب شام کو چھوڑ کر اس کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ تہامہ، حجاز، نجد، یمن اور عروض (۱۶) لیکن اہل جغرافیہ کے نزدیک اب تہامہ کوئی مستقل صوبہ نہیں ہے (۱۷)۔

قال یعقوب بن محمد سألت المغیرة بن عبدالرحمن عن جزیرة العرب فقال مکة والمدینة والیمامة والیمن۔ وقال یعقوب والعرب اول تهامة۔ (۱۸)

ترجمہ: ''یعقوب بن محمد نے کہا کہ میں نے مغیرہ بن عبدالرحمٰن سے جزیرہ عرب کی بابت دریافت کیا تو انہوں نے کہا اس سے مکہ معظّمہ، مدینہ منورہ، یمامہ اور ارض یمن مراد ہے اور یعقوب نے کہا عرب سے مراد تہامہ کا ابتدائی حصہ ہے۔''

مکہ کا اصل نام بکہ ہے۔ (۱۹) معجم البلدان میں کئی روایتوں سے بیان کیا گیا ہے کہ بکہ صرف حدود کعبہ تک ہے اور باقی شہر مکہ ہے واللہ اعلم (۲۰)۔ قرآن مجید میں اس کا نام ''ام القریٰ'' (۲۱) بھی آیا ہے۔ قدیم زمانے میں اس کو مکورابہ (Macoraba) (۲۲) کہتے تھے۔ درحقیقت یہ شہر ساری آبادیوں کی ماں ہے اسی کے بطن سے توحید کا چشمہ جاری ہوا ہے جو آج بھی کروڑوں فرزندان آدم کی روحانی اور اخلاقی زندگی کو سیراب کر رہا ہے۔

مکہ لفظ ''مک'' سے مشتق ہے اور مک دھکیلنے اور جذب کرنے کو کہا جاتا ہے۔ چونکہ یہ شہر بہت زیادہ آباد ہے۔ چلنے اور طواف کرنے میں لوگ ایک دوسرے کو دھکیلتے ہیں اور اس کی یہ صفت بھی ہے کہ گناہگار انسانوں کو جذب کر لیتا ہے۔ علاوہ ازیں مکہ

Marfat.com

ایسی جگہ کو کہا جاتا ہے جہاں پانی کی قلت ہو۔ نیز ظالم اور جابر کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ ان وجوہ کی بنا پر اسے مکہ کہا جاتا ہے۔ مکہ ایسی جگہ کو بھی کہا جاتا ہے جو اپنی مقناطیسی قوت سے لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لے اور اسے مکہ کہنے کی وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ یہ شہر کرہ ارضی کے وسط میں واقع ہے اور دنیا بھر کے دریاؤں اور چشموں کے پانی کا منبع بھی ہے۔ اس طرح تمام روئے زمین مکہ مشرفہ کے پانی سے سیراب اور فیض بار ہو رہی ہے۔ (۲۳)

یہاں عزت والا گھر بھی ہے جس کو خانہ کعبہ کہتے ہیں۔ اس کی تعریف قرآن مجید کی سورۂ آل عمران میں بیان ہوئی ہے۔

مکہ مکرمہ

﴿ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّةَ مُبٰرَکًا وَّ ھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ وَ مَنْ دَخَلَهٗ کَانَ اٰمِنًا ؕ وَ لِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا ؕ وَ مَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ۝ ﴾ (۲۴)

[آل عمران:۹۶]

ترجمہ: ''لوگوں (کی عبادت) کے واسطے جو گھر سب سے پہلے بنایا گیا وہ تو یقیناً یہی (کعبہ) ہے جو مکہ میں بڑی خیر و برکت والا اور سارے جہان کے لوگوں کا رہنما، اس میں (حرمت کی) بہت سی واضح اور روشن نشانیاں ہیں جیسے مقام ابراہیم ہے اور جو اس گھر میں داخل ہوا امن میں آ گیا اور لوگوں پر واجب ہے کہ محض خدا کے لیے خانہ کعبہ کا حج کریں جنہیں وہاں تک پہنچنے کی استطاعت ہو اور جس نے (باوجود قدرت حج سے) انکار کیا تو (یاد رکھیے کہ) خدا سارے جہاں سے بے پروا ہے۔''

Marfat.com

مکہ کی جغرافیائی حدود

اس شہر کا عرض ۲۱ درجہ ۳۸ دقیقہ اور طول ۴۰ درجہ ۹ دقیقہ ہے۔ سطح آب سے تقریباً ۳۳۰ میٹر بلند ہے۔ چاروں طرف پہاڑوں کے قدرتی دیواریں کھنچی ہوئی ہیں۔ مشرق اور مغرب میں تقریباً ۳۰ کلومیٹر لمبا اور جنوب اور شمال میں تقریباً ڈیڑھ کلومیٹر چوڑا ہے۔ مشرقی سلسلہ اور شمالی سلسلہ جبل خلیج (فلق) (۲۵) جبل قیقعان (۲۶)، جبل ہندی (۲۷)، جبل لعلع (۲۸)، جبل کداء (۲۹) سے مرکب ہے۔ آخر الذکر پہاڑ وہی ہے جس کی راہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن داخل ہوئے تھے۔ جنوبی حصہ جبل ابوحدیدہ، جبل کدی (۳۰) اور جبل ابی قبیس (۳۱) کے بعض سلسلہ سے مرکب ہے۔ مشرق میں جبل ابی قبیس اور اس کے پیچھے جبل خندمۃ (۳۲) اور مغرب میں جبل عمر (۳۳) واقع ہے۔

مکہ کے پہاڑوں میں ایک پہاڑ جبل ابوقبیس (۳۴) ہے کہا جاتا ہے کہ خدا نے سب سے پہلے اس پہاڑ کو پیدا کیا تھا اور اس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حج کی منادی کی تھی۔ ابتدائے اسلام میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ اسی پہاڑ پر کھڑے ہو کر اذان دیا کرتے تھے۔ (۳۵)

مکہ کی آبادی

مؤرخین عرب مکہ کی مردم شماری ایک لاکھ نفوس بتاتے ہیں۔ برک ہارٹ کے اندازے کے مطابق بیس ہزار سے زیادہ مردم شماری نہیں ہے۔ Colliers Encyclopaedia کے مطابق مکہ کی آبادی ۱۹۶۵ء میں ۱۷۵,۰۰۰ تھی۔ The World Book Encyclopaedia میں ۲۵۰,۰۰۰ بتائی ہے۔ جب کہ New age Encyclopaedia میں ۱۲۵,۰۰۰ لکھی ہوئی ہے۔ (۳۶)

Marfat.com

مکہ کی فضیلت

مکہ مکرمہ کی فضیلت کے بارے میں حضرت محمد ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کی پیدائش ہی کے دن اس شہر مکہ معظّمہ کو حرمت والا بنا دیا ہے اور انشاء اللہ قیامت تک باحرمت رہے گا۔ (۳۷) حضرت محمد ﷺ کو مکہ مکرمہ سے اس قدر محبت تھی کہ ہجرت کے وقت مکہ سے مخاطب ہو کر کہا ''اے مکہ خدا کی قسم تو اللہ تعالیٰ کی بہترین زمین ہے تو اسے بہت ہی پسند ہے۔ اگر مجھے یہاں سے نکالا نہ جاتا تو میں کبھی نہ نکلتا۔''(۳۸)

اس حدیث کو اس طرح بیان کیا گیا ہے:

''قال رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وھو علی ناقۃ واقف بالجزورۃ یقول واللّٰہ انّک لخیر ارض اللّٰہ واحبّ أرض اللّٰہ الی واللّٰہ ولو لا انی اخرجت منك ما خرجت۔ (۳۹)

ترجمہ: ''آنحضرت ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار تھے۔ جزورہ (مکہ میں ایک مقام ہے) میں فرماتے ہیں قسم خدا کی تو بے شک اللہ کی ساری زمین سے بہتر ہے اور اللہ کو ساری زمین سے زیادہ تو پسند ہے اور اگر میں تجھ سے نکالا نہ جاتا (جبر سے مشرکوں کے) تو میں نہ نکلتا (بلکہ مکہ میں ہی رہتا)''

مکہ ہی وہ مقدس شہر ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا گھر ہے۔ جس کی عظمت کے متعلق خود قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

''اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ o فِیْہِ اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰھِیْمَ وَ مَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا''۔ (۴۰)

Marfat.com

ترجمہ: ''بے شک سب سے پہلے مکان جو لوگوں کے واسطے مقرر کیا گیا تھا وہ مکہ میں ہے۔ جو برکت والا ہے اور جہاں بھر کے لوگوں کا رہنما ہے۔ اس میں اللہ کی کھلی ہوئی نشانیاں ہیں۔ مقام ابراہیم ہے اور جو اس میں داخل ہو جاتا ہے اس کو امن مل جاتا ہے۔''

سب سے پہلے خدا کے حکم سے کعبہ کی تعمیر ملائکہ نے بیت المعمور میں کی اور فرشتوں نے اس کا طواف کیا۔ (۴۱)

مدینہ منورہ

حضرت محمد ﷺ کی ہجرت سے پہلے اس کا نام یثرب تھا۔ (۴۲) جو ہجرت کے بعد مدینۃ النبی کے نام سے مشہور ہو گیا (۴۳) اور کثرت استعمال سے صرف مدینہ استعمال ہونے لگا۔ یثرب کا نام مدینہ تقریباً ۶۰۰ ق م میں رکھا گیا (۴۴)۔ قرآن مجید میں یثرب اور مدینہ دونوں نام آئے ہیں۔

یثرب مصری لفظ تھربیس کی تعریف ہے۔ (۴۵) کہتے ہیں کہ اولاد نوح میں سے ایک شخص یثرب نامی یہاں آ کر آباد ہوا۔ اس لیے اس نے اپنے نام پر اس شہر کا نام یثرب رکھا۔ بعض علمائے تاریخ کا اس میں اختلاف ہے کہ یثرب خاص مدینہ پاک کا نام ہے یا اس طرف کا جو احد پہاڑ کی غربی جانب میں واقع ہے جس میں کثرت سے کھجور کے درخت اور چشمے تھے۔ بعض علمائے تاریخ کہتے ہیں کہ یثرب اس ناحیہ کا نام ہے جو مغرب کی طرف جبل احد میں واقع ہے اور اس میں چشمے اور کھجور کے درخت ہیں۔

مدینہ کے نام

مدینہ کے سو نام بتائے جاتے ہیں بعض علماء اس سے بھی زیادہ اور بعض اس سے کم بتاتے ہیں (۴۶) تاہم طابہ، طیبہ، طائبہ، زیادہ مشہور نام ہیں۔ اس کا مطلب ہے نجاست سے پاک شہر (۴۷) حدیث میں آیا ہے۔

Marfat.com

ان اللّٰہ أمرنی ان اسمی المدینة طابة۔ (۴۸)

''اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں مدینہ طیبہ کا نام طابہ رکھوں''۔

جابرو جبارہ بھی اس کے نام ہیں۔ محبہ وحبیبہ ومحبوبہ اس کے خاص نام ہیں۔ مدینہ کے باغات اور سبزہ کی کثرت کی وجہ سے اس کا نام حسنہ رکھا گیا ہے۔ اس شہر کی خیر و برکت کی وجہ سے اس کا نام خیرہ بھی ہے۔ شافیہ بھی مدینہ کا نام ہے کیونکہ مدینہ کی مٹی میں شفا ہے اس لیے اس کا نام ''شافیہ'' رکھا گیا۔ ایک نام ''عاصمہ'' بھی ہے کیونکہ یہاں آ کر مہاجرین محفوظ ہو گئے تھے۔ اس لیے اس کا نام ''عاصمہ'' ہے۔ فاضحہ یعنی بداعتقاد اور بدکار شخص مدینہ میں نہیں رہ سکتا۔ ''مومنہ'' اہل ایمان کی رہائش گاہ ہے۔ یہاں برکات نازل ہوتی ہیں۔ اس لیے اس کا نام ''مبارکہ'' ہے۔ مدینہ کا نام ''مجبورہ'' بھی ہے، کیونکہ یہاں بکثرت نباتات ہوتی ہے اس لیے اس کا یہ نام پڑ گیا۔ اس کے علاوہ اس کے نام محروسہ، محفوظہ، محفوفہ، مرحومہ، مرزوقہ، مسکینہ، مسلمہ، مطیبہ، مقدسہ، مقر بھی ہیں۔ (۴۹)

مدینہ کا جغرافیہ

یہ شہر سمندر کی سطح سے ۶۱۹ میٹر بلند ہے اور طول ۳۹ درجہ ۵۵ دقیقہ اور عرض ۲۴ درجہ ۱۵ دقیقہ شمال خط استوا پر واقع ہے۔ گرمی میں یہاں درجہ حرارت ۴۸ تک بڑھتا ہے اور جاڑوں میں دن کو صفر سے دس درجہ اوپر اور رات کو صفر سے پانچ درجہ نیچے ہوتا ہے (۵۰)۔

مدینہ منورہ کی اہمیت

الکامل لابن اثیر میں واقعہ معراج سے متعلق حدیث میں بیان ہوا ہے کہ:

''انزل فصل فنزلت فضليت، فقال: هذه طيبة واليها المهاجر۔''(۵۱)

ترجمہ: ''میں اترا اور میں نے نماز پڑھی۔ جبریل نے کہا کہ یہ طیبہ یعنی مدینہ طیبہ ہے اور یہیں ہجرت کر کے آنا ہے۔''

Marfat.com

یثرب جس کو بعد میں مدینۃ النبی اور آخر میں صرف مدینہ کہا جانے لگا۔ حضور سرورعالم ﷺ کو اس قدر محبوب تھا کہ آپ ﷺ نے دعا فرمائی:

"عن علی رضی اللّٰہ عنہ قال خرجنا مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حتی اذا کان بحرۃ السقیاء التی کانت لسعد بن ابی وقاص فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ایتونی بوضوء فتوضاً ثم قام فاستقبل القبلۃ فقال اللھم انّ ابراھیم کان عبدك وخلیلك و دعا لاھل مکہ بالبرکۃ و انا عبدك و رسولك ادعوك لاھل المدینۃ ان تبارك لھم فی مدھم وصاعھم مثلی مابرکت لاھل مکۃ مع البرکۃ برکتین۔"(۵۲)

ترجمہ: "علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہم لوگ آنحضرت ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے۔ جب سقیا گاؤں کے سنگریزے زمین پر پہنچے جو سعد ابن ابی وقاص کی تھی تو آنحضرت ﷺ نے پانی طلب فرمایا اور وضو کیا اور پھر قبلے کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوئے اور کہا "اے اللہ برکت دے ہمارے لیے ہمارے صاع میں اور برکت دے ہمارے لیے ہمارے مد میں۔ اے اللہ بے شک ابراہیم تیرے بندے تیرے خلیل اور تیرے نبی تھے اور میں دعا کرتا ہوں تجھ سے مدینہ کے واسطے اس مقدار میں کہ ابراہیم نے تجھ سے دعا کی تھی مکہ کے واسطے اور اس کے مثل اس کے ساتھ۔"

حدیث میں ہے:

"قال رسول اللّٰہ ﷺ: مابین لا بتمیھا حرام۔"(۵۳)

ترجمہ: "آنحضرت ﷺ نے فرمایا: مدینہ کی زمین پتھریلے میدانوں میں حرم ہے۔"

اسی طرح حدیث میں ہے:

"حرم ابراھیم مکۃ وحرمی المدینۃ" (۵۴)

Marfat.com

ترجمہ: ''حضرت ابراہیم نے مکہ کو حرم بنایا اور میرا حرم مدینہ ہے۔''

مدینہ منورہ کی جو محبت اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے دل میں ڈال دی تھی اس کی کئی روایات ہیں۔ حضور ﷺ نے کہا جو شخص مدینہ میں مرنے کی طاقت رکھتا ہے اسی جگہ مرے وہ شرف شفاعت اور میری شہادت باسعادت سے مشرف ہوگا۔

''عن ابن عمر قال قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم من استطاع ان یموت بالمدینۃ فلیت بھا فانی اشفع لمن یموت بھا۔'' (۵۵)

ترجمہ: ''ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا اگر کسی شخص کو مدینہ میں مرنے کا موقع مل سکتا ہے تو وہ کوشش کرے کہ یہاں ہی مرے کیونکہ یہاں کے مرنے والوں کی میں شفاعت کروں گا''۔

ایک اور حدیث میں ہے:

''عن ابن عمر ان مولاۃ لہ اتتہ فقالت اشتد علی الزمان و انی ارید ان اخرج الی لعراق قال فھلا الی الشام ارض المنشر واصبری لکاع فانی سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول من صبر علی شدتھا ولا وآئھا کنت لہ شھید او شفیعاً یوم القیمۃ۔ (۵۶)

ترجمہ: ''ابن عمر سے روایت ہے کہ میری ایک آزاد کردہ لونڈی میرے پاس آ کر کہنے لگی کہ مجھے یہاں بڑی تنگی ہے۔ لہٰذا میں سوچ رہی ہوں کہ عراق چلی جاؤں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ شام کیوں نہیں جاتی۔ اس لیے کہ محشر وہیں برپا ہوگا۔ اے بیوقوف صبر کر کیونکہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص مدینہ کی تکالیف اور بھوک کو برداشت کرے گا روز قیامت میں اس کا شفیع ہوں گا۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

Marfat.com

"عن ابی هريرة رضی اللّٰه تعالی عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم علی أنقاب المدينة ملائكة لا يدخلها الطاعون ولا الدجال۔ (۵۷)

ترجمہ: "ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ کے ناکوں پر فرشتے ہیں اس لیے اس میں طاعون اور دجال نہیں آ سکتا۔"

مدینہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"عن زيد بن ثابت رضی الله تعالی عنه عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال انها طيبة يعنی المدنية وانها تنفی الخبث كما تدفی النار خبث الفضة۔ (۵۸)

ترجمہ: "زید بن ثابت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ طیبہ ہے یعنی مدینہ اور پہلے پہل یہ مدینہ میل کو دور کرتا ہے جیسے آگ چاندی کی میل کو دور کرتی ہے۔"

عن ابی عبداللّٰه القراظ انه قال اشهد علی ابی هريرة رضی اللّٰه تعالی عنه انه قال قال ابوالقاسم صلی اللّٰه علیه وسلم من اراد اهل هذه البلدة بسوء يعنی المدينة آزابه اللّٰه كما يذوب الملح فی الماء۔ (۵۹)

ترجمہ: "ابوعبداللہ قراظ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ارادہ اس شہر والوں کی (یعنی مدینہ والوں کی) برائی کا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسا گھلا دیتا ہے جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔"

مدینہ کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:

"عن ابی هريرة قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم آخر قرية من قری الاسلام خرابا المدينة۔" (۶۰)

ترجمہ: "ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ

Marfat.com

منورہ اسلام کے تمام شہروں میں سب کے بعد تباہ ہوگا۔"

اسی طرح رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اے خدا میری موت مکہ میں مت کر اور میری روح سوائے مدینہ کے مت نکال۔ جذب القلوب میں ہے کہ جب سرور عالم ﷺ کسی سفر سے واپس تشریف لاتے تھے اور جب مدینہ کے قریب پہنچتے تو اپنی سواری کو حرکت دے کر تیز کر لیتے تھے۔ یہ اس لیے تھا کہ آپ ﷺ وفور شوق سے بے چین ہو جاتے تھے کہ کسی طرح جلد از جلد مدینہ میں داخل ہو جائیں۔ آپ ﷺ کا قلب مبارک یہاں پہنچ کر سکون پاتا تھا۔ شانہ مبارک سے چادر بھی نہ اتارتے اور فرماتے تھے کہ یہ ہوائیں طیبہ ہیں۔ (۶۱) جو گرد و غبار آپ ﷺ کے چہرہ انور پر پڑ جاتا اس کو صاف نہ فرماتے۔ اگر صحابہ میں سے کوئی شخص اپنے چہرے اور سر کو گرد و غبار کی وجہ سے چھپاتا تو آپ ﷺ منع فرماتے اور کہتے کہ خاک مدینہ میں شفا ہے جیسا کہ اس کے نام شافیہ سے ظاہر ہے۔ (۶۲)

حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ سے ہجرت کا ارادہ فرمایا تو بارگاہ خداوندی میں یہ دعا فرمائی۔

"اللّٰھم ان اخرجتنی من احب البقاع الی ماسکنی فی احب البقاع الیک۔ (۶۳)

ترجمہ: "اے اللہ اگر تو اس مقام سے جو میرے نزدیک محبوب ترین مقامات میں سے ہے باہر لاتا ہے تو پھر مجھے اس جگہ سکونت عطا فرما جو مقام تیرے نزدیک تمام مقامات سے محبوب ترین ہو۔"

اگلی حدیث میں اپنی جائے ہجرت کی نشاندہی کرتے ہیں۔

عن ابی ھریرہ رضی اللّٰہ عن یقول رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم امرت بقریۃ تاکل القری یقولون یثرب وھی المدینۃ تنفی الکبر خیث الحدید (۶۴)۔

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے (یعنی ہجرت کا) ایسے قریۃ کی طرف جو سب قریوں کو کھا

Marfat.com

جائے گا۔لوگ اسے یثرب کہتے ہیں اور وہ مدینہ ہے اور لوگوں کو ایسا
چھانٹتا ہے جیسے لوہے کی بھٹی میل چھانٹتی ہے۔''

فرشتوں کو بھی اس شہر مدینہ سے اس قدر محبت ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان کا فرشتہ جو ایمان والوں کے دلوں پر ایمان القا اور الہام کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ میں مدینہ کا رہنے والا ہوں اور ہرگز اس شہر سے باہر نہ جاؤں گا، جب اس بات کو حیا کے فرشتہ نے سنا تو کہنے لگا کہ میں بھی تیرے ساتھ ہوں اور کبھی تجھ سے جدا نہ ہوں گا (۶۵)۔

یمن

یمن اور برکت کے سبب سے اس کا نام ''یمن'' ہوا ہے۔ (۶۶) یمن عرب کا سب سے زیادہ سرسبز، آباد، وسیع اور سب سے زیادہ متمدن صوبہ ہے۔ یہ اسلام سے پہلے بھی اور اسلام کے بعد بھی علم کا مرکز رہا ہے۔ اس کی تاریخ نہایت قدیم ہے۔ اس لیے زیادہ معلوم نہیں۔ عمارات اور قلعوں کے آثار کافی ملتے ہیں جو ان کے قدیم شاندار تمدن کا پتہ دیتے ہیں۔

صوبہ یمن کی حدود مختلف زمانوں میں مختلف رہی ہیں تاہم اس کی طبعی حدود یہ ہیں۔ جنوب میں بحر عرب، مغرب میں بحر احمر، شمال میں حجاز، نجد اور یمامہ اور مشرق میں عمان و بحرین ہیں (۶۷)۔

یمامہ

یمامہ کے مشرق میں عمان اور بحرین، مغرب میں حجاز اور بعض حصہ میں یمن، جنوب میں احقاف یا اربع الغالی، شمال میں نجد یمامہ کا وہ حصہ جو نجد سے متصل ہے آباد اور سرسبز ہے۔ (۶۸)

آل ابراہیم

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تین بیویاں تھیں۔ سارہ، ہاجرہ اور قطورا۔

Marfat.com

حضرت سارہ کے بیٹے کا نام حضرت اسحاق علیہ السلام تھا۔ پھر حضرت اسحاق کے دو بیٹے تھے۔ حضرت یعقوب اور عیسو جن کا لقب ادوم تھا۔ ادوم اپنے بھائی سے ناراض ہو کر چچا اسماعیل کے پاس چلے گئے تھے۔ بعد میں ادوم کی شادی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی صاحبزادی (جس کا نام تورات میں ایک جگہ باسمہ اور دوسری جگہ محلاۃ آیا ہے) سے ہوئی تھی۔

قطورا کی تمام اولادوں کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرب میں ہی بسایا۔ ان میں سے ایک مدین بھی تھے۔ (۶۹)

حضرت ہاجرہ کا صرف ایک بیٹا تھا حضرت اسماعیل علیہ السلام جن کا نکاح فصاض رئیس جرہم کی بیٹی سے ہوا تھا۔ (۷۰) انہوں نے بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حکم سے عرب میں ہی سکونت اختیار کر لی۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارہ بیٹے اور ایک بیٹی تھی جو اپنے چچا زاد جس کا نام عیسو (ادوم) تھا، سے بیاہی گئی تھی۔ (۷۱)

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بیٹوں کے نام یہ تھے۔ نیابوط، قیدار، اوبائیل، مبشام، مشاع، دوما، ہشا، حدر، تیما، یطور، نفیس، قیدماہ۔ (۷۲)

الکامل میں اس طرح بیان کیے گئے ہیں۔ نابت، قیذار، اذیل، میشار، مسمع، رما، ماش، آزر، قطورا، قافش، طمیا، قیدمان۔ (۷۳)

خدا کے فرمان کے مطابق اپنے خاندان کے بارہ رئیس تھے۔ یہ تمام بھائی باپ کے زمانہ میں کافی عرصہ تک حجاز میں مقیم رہے۔ ان میں سب سے بڑا نیابوط اور ان سے چھوٹا قیدار تھا۔

قیدار کی نسل میں سب سے اہم شخصیت عدنان کی ہے۔ عدنان کے بیٹے معد تھے جن کے دو بیٹے تھے۔ ایک کا نام نزار تھا۔ جس کے پانچ بیٹے تھے۔ انمار، ایاد، ربیعہ، قضاعہ، مضر، (۷۴) ارض القرآن میں ہے کہ مضر کی شاخ متعدد وسیع خاندانوں میں منقسم ہوگئی جن میں سے ایک قریش کا خاندان ہے۔ (۷۵) قریش کے بانی فہر تھے۔ (۷۶) جن کا لقب قریش تھا۔ فہر یعنی قریش کا سلسلہ نسب حسب ذیل ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔

Marfat.com

نسب نامہ

قریش کے اس نسب نامہ کو دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول پورا ہوتا ہے کہ خداوند عالم نے عربوں میں قریش کو اور قریش میں بنو ہاشم کو اور بنو ہاشم میں سے مجھ کو پسند فرمایا ہے (۷۷)۔

قریش (فہر)

Marfat.com

اُلسنۃ العرب

جغرافیائی حیثیت سے سامی زبانوں کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے:

① .....عربی: آرامی، ثمودی، مدیانی، نبطی، عدیانی، سبائی، حمیری، حبشی وغیرہ۔

② .....بابلی: آرامی، کلدانی، سریانی

③ .....شامی: آرامی، فینیقی، عبرانی، تدمری (۷۸)

''تاریخ العرب قبل الاسلام'' میں جواد علی کے مطابق بعض علماء الساميات اللغات السامیہ نے سامی زبانوں کو چار حصوں میں اس طرح تقسیم کیا ہے۔

① .....المجموعة السامية الشرقيه= بابلى، آشوريه

② .....المجموعة الشمالية= امورية، أرمية

③ .....المجموعة الغربية = كنعانية، عبرانية، موابية، فينيقية

④ .....المجموعة الجنوبيه = معينية سبئيه، ثيوبية، عربية، مهرية۔ (۷۹)

أديان العرب

عرب میں اسلام سے قبل مختلف قسم کے لوگ آباد تھے مثلاً اجسام پرست (۸۰)، ستارہ پرست، بت پرست اور ارواح پرست۔ نیز ابراہیمی، موسیٰ (۸۱) عیسوی اور ملحد و دھریہ فرقہ کے لوگ موجود تھے۔ لیکن ان کا عام قومی مذہب ستاروں اور روحوں کے خیالی مجسموں کی پرستش تھی۔

انصار کی فضیلت

ازروئے قرآن

اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں فرماتے ہیں۔

Marfat.com

﴿ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ﴾ (۸۲)

[الحشر ۹]

ترجمہ: ''اور (ان کا بھی حصہ ہے) جو لوگ مہاجرین سے پہلے (ہجرت کے) گھر (مدینہ) میں مقیم اور ایمان میں (مستقل) رہے اور جو لوگ ہجرت کر کے ان کے پاس آئے۔ ان سے محبت کرتے ہیں اور جو کچھ ان کو ملا اس کی اپنے دلوں میں کچھ غرض نہیں پاتے اور اپنے اوپر ان کو ترجیح دیتے ہیں۔ اگر چہ اس ایثار کی وجہ سے خود مشکل کا شکار ہو جائیں۔''

از روئے حدیث

'' قال محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ولولا الهجرة لكنت امرأ من الانصار۔ (۸۳)

ترجمہ: ''حضرت محمد ﷺ نے فرمایا: اگر میں ہجرت نہ کرتا تو میں بھی انصار کا ایک آدمی ہوتا۔''

انصار ناصر کی جمع ہے ناصر کے معنی مددگار کے ہیں۔ یہ لقب ان مسلمانوں کا ہے جو اوس یا خزرج کے قبیلے میں مدینہ منورہ میں رہتے تھے۔ جنہوں نے آنحضرت ﷺ اور مہاجرین کو پناہ دی اور آپ ﷺ اور مہاجرین کی مال و جان دونوں سے مدد کی۔

'' عن انس رضی اللّٰہ عنه قال: رأى النبى صلى اللّٰہ عليه وسلم النساء والصبيان مقبلين ۔ فقام النبى صلى اللّٰہ عليه وسلم فقال: اللهم أنتم من أحب الناس الى، قالها ثلاث مرار۔'' (۸۴)

Marfat.com

ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (انصار کے) بچوں اور عورتوں کو آتے دیکھا تو کھڑے ہو گئے اور فرمایا خدا کی قسم تم لوگوں میں مجھے سب سے زیادہ عزیز ہو۔ اسی طرح تین مرتبہ فرمایا۔''

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

'' عن انس بن مالك رضی اللّٰه عنه، عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال: آیة الایمان حب الانصار، وآیة النفاق بغض الانصار۔'' (۸۵)

ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے اور انصار سے بغض رکھنا نفاق کی نشانی ہے۔''

زید بن ارقم سے روایت ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے لیے دعا فرمائی:

'' عن زید بن أرقم قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اللّٰهم اغفر للانصار ولأ بناء الأنصار و أبناء أبناء الأنصار۔'' (۸۶)

ترجمہ: ''زید بن ارقم سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ انصار کو، انصار کے بیٹوں کو اور انصار کے پوتوں کو بخش دے۔''

انصار کا تمدن

چونکہ انسان ابتداء سے ہی مل جل کر رہنا پسند کرتا ہے اس لیے وحشی قبائل بھی ایک نظام کے تحت زندگی بسر کرتے تھے۔ ان میں ایک سردار ضرور ہوتا تھا پھر جب تمدن پھیلتا گیا اور وحشت کم ہو گئی تو مدینہ کے لوگوں میں بھی تہذیب و ثقافت بڑھتی گئی۔

چونکہ انصار کے قبائل باہم متحد رہتے تھے اس لیے ان میں ایک شخص سردار کی حیثیت رکھتا تھا جو عموماً قبیلہ خزرج سے ہوتا تھا، جب انصار میں انتشار پیدا ہوا تو

Marfat.com

حکومت دو حصوں میں تقسیم ہوگئی اوس اور خزرج۔ اوس میں عبدالاشہل اور خزرج میں ساعدہ کا خاندان اپنے اپنے قبائل پر حکومت کرتا تھا۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں اوس کے سعد بن معاذ (۸۷) اور خزرج کے سعد بن عبادہ رئیس تھے۔ (۸۸)

انصار کا نسب نامہ

والانصار بنو الاوس والخزرج، ابنی حارثة، بن ثعلبة العنقاء، بن عمرو مزيقياء بن عامر ماء السماء، بن حارثة الغطريف، بن امرئ القيس البطريق بن ثعلبة البهلول بن مازن بن الازد دراء بن الغوث بن نبت بن مالك بن زيد بن كهلان بن سباً (عامر) بن يشجب، بن يعرب بن يقطن قحطان۔ (۸۹)

انصار کا مذہب

بنیادی طور پر اوس وخزرج یہودیت سے متاثر اور یہودی تعلیمات پر عمل پیرا نظر آتے ہیں جس کی سب سے بڑی وجہ یثرب کے قرب وجوار میں یہودیوں کی آبادی تھی اور اس آبادی میں مدینہ کے یہودیوں کے بڑے علماء اور تعلیمات یہودیہ پر دسترس رکھنے والے لوگ موجود تھے۔ اوس و خزرج میں نبی کریم ﷺ کی بعثت اور آپ ﷺ کی نبوت ورسالت کا علم ایک عرصہ سے چلا آرہا تھا اور حتی کہ یہودی علماء نے نبی کریم ﷺ کے زمانے کے کچھ قرائن بھی بتائے تھے اور انہی قرائن کو دیکھ کر بیعت عقبہ اولی میں شامل لوگ مکہ میں نبی کریم ﷺ کے متعلق سوالات وتحقیقات کرتے ہوئے پائے گئے۔ یہ تو ہے ان کا بنیادی مذہب جو اوس وخزرج میں زیادہ تر شائع تھا۔ البتہ کچھ لوگ عرب کے عام ماحول سے متاثر ہوکر بت پرستی میں بھی مبتلا تھے۔ اس کی وجہ یہ محسوس ہوتی ہے کہ قریش کے تجارتی قافلہ اپنی تجارت کے سلسلہ میں یثرب سے گذرا کرتے تھے اور وہاں پر قیام بھی کیا کرتے تھے۔ اوس وخزرج کے وہ افراد جو

Marfat.com

تجارت سے منسلک تھے قریش سے اپنے تجارتی مراسم قائم کیے ہوئے تھے، ان مراسم کے زیر اثر اوس وخزرج کا یہ طبقہ بت پرستی میں مبتلا تھا۔

خزرج اکبر سے چوتھی پشت میں نجار گذرا ہے جو بنونجار کا مورث اعلیٰ تھا اس کا نام تیم اللّات تھا۔ (۹۰) لیکن بعد میں تیم اللہ ہو گیا۔

تیم اللّات کے نام سے معلوم ہوتا ہے کہ انصار میں ''لات'' (۹۱) کی پوجا ہوتی تھی۔ انصار میں بعض قبائل اوس اللہ (۹۲) کہلاتے تھے۔ عجب نہیں اوس اللہ بھی پہلے اوس اللّات رہا ہو۔ اور اگر یہ صحیح ہے تو انصار میں بت پرستی چار پشت آگے بڑھ جاتی ہے کیونکہ اوس عمرو بن لحی کا بھتیجا تھا۔

مؤرخین عرب اوس اور خزرج کے بت کا نام ''مناۃ'' (۹۳) بتاتے ہیں جو بطیوں کا بت تھا اور جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی آیا ہے۔

﴿ ومنوة الثالثة الاخرى۔ ﴾ (۹۴)

ترجمہ: ''اور سب سے آخیر تیسرا مناۃ ہے۔''

یہ بت بنو اسماعیل میں سب سے پرانا تھا۔ اس کے بعد لات پوجا گیا ہے۔ مناۃ قدید میں سمندر کے ساحل سے متصل مشدل نام ایک پہاڑ پر نصب تھا۔ جو مدینہ سے سات میل ہے۔ اس کی اوس وخزرج اور غسان پوجا کرتے تھے۔ ان کے علاوہ اور قبائل بھی اس کو پوجتے تھے۔ (۹۵)

بنوسلمہ میں عمرو (۹۶) بن جموح ایک نہایت ممتاز شخص تھا۔ جب معاذ بن جبل وغیرہ مسلمان ہوئے تو عمرو کے بت کو جس کا نام مناۃ تھا اور وہ لکڑی کا بنا ہوا تھا، اٹھا کر پھینک آئے تھے۔ عمرو کے ماسوا تمام سربرآوردہ لوگوں کے گھروں میں بت موجود تھے (۹۷) اور مندروں میں جو بت تھے ان کا شمار ان کے علاوہ تھا۔ غنم (۹۸) بن مالک بن نجار کا ایک بت خانہ تھا، جس میں بہت سے بت تھے اور عمرو بن قیس اس کا متولی تھا۔ انصار بتوں کے نام پر اپنے نام رکھتے تھے۔ لات کے نام پر بنو جدیلہ (نجار) کے مورثون میں ایک شخص کا نام زید اللّات (۹۹) تھا۔ اسی طرح حضرت ابوطلحہ کے بزرگوں

Marfat.com

میں ایک شخص کا نام زید (۱۰۰) مناۃ تھا، بنی ساعدہ میں جو خزرج اکبر کی اولاد تھے ایک آدمی کا نام عبدود تھا۔ حارث بن خزرج کے ایک شخص سفیان بن بشر کا نام ابن ہشام نے سفیان بن بشر بتایا ہے۔ ابو عقیل عبدالرحمٰن کا نام عبدالعزی تھا۔ (۱۰۱)

ان تمام ناموں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اوس وخزرج میں مناۃ کے علاوہ اور بتوں کی اگر پوجا نہیں ہوتی تھی تو کم از کم ان کی تعظیم کا خیال ضرور تھا۔ مناۃ کی عظمت جو اوس وخزرج کے دلوں میں تھی، اس کی بابت یاقوت نے لکھا ہے:

"ولم یکن احدا شدا عظاماً له من الاوس والخزرج۔" (۱۰۲)

ترجمہ: "اوس وخزرج سے زیادہ کوئی قبیلہ مناۃ کی عزت نہیں کرتا تھا۔"

تعظیم کی وجہ ظاہر ہے اور یہ خود مناۃ کے مادہ میں موجود ہے۔ مناۃ منا سے نکلا ہے جس کے معنی قدر یعنی اندازہ کرنے کے ہیں چونکہ انصار اس کو قضا وقدر کا حاکم سمجھتے تھے اس لیے اس کی حد درجہ تعظیم کرتے تھے اور اس کی رضا جوئی کے لیے طرح طرح کی رسمیں ایجاد کر لی تھیں، مثلاً وہیں سے احرام باندھتے تھے۔ وہیں ہدی بھیجتے تھے۔ حج سے واپس آ کر وہیں سر منڈواتے اور قربانی کرتے تھے۔ (۱۰۳)

غرض انصار کا مذہب عام اہل عرب کی طرح بت پرستی تھا۔ تاہم بعض لوگ خدا پرستی کی طرف بھی مائل تھے اور اس کی مختلف صورتیں تھیں بعض نے یہودی مذہب قبول کر لیا تھا۔ (۱۰۴) کیونکہ یہود سے ان کا میل جول تھا۔ یہودی مذہب نے انصار میں بہت مقبولیت حاصل کر لی تھی اس کا ان پر اتنا اثر تھا کہ اگر کسی عورت کی اولاد زندہ نہ بچتی تو وہ منت مانتی کہ اگر اولاد پیدا ہوئی اور زندہ بچی تو اس کو یہودی بناؤں گی۔

بعض لوگوں نے حنفی مذہب اختیار کر لیا تھا۔ (۱۰۵) چنانچہ ابو قیس صرمہ کے متعلق مذکور ہے کہ انہوں نے یہودی مذہب اختیار کر کے چھوڑ دیا اور عیسائی بننا چاہا لیکن پھر اپنے گھر کو عبادت گاہ بنا کر گوشہ نشین ہو گئے اور کہنے لگے اعبد رب ابراھیم! میں ابراہیم کے خدا کی عبادت کرتا ہوں۔ (۱۰۶) ابو قیس صیفی بن اسلت بھی اسی مذہب میں داخل تھا۔ (۱۰۷)

Marfat.com

کچھ لوگ صرف توحید کے قائل تھے۔ اسعد بن زرارہ اور ابوالہیثم بن التیھان کا شمار انہی لوگوں میں ہوتا ہے۔ (۱۰۸) بعض عیسائی ہو گئے تھے۔ (۱۰۹) ابوالحصین کے بیٹے انہیں میں شامل تھے۔ (۱۱۰) کچھ ان کے علاوہ کسی اور مذہب کے پیرو تھے۔ سوید بن صامت انہیں میں تھا اور لقمان کی حکمتوں پر عمل کرتا تھا۔ (۱۱۱)

غرض انصار کا ہر فرد مذہب ابراہیمی کے کچھ نہ کچھ احکام کا پابند تھا۔ حج بیت اللہ قربانی، مہمان نوازی، اشہر حرم کی عزت، فواحش کو برا سمجھنا، اور جرائم پر سزا دینا۔ یہ تمام باتیں دین ابراہیمی کا جزو تھیں اور انصار ان پر کاربند تھے۔

نماز کی ایک بگڑی ہوئی صورت انصار میں باقی تھی چنانچہ ان کا ایک شاعر ابوقیس بن اسلت حبشیوں کی مکہ میں شکست پر فرط مسرت سے کہتا ہے۔

فقوموا فصلوا ربکم و تمسحوا
بأرکان هذا البیت بین الأخاشب (۱۱۲)

ترجمہ: ''پس اٹھو اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور سخت پہاڑوں کے درمیان والے اس گھر کے کونوں پر برکات حاصل کرنے کے لیے ہاتھ پھیرو۔''

ان کا حج کرنے کا طریقہ یہ تھا کہ گھر سے چلتے وقت شناخت کے طور پر کھجور کی جڑیں کاٹ کر دروازہ پر لٹکا دیتے تھے۔ (۱۱۳) اس کے بعد قدید جاتے اور مناۃ کے سامنے نماز پڑھتے، پھر تلبیہ کہتے ہوئے مکہ آتے تلبیہ یہ تھا۔ (۱۱۴)

لبیک رب غسان راجلها والفرسان۔ مکہ میں منی کی گھاٹی کے قریب ٹھہرتے، صفا اور مروہ کا طواف کرتے، پھر حج کی تمام رسوم ادا کر کے واپس ہوتے اور قدید پہنچ کر مناۃ کے سامنے سر منڈواتے (مکہ میں سر نہیں منڈواتے تھے) اور وہاں چند روز قیام کرتے تھے۔ اس کے بغیر حج کو ناتمام سمجھتے، ھدی بھی یہیں بھیجتے اور یہیں قربانی کرتے تھے۔ (۱۱۵) اس کے بعد گھر آتے اور مکانات میں دروازہ کے بجائے پشت کی کھڑکیوں سے داخل ہوتے اور جب تک محرم رہتے یہی کرتے تھے۔ (۱۱۶)

Marfat.com

حج کے دنوں میں شکار کھیلتے ،لڑائیوں کو موقوف کر دیتے اور دشمنوں سے تعرض نہیں کرتے تھے۔ (۱۱۷)مکر و فریب سے نفرت کرتے ، مہمان نواز تھے اور دشمنوں تک کی ضیافت کرتے تھے۔ چنانچہ ابن ہشام نے لکھا ہے کہ جس زمانہ میں انصار کی تبع سے جنگ ہو رہی تھی انصار دن کو لڑتے اور شب کو اس کی ضیافت کرتے تھے۔ (۱۱۸)عہد کو پورا کرتے اور اس کے لیے جان کی پروانہ کرتے۔ جنگ سمیر جو انصار کی پہلی لڑائی تھی اسی کا نتیجہ تھی اور قبیلہ زبیان کے ایک شخص کی وجہ سے ہوئی تھی۔ (۱۱۹) دشمنی اور مخالفت کی وجہ سے ان کو ایک دوسرے کا غلام بننا پڑتا تھا لیکن وہ بدعہدی کے مقابلے میں اس ننگ کو گوارا کر لیتے۔ (۱۲۰)

ان اچھی اور عمدہ باتوں کے ساتھ ساتھ ان میں بعض انتہا درجہ کی بداخلاقیاں موجود تھیں مثلاً وہ سوتیلی ماں سے شادی کرتے تھے اور یہ رسم آغاز اسلام تک جاری تھی۔ آبائی جائیداد میں بیٹیوں کا کچھ حق نہ تھا۔ اولاد جب تک نابالغ رہتی میراث کی مستحق نہیں ہوتی تھی (۱۲۱)۔

ان باتوں کے علاوہ ان کے عقائد میں چند اور باتیں بھی داخل تھیں۔ جن میں ایک جھاڑ پھونک بھی ہے۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ تک اس کے جاننے والے موجود تھے۔ چنانچہ طبرانی نے اپنے مسند میں لکھا ہے کہ جب آنحضرت ﷺ نے جھاڑ پھونک سے ممانعت فرمائی تو ابوبکر بن عمر بن حزم نے جو سانپ کے کاٹے کو جھاڑتا تھا آ کر کہا کہ ''آپ ﷺ منع فرماتے ہیں حالانکہ میں اس کا منتر جانتا ہوں اور جھاڑتا ہوں'' یعنی اس ممانعت کی تعمیل کے باوجود نفس منتر کے جاننے اور اس کام کے کرنے کا کیا کفارہ ہوسکتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے جب اس سے منتر سنا تو فرمایا اس میں کچھ حرج نہیں۔ اس کے بعد ایک دوسرا انصاری آیا اور کہا میں بچھو کو جھاڑتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا تم میں جو اپنے بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہو پہنچائے۔ (۱۲۲)

طہارت کا حد درجہ خیال کرتے تھے۔ عرب طہارت کے لیے ڈھیلے استعمال کرتے تھے لیکن انصار ڈھیلوں کے ساتھ پانی کا استعمال بھی کرتے تھے۔ زمانہ اسلام

Marfat.com

میں ان کے اس فعل کو بہت پسند کیا گیا اور قرآن میں اس کی تعریف بھی نازل ہوئی۔ (۱۲۳) اپنے مردوں کو دفن کرتے تھے۔ بقیع الفرقد کو قبرستان بنایا ہوا تھا۔ ابن ہشام نے ایک موقع پر انصار کے عقائد کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

الاوس والخزرج اهل شرك يعبدون الاوثان لايعرفون جنة۔ ولا نارا ولابعثا ولاقيامة ولاكتابا ولا حلاله ولا حراما(۱۲۴)۔

ترجمہ: ''اوس اور خزرج مشرک تھے۔ بت پوجتے تھے جنت دوزخ بعث ونشر، قیامت، کتاب، حلال اور حرام کو نہیں جانتے تھے۔''

زراعت

انصار زراعت پیشہ تھے (۱۲۵)۔ عرب میں دو قسم کے لوگ آباد تھے۔ عرب، حضر اور عرب بدو۔ انصار ابتدا ہی سے حضارت کی طرف راغب تھے۔ چنانچہ یمن جا کر انہوں نے اس قدر باغات اور اراضی پیدا کی کہ یمن کے حاکم کے پاس بھی اتنی نہ تھی۔ وہاں سے نکل کر جہاں جہاں سکونت اختیار کی وہ تمام پُر فضا اور زرخیز مقامات تھے۔ یثرب آ کر بھی انہوں نے اپنا طریقہ بود و باش یعنی کاشتکاری جاری رکھا۔ انصار کے زراعت پیشہ ہونے کا ثبوت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے بھی ملتا ہے۔

و كان يشغل اخوتى من الانصار عمل اموالهم(۱۲۶)۔

ترجمہ: ''اور میرے انصاری بھائی اپنی زمین اور باغ کے کاموں میں مشغول رہتے۔''

حضرت رافع بن خدیج کہتے ہیں:

كنا اكثر اهل المدينة ضرورعا۔ (۱۲۷)

ترجمہ: ''ہم مدینہ میں سب سے بڑے کاشت کار تھے۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کرتے ہیں۔

Marfat.com

كان ابو طلحه اكثر انصارى بالمدينة مالا من نخل۔ (۱۲۸)

ترجمہ: ''انصار میں ابوطلحہ سب سے زیادہ نخلستان کے مالک تھے۔''

ان احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انصار زراعت پیشہ تھے اور چونکہ مدینہ فطرتاً سیر حاصل مقام تھا، اس لیے وہاں کی آبادی کے لیے کاشت کاری اور بھی ضروری ہوگئی تھی۔ چنانچہ زراعت کی کثرت اور پیداوار کی صلاحیت کی وجہ سے مدینہ کے چہار طرف جھنڈ کے جھنڈ کھجور کے درختوں کے نظر آتے تھے۔

چونکہ انصار بالکل بدوی اور وحشی نہ تھے اور ان میں کچھ نہ کچھ تمدن موجود بھی تھا۔ اس لیے ان میں زمین کی کاشت کے لیے کچھ اصول وقوانین رائج تھے۔ مثلاً وہ جب تک یہود کے زیر اثر رہے ان کو باقاعدہ خراج ادا کرتے تھے۔ (۱۲۹) جب خود مدینہ کے مالک بن گئے تو ہر خاندان کے حصہ میں کم وبیش زمین آئی۔ جن لوگوں کے پاس زمین کم تھی وہ بڑے زمینداروں سے جوتنے بونے کے لیے کھیت لیتے تھے۔ (۱۳۰)

اس زمانہ میں کوئی سکہ رائج نہیں تھا، اس لیے کاشتکار کو زمین دیتے وقت یہ بتلا دیا جاتا تھا کہ کھیت میں اتنا حصہ تمہارا ہے اتنا زمیندار کا حق ہے۔ بعض اوقات اس میں کاشتکار کو نقصان ہو جاتا تھا کیونکہ کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ کھیت کے ایک حصہ میں پیداوار ہوتی اور دوسرا حصہ بالکل خالی رہتا۔ رسول کریم ﷺ نے اس بے رحمانہ رسم کو بالکل ختم کر دیا۔ (۱۳۱)

مدینہ میں چھوہارے سب سے زیادہ مشہور ہیں۔ جس کثرت کے ساتھ یہ مدینہ میں پیدا ہوتے ہیں عرب کے کسی اور خطے میں نہیں ہوتے۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ مدینہ میں چھوہاروں کی ایک سو بیس قسمیں پیدا ہوتی ہیں۔ قسموں کی یہ تعداد صحیح ہو یا نہ لیکن ان کی کثرت پیداوار میں شبہ نہیں۔

تجارت

دیگر عرب قبائل کی طرح انصار بھی پیشہ تجارت سے وابستہ تھے۔ مدینہ میں

Marfat.com

یہودیوں کے کئی بازار تھے، جن میں قینقاع، مہروز، قبا، ام العیال، مسجد الرایہ، مزاحم اور بقیع قابل ذکر ہیں۔

خرید وفروخت کے مختلف طریقہ رائج تھے۔ جن میں ایک طریقہ نقد لین دین کا تھا اور یہ امراء انصار کرتے تھے مثلاً زیدؓ بن ارقم، کعبؓ بن مالک، ابوقتادہؓ وغیرہ۔ اس کا طریقہ یہ تھا کہ لوگ ایک مقررہ میعاد کے لیے چاندی اور سونا ادھار لے جاتے تھے اور اس کے معاوضہ میں چاندی، سونا دیتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ ہاتھوں ہاتھ ہونا چاہیے ادھار نہیں (۱۳۲)۔

تعلیم

انصار میں جہاں جہالت عام تھی وہیں کچھ لوگ تعلیم یافتہ بھی تھے۔ جو عربی میں لکھ پڑھ لیتے تھے۔ چنانچہ اسلام کے اوائل میں حسب ذیل حضرات لکھنا جانتے تھے۔ سعدؓ بن عبادہ، منذرؓ بن عمرو، ابیؓ بن کعب، زیدؓ بن ثابت، رافعؓ بن مالک، اسیدؓ بن حضیر، معنؓ بن عدی البلوی، بشیرؓ بن سعد، سعدؓ بن ربیع، اوسؓ بن خولی، عبداللہ بن ابیؓ (منافق) اور کعبؓ بن مالک۔ (۱۳۳) ان میں زیدؓ بن ثابت عربی کے ساتھ عبرانی میں بھی خط وکتابت کرتے تھے۔ جو شخص کتابت کے ساتھ تیراندازی اور تیراکی بھی سیکھتا اس کو کلمہ اور کامل کا خطاب دیا جاتا تھا۔ (۱۳۴) جاہلیت کے زمانہ میں دو شخص مشہور تھے سوید بن صامت اور حضیر۔ (۱۳۵) اسلام کے زمانے میں رافعؓ بن مالک، سعدؓ بن عبادہ، اسیدؓ بن حضیر، عبداللہ بن ابیؓ اور اوس بن خولی کو یہ خطاب دیئے گئے تھے۔ (۱۳۶)

شعروادب

مدینہ میں شعروشاعری پر بہت توجہ دی جاتی تھی۔ اس لیے انصار مدینہ میں پانچ شعراء تھے۔ (۱۳۷) تین خزرج میں سے تھے اور دو اوس میں سے۔ (۱۳۸) خزرج میں حسانؓ بن ثابت قبیلہ نجار سے تعلق رکھتے تھے۔ کعبؓ بن مالک بنی سلمہ سے اور عبداللہؓ بن رواحہ بنی حارث سے تھے (۱۳۹) اور اوس میں قیس بن الخطیم بنوظفر سے اور ابوقیس

Marfat.com

بن الاسلت بنوعمرو بن عوف سے تھے۔ (۱۴۰)

ان شعراء میں سے حسانؓ بن ثابت مشہور شاعر تھے۔ان کے بہت سے شعر ہیں۔ ان کے والد ثابت بن منذر اپنی قوم کے اشراف میں سے تھے۔ یوم سمیر (اوس اور خزرج کے درمیان سب سے پہلی جنگ) کے دن ان کے دادا منذر کو اوس اور خزرج کے درمیان حاکم بنایا تھا۔

انصار میں اسلام کی ابتداء

مورخین اور سیرت نگاروں کے مطابق مدینہ کے سب سے پہلے شخص جو رسول اللہ ﷺ سے ملے وہ سوید بن صامت تھے۔ (۱۴۱) ایک اور شخصیت ایاس بن معاذ کی ہے۔انہوں نے مکہ مکرمہ میں رسول کریم ﷺ سے ملاقات کی تو حضور ﷺ نے ان کو قرآن مجید کی چند آیات سنائیں۔جس کا اثر یہ ہوا کہ وقت انتقال ان کی زبان پر کلمہ تہلیل و تکبیر تھا (۱۴۲) جس سے ان کی قوم نے ان کو مسلمان مرنے والا قرار دیا (۱۴۳)۔لیکن سوید بن صامت اور ایاس بن معاذ نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت نہ کی تھی۔اصل بیعت بعد میں ہوئی، جو بیعت اُولی کے نام سے مشہور ہے (۱۴۴)۔

بیعت عقبہ اولیٰ

حج کے موقع پر مدینہ کے کچھ لوگوں کے سامنے حضور ﷺ نے دعوت حق پیش کی۔ جس کو ان لوگوں نے قبول کرلیا۔ یہ تعداد میں چھ یا سات تھے۔ (۱۴۵) اگلے سال حج کے دنوں میں مدینہ کے (۱۴۶) بارہ افراد مکہ مکرمہ آئے اور عقبہ کے مقام پر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔ حضرت محمد ﷺ نے حضرت مصعب اور ام مکتوم کو تبلیغ و تعلیم کے لیے ساتھ کر دیا۔اس بیعت کو بیعت اولیٰ کہا جاتا ہے۔

بیعت عقبہ ثانیہ

جب مدینہ میں اسلام پھیل گیا تو مدینہ کے مسلمانوں کی ایک جماعت نے جو پانچ

Marfat.com

سو آدمیوں کے ہمراہ تھی، مکہ پہنچ کر آنحضرت ﷺ سے خفیہ ملاقات کا ارادہ کیا۔ ان مسلمانوں نے تشریق کی درمیانی رات کو عقبہ کے مقام پر حضور ﷺ سے ملاقات کی۔ یہ کل ۷۳ (۱۴۷) افراد تھے اور بعض کے نزدیک ۷۰ یا ۷۲ یا ۷۵ افراد تھے۔ (۱۴۸)

ہجرت اور مواخاۃ

بیعت عقبہ ثانیہ کے بعد نبی کریم ﷺ نے اہل اسلام کو یثرب کی جانب ہجرت کی اجازت دے دی اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے حکم نازل ہونے کے بعد خود بھی صدیق اکبر کی رفاقت میں ہجرت کی اور آپ ﷺ کے یثرب تشریف لے جانے کے بعد اس شہر کا نام مدینۃ النبی رکھ دیا گیا۔

مواخاۃ رسول کریم ﷺ اور مسلمانوں کی زندگی کا وہ عظیم الشان واقعہ ہے جس کی نظیر تاریخ میں ملنی مشکل ہے۔ جب مسلمان اور حضور اکرم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے انصار اور مہاجرین کے درمیان مواخاۃ کا رشتہ قائم کیا۔ انہی انصار میں ایک حضرت کعب رضی اللہ عنہ بن مالک تھے جن کا رشتہ مواخاۃ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبید اللہ سے قائم ہوا۔ (۱۴۹)

Marfat.com

حواشی

۱۔ محمد ابن سعد، الطبقات الکبری، ج۶، حصہ اول (لیدن: مطبعۃ بریل، ۱۳۳۵ھ)، ص۲

۲۔ قرآن حکیم، ۱۴: ابراہیم: ۳۷

۳۔ شبلی نعمانی، سیرۃ النبی، ج۱، (اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۱۹۸۱ء)، ص۱۰۴

۴۔ جرجی زیدان، العرب قبل الاسلام، ج۱ (مصر، ۱۹۰۸ء)، ص۳۱؛ زبید احمد، ادب العرب (بریلی: نور بک ڈپو، ۱۹۲۶ء)، ص۱۰

۵۔ ہمدانی، صفۃ جزیرۃ العرب (لیدن بریل) ص۱؛ سید سلیمان ندوی، تاریخ ارض القرآن، کراچی، ۱۹۷۸ء ج۱: ص۵۱؛ زبید احمد، ادب العرب، ص۱۰، گستاؤلی بان، مترجم سید علی بلگرامی، تمدن عرب (لاہور: مقبول اکیڈمی، ۱۹۶۲ء)، ص۱۰۷؛ حافظ وہبہ، جزیرۃ العرب (القاہرہ، ۱۳۶۵ھ-۱۹۴۶ء)، ص۱

۶۔ Inayattullah. Goeraphical factors in Arabian life& History (Kashmiri Bazar Lahore. 1942).p.32

۷۔ Colliers Encyclopaedia (P.F.Collier, inc London& New YorkVol.1.P.384)

Encyclopaedia Americana (Grolier Incopporated Dambury) Vol.1, P.158

New Age Encyclopaedia (Lexicon publication), Vol.1,P.503

۸۔ اردو دائرۂ معارف اسلامیہ، ج۱۳ (دانش گاہ پنجاب لاہور)، ص۵۰

Marfat.com

۹۔ Goegraphical Factors in Arabian Life, .15

۱۰۔ جرجی زیدان، العرب قبل الاسلام ،۱:۲۹

۱۱۔ The New Encyclopaedia Britannica, William Benton Publishers. 1943-1973) Vol.1:P.1051.

۱۲۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ ،ج۱۳ (دانش گاہ پنجاب لاہور)،۵۹۔۶۰

۱۳۔ جرجی زیدان: العرب قبل الاسلام ،۱:۱۷۔

۱۴۔ حوالہ بالا

۱۵۔ حوالہ بالا، ابومحمد الحسن بن احمد بن ہمدانی، صفۃ جزیرۃ العرب ،(لیدن: بریل)، ص۶۔

۱۶۔ حسن ابراہیم حسن، تاریخ الاسلام، ج۱ (بیروت ۱۹۶۲ء)، ص۴-۵، زبید احمد: ادب العرب، ۱۲؛ ارض القرآن (اردو)، ۱:۷۳۔

۱۷۔ ارض القرآن (اردو)، ۱:۷۳

۱۸۔ بخاری، کتاب الصحیح ،۱۳: ۴۹۔۵۱.....

۱۹۔ حافظ وہبہ، جزیرۃ العرب ، ۲۳

۲۰۔ شہاب الدین ابی عبداللہ یاقوت بن عبداللہ الحموی، معجم البلدان ،ج۱ (بیروت: دار صادر) ص ۴۷۵؛ زبید احمد، ادب العرب ،۱۵

۲۱۔ قرآن الحکیم ،۴۲: شوری : ۷؛ جزیرۃ العرب ،ص ۲۳؛ زبید احمد، ادب العرب، ص ۱۵؛ Encyclopaedia of Americana, Vol. 18: P.601. سید کو فرانسیسی، مترجم مولوی عبدالغنم خان، تاریخ عرب ،۶؛ جواد علی، المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام ،ج۴ (بیروت: دار العلم، بغداد، مکتبہ النھضیہ ،۱۹۷۴م) ص۱۲

۲۲۔ تاریخ العرب قبل الاسلام ، ۴: ۹

۲۳۔ عبدالمعبود، تاریخ مکہ مکرمہ ، (راولپنڈی، کتب خانہ رشیدیہ) ج۱، ص۲۲

Marfat.com

۲۴۔ قرآن الحکیم:۳: آل عمران:۹۶

۲۵۔ معجم البلدان، ۲:۳۸۶؛علی محمد البخاری؛ مراصد الاطلاع علی اسماء الامکنۃ والبقاع ،۱:۴۷۹

۲۶۔ ارض القرآن،۱:۸۱

۲۷۔ حوالہ بالا

۲۸۔ معجم البلدان ،۵:۱۸؛ مراصد الاطلاع، ۳:۱۲۰۵

۲۹۔ ایضاً،۴:۴۴۰؛ایضاً، ۳:۱۱۵۱

۳۰۔ معجم البلدان، ۴: ۴۴

۳۱۔ ایضاً،۱:۸۰

۳۲۔ ایضاً، ۲:۳۹۲، مراصد الاطلاع ،۱:۴۸۴

۳۳۔ ایضاً، ۴:۱۵۳؛ایضاً ،۲:۹۶۰

۳۴۔ ایضاً،۱: ۸۰؛ تاریخ العرب قبل الاسلام ، ۴:۷

۳۵۔ محمد زبیر، چند دن حجاز میں ، ج ۱ (مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔ جولائی ۱۹۵۶ء۔ ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ)،ص۲۶

۳۶۔ گستاؤلی بان مترجم سید علی بلگرامی، تمدن عرب ،ص،۱۲۲

The World Book؛Collier`s Encyclopaedia, Vol.15: P.613.

Newage Encyclopaedia, Vol.11` p.480; Encyclopaedia, Vol. 13: P.293.

۳۷۔ بخاری،الجامع الصحیح ،۹۰: ۴۳، کتاب الحج، باب لا تحل القتال بمکۃ۔

۳۸۔ ایضاً، ج ۹، ص ۴۲، ۴۳؛ ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن ترمذی، جامع ترمذی، ج ۲، (کراچی: شمع کمپنی)، ص ۲۳۰

۳۹۔ حوالہ بالا

Marfat.com

۴۰۔ قرآن الحکیم،۲: آل عمران:۹۶۔۹۷

۴۱۔ مفتاح الدین، سفر مقدس (لاہور: آفتاب عالم پریس،۱۹۶۶م)،ص ۵۵

۴۲۔ تاریخ العرب قبل الاسلام ،۴:۱۲۸؛ زبید احمد، ادب العرب ؛ص۱۵: The World Book Encyclopaedia, Vol. 13: P.308.

۴۳۔ زبید احمد،ادب العرب، ۱۵

۴۴۔ The World Book Encyclopaedia, Vol. 13: P.308.

۴۵۔ ارض القرآن، ۱: ۸۲؛عبدالمعبود،تاریخ المدینۃ المنورۃ، ص،۱۳

۴۶۔ عبدالحق : جذب القلوب الی دیار محبوب ، کانپور،ص ۱۲۔۱۵؛ The World Book Encyclopaedia, Vol. 13: P.308.

۴۷۔ حوالہ بالا

۴۸۔ جذب القلوب الی دیار محبوب ،ص۱۰

۴۹۔ جذب القلوب الی دیار محبوب ، ۱۲۔۱۵

۵۰۔ ارض القرآن ،۱:۸۲

۵۱۔ ابن اثیر، الکامل فی التاریخ ،ج۲ (المصر ۱۳۳۹ھ)،ص۳۴

۵۲۔ ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ ابن الترمذی، جامع ترمذی ج۲، (کراچی:سعید کمپنی)،ص۲۲۹

۵۳۔ ترمذی، الجامع ترمذی ۲:۲۳۰، بخاری، الجامع الصحیح ،۹:۶۵

۵۴۔ جذب القلوب الی دیار محبوب ، ۱۲۲؛حوالہ بالا

۵۵۔ ترمذی، الجامع ترمذی ،۲:۲۲۹

۵۶۔ مسلم، الجامع الصحیح ،۹:۱۵۱؛حوالہ بالا

۵۷۔ مسلم، الجامع الصحیح ،۹:۱۵۲؛ بخاری، الجامع الصحیح، ۹:۶۹

۵۸۔ مسلم، الجامع الصحیح ،۹:۱۵۵۔۱۵۶

Marfat.com

۵۹۔ ایضاً، ۹:۱۵۷

۶۰۔ ترمذی، الجامع ترمذی، ۲:۲۲۹

۶۱۔ جذب القلوب الی دیار محبوب، ۲۲

۶۲۔ ایضاً، ۲۲

۶۳۔ ایضاً، ۲۰

۶۴۔ مسلم، الجامع الصحیح، ۹:۱۵۳۔۱۵۴

۶۵۔ جذب القلوب الی دیار محبوب، ص ۱۱

۶۶۔ سید یوفرانسیسی، تاریخ عرب، ص ۷

۶۷۔ ربید احمد، ادب العرب، ۴۱

۶۸۔ ارض القرآن، ۱:۴۷

۶۹۔ ارض القرآن، ۲:۲۵۲

۷۰۔ الکامل، ۱:۷۱

۷۱۔ ارض القرآن، ۲:۲۸۲۔۲۸۳

۷۲۔ ابن ہشام: سیرۃ النبی، ۱:۳۳۴

۷۳۔ الکامل، ۱:۷۱

۷۴۔ ابن کثیر: السیرۃ النبویہ، ۱:۸۲

۷۵۔ ارض القرآن، ۲:۳۲۲

۷۶۔ ابن کثیر: السیرۃ النبویۃ، ۱:۸۳

۷۷۔ ایضاً

۷۸۔ ایضاً، ۱:۸۴۔۱۰۳

۷۹۔ ارض القرآن، ۲:۹۸؛ جرجی زیدان، تاریخ العرب قبل الاسلام، ۱:۳۲۔۳۳

Marfat.com

۸۰۔ تاریخ العرب قبل الاسلام، ۱:۲۲۵

۸۱۔ عبیداللہ قدسی: تصورات عرب قبل الاسلام (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، جولائی ۱۹۶۹ء)، ص ۲۹

تصورات عرب، ۸۷،

۸۲۔ القرآن الحکیم، ۵۹:الحشر:۹

۸۳۔ محمد بن اسماعیل البخاری: الجامع الصحیح، بشرح کرمانی، ج ۱۵ (مصر ۱۹۳۷ء۔۱۳۵۶ھ)، ص ۳۴۔۳۵

۸۴۔ بخاری، الجامع الصحیح، ۱۵:۳۷، ۳۸

۸۵۔ ایضاً، ۱۵:۳۷

۸۶۔ مسلم، الجامع الصحیح، ۱۶:۶۷

۸۷۔ تاریخ العرب قبل الاسلام، ۴:۱۳۷

۸۸۔ حوالہ بالا

۸۹۔ ابن سید الناس، عیون الاثر، ج ۱ (بیروت: لبنان، دار المعرفۃ)، ص ۱۹۱

۹۰۔ جمہرۃ انساب العرب، ۳۹۹؛ ابن قتیبۃ، المعارف (مصر: دار المعارف)، ص ۱۱۰

۹۱۔ کتاب الاصنام، ۱۶؛ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۱:۹۰

۹۲۔ تاریخ العرب قبل الاسلام، ۶:۱۷

۹۳۔ کتاب الاصنام، ۱۳؛ ابن ہشام: سیرۃ النبی؛ ۱:۹۰

۹۴۔ القرآن الحکیم: ۵۳، نجم: ۲۰

۹۵۔ ابن ہشام: سیرۃ النبی، ۲:۶۱

۹۶۔ ایضاً، ۲:۶۱

۹۷۔ سعید انصاری، سیر انصار، ۱:۴۶

۹۸۔ جمہرۃ الانساب، ۳۴۷

Marfat.com

۹۹۔ کتاب الاصنام ،۱۸، تاریخ العرب قبل الاسلام ،۱۶:۶

۱۰۰۔ حوالہ بالا، السہیلی الروض الانف ،۱:۸۵؛ تاریخ العرب قبل الاسلام ،۱۱۷:۶

۱۰۱۔ حوالہ بالا

۱۰۲۔ سیر انصار ،۱:۴۶

۱۰۳۔ ''کتاب الاصنام ،،۱۳

۱۰۴۔ انصار ،۵

۱۰۵۔ حوالہ بالا

۱۰۶۔ سیر انصار ،۱:۴۷؛ ابن اثیر، اسد الغابۃ ،۵:۲۸۷

۱۰۷۔ اسد الغابۃ ،۵:۲۷۸

۱۰۸۔ الطبقات ،ج۱، ح۱:۱۴۶

۱۰۹۔ سیر انصار ،۱:۴۷

۱۱۰۔ اسد الغابۃ ،۵:۶۷۲

۱۱۱۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۱:۶۱

۱۱۲۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۱:۶۱

۱۱۳۔ سیر انصار ،۱:۴۸

۱۱۴۔ حوالہ بالا

۱۱۵۔ حوالہ بالا

۱۱۶۔ ابن کثیر، عماد الدین ابو الفداء اسماعیل، تفسیر القرآن العظیم ،(لاہور ۱۹۸۲ء)، ص ۲۲۵

۱۱۷۔ سیر انصار ،۱:۴۸

۱۱۸۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۱:۱۶

۱۱۹۔ ایام العرب ،۶۳

Marfat.com

۱۲۰۔ سیر انصار، ۱:۴۹

۱۲۱۔ حوالہ بالا

۱۲۲۔ مسلم، الجامع الصحیح، ۴۱:۱۸۶، کتاب السلام؛ ابن ماجہ، الجامع السنن، ۲:۱۱۶۳، کتاب الطب

۱۲۳۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۲:۳۸۹

۱۲۴۔ سیر انصار، ۱:۵۰

۱۲۵۔ تاریخ العرب قبل الاسلام، ۷:۳۳

۱۲۶۔ امام بخاری: الجامع الصحیح، ۹:۱۸۰

۱۲۷۔ سیر انصار، ۱:۶۴

۱۲۸۔ امام بخاری، کتاب الصحیح، ۱۲:۸۲، کتاب الوصایا باب اذا وقف ارضا ولم یبق الحدود فھو جائز وکذلک الصدقۃ

۱۲۹۔ سیر انصار، ۱:۹۵

۱۳۰۔ سیر انصار، ۱:۶۵

۱۳۱۔ معجم البلدان، ۴:۴۲۴؛ سعید الافغانی، اسواق العرب، (الہاشمۃ دمشق، ۱۳۵۶ھ۔۱۹۳۷ء)، ۲۲۲

۱۳۲۔ بخاری: الجامع الصحیح، ۱۰:۴۸

۱۳۳۔ سیر انصار، ۱:۶۸

۱۳۴۔ حوالہ بالا

۱۳۵۔ حوالہ بالا

۱۳۶۔ حوالہ بالا

۱۳۷۔ الجمحی، طبقات الشعراء (بریل۔ مدینہ لیدن۔ ۱۹۱۳ء)، ص ۵۲؛ تاریخ العرب قبل الاسلام، ۹:۶۵۴

۱۳۸۔ الطبقات الشعراء، ۵۲؛ تاریخ العرب قبل الاسلام، ۹:۷۱۹

۱۳۹۔ حوالہ بالا؛ تاریخ قبل الاسلام، ۹:۶۵۴

Marfat.com

۱۴۰۔ حوالہ بالا: ایضاً، ۹:۶۵۵

۱۴۱۔ ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ، ۲:۱۷۳، ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۲:۳۳۶؛ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن قیم الجوزیہ، زادالمعاد فی ھدی خیر العباد، ج۱ (مصر: مطبعۃ مصطفیٰ البابی، ۱۳۶۹ھ۔۱۹۵۰ء)، ص۵۰

۱۴۲۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۲:۳۷؛ ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ، ۲:۱۷۵

۱۴۳۔ جوامع السیرۃ، ۶۹؛ ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ، ۲:۱۷۵

۱۴۴۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۲:۳۹

۱۴۵۔ الطبقات، ج۱، ح۱:۱۴۷؛ عیون الاثر، ۱:۱۹۳۔۱۹۴؛ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۲:۳۸؛ جوامع السیرۃ، ۶۹

۱۴۶۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۲: ۳۹؛ زادالمعاد، ۲: ۲۵، جمال الدین ابوالفرج ابن الجوزی، صفۃ الصفوۃ، ج۱ (بیروت: دارالمعرفۃ، ۱۳۹۹ھ۔۱۹۷۹)، ص۱۲۱

۱۴۷۔ زادالمعاد، ۱:۲۵

۱۴۸۔ صفۃ الصفوۃ، ۱:۱۲۲

۱۴۹۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۲:۱۲۴۔۱۲۵؛ ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ، ۲:۱۳۲۵؛ جوامع السیرۃ، ۹۶۔۹۷

Marfat.com

باب دوم

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی

Marfat.com

نہ تخت و تاج میں نہ لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے

لسان العرب کے مؤلف ابن منظور لفظ کعب کے لغوی مفہوم پر کلام کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

والكعب: العظم لكل ذى أربع، والكعب: كل مفصل للعظام و كعب الانسان: ما أشرف فوق سغه عند قدمه، وقيل هو العظم الناشر فوق قدمه۔

''کعب کے لغوی معنی چوکور ہڈی، انسان کی ہر ہڈی کا جوڑ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہر ابھری ہوئی ہڈی جو پاؤں میں ہوتی ہے یعنی ٹخنہ کی ہڈی''۔

اس کی جمع اکعب، کعوب اور کعاب ہے۔ اس کی صفت بلندی اور کامیابی ہے۔

ابن منظور مزید وضاحت کرتے ہیں:

''الكعب والكعبة الذى يلعب به وجمع الكعب كعاب وجمع الكعبة كعب و كعبات''۔

ایسی چیز کو کہتے ہیں جس کے ساتھ کھیلا جاتا ہے۔ یہاں کعب کی جمع کعاب ہے اور کعبہ کی جمع کعب اور کعبات۔

ابن منظور کعب کے مجازی معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

الكعب: الكتلتة من السمن:
کعب گھی کے ٹکڑے کو بھی کہتے ہیں۔
الكعب: قد صبة بالضم (من اللبن) والسعن
کعب کا ایک مجازی مطلب ''برتن میں باقی ماندہ دودھ'' ہے

Marfat.com

الکعب: اصطلاح للحساب هو أن يضرب عدد فی مثله، ثم يضرب ما ارتفع فی مثله، ثم يضرب ارتفع فی العدد الاول فما بلغ فهو الكعب۔

کعب حساب کی ایک اصطلاح کو کہتے ہیں جس میں ایک کو تین حروف سے ضرب دے کر جو حاصل ضرب ہوتا ہے وہ مکعب ہوتا ہے۔

الكعب: الشرف والمجد، يقال اعلى الله كعبه۔

کعب کا ایک مفہوم ''شرف و بزرگی'' ہے۔اسی لیے کہا جاتا ہے کہ اللہ اس کی عزت بلند کرے۔

والكعب: عقدة ما بين الانبويين من القصب والقنا هو اجوب ما بين كل عقدتين۔

اور کعب دو پوروں کے درمیان کی گرہ کو بھی کہتے ہیں۔

وکعب الاناء وغیرہ

اور کعب برتن کو بھی کہا جاتا ہے۔

کعبہ کا لغوی مفہوم بیان کرتے ہوئے ابن منظور لکھتے ہیں۔

والكعبة: البيت مربع وجمعه كعاب۔

کعبہ چوکور گھر کو کہتے ہیں۔

اس کی جمع ''کعاب'' آتی ہے۔کعبہ کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

والكعبة: البيت الحرام منه لنكعيبها اى تربيعها۔

''اور کعبہ عزت والے گھر'' کو کہتے ہیں،اس کے چوکور ہونے کی وجہ سے''۔

والكعبة: الغرفة (۱)

اور کعبہ ''کمرے'' کو بھی کہا جاتا ہے۔

تاج العروس میں کعب کا مفہوم اس طرح بیان ہوا ہے۔

الكعب: كل مفصل للعظام و من الانسان: ماأشرف

Marfat.com

فوق رسغة عند قدمه: وقيل: هو العظم الناشر فوق القدم۔

''کعب کا مفہوم ہے انسان کی ہر ابھری ہوئی ہڈی۔ پاؤں میں ابھری ہوئی ہڈی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ پاؤں پر بڑے ابھار''۔

قال اللحياني: الكعب (الذى يلعب به)، وهو فص النرد۔ الحیانی نے کہا کعب وہ ہے جس سے کھیلا جاتا ہے اور وہ کھیل کی گوٹی ہوتی ہے۔

تاج العروس میں ''کعب کا مجازی مفہوم یہ ہے۔

الكعب: قناه لدنة هو عقدة (مابين الانبوبين من القصب) والقناة۔

کعب ''گرہ'' کو کہتے ہیں وہ گرہ جو دو پوروں کے درمیان ہوتی ہے۔

تاج العروس میں کعبہ کا مفہوم ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

والكعبة: البيت الحرام: منه (زاد اللّٰه تشريفاً) و تكريماً

اور ''کعبہ'' کا مطلب ''عزت والا گھر'' ہے۔ اللہ کی بزرگی اور عزت زیادہ کرے۔

والكعبة: الغرفة۔ (۲)

کعبہ کا ایک مطلب ''کمرہ'' بھی ہے۔

القاموس میں ''کعب'' کے مفہوم کی اس طرح وضاحت کی گئی ہے۔

الكعب: كل مقصل للعظام ومن الانسان ما أشرف فوق رسغة عند قدمه، وقيل هو "العظم العاشر" (فوق القدم)

کعب کا مطلب ہے انسان کی ہر ہڈی کا جوڑ یا ٹخنے کی ہڈی جو پاؤں میں ہوتی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ پاؤں پر بڑے ابھار۔

الكعب: الذى يلعب به: وهو فص النرد۔

Marfat.com

کعب کا مطلب ہے ایسی چیز جس سے کھیلا جاتا ہے۔ یہ کھیل کی گوٹی ہے۔

من المجاز الكعب: الكتلة من السمن والكعب: قدر صبة بالضّم من اللبن والسمن والكعب: اصطلاح الحساب هو أن يضرب عدد فی مثله ثم يضرب ما ارتفع فی العدد الاول فابلغ فهو فالكعب ثلاثه الكعب والمال سبعة وعشرون۔

مجازی معنوں میں کعب کا مفہوم ''گھی کا ٹکڑا اور ''حساب کی اصطلاح'' ہے جس کو تین ایک جیسے ہندسوں سے ضرب دی جاتی ہے۔ پھر جو حاصل ضرب ہوتا ہے اس کو کعب کہتے ہیں۔

من المجاز الكعب بمعنى: (الشرف والمجد)۔

مجازی معنوں میں کعب کا ایک مطلب ''شرف و بزرگی'' ہے۔ والكعب (بالضم الشدی): الناهد القاموس میں کعبہ کا مفہوم یہ بیان ہوا ہے۔

كعبة: تكعيبا

والكعبة البيت الحرام : منه (زاد الله تشريفا اور تكريما)

کعبہ کا ایک مطلب عزت والا گھر ہے اللہ اس کی عزت و بزرگی زیادہ کرے۔

الكعبة: الغرفة : (وكل بيت مربع) (۳)

کعبہ کا ایک مطلب ''کمرہ'' ہے۔ ہر چوکور گھر کو کعبہ کہتے ہیں۔

المنجد میں لکھا ہے۔

کعب عربی زبان کا اسم مصدر ہے۔ جس کے لفظی معنی دو پوروں کے درمیان گرہ، نیزہ کی گرہ، ہر بلند مرتفع چیز، بزرگی اور شرافت اس کی جمع کعوب آتی ہے۔ اس لغت میں کعب کے معنی کھیل کا پانسہ، گھی کا ٹکڑا، برتن کا باقی ماندہ دودھ، اس کی جمع کُعُبٌ اور کِعَاب ہے۔ (۴)

Marfat.com

مصباح اللغات کے مطابق کعب کا مفہوم دو پوروں کے درمیان کی گرہ، نیزہ کی گرہ، ہر بلند و مرتفع چیز، بزرگی و شرف۔ اس کی جمع کعوب ہے۔

اسی لغت میں کعب کا مطلب پانسہ، گھی کا ٹکڑا، برتن میں باقی ماندہ دودھ۔ اس کی جمع کُعُب اور کِعَاب ہے۔

کعب کا مفہوم ایک ہندسہ کا علم، مربع، خم اس کے علاوہ ہڈیوں کا جوڑ۔ قدم کے اوپر ابھری ہوئی ہڈی یعنی ٹخنہ ہے۔ (۵)

عربی اردو کی مشہور لغت ''المعجم الاعظم'' میں کعب کا مفہوم یہ ہے دو پوروں کے درمیان کی گرہ۔ نیزہ کی گرہ۔ ہر بلند و مرتفع چیز۔ بندگی و شرف۔ اس کی جمع کعوب ہے۔

مزید الکعب کا مفہوم یہ بیان کرتے ہیں۔ پانسہ، گھی کا ٹکڑا۔ برتن کا باقی ماندہ دودھ۔ اس کی جمع کُعُب اور کِعَاب ہے۔ (۶)

''الصحاح'' میں کعب کا مفہوم یہ بیان ہوا ہے۔

الکعب: العظم الناشر عند ملتقی الساق و القدم۔

کعب کا مطلب ابھری ہوئی ہڈی ہے۔

و الکعب: القطعة من السمن

کعب کا مطلب ''گھی کا ٹکڑا'' ہے۔

الصحاح میں کعبہ کا مفہوم یہ بیان ہوا ہے۔

و الکعبة: البیت الحرام۔ (۷)

اور کعبہ ''عزت والے گھر'' کو کہتے ہیں۔

"Arabic English Lexicon" میں کعب کا مفہوم یہ بیان ہوا ہے۔

کعب :- Any joint, juncture or place of division of the bones. (k)--- also (and more commonly, the ankle-- bone, or falus;) in a man, what projects above the tarsus, where the foot is set on; (T A;) what projects above the foot (k;) the bone that projects at the place of junction of the shank and

Marfat.com

the foot; (A A, AS, S MSb;) each foot has two bones thus formed; one on the right and the other on the left; (MSb) (each foot has two bones thus formed; one on the right and the other on the left;) (M, Sb;) each of the has two bones that projects on either side of the foot: (K, TA) or the ankle joint or tarsal-joint; the joint that is between the shank and the foot: (I A ar , S.C, M Sb:) As rejected the saying of the (common) people that it is in the upper part (ظهر) of the foot (S:) some persons say, that it is each of the two bones that are in the upper part (ظهر) of the foot : So say the shee'ah: and in like manner Yahya ibn-el-Harith speaks of the كعاب as in the middle of the foot: (TA:) pl. (of pauc) أكعب and (of mult.) كعوب and كعاب (k) جارية درماء الكعوب A girl the head of whose bones are not big (or prominent). Also employed with reference to any quadruped; meaning in a horse, what is between each وظيف and ساق or between the bone of the وظيف and the bone of the ساق; which projects backwards: (by this is meant, not the fetlock-joint or hind fetlock-joint but the bock: for it has been shown, voce عرقوب , that the term كعب with reference to qual rupeds is somtimes applied to what anatomists term the tarsus). TA-- كعب and كعبة (An ossicle) with which one plays; (a play-bone; a cockal-bone; the superior bone of the tarsus called by anatomists astragalus or os tali a little bone, some what oblong, taken from the foot of a sheep, or the like, thrown in play like a die) (1h, k:) the die (فص) that is used in the game of tables, or back gammon (العود) ; (TA) (any die that is used in play), pl. (of the former word T A) كعاب and (of the latter TA) كعب and كعبات (K: the last so written accord. to the TA, but in the (CK

Marfat.com

كعبات) the playing with the كعب is forbidden (kur V. 92) (TA) --- A conventional term of arithmeticians (a cube). (k)--- A piece of clarified butter; (s;) such (a lump or compact piece) as is termed كتلة there of : (k) and (a lump) of dates (compacted together): (M, voce قدرة:) a Piece of clarified butter, or of fat or grease. (TA)--- what is termed a صبة (or what is powred out at once, or what remains in a vessel, or a small quantitiy,) of milk (K)or of clarified butter. (TA) (A knot, or joint, of a reed or cane;) what is between each two internodal portions of a reed or cane; (k;)

(k) the promienent part that is at the extremity of each of the internodal portions of a spear (of reed or cane): (S:) or an internodal portion, or portion that is between each two knots, or joints, of a reed or cane: (Msb:) pl. كعوب and كعاب (TA) By صاروا كعابا , in the following verse

رأيت الشعب من كعب وكانوا
من الشنان قد صاروا كعابا

The poet means, they were divided and opposed in mind or opinion so that each portion that was of one mind or opinion, became a part by itself. (A A F.) (He seems to compare them to play-bones thrown on the ground; or to the several joints, or knots of a reed or cane; or to a spear not equal, or uniform in the joints or knots, of its can-shaft رمح بكعب واحد .

A spear with equal, or uniform, knots, or joints; not having one knot or joint, thicker than another. (TA)= eminence or nobility and glory. (k) رجل عالى الكعب A man eminent or noble and successful in his enterprises (TA) ------ أعلى الله كعبته May God exalt his glory! (T A, from a trad.) لا يزال

Marfat.com

کعبک عالیا May thy glory not cease to be exalted! See عال in art. علو (TA) علا کعبک بی thy nobility, or glory, hath exalted me. (TA) --- this signification is taken from the کعب of a cane; and کعب is appplied to any thing elevated (I A th) (۸)

لفظ کعبہ کا بنیادی تصور

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند حضرت اسماعیل کی مدد سے ایک چو گوشہ عمارت کھڑی کی اور چونکہ یہ عمارت جس جگہ تعمیر ہوئی تھی وہاں ایک ٹیلہ تھا اور عمارت چوگوشہ تھی اس لئے اسے کعبہ کہنے لگے جو کعب سے مشتق ہے۔ تاریخ مکہ معظّمہ میں اس کے معنی اس طرح لکھے گئے ہیں کہ بیت اللہ کو بوجہ اس کے علوشان وعزت کے کعبہ موسوم کیا گیا ہے۔ ابن منظور نے کعبہ کا مفہوم ''چوکور گھر'' لکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ کعبہ ''عزت والے گھر'' کو کہتے ہیں۔

تاج العروس اور القاموس میں بھی اس کے معنی ''عزت والے گھر'' کے بیان کیے گئے ہیں۔ اور القاموس میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ چوکور گھر کو ''کعبہ'' کہتے ہیں۔ عربوں کی فصاحت نے اس لفظ میں بلندی اور بزرگی دیکھی اور بیت اللہ کی بزرگی کی وجہ سے اس کو کعبہ یا کعبۃ اللہ کہنے لگے۔

کعبہ کی تاریخ:

خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق سب سے پہلے کعبہ کی تعمیر ملائکہ نے بیت المعمور میں کی اور فرشتوں نے اس کا طواف کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ بیت المعمور کے مقابل ایک گھر تعمیر کر اور اس میں عبادت کر جس طرح میرے فرشتے میرے عرش سے لگے رہتے ہیں۔ تیری اور تیری اولاد میں سے جو فرمانبردار ہوں گے وہاں ان سب کی دعائیں قبول کروں گا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے ایک فرشتہ کی مدد سے وہ مقام ڈھونڈا اور پانچ پہاڑیوں کی مدد سے خانہ کعبہ کی بنیادیں استوار کیں۔ یہ پہاڑ طور سینا، طور زیتون، لبنان، جودی اور جراء کے تھے۔ (۹)

Marfat.com

ان پہاڑوں کے پتھر اس مقدس عمارت کی تعمیر میں استعمال ہوئے۔ جب تعمیر سے فارغ ہوئے تو فرشتہ ان کو کوہ عرفات پر لے گیا اور وہاں کے تمام مناسک ان کو دکھائے جن پر لوگ آج بھی عمل کرتے ہیں۔ وہاں سے فراغت کے بعد فرشتہ ان کو مکہ لے آیا جہاں ایک ہفتہ تک ''بیت اللہ'' کا طواف کرتے رہے۔ جب طوفان نوح آیا تو یہ عمارت بھی اس کی لپیٹ میں آ گئی اور اس کی جگہ صرف ایک ٹیلہ رہ گیا۔ اس کے بعد اس کی تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کی مدد سے کی۔ تیسری مرتبہ اس کو بنو جرھم نے بنایا جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی سسرال سے تعلق رکھتے تھے۔ چوتھی مرتبہ اس کو مصر اور شام کے بادشاہ عمالقہ نامی نے تعمیر کیا۔

بعثت نبوی سے پانچ سال قبل حوادث زمانہ سے کعبہ کی عمارت بہت بوسیدہ ہو گئی تھی اور اس کے انہدام کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ ایک روایت ہے کہ کعبہ کو سیلاب نے منہدم کر دیا تھا(۱۰)۔ جبکہ ایک دوسری روایت کے مطابق ایک عورت نے کعبہ کو دھونی دی تو غلاف کعبہ کو آگ لگ گئی اور ہر سمت سے دیواریں پھٹ کر کمزور ہو گئیں (۱۱)۔ اس وقت کعبہ کی عمارت میں مٹی اور چونا لگا ہوا تھا۔ باہر کی دیواروں پر پردے ڈالے جاتے تھے اور اندرونی جانب میں بالائی حصہ پر پردے باندھے جاتے تھے۔ قریش نے انہدام کے خطرے کو بھانپ لیا اور چندہ جمع کر کے 'باقوم رومی'' ایک بڑھئی کی مدد سے ازسرنو تعمیر کرنا شروع کیا۔ ابھی کچھ حصہ تعمیر ہونے سے رہ گیا تھا کہ قریش کا سرمایہ ختم ہو گیا اور وہ کام ختم کرنے پر مجبور ہو گئے۔ جو حصہ چھوٹ گیا تھا وہ اصل بنیاد ابرہیم میں شامل تھا اور بے حد اہم تھا اسے حجر یا حطیم کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش تھی کہ اس حصہ کو بھی خانہ کعبہ کی عمارت میں شامل کر کے ازسرنو اس کی تعمیر کی جائے لیکن کچھ وجوہات کی بنا پر یہ کام انجام نہ پا سکا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بیان کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عن عائشه قالت: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه

Marfat.com

وسلم لو لا حداثة عهد قومك بالكفر لقضت البيت مبهية على اساس ابراهيم عليه السلام وجعلت له خلفاً فان قريشاً لما بنت البيت استقصرت (۱۲)

''ترجمہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر تمہاری قوم کا زمانہ کفر کے قریب نہ ہوتا تو میں بیت اللہ کو توڑتا اور نئے سرے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر بناتا اور اس کی پچھلی جانب ایک دروازہ رکھتا کیونکہ قریش نے تعمیر کعبہ کے وقت اس میں کمی کی تھی۔''

خلفائے راشدین کے دور میں اس پر کچھ کام نہ ہوا۔ ۶۴ھ میں اموی لشکر کے محاصرہ کے دوران میں خانہ کعبہ کو نقصان پہنچا تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے خانہ کعبہ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متخیلہ نقشہ کے مطابق از سر نو تعمیر کرایا۔

کعب اور کعبہ کی باہمی نسبت:

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت و رسالت سے قبل اگرچہ عرب میں بت پرستی کا دور دورہ تھا۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعلیمات کے کچھ آثار ہنوز باقی تھے۔ ان آثار میں سے ایک اثر خانہ کعبہ کی تعظیم و تکریم کا تھا، تاریخی روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ عربوں میں خانہ کعبہ کی حد درجہ عظمت تھی، چنانچہ جب خانہ کعبہ کی تعمیر کا وقت آیا تو تمام قبائل نے اس بات کا خاص اہتمام کیا کہ خانہ کعبہ کی تعمیر پر لگنے والی دولت حرام اور غیر انسانی افعال کے ذریعہ سے کمائی ہوئی نہ ہو، چنانچہ ایسا خالص پیسہ جمع کیا گیا اور جب یہ پیسہ ختم ہو گیا تو خانہ کعبہ کی تعمیر درمیان میں ہی روک دی گئی اور حصہ حطیم کو جو اس سے قبل داخل کعبہ تھا، علیحدہ کر دیا گیا۔ اس عظمت و بزرگی کی بنا پر عرب اپنی اولاد کے نام کعب رکھا کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ قبائل عرب میں کعب نام کثرت سے نظر آتا ہے جن میں سے چند کعب تاریخ ساز شخصیت بن گئے۔

کعبؓ بن مالک ان تاریخ ساز شخصیت افراد میں سے ایک فرد تھے۔ علاوہ ازیں

Marfat.com

کعب اپنی لغوی حیثیت میں بہت مقدس لفظ ہے۔ ''آئینہ عرب'' میں کعبہ کی وجہ تسمیہ اس کی بزرگی کو بیان کیا گیا ہے۔ کیونکہ کعبہ لفظ کعب سے مشتق ہے جس کے معنی ''بزرگی'' کے ہیں۔ (۱۳) لسان العرب، القاموس، المعجم الاعظم، تاج العروس، المنجد جیسی لغات میں اس کا ایک مطلب ''بزرگی وعزت'' دیا گیا ہے۔ اور بلاشبہ یہ لفظ اپنے اندر یہی معنی رکھتا ہے۔

ولادت باسعادت:

ہجرت نبوی سے ستائیس (۲۷) برس قبل جبکہ یثرب (مدینہ) میں قبائلی جنگوں اور لڑائیوں کا دور دورہ تھا۔ مدینہ کے گلی کوچوں اور پتھریلی وادیوں میں خون بہہ رہا تھا کہ بنوسلمہ کے گھر لیلی بنت زید بن ثعلبہ کے بطن سے وہ ولد سعید پیدا ہوا جس کے صدق وصفا نے اس کو یہ اعزاز بخشا کہ جنگ تبوک کے موقع پر بارگاہ عالیہ سے اس کی معافی کا اعلان ہوا جس پر وہ ساری زندگی فخر کرتا رہا، وہ ولد سعید حضرت کعبؓ بن مالک انصاری تھے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی تاریخ پیدائش تاریخ الادب العربی میں تقریباً ۲۵ سال قبل ہجرت ۵۹۷ء درج ہے۔ (۱۴)

بسا اوقات کسی علاقہ، شخص یا قوم کی زیادہ دگرگوں حالت رحمت حق کو جوش میں لے آتی ہے تو دشت وویرانے گلستانوں میں بدل جاتے ہیں، سنگلاخ وادیوں میں زندگی کی حرارتیں دوڑنے لگتی ہیں۔ چٹیل صحراؤں میں گلہائے خدران رقص کناں نظر آتے ہیں۔ اندھیرے اجالے کا روپ دھار لیتے ہیں۔ بے بضاعتی بے مائیگی سامان ناز بن جاتی ہے۔

سید الانام خیر الخلائق رحمت دوعالم فخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ہجرت بھی یہی سرزمین تھی جس میں کعب رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی اور خاور رشد وھدا صلی اللہ علیہ وسلم کے شاعر کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اس لیے ایسی جگہوں اور ایسے مقامات پر ایسی شخصیتوں وہستیوں کا ظہور ووجود رب العالمین کی شان ربوبیت کا مظہر ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے چند ماہ قبل ابرھہ کے لشکر سے کعبہ کی حفاظت فرمائی تھی، اسی طرح

Marfat.com

اس کے دارالہجرت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے چند سال قبل کعب جیسی ہستیاں پیدا فرمائیں۔

کنیت ولقب:

ابن حجر العسقلانی اپنی کتاب "الاصابة فی تمییز الصحابة" میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی کنیت زمانہ جاہلیت میں ابو بشیر تھی۔ (۱۵) بعد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کنیت ابو بشیر بدل کر ابو عبداللہ کر دی۔ (۱۶) خیال ہے کہ چونکہ بشیر و نذیر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص ہیں۔ شاید اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کنیت بدل دی۔ ان کی ایک کنیت ابو عبدالرحمٰن بھی ہے۔ (۱۷) ابن حجر نے ان کی ایک کنیت ابو محمد بھی بتائی ہے۔ محمد، عبداللہ اور عبدالرحمٰن ان کے فرزند ارجمند تھے۔ انہی کی نسبت سے ان کی کنیت ابو محمد ابو عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہے لیکن وہ اپنی کنیت کی وجہ سے مشہور نہیں۔

حضرت کعبؓ بن مالک کے لقب ان کی طرف مخصوص ہیں۔ چونکہ انہوں نے بیک وقت اپنی تلوار اور قلم سے اسلامی غزوات میں شرکت کی تھی اس لئے ان کو صاحب السیف والقلم کہا جاتا ہے۔ (۱۸)

شجرہ نسب:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ قبیلہ خزرج کی ایک شاخ بنو سلمہ کے شاعر خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ سلمہ، خزرج سے چار پشت نیچے پیدا ہوا۔ سلمہ بن علی بن اسد بن شارقہ بن یزید بن جشم بن خزرج تھے۔ جبکہ سلمہ تک حضرت کعبؓ کا سلسلہ نسب کعب بن مالک بن ابی کعب واسم ابی کعب عمرو بن القیس بن کعب بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ ہے۔ (۱۹) چونکہ بنی سلمہ کا تعلق قبیلہ خزرج سے ہے قبیلہ خزرج کا نسب یہ ہے۔ خزرج بن حارثہ بن ثعلبۃ العنقاء بن عمرو بن مزیقیاء بن عامر بن ماء السماء بن حارثۃ الغطریف بن المری القیس البطریق بن ثعلبۃ بن مازن بن الازد بن الغوث بن نبت بن مالک بن زید بن کھلان بن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان۔ (۲۰)

Marfat.com

نقشہ (۲۱)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا شجرہ نسب

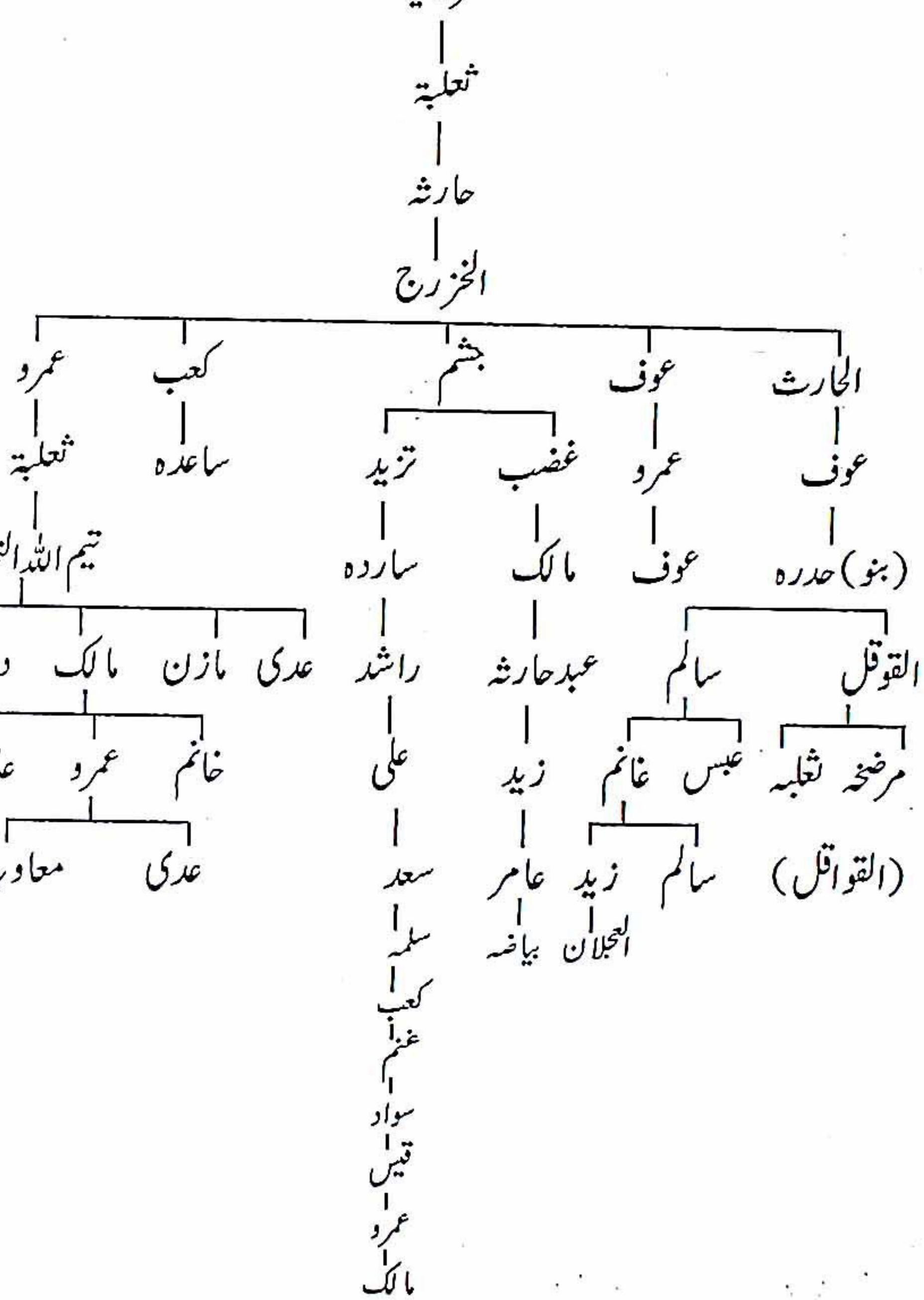

Marfat.com

خاندان:

حضرت کعبؓ بن مالک بنوسلمہ کے ایک شاعر اور شریف النسل خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ حضرت کعبؓ کے والد بھی شاعر تھے۔ (۲۲) ان کے چچا حضرت قیسؓ بن ابی کعب بھی شاعری کرتے تھے۔ (۲۳) آپؓ کی والدہ ماجدہ لیلی بنت زید بن ثعلبہ بھی بنوسلمہ سے تھیں۔ (۲۴) لہٰذا حضرت کعب رضی اللہ عنہ ددھیال اور ننھیال دونوں طرف سے بنوسلمہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا خاندان شعروشاعری سے خاص رغبت رکھتا تھا اور پاکیزگی اور شرافت اس خاندان میں خصوصیت سے موجود تھی کیونکہ حضرت کعبؓ بن مالک کے چچا کے متعلق الاغانی میں ہے کہ وہ غزوہ بدر میں شریک تھے۔ (۲۵) بہرحال حضرت کعبؓ اشراف میں سے تھے اور شرافت انہیں ورثہ میں ملی تھی۔ ابتدا میں ابوبشیر کنیت تھی۔ یہ لفظ بھی ان کی شخصیت اور ان کے باطن کی نشاندہی کرتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کنیت تبدیل کرادی اور ابوعبداللہ تجویز فرمائی اس لئے کہ بشیر ونذیر صفات محمدی ہیں اور ان کے اوصاف نبوت پر دلالت کرتے ہیں۔

کعب کے اس شجرہ نسب پر غور کیا جائے تو محسوس ہوگا کہ بنوسلمہ میں کعب نام کی تکرار موجود ہے۔ حضرت کعبؓ تک تین افراد کعب کے نام سے موسوم ہیں، سلمی کے فرزند کا نام بھی ابوکعب اور کعبؓ کے دادا کا نام بھی کعب ہے۔

آپؓ کا نسب مدینہ کے مشہور قبیلے بنوخزرج سے جا کر ملتا ہے۔ خزرج واوس دونوں قبائل کا جدامجد عمرو بن عامر ہے جو تاریخ عرب میں مزیقیاء کے لقب سے مشہور ہے۔ (۲۶) مکہ کا قبیلہ بنوخزاعہ بھی اس میں شامل ہے۔ اس کے علاوہ شام کے غنانی حکمران اور منازرہ جو حیرہ کے حکمران تھے اسی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔

یہ سب لوگ یمن چھوڑ کر جزیرۃ العرب میں آباد ہو گئے تھے اور قحطانی النسل تھے۔ اسی لیے حضرت کعب بن مالک بھی یمنی قحطانی کہلاتے ہیں۔ (۲۷) السامی الغنانی

Marfat.com

لکھتے ہیں کہ کعب اصل میں یمانی اور عدنانی ہیں۔ (۲۸)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے تین بھائی تھے۔ ایک کا نام عبداللہ بن مالک بن ابی القین الخزرجی تھا۔ (۲۹) ان سے حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے بیٹے نے روایت کی ہے دوسرے دو بھائی سہل اور سراقہ تھے۔ (۳۰) ان کے ایک چچا کے بیٹے سہل بن قیس بن ابی کعب بن سواد حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے۔ (۳۱) انہوں نے جنگ بدر میں شرکت فرمائی تھی اور جنگ احد میں شہادت کے درجہ پر سرفراز ہوئے۔

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے بھائی عبداللہ بن مالک نے تو اسلام قبول کر لیا تھا اور وہ صحابی رسول بھی تھے اسی لیے ان سے حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے صاحبزادہ نے روایت کی ہے، باقی دو بھائی سہل اور سراقہ کے قبول اسلام کی شہادت نہیں ملتی اور نہ ہی ان کے متعلق کوئی تفصیل ملتی ہے۔ اسی طرح آپؓ کے والد اور والدہ کے قبول اسلام کے بارے میں بھی کوئی شہادت نہیں ملی۔ خیال غالب ہے کہ وہ آپؐ کی بعثت سے قبل ہی اس دار فانی سے رخصت ہو چکے تھے واللہ اعلم۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا تعلق شاعر خاندان سے ہے۔ وہ خود بہت مشہور شاعر تھے اور ان کو یہ سعادت حاصل ہے کہ وہ شاعر رسول کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔ (۳۲) ان کے والد ماجد اپنے وقت کے بہادر آدمی تھے اور ساتھ ہی ایک مایہ ناز شاعر بھی تھے۔ اپنی قوم کی لڑائیوں میں حصہ لیتے تھے جو اوس اور خزرج کے درمیان ہوتی رہتی تھی۔ ان کا ذکر اور کچھ اشعار ملتے ہیں۔ کچھ اشعار پیش کیے جاتے ہیں جو ان کے والد مالک بن ابی کعب نے اس وقت کہے جب ان کی اور ایک بنی ظفر کے شخص جس کا نام برزع بن عدی تھا، کی لڑائی ہوئی۔ اس لڑائی پر برزع بن عدی نے کچھ اشعار پڑھے جن کا مالک بن ابی کعب نے فی البدیہہ جواب دیا۔

مالک بن ابی کعب نے کہا:۔

لعمر ابیها لا تقول حلیلتی الافر عنی مالك بن ابی کعب

Marfat.com

اقاتل حتی لا ارى لی مقاتلا وانجو اذا غم الجبان من الكرب
ابى لی ان اعطی الصغار طلامة جدودی وابائی الكرام اولو السلب
هم يضربون الكبش يبرق بيضة ترى حوله الابطال فی حلق شهب
وهم اور ثونی مجدهم و فعالهم فاقسم لا يزرى بهم أبدا عقبی (۳۳)

ترجمہ: مجھے قسم ہے اپنی بیوی کے باپ کی! میری بیوی یہ نہیں کہتی کہ مالک بن اُبی کعب مجھے چھوڑ کر بھاگ گیا۔ میں لڑتا رہتا ہوں یہاں تک کہ تمام لڑنے والے بھاگ جاتے ہیں۔ اور میں بچ نکلتا ہوں جبکہ بزدل تکلیف سے چھپے ہوئے ہوتے ہیں۔

میرے صاحب نسب اور صاحب حسب آباؤ اجداد نے انکار کیا کہ میں چھوٹوں کو اندھیرے دیتا ہوں۔

وہ (میرے آباؤ اجداد) ایسے بہادر کو مارتے ہیں جس کی سفیدی چمکتی ہے اور جو پہلوانوں کے شعلوں کے حلقے میں ہوتا ہے۔

انہوں نے مجھے شرافت اور اپنے کارنامے وراثت میں دیے ہیں۔ میں پیٹھ دکھا کر کبھی بھی ان کے اوپر حرف نہیں آنے دوں گا۔

اس قصیدہ میں مالک اپنے آباؤ اجداد پر فخر کرتا ہے جو عزت والے تھے اور قسم کھاتا ہے کہ میں اپنے خاندان کی شرافت اور اس کے مرتبہ کی حفاظت کروں گا۔

اس قصیدہ میں مالک بن ابی کعب اپنے والد کی شجاعت اور مرتبہ پر فخر کرتا ہے۔ جو بہت عزت والے اور کرامت والے تھے۔

ان کے کچھ اور اشعار بھی یہاں بیان کیے جاتے ہیں۔

ولا أهاب اذا ما الحرب حرشها الـ كـ ابطال واضطربت فيها البهاليل
امضی امامهم والموت مكتنع قد ما اذا ما كبا فيها التنابيل
على فضفاضه كالذهبی سابغة وصارم مثل لون الملح، معقول
ولدة فی يدی صفراء تمابدا بعامل كشهاب النار موصول
انی من الخرزج الغرّ الذين هم اهل المكارم لا يلفی لهم جيل

Marfat.com

فی الحرب ادھك منھم للعدو اذا شببت وأعظم نیلا ان ھم سیلوا (۳۴)

ترجمہ: اور میں ڈر کے نہیں چیختا جبکہ لڑائی پہلوانوں کو اچکتی ہے اور سردار اس لڑائی میں مضطرب ہوتے ہیں۔ میں ان سے آگے بڑھتا ہوں اس حال میں کہ موت چھپی ہوئی ہوتی ہے پھر بھی میں آگے بڑھتا ہوں جبکہ لڑائی میں بزدل اور کمینہ پلٹیان کھا رہے ہوتے ہیں۔

میرے اوپر چھوٹی نہر کی طرح کھلی زرع ہوتی ہے اور کاٹنے والی تلوار ہوتی ہے جس کا رنگ نمک کی طرح ہوتا ہے۔ میرے ہاتھ میں لچک دار زرد رنگ کا نیزہ ہوتا ہے جس کا کنارہ اور درمیانہ حصہ آگ کے شعلوں کی طرح ملا ہوا ہوتا ہے۔

میں شریف خزرجیوں میں سے ہوں یہ وہ لوگ ہیں جو شرافتوں والے ہیں۔ لڑائی میں زمانہ ان کا کوئی عیب نہیں پا سکتا۔ جب لڑائی بھڑکتی ہے تو وہ دشمن سے بدلہ لے لیتے ہیں اور جب خود حملہ کرتے ہیں تو زیادہ حصہ وصول کرتے ہیں۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا خاندان عزت و منزلت والا ہے اور شعروں کی جڑ ہے یعنی شاعری میں بہت مشہور و معروف ہے۔ اور شاعری کی جڑیں اور شاخیں اس خاندان میں پھیلی ہوئی ہیں۔ جیسا کہ اصبہانی کہتا ہے "ولکعب ابن مالك اصل اصیل و فرع طویل فی الشعر"۔ ترجمہ: "کعب بن مالک کا خاندان بہت شریف ہے شاعری ان کے خاندان میں نسل در نسل جاری ہے۔"

اس خاندان کے مشہور شاعر قیسؓ بن ابی کعب ہیں جو حضرت کعبؓ بن مالک کے حقیقی چچا ہیں۔ وہ صحابی رسول بھی ہیں اور شاعر بھی ہیں۔ انہوں نے جنگ بدر میں شرکت بھی فرمائی تھی۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت عبدالرحمٰن بن کعب بھی شاعر ہیں اور بڑے تابعین میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن کے بیٹے بشیر بن عبدالرحمٰن بن کعب بھی شاعر ہیں۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب اور معن بن زہیر بن کعب بھی اپنے وقت کے مشہور شعراء میں سے ہیں۔ ان سب شعراء کی تعریف ابوالفرج اصبہانی نے ان الفاظ میں کی ہے۔

Marfat.com

"و کلھم مجید مقدم" (۳۵)

سب کے سب مشہور و معروف شاعر ہیں۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بھی اپنے وقت کے مشہور شاعر ہیں اور بڑے تابعین میں سے ہیں۔ اپنے وقت میں بڑے عالم مانے جاتے تھے۔ حضرت عبداللہ کے بیٹے عمرو بن عبداللہ بھی شاعر ہیں۔ ان کے پوتے زبیر بن خارجہ بن عبداللہ بن کعب اور معن بن عمرو بن عبداللہ بن کعب بھی شاعر ہیں۔ ضحاک بن معن اور معن بن وہب بن معبد بھی شاعر ہیں۔ (۳۶)

غرضیکہ جلیل القدر صحابی اور شاعر رسول حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا تعلق ایک شریف النسل باعزت اور مشہور شعراء کے خاندان سے تھا۔ جس میں مادی و ظاہری شان و شوکت و شرافت کے ساتھ علمی و روحانی وجاہتیں بھی سمٹ آئی تھی۔ آپؓ کے خاندان کا مختصر جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ دولت و حشمت زھد و تقوای اور شعرو شاعری کا یہ خاندان حسین امتزاج ہے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو ایک جامع الکمالات شخصیت بنانے میں نوازشات خداوندی کے ساتھ خاندانی عظمت و فراست کا بھی دخل ہے۔

اوائل حیات

تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ دنیا میں قدسی نفوس و عظیم ہستیوں کے بچپن اور ان کے صحیفہ زندگی کے اولین اوراق بھی ان کی عظمت اور سربلندیوں کے گواہ ہوتے ہیں۔ انبیاء کرام و سادات الانام کی ہستیاں تو زندگی کے ہر سانس اور ہر لمحہ حیات سے اپنی عظمتوں کی مظہر ہوتی ہیں۔ دنیا کی جب عظیم شخصیتوں کی طرف نگاہ اٹھاتے ہیں تو ان کی شروع کی زندگی سے ان کے عظیم الشان مستقبل کے آثار نظر آتے ہیں۔

سید البشر رحمۃ للعالمین کے جلیل القدر صحابی اور شاعر حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی ابتدائی زندگی سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کی زندگی سنجیدگی و متانت کا کامل نمونہ تھی۔

Marfat.com

وہ آوارگی و بے ہودگی سے نفرت کرتے تھے۔ پاکیزہ صفات، اعلیٰ کردار، شائستگی، خودداری، عزت نفس، اطاعت وفرمانبرداری کے جوہران کی کتاب زیست کے اولین حروف میں ہی نظر آنے لگے ہیں۔

مربی حقیقی نے آپ رضی اللہ عنہ کو خداداد صفات وکمالات کے ساتھ ذہن رسا وفکر ثاقب کے مالک والد ماجد کے ہاتھوں تربیت وتادیب کے سامان بھی عطا فرمائے تاکہ یہ کعب نامی بچہ صحیح معنوں میں اپنے نام کی طرح بزرگی اور نیک نامی میں آسمان فضیلت پر بدر کامل کی طرح چمکنے لگے۔ ان صفات حسنہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کو طبیعت کی نزاکت ولطافت کا حصہ بھی بدرجہ اتم مرحمت فرمایا تھا۔ اسی لیے آپ رضی اللہ عنہ میں شروع سے ہی شعروشاعری کا ذوق قدرت کی طرف سے ودیعت تھا۔

حق تعالیٰ جل شانہ کے جو خاص محبوب بندے ہوتے ہیں وہ انہیں مخلوق میں بھی مقبول ومحبوب بنادیتے ہیں۔

غرضیکہ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات کے تحت آپ رضی اللہ عنہ شروع سے ہی خصوصی صفات کے جوہر لئے ہوئے تھے۔ جس پر آگے چل کر آپ رضی اللہ عنہ کی سیرت وکردار کی پر شکوہ عمارت تعمیر ہوئی۔

عام طور پر عہد جوانی دیوانگی، الہڑ پن اور لاابالی شان کا ترجمان ہوتا ہے مگر یہ خاص نوازشات الٰہی میں سے تھا کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی رسول کی جوانی وعہد شباب کمال متانت سنجیدگی، تقدس، افعال واعمال، عمدگی افکار وخیال کا مظہر نظر آتی ہے۔

حیات انسانی کے اس زریں وسنہرے دور میں جس میں کہ تمام اعضاء قوی میں تازہ وگرم خون رواں دواں ہوتا ہے جہان بھر کی دلکشائیاں، رعنائیاں جادہ زندگی میں کھڑی ہوتی ہیں۔ ایسے وقت میں کسی انسان کا اس عرصہ زندگی کو مجاہدانہ گزار لینا زندگی کی ذلتوں اور خستوں سے دامن بچا کر تقوی و پرہیز گاری کی پاکیزگی کو اپنا وطیرہ بنانا ایمان ویقین اور اسوہ پیغمبری پر عمل پذیرائی ہے۔

Marfat.com

چنانچہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ لغویات وخرافات سے دور پیغمبر خدا کے جانثار دین اسلام سے محبت کرنے والے تھے۔ ذکاوت و ذہانت کے پیکر، خوددار و غیور، حقیقت پسند و حقیقت نواز تھے۔ سطحیت سے دور زندگی کے حقائق سے لگاؤ رکھنے والے تھے۔ بیکار ہنگامہ ہائے ہستی سے مجتنب رہنے والے جوان تھے۔ ان میں بوڑھوں کی سی متانت وسنجیدگی، جوانوں کا سا عزم ایک سرگرم روح عمل، غیرت وحمیت دین کا جذبہ موجود تھا۔ سادگی و اخلاق کا نمونہ تھے۔ فطرتاً پاکیزہ اوصاف و دل پذیر اطوار والے جوان تھے۔ دینی تعلیم نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا اور وہ خصوصیت واطوار وعظمت کردار جو قدرت نے آپ رضی اللہ عنہ کی ذات میں ودیعت کیے علم وحکمت کے جوہر تابدار کے ساتھ مزید نکھر کر اہل جہان کے سامنے آئے۔ چنانچہ جب آپؓ نے اسلام قبول کرلیا اور ہادی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مقدس بیان وفا باندھ لیا۔ ساتھ ہی ہجرت رسول کے بعد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بصیرت وفراست ایمانی سے بہرہ ور ہوئے تو آپؓ کی مخفی صلاحیتوں نے اجاگر ہونا شروع کیا اور ایک وقت ایسا آ گیا جب آپؓ صاحب قاب قوسین، سید الانام خیر الخلائق رحمت دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی اور شاعر رسول کے عہدے پر فائز ہوئے اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کا کام آپ رضی اللہ عنہ کے سپرد ہوا۔

ذوق شعر وسخن:

حضرت کعب رضی اللہ عنہ مالک بن ابی کعب کے فرزند نیک ارجمند تھے۔ شروع ہی سے سلیم الطبع اور پاکباز تھے۔ شعر گوئی کا ذوق شروع ہی سے موجود تھا۔ گویا شاعری کا ملکہ قدرت نے ان کی فطرت میں ودیعت کیا تھا۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی شاعری قبول اسلام سے پہلے ہی اتنی دور تک پھیل چکی تھی کہ مکہ جو مدینہ سے تین سو میل کے فاصلہ پر ہے، وہاں بھی آپؓ کی شاعری کی شہرت پہنچ چکی تھی۔ چنانچہ جب آپؓ حضرت براءؓ بن معرور کے ہمراہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر

Marfat.com

ہوئے اور حضورؐ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؓ کا تعارف کرایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نام سنتے ہی پوچھا، ''الشاعر'' (۳۷) یعنی شاعر؟ اس بات سے ثابت ہے کہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا نام بطور شاعر مکہ میں بھی مشہور ہو چکا تھا اور اسی وجہ سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر بھی آپؓ کا نام سنتے ہی یہ سوال آیا کہ شاعر کعب۔

تعلیم:

چونکہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فہم وفکر، فراست اور ذکاوت وذہانت میں اپنی نظیر نہ رکھتے تھے اس لئے ایسے زمانہ میں جبکہ عرب کے لوگ زیادہ تعلیم یافتہ نہیں تھے آپ رضی اللہ عنہ نے قراءت، کتابت اور حساب کی تعلیم اپنی جوانی میں ہی حاصل کر لی تھی۔ (۳۸)

ذریعہ معاش:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے ذریعہ معاش کے متعلق کتب سیر میں زیادہ تفصیل نہیں ملتی۔ البتہ یہ بات تمام مورخین نے بلا اختلاف رائے لکھی ہے کہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ خزرج کی شاخ بنوسلمہ سے تعلق رکھتے تھے۔ چونکہ انصار بالعموم زراعت پیشہ تھے۔ اس لیے گمان کیا جاتا ہے کہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا ذریعہ معاش بھی زراعت ہی تھا۔ ان کے پاس کچھ باغ وغیرہ بھی تھے۔ غزوہ تبوک کے موقع پر ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ کافی جائیداد کے مالک تھے جس کو بارگاہ عالیہ کی طرف سے معافی ملنے کی خوشی میں آپ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صدقہ کرنے کی خواہش ظاہر کی تھی۔ مدینہ میں انصار کے امراء میں سے چند لوگ تجارت کرتے تھے۔ انہیں میں کعبؓ بن مالک بھی تھے۔ جو اس نوعیت کے سونے چاندی کے ذریعہ سے لین دین پر سے تجارت کرتے تھے۔ (۳۹) اس کا طریقہ یہ ہوتا تھا کہ لوگ ایک مقررہ میعاد کے لیے چاندی اور سونا ادھار لے جاتے تھے اور اس کے معاوضہ میں چاندی، سونا دیتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ ہاتھوں ہاتھ ہونا چاہیے

Marfat.com

ادھار نہیں۔ (۴۰)

مذہب قبل از اسلام:

فیض اسلام سے سعادت اندوز ہونے سے قبل انصار کی مذہبی حالت عام اہل عرب سے مختلف نہ تھی وہ جہالت کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں بھٹک رہے تھے، اور اس جہالت کی وجہ سے بت پرستی کی انتہاؤں کو چھو رہے تھے۔ جنت و دوزخ، بعث و حشر قیامت، کتاب حلال و حرام سے ناواقف تھے۔

قدیم زمانہ میں اوس و خزرج، ''لات'' کی پوجا کرتے تھے۔ (۴۱) اس کے بعد مناۃ (۴۲) ان کا خاص بت ہو گیا۔ مناۃ کی ایک سنگی مورت ساحل بحر احمر کے قریب ایک پہاڑ مشلل پر نصب تھی اور تمام اوس و خزرج، آل غسان اور دوسرے قبائل اس کی پوجا کرتے تھے۔

چونکہ حضرت کعبؓ بن مالک کا تعلق خزرج کی شاخ بنو سلمہ سے تھا۔ اس لئے حضرت کعب رضی اللہ عنہ بھی اسلام سے فیضیاب ہونے سے قبل بت پرست تھے۔ اسلام سے فیض یاب ہونے کے بعد خود فرماتے ہیں۔

وننسی اللات والعزی وودا
ونسلبها القلائد والشنوفا (۴۳)

ترجمہ: ''ہم لات و عزی اور ودّ نامی بتوں کو بھول جائیں گے
اور ان کے ہار لے وغیرہ کھسوٹ لیں گے''۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے اس شعر سے واضح ہوتا ہے کہ آپؓ بھی اسلام قبول کرنے سے قبل بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے۔ اسی لئے آپؓ نے اس شعر میں فرمایا ہے کہ اب جبکہ اسلام کی دولت آپ رضی اللہ عنہ کو مل گئی ہے آپؓ ان بتوں کو بھول جائیں گے۔

Marfat.com

حضرت کعب بارگاہ رسالت مآب میں:

بیعت عقبہ ثانیہ کے لیے مسلمانوں کی جو جماعت سفر حج پر نکلی تھی جب وہ مدینہ سے مکہ پہنچی تو سمت قبلہ کے بارے میں تجسس براءؓ بن معرور اور حضرت کعبؓ بن مالک کو بارگاہ رسالت کی طرف لے چلا۔ اگر چہ دونوں نے کبھی زیارت رسول نہ کی تھی اور یہ پہلا موقع تھا کہ یہ دونوں جلیل القدر اصحاب رسول اللہ کو پوچھتے ہوئے حرم شریف میں پہنچے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کو پہچان کر انہوں نے جان لیا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ جناب عباسؓ بغرض تجارت یثرب جایا کرتے تھے اور وہ براءؓ بن معرور اور کعبؓ بن مالک کو پہچانتے تھے اس لئے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دونوں کا تعارف کرایا۔ جب کعبؓ بن مالک کا نام لیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا۔ ''الشاعر'' (۴۴) یعنی یہ وہ کعبؓ بن مالک ہیں جو شاعر ہیں۔ حضرت عباسؓ نے اقرار میں جواب دیا۔ یہ کعبؓ بن مالک اور حضور سرور عالمؐ کی پہلی ملاقات تھی۔ لیکن اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت کعبؓ کی شاعری کا چرچا عرب میں پھیل چکا تھا اور خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم بھی حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے غائبانہ تعارف رکھتے تھے۔

عقبہ ثانیہ میں حضرت کعبؓ کی شرکت:

۱۳ھ نبوت کے موسم حج میں مدینہ سے (۴۵) پانچ سو آدمیوں کا ایک قافلہ مکہ کو روانہ ہوا۔ اس قافلہ میں اوس وخزرج کے (۴۶) پچھتر آدمی ایسے بھی شامل تھے جو نور ایمان سے سرفراز ہو چکے تھے اور خیر البشر سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے مشتاق تھے۔ ان پچھتر شیدائی رسول کا مکہ آنا تاریخ اسلام میں بے انتہا اہمیت کا حامل ہے۔ انہوں نے جو شجاعانہ اور بے باکانہ قدم اٹھایا اس نے مسلمانوں کی کایا پلٹ دی اور تاریخ کے اندر ایک نئے باب کا اضافہ کر دیا۔ انہی پچھتر جانثاران رسول میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی بھی شامل تھے۔ (۴۷) اس

Marfat.com

واقعہ کوانہوں نے خود روایت کیا، انہی کی زبانی ملاحظہ فرمایئے۔

قال بن اسحق: حدثنی معبد بن کعب أن أخاه عبداللّٰه بن کعب حدثه، أن اباه کعبؓ بن مالك حدثه، قال کعبؓ: ثم خرجنا فی الحج وواعدنا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم بالعقبة من اوسط ایام التشریق، قال: فلما فرغنا من الحج، وکانت اللیة التی واعدنا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لها ومعنا عبداللّٰه بن عمرو بن حرام أبو جابر سید من ساداتنا وشریف من أشرافنا، أخذنا معنا وکنادنکتم من معنا من قومنا من المشرکین أمرنا، فکلمناه، وقلنا له: یا اباجابر، انك سید من ساداتنا و شروف من اشرافنا ، وانا نرغب بك عما أنت فیه ان تکون حطبا للنار غدا، ثم دعوناه الی الإسلام، واخبرناه بمیعاد رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ایانا العقبة، قال: فأسلم وشهد معنا العقبة، وکان نقیبا، قال فنمنا تلك اللیلة مع قومنا فی رحالنا، حتی اذا مضی ثلث اللیل خرجنا من رحالنا المیعادِ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، نتسلل تسلل القطا مستخفین حتی اجتمعنا فی الشعب عند العقبة، ونحن ثلاثة و سبعون رجلا ومعنا امرأتان من نسائنا: نسیبة بنت کعب، ام عماره، احدی نساء بنی ماذن بن النجار، وأسماء بنت عمرو بن عدی بن نابی، احدی نساء بنی سلمة وهی أم منیع۔

Marfat.com

قال: فاجمعنا فی الشعب "ننتظر رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ، حتی جاء نا ومعه العباس بن عبدالمطلب، وهو یومئذ علی دین قومه، الا انه أحب ان یحضر امر ابن اخیه ویتوثق له، فلما جلس کان اول متکلم العباس بن عبدالمطلب، فقال: یامعشر الخزرج، قال: وکانت العرب انما لیسمعون هذا الحی من الانصار: الخزرج، خزرجها و أوسها، ان محمداً منا حیث قد، علمتم وقد منعناه من قومنا، ممن هو علی مثل رأینا فیه، فهو فی عز من قومه ومنعة فی بلده، وانه قد الی الا الانحیاز الیکم واللحوق بکم فان کنتم ترون انکم وافون له بما دعو تموه الیه وما نعوه ممن خالفة فانتم وما تحملم من ذلك، وان کنتم ترون انکم مسلموه وخاذلوه بعد الخروج به الیکم فمن الان فدعوه فانه فی عز و منعة من قومه بلده۔ قال: فقلناله: قد سمعنا ماقلت ، فتکلم یارسول اللّٰه ، فخذ لنفسك ولربك ما أحببت قال: فتکلم رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم : فتلا القرآن، ودعا الی اللّٰه، ورغب فی الاسلام، دم قال: ابایعکم علی أن تمنعونی مما تمنعون منه نساء کم وأبناء کم قال: فأخذ البراء بن معرور بیده، ثم قال: نعم، والذی بعثك بالحق لنمنعنك مما نمنع منه أزرنا فبایعنا یارسول اللّٰه، فنحن واللّٰه ابناء الحروب، واهل الحلقة، ورثناها کابراً (عن کابر)۔ قال:

Marfat.com

فاعترض القول والبراء يكلم رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ابوالهيثم بن التيهان فقال: يارسول اللّٰه ان بيننا وبين الرجال حبالا وانا قاطعوها (يعنى اليهود) فهل عسيت ان نحن فعلنا ذلك ثم اظهرك اللّٰه ترجع الى قومك وتدعنا؟ قال: فتبسم رسول اللّٰه ﷺ ثم قال: بل الدم الدم، والهدم الهدم، انا منكم وانتم منى احارب من حاربتم واسالم من سالمتم۔ (۴۸)

ترجمہ: پھر ہم حج کے لیے نکلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقام عقبہ میں ایام تشریق کے وسط میں ملنے کی قرارداد لی۔ جب ہم حج سے فارغ ہو گئے اور وہ رات آئی جس کی قرارداد ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علی وسلم سے کی تھی۔ (ہمارے ساتھ ابو جابر عبداللہ بن عمرو بن حرام بھی تھے)۔ اور وہ ہمارے سرداروں میں سے تھے ہم نے انہیں ساتھ لیا اور اپنا یہ معاملہ اپنی قوم کے ان مشرکوں سے چھپاتے رہے جو ہمارے ساتھ تھے۔ ابو جابر عبداللہ بن عمرو سے گفتگو کی اور ان سے کہا: اے ابو جابر، تم ہمارے سرداروں میں سے ایک سردار اور سربرآوردہ لوگوں میں سے ہو۔ تم جس حالت میں ہو ہمیں یہ پسند نہیں کہ کل تم آگ کے ایندھن بنو۔ پھر ہم نے انہیں اسلام کی دعوت دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو مقام عقبہ کی قرارداد کی تھی اس کی بھی انہیں خبر دی۔ آخر انہوں نے اسلام اختیار کر لیا اور ہمارے ساتھ عقبہ میں موجود رہے۔

پھر ہم اس رات اپنی قوم کے ساتھ سواریوں میں سو رہے یہاں تک کہ جب تہائی رات گزر گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

Marfat.com

قرارداد پر اپنی سواریوں سے تیتر کی چال یعنی دبے پاؤں نکلے یہاں تک کہ ہم سب پہاڑ کی چڑھائی کے ایک دوراہے کے پاس جمع ہو گئے۔ ہم تہتر مرد تھے اور ہماری عورتوں میں سے ام عمارہ نسیبہ بنت کعب، بنی ماذن بن النجار کی عورتوں میں سے ایک عورت اور ام منیع اسماء بنت عمرو (بن عدی بن نابی) بنی سلمہ کی عورتوں میں سے ایک عورت، یہ دو عورتیں ہمارے ساتھ تھیں پس ہم اس دوراہے پر جمع ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرنے لگے یہاں تک کہ آپؐ تشریف لائے ساتھ آپؐ کے چچا عباسؓ بن عبدالمطلب بھی تھے وہ اس وقت اپنی قوم کے دین پر تھے۔ مگر انہیں اپنے بھتیجے کے معاملے میں موجود رہنے اور ان کے بارے میں پختہ ضمانت لینے کی خواہش تھی۔ پھر جب بیٹھے تو پہلے جس نے گفتگو کی وہ عباسؓ بن عبدالمطلب تھے۔ انہوں نے کہا:

اے گروہ خزرج (راوی نے کہا عرب انصار کے اس قبیلے کو اس نام سے پکارا کرتے تھے خواہ وہ بنی خزرج ہوں یا بنی اوس) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہم میں جو حیثیت حاصل ہے وہ تم لوگ جانتے ہو۔ ہم میں سے ان لوگوں نے جو ان سے متعلق ہماری رائے سے متفق ہیں اب تک ان کی حفاظت کی ہے، اپنی قوم میں عزت والے اور اپنے شہر میں محفوظ ہیں۔ لیکن یہ اپنا وطن چھوڑ کر تمہاری طرف جانے اور تم سے مل کر رہنے کے سوا دوسری کسی بات کو مانتے ہی نہیں۔ اگر یہ سمجھتے ہو کہ تم انہیں جس جانب بلا رہے ہو وہاں ان کا پورا پورا حق ادا کرو گے اور مخالفوں سے بچاؤ گے تو جو بار اپنی خوشی سے سر لیتے ہو لو اور اگر انہیں لے جانے کے بعد مخالفوں کے حوالے کر دینے اور ان کی مدد سے دست بردار ہو

Marfat.com

جانے کا خیال ہوتو اسی وقت دست کش ہو جاؤ کہ یہ اپنی قوم اور اپنے شہر میں معزز و محفوظ ہیں تو ہم نے ان سے کہا آپؐ نے جو کچھ کہا ہم نے سن لیا اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ گفتگو فرمایئے۔ اپنی ذات اور اپنے پروردگار کے متعلق جو اقرار (ہم سے) لینا پسند فرماتے ہیں لیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گفتگو کا آغاز فرمایا۔ قرآن کی تلاوت کی اللہ تعالیٰ کی جانب دعوت دی اور اسلام کی طرف رغبت دلائی پھر فرمایا۔

"ابا یعکم علی تصنعونی مما تعدونی منه نساء کم وابناء کم"۔

میں تم سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تم میری ان تمام چیزوں سے حفاظت کرو گے جن سے تم اپنی عورتوں اور اپنے بچوں کی حفاظت کرتے ہو۔

براءؓ بن معرور نے آپ ﷺ کا دست مبارک تھام لیا اور کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو سچائی سے نبی بنا کر بھیجا ہے۔ ہمیں یہ شرطیں قبول ہیں اور ضرور ہم ان تمام چیزوں سے آپ ﷺ کی حفاظت کریں گے جن سے ہم اپنی عورتوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ پس اے اللہ کے رسول ہم سے بیعت لے لیجئے واللہ ہم سپاہی اور مسلح لوگ ہیں۔ جنگ تو ہمیں ہمارے بزرگوں سے میراث میں ملی ہے۔

براء رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کر ہی رہے تھے کہ ابوالہیثم بن التیہان نے دخل دیا اور کہا: اے اللہ کے رسول ہم میں اور دوسرے لوگوں میں یعنی یہود میں خاص قسم کے تعلقات ہیں۔ ہم یہ تعلقات ان سے قطع کر لیں گے۔ اگر ہم نے ایسا کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد آپؐ کو غلبہ عطا فرمایا تو ایسا تو نہ ہوگا کہ آپ ﷺ ہمیں چھوڑ کر اپنی

Marfat.com

قوم کی طرف لوٹ جائیں؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے تبسم کرتے ہوئے فرمایا:

"بل الدم والدم والهدم الهدم انا منكم وانتم منى

احارب من حاربتم واسالم من سالمتم"

ایسا نہیں ہوگا بلکہ (میرا) خون کا مطالبہ (تمہارا) خون (کا مطالبہ) ہوگا۔ اور (میرا) خون کا معاف کرنا (تمہارا) خون کا معاف کرنا ہوگا۔ تم مجھ سے ہو جاؤ گے اور میں تم سے جس سے تم جنگ کرو گے میں بھی اس سے برسر پیکار ہوں گا اور جس سے تم صلح کرو گے میں بھی اس سے مصالحت کروں گا۔

حضور ﷺ کے ارشادات سن کر یہ سب رسول ﷺ کے شیدائی بیعت کے لیے لپکے۔ سب سے پہلے جس شخص نے بیعت کی وہ براءؓ بن معرور تھے۔ (۴۹) پھر بنو نجار کہتے ہیں سب سے پہلے بیعت کرنے والے ابو امامہ اسعدؓ بن زرارہ تھے۔ بنو عبدالاشہل کا خیال ہے ابوالہیثمؓ بن التیہان تھے اور بنو سلمہ دعوی کرتے ہیں کہ کعبؓ بن مالک انصاری تھے۔ (۵۰) لیکن حضرت کعبؓ بن مالک نے حضرت براءؓ بن معرور کے بارے میں حدیث روایت کی ہے۔ (۵۱) بیعت کے دوران حضرت عباس بن عبادہ انصاری نے پکار کر کہا۔

"صاحبو خبردار رہو کہ تم کس چیز پر بیعت کر رہے ہو۔ یہ بیعت عرب و عجم کے خلاف اعلان جنگ کرنے کے مترادف ہے۔ خوب جان لو کہ ایسا وقت آ سکتا ہے کہ ہمارے شرفاء قتل ہوں۔ ہمارا حال برباد ہو جائے۔ ہماری عزت و ناموس خطرے میں پڑ جائے۔ اس وقت ایسا نہ ہو کہ مشکلات و مصائب کے ہجوم سے گھبرا کر تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ چھوڑ دو"۔ سب انصار نے بیک زبان کہا "ہاں ہاں ہم سب خطرات کو دیکھ کر بیعت کر رہے ہیں۔

اس کے بعد اسعدؓ بن زرارہ نے کہا "اے محمد آپ ﷺ اپنے رب کے لیے جو چاہیں مانگ لیں۔ پھر اپنے لئے اور اپنے صحابہ کے لئے پھر بتائیں ہم کو خدا سے اور آپ ﷺ سے اس کا کیا اجر ملے گا"۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

''تم سے خدا کے متعلق یہ کہتا ہوں کہ تم اس کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور اپنے لئے اور اپنے صحابہ کے لیے یہ چاہتا ہوں کہ ہم کو پناہ دو، مدد کرو اور جس طرح اپنی جانوں کی حفاظت کرتے ہو ہماری بھی کرو''۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔

''یارسول اللہ اگر ہم یہ سب کچھ کریں تو اس کا ہمیں کیا صلہ ملے گا؟۔

حضور رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''جنت''

حضور رضی اللہ عنہ کا جواب سن کر انصار کے دل نور ایمان سے منور ہو گئے اور انہوں نے کہا ''جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے ہیں ہم اس کے لیے راضی ہیں'' اس کے بعد سب نے یکے بعد دیگرے آپؐ کی بیعت کر لی۔

اس بیعت کو تاریخ میں بیعت لیلۃ العقبہ، بیعت عقبہ ثانیہ، بیعت عقبہ کبیرہ کے ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ یہ بیعت تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ جس وقت یہ بیعت ہوئی اس وقت عرب کا ذرہ ذرہ علمبرداران حق کے خون کا پیاسا تھا۔ اس وقت عرب کے کسی قبیلہ کو جرأت نہیں تھی کہ وہ فدایان اسلام کا ساتھ دے۔ ایسے میں ارض یثرب سے یہ جلیل القدر لوگ اٹھے اور رضائے الٰہی کی خاطر اپنی جانوں، مالوں، اولادوں سب کو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر کر دیا۔ جس وقت عرب کا گوشہ گوشہ سرور کائنات کو پناہ دینے کے لیے تیار نہیں تھا۔ اس وقت مدینہ کے ان بہادر فرزندوں نے رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینہ چلنے کی درخواست کی۔ ان جانثاران رسول نے اس رات جو رسول کریمؐ سے مقدس پیمان وفا باندھا تو واقعی اس کو اپنی جان اپنا مال اور اپنی اولاد قربان کر کے نبھایا اور کائنات کی مقدس ہستی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم فانی سے رخصت ہونے تک اہل مدینہ کا ساتھ نہ چھوڑا نہ ان کی غمی میں نہ ان کی خوشی میں۔ ہر حالت میں اہل مدینہ کے ساتھ ساتھ رہے یہاں تک کہ خالق حقیقی سے جا ملے۔

Marfat.com

پہلی نماز جمعہ میں شرکت:

ابن سیرین سے روایت ہے کہ ابھی نماز جمعہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا اور نہ ہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تھے۔ صرف حضرت مصعب رضی اللہ عنہ ہی ان دنوں مدینہ میں تبلیغ کا کام سرانجام دے رہے تھے۔ مدینہ کے مسلمانوں نے آپس میں مشورہ کرنے کے بعد فیصلہ کیا کہ وہ ہفتہ میں ایک دن ایک جگہ جمع ہو کر نماز با جماعت ادا کیا کریں گے۔ چونکہ یہودیوں کا مقدس دن ہفتہ (سبت) اور عیسائیوں کا اتوار تھا اس لئے مسلمانوں نے ان سے امتیاز کے لئے ''جمعہ'' کا دن مقرر فرمایا۔ (۵۲) اس زمانہ میں ''جمعہ'' کے دن کو ''یوم عروبہ'' کہا جاتا تھا (۵۳) اور سب سے پہلے حضرت اسعدؓ بن زرارہ کی امامت میں بقیع الخضمات میں جمعہ کی نماز با جماعت ادا ہوئی۔ (۵۴) اس میں چالیس جلیل القدر مسلمانوں نے شرکت کی۔ ان میں سے ایک حضرت کعبؓ بن مالک انصاری بھی تھے۔ یہی وہ جگہ ہے جس کو رسول خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد مسجد نبوی کی تعمیر کے لیے منتخب فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کو انصار کی یہ ادا اس قدر بھائی کہ جمعہ کی نماز تمام مسلمانوں پر فرض کر دی۔ ہجرت نبوی سے پہلے جب نماز جمعہ کا حکم نازل ہوا تو مکہ میں اس کا ادا کرنا ممکن نہیں تھا۔ اس لئے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعبؓ بن عمیر کو مدینہ خط لکھ کر نماز جمعہ کی امامت کا حکم دیا۔ گویا یہ کام انصار نے اپنی مرضی سے شروع کیا تھا لیکن اب خدا تعالیٰ کے حکم سے تمام مسلمانوں پر فرض کر دیا گیا۔

اس واقعہ کی حضرت کعبؓ بن مالک کے بیٹے نے روایت کی ہے۔

عن عبدالرحمن بن كعب بن مالك، قال: كنت قائد أبى كعبؓ بن مالك حين ذهب بصره، فكنت اذا اخرجت به الى الجمعة فسمع الاذان بها صلى على أبى امامة اسعد بن زرارة ، قال: فمكث حينا على

Marfat.com

ذلك: لا يسمع الاذان للجمعة الا صلى عليه واستغفرله، قال: فقلت فى نفسى: والله ان هذا بى لعجز، ألا أساله ماله إذا سمع الأذان للجمعه صلى على ابى امامه اسعد بن زرارة قال: فخرجت به فى يوم جمعة كما كنت أخرج، فلما سمع الاذان بالجمعة صلى عليه واستغفرله، قال: فقلت له: أبت، مالك اذا سمعت الأذان للجمعة صليت على أبى أمامة؟ قال: فقال: أى بنتى، كان أول من جمع بنا بالمدينة فى هزم النبيت من حرة بنى بياضة يقال له، نقيع الخضمات، قال: قلت: وكم انتم يومئذ؟ قال: اربعون رجلا۔ (۵۵)

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے روایت ہے انہوں نے کہا: جب ابو کعبؓ بن مالک کی بینائی جاتی رہی تو میں ان کی رہنمائی کیا کرتا تھا اور جب انہیں نماز کے لئے لے کر نکلتا اور وہ جمعہ کی اذان سنتے تو ابوامامہ اسعدؓ بن زرارہ کے لیے دعا کرتے۔ یہی حالت کئی دن تک رہی جب وہ اذان سنتے، ان کے لیے دعا اور استغفار کرتے۔ میں نے دل میں کہا یہ تو میری کمزوری ہے کہ ان سے دریافت نہ کروں جب جمعہ کی اذان سنتے ہیں تو کیوں ابو امامہ اسعدؓ بن زرارہ کے لئے دعا کرتے ہیں۔ ایک جمعہ کو میں انہیں لے کر اس طرح نکلا جس طرح انہیں لے جایا کرتا تھا۔ جب انہوں نے جمعہ کی اذان سنی تو اسعدؓ بن زرارہ کے لئے دعا اور استغفار کی۔ میں نے کہا۔ باوا جان یہ کیا بات ہے کہ جب آپ رضی اللہ عنہ جمعہ کی اذان سنتے ہیں تو ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعا

Marfat.com

کرتے ہیں۔انہوں نے جواب دیا۔اے میرے پیارے بیٹے۔
وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے مدینہ میں بنی بیضاء کے پتھریلے مقام کی نشیبی زمین میں جس کا نام ''بقیع الخصمات'' تھا ہمیں جمعہ کی نماز پڑھائی تھی۔کہا میں نے پوچھا اس روز آپ کتنے آدمی تھے؟
کہا چالیس۔

ہجرت رسول اور مؤاخات مدینہ

ہجرت رسول:

فضائے مکہ پر مشرکین قریش کے ہولناک جوروستم جاری تھے۔شہر کے چپہ چپہ میں مشرکین مکہ علمبرداران حق کے خون کے پیاسے تھے۔ انسان نما درندے منہ پھاڑے خدائے واحد کے پرستاروں کو کھا جانے پر تلے بیٹھے تھے۔نبوت کے ابتدائی تیرہ سالوں میں کوئی ستم ایسا نہ تھا جو فرزندان توحید پر ڈھایا نہ گیا ہو۔لیکن اس جوروستم کے بحر متلاطم میں یہ پروانہ توحید مستحکم چٹان کی طرح موجود تھے۔دوسری طرف مدینہ کے جانثار بار بار آپ ﷺ سے درخواست کررہے تھے کہ ہمارے یہاں تشریف لائیں ہم اپنی جان، مال اور اولاد سب کچھ آپ ﷺ پر نثار کردیں گے۔لیکن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش تھے اور حکم الٰہی کے منتظر تھے۔ بیعت عقبہ ثانیہ کے بعد صحابہ کرام کو اجازت دے دی تھی کہ وہ قریش کے مظالم کی وجہ سے ہجرت کرکے مدینہ چلے جائیں۔
چنانچہ بہت سے صحابہ کرام محض رضائے الٰہی کی خاطر اپنا گھربار، مال وجائیداد اور خویش واقارب کو چھوڑ کر مدینہ چلے گئے لیکن ھادی اعظم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی یہیں موجود تھے۔آخر چند روز کے بعد آپ ﷺ کے پاس پروانہ اجازت آ پہنچا اور آپ ﷺ نے ہجرت کی تیاری شروع کردی۔
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حکم الٰہی سن کر فوراً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کے گھر تشریف لے گئے اوران کو حکم الٰہی سے باخبر کیا(۵۶)۔اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بلا کر فرمایا۔ مجھے ہجرت کا حکم ہو گیا ہے میں آج رات یہاں سے ہجرت کر کے مدینہ روانہ ہو جاؤں گا۔میرے پاس لوگوں کی امانتیں ہیں۔تم میرے بچھونے پر سو رہو۔صبح یہ امانتیں واپس کر کے تم بھی یثرب آ جانا۔(۵۷)

رات کو کفار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کاشانہ اقدس کے گرد گھیرا ڈال لیا۔ رات گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ یٰسین کی ابتدائی آیتیں پڑھتے ہوئے کفار کے درمیان سے نکل گئے۔ان آیات میں سے ایک آیت یہ ہے۔

"وَ جَعَلْنَا مِنْ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ" (یٰسین:۹) (۵۸)

ترجمہ: اور ہم نے ان کے سامنے اور پیٹھ پیچھے سے ایک دیوار حائل کر دی کہ وہ کچھ نہیں دیکھ سکتے۔اپنے کاشانہ اقدس سے نکل کر ہادی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکرؓ صدیق کے ہمراہ مکہ سے روانہ ہوئے اور تین چار میل کے فاصلہ پر غار ثور میں قیام فرمایا(۵۹)۔

دوسری طرف مشرکین مکہ یہ سمجھتے رہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ میں استراحت فرما رہے ہیں۔لیکن صبح ہوئی تو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بستر سے اٹھتے دیکھا تو کفار مکہ انگشت بدندان رہ گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پکڑ لیا اور زدوکوب کرنا شروع کر دیا لیکن حضرت علیؓ نے ان کو کچھ نہ بتلایا۔

ساقی کوثر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم غارِ ثور میں تین دن رات مقیم رہے۔اس کے بعد مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے (۶۰)۔مدینہ منورہ میں یہ خبر پہنچ چکی تھی کہ ہادی اعظم سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لانے والے ہیں اس لئے انصار روز تین چار میل چل کر حرہ تک آپؐ کا استقبال کرنے آتے اور مایوس ہو کر چلے جاتے (۶۱)۔آخر ۱۲ ربیع الاوّل ۱۳ نبوی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبا کے قریب پہنچ گئے۔اس دن بھی انصار معمول

Marfat.com

کے مطابق انتظار کرنے کے بعد مایوس ہو کر واپس لوٹ رہے تھے کہ ایک یہودی نے اپنے قلعہ کی بلندی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کو دیکھ لیا اور پکار کر انصار سے کہا ''بنو قیلہ تمہارے صاحب آ پہنچے'' (۶۲)۔ یہ سنتے ہی انصار فرط مسرت سے دیوانے ہو گئے اور رحمۃ للعالمین کے گرد بیتابانہ جمع ہونے شروع ہو گئے۔ اور جو لوگ گھروں میں تھے وہ بھی اپنے ہتھیار لگا کر بے اختیار بھاگے۔ وادی تکبیر کے نعروں سے گونجنے لگی۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند دن قبا میں قیام فرمایا۔ وہ وہاں پر قبیلہ اوس کے ایک معزز سردار کلثوم بن الہدم (۶۳) کے ہاں ٹھہرے۔ قیام کے دوران انہوں نے ایک مسجد تعمیر کی جو مسجد قبا کے نام سے مشہور ہے۔ حضورؐ نے وہاں چودہ دن قیام فرمایا۔ آخر کار جمعہ کے دن مدینہ کا قصد کیا۔

سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم جس شان سے مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور جس جوش و خروش سے ان کا استقبال کیا گیا تاریخ عالم میں اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ اس دن مدینہ کی زبان رشک آسمان بن گئی۔ خاک یثرب کے ذرات ابھرا ابھر کر ہمہ تن دید بن گئے کہ آج انہیں ساقی کوثر رحمۃ للعالمین کے پائے اقدس چومنے کا شرف حاصل ہوا تھا۔ سارا شہر جوش مسرت اور فرط عقیدت کا گہوارہ بنا ہوا تھا۔ فضا تکبیر کے نعروں سے گونج رہی تھی۔ مدینہ کے حبشی غلام وفور مسرت سے اپنے فوجی کرتب دکھا رہے تھے۔ اور بچے جاء رسول اللہ۔ جاء رسول اللہ (رسول اللہ آ گئے۔ رسول اللہ آ گئے) کے نعرے لگاتے ہوئے ادھر ادھر بھاگ رہے تھے۔ جوش مسرت سے پردہ نشین عورتیں گھروں کی چھتوں اور جھروکوں سے جھانک رہی تھیں۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا قافلہ جس کوچہ سے گزرتا وہیں سے یہ ترانہ سنائی دیتا۔ لڑکیاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی میں گا رہی تھیں۔

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا ما دعی للّٰہ داع
ایھا المبعوث فینا جئت بالامر المطاع (۶۴)

Marfat.com

ترجمہ: ہم پر چودھویں کا چاند طلوع ہوا ہے۔ کوع وداع کی گھاٹیوں سے ہم پر خدا کا شکر واجب ہے۔ جب تک دعا مانگنے والے دعائیں مانگیں۔ اے ہم میں مبعوث ہونے والے آپؐ ایسے امر کے ساتھ آئے ہیں جس کی اطاعت فرض ہے۔

بنونجار کی معصوم بچیاں دف بجا بجا کر یہ ترانہ گا رہی تھیں۔

نحن جوار بنی النجار
یا حبّذا محمداً من جار (٦٥)

ترجمہ: ہم بنونجار کی لڑکیاں ہیں۔ محمد کیا ہی اچھے ہمسائے ہیں۔

حضرت انسؓ بن مالک کہتے ہیں:

"عن انس بن مالك قال " لما كان اليوم الذى دخل فيه رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم المدينة اضاء منها كل شئى۔ (٦٦)

ترجمہ: اس دن سے زیادہ مبارک اور پر مسرت دن کوئی نہیں دیکھا جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوئے۔ اس دن مدینہ کے در و دیوار طلعت اقدس سے جگمگا اٹھے۔

مہاجرین کرام جب قریش مکہ کے اس قدر جور و ستم سہنے کے بعد مدینہ پہنچے تو ان کے پاس اللہ کے نام کے سوا کچھ بھی نہ تھا۔ وہ اپنا گھر بار، مال و جائیداد، خویش و اقارب چھوڑ کر محض رضائے الٰہی کی خاطر مدینہ منورہ تشریف لائے تھے۔ لیکن انصار مدینہ نے جس جوش و خروش اور خلوص و محبت سے ان کا استقبال کیا اس کی نظیر دنیا کی کسی تاریخ میں موجود نہیں ہے۔

انصار میں صدیوں سے آپس میں چپقلش چلی آ رہی تھی اوس اور خزرج ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے لیکن ظہور اسلام نے ان میں آپس میں خلوص و محبت ڈال دی۔ اور یہ لوگ مسلمان ہو کر ایک دوسرے کے لیے جان تک نثار کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس طرح انصار کو ایک ہولناک تباہی سے بچا لیا۔ قرآن میں

Marfat.com

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا وَ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا وَ كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ

(آلِ عمران:۱۰۳) (۶۷)

ترجمہ ''اللہ کی رسی کو مل کر مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ مت پیدا کرو اور اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن ہو رہے تھے۔ پھر اس نے تمہارے دلوں میں (باہمی الفت پیدا کر دی۔ سو تم اس کے فضل سے بھائی بھائی بن گئے۔ حالانکہ تم لوگ آگ کے ایک گڑھے کے کنارے پر تھے۔ سو اللہ نے تم کو اس سے بچا لیا۔ اس طرح اللہ تم سے اپنی آیات کھول کر بیان کرتا ہے۔ شاید تم راہ پاؤ''۔

بارگاہ عالیہ کے اس احسان کا انصار نے اس طرح شکریہ ادا کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین کے لیے اپنی جان، مال، اولاد سب کچھ نثار کر دی اور رضائے الٰہی کی خاطر کسی چیز کی پرواہ نہیں کی۔ ان کے خلوص اور ایثار کی ایسی ایسی مثالیں موجود ہیں کہ سن کر عقل حیران رہ جاتی ہے۔

ہجرت کے ابتدائی پانچ مہینوں میں مہاجرین نے مہمانوں کی طرح انصار کے گھر میں قیام کیا۔ ایسی حالت میں کوئی ترتیب نہیں تھی اس لئے ھادی برحق سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس کیا کہ ہر کام منظّم و مرتب طریق پر ہونا چاہیے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت انس بن مالک کے وسیع و عریض مکان میں انصار اور مہاجرین کو جمع کیا(۶۸)۔ حاضرین کی تعداد ایک روایت کے مطابق سو تھی اور دوسری کے مطابق نوے تھی۔(۶۹) ان میں نصف انصار تھے اور نصف مہاجرین۔ پھر رسول کریم

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ تمہارے بھائی ہیں۔ اس کے بعد ایک ایک مہاجر و انصار کو بلا کر فرماتے۔ آج سے تم دونوں بھائی ہو۔ ایک اور روایت کے مطابق ایک ہی وقت میں چار کو بلا کر ان میں اخوت کا رشتہ قائم کر دیتے۔ اس مبارک اور پاکیزہ مجلس میں ایک حضرت کعب بن مالک انصاری بھی تھے۔ ان کا رشتہ مواخاۃ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی حضرت طلحہ بن عبید اللہ (جو عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں) کے ساتھ قائم ہوا۔ (۷۰) بعض روایتوں میں زبیر بن العوام بتایا گیا ہے۔ (۷۱) لیکن زیادہ تر روایات میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ کا ہی ذکر کیا گیا ہے۔ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا رشتہ مواخاۃ اپنے مہاجر بھائی حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے قائم کیا۔ (۷۲) ایک روایت کے مطابق اپنے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا رشتہ مواخاۃ ان کے مہاجر بھائی حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ سے قائم کیا۔ البتہ دوسرے تمام مہاجرین کو انصار کے ساتھ رشتہ مواخاۃ میں منسلک کیا۔

رشتہ مواخات کی اہمیت:

رشتہ مواخاۃ قائم کرنے میں ایک خاص حکمت اور مصلحت پنہاں تھی۔ ایک تو یہ کہ مہاجرین جو کسمپرسی کی حالت میں آئے تھے۔ ان کے دل سے غریب الوطنی کا احساس مٹ جائے۔ اور دوسرے یہ کہ مہاجرین کی تربیت تو ہادی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے تھے۔ وہ اپنے نو مسلم انصار بھائیوں کی تربیت کریں تا کہ وہ بھی صحیح معنوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار بن جائیں۔ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں بھائیوں کے مزاج اور رجحان کا خاص خیال رکھا تھا۔ اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کمال تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑے ہی دنوں میں سب انصار اور مہاجرین کے مزاج کا اندازہ لگا لیا تھا۔

انصار کا خلوص و ایثار:

انصار تو پہلے ہی اپنے مہاجرین بھائیوں پر دل و جان سے نثار تھے۔ لیکن مواخات قائم ہونے کے بعد تو انہوں نے اپنے مواخاتی بھائی سے حقیقی بھائیوں سے بھی بڑھ کر

Marfat.com

سلوک کیا۔ انصار کے بے مثال ایثار و خلوص کو دیکھ کر زمین کا ذرہ ذرہ حیران رہ گیا اور فلک رشک کرنے لگا اور ان پر تحسین و آفرین کے پھول برسانے لگا۔

مواخاۃ قائم ہونے کے بعد انصار اپنے اپنے مہاجر بھائی کو اپنے اپنے گھر لے گئے اور اپنے تمام مال و جائیداد کو دو دو حصوں میں تقسیم کر کے آدھا حصہ اپنے مہاجر بھائی کو دیا اور آدھا اپنے پاس رکھا۔ ایک انصاری بھائی حضرت سعد بن ربیع نے جذبہ اخلاص کی یہاں تک انتہا کر دی کہ اپنے مہاجر بھائی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو اپنا آدھا مال دینے کے بعد کہا میری دو بیویاں ہیں۔ دونوں میں جو تم پسند کرو اس کو میں طلاق دے دوں اور تم اس سے نکاح کر لو (۷۳) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے صدق دل سے حضرت سعدؓ بن ربیع کا شکریہ ادا کیا اور ان کے احسان کا اعتراف کرتے ہوئے کہا۔ ''بارك الله لك فی اهلك و مالك'' (۷۴) بھائی خدا آپ کے مال و دولت اور اہل و عیال میں برکت دے۔ مجھے ان میں سے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ صرف اتنا چاہتا ہوں کہ تجارت کے لیے بازار تک پہنچا دو۔ چنانچہ حضرت سعد بن ربیع نے تجارت میں بھی ان کی مدد کی حتیٰ کہ ایک دن وہ بھی اپنی ہمت و طاقت سے مدینہ کے امراء میں شمار ہونے لگے۔

مؤاخاتی بھائی سگے بھائیوں سے بھی زیادہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ اگر کسی انصاری کا انتقال ہو جاتا تو مہاجر بھائی اس کے ترکہ کا وارث ہوتا اور مرحوم کے قریبی رشتہ دار محروم رہ جاتے۔

جنگ بدر کے بعد مہاجرین کی مالی حالت بہتر ہو گئی تو یہ آیت نازل ہوئی۔

وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ (الانفال:۷۵) (۷۵)

ترجمہ: قرابت والے ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں۔

گویا وراثت کے حق کو قرابت داروں کا حصہ کہا گیا۔ انصار نے اپنا خلوص صرف اپنے مواخاتی بھائیوں تک ہی محدود نہ رکھا بلکہ تمام مسلمانوں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بے مثال قربانیاں پیش کیں۔ غرض جہاد اور امن دونوں حالتوں میں

Marfat.com

مہاجرین اور ھادی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا۔
خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں انصار کی تعریف کی ہے۔

وَ الَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ (الانفال:۷۴) (۷۶)

ترجمہ: اور جن لوگوں نے مسلمانوں کو پناہ دی اور مدد کی وہی سچے مومن ہیں ان کے لیے مغفرت اور اچھا رزق ہے۔

کعب رضی اللہ عنہ کے موَاخاتی بھائی طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبید اللہ:

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار ان دس عظیم المرتبت صحابہ میں ہوتا ہے جن کو ہادی اعظم سید مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی ہونے کی بشارت دی۔ (۷۷)

شجرۂ نسب:

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق قریش کے خاندان بنو تمیم سے تھا۔ شجرہ نسب یہ ہے۔ طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوئی بن مرہ بن کعب پر ان کا نسب نامہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے (۷۸)۔

حضرت طلحہؓ کے والد اسلام آنے سے قبل ہی اس دار فانی سے رخصت ہو چکے تھے البتہ ان کی والدہ حضرت صعبہ بنت عبد اللہ حضرمی بن ضمار بن سلمی بن اکبر کو اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل ہوا (۷۹)۔

قبول اسلام:

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بعثت سے تقریباً چودہ پندرہ برس قبل پیدا ہوئے (۸۰)۔ تجارت کا پیشہ اختیار کیا۔ نہایت صالح مرد تھے۔ جب سرور کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت حق دی تو یہ لبیک کہنے والے اولین صحابہ میں سے تھے۔ ایک روایت ہے کہ پہلے آٹھ میں سے تھے۔ ان کے قبول اسلام کے سلسلے میں

Marfat.com

ابن سعد نے ایک دلچسپ واقعہ بیان کیا ہے جو حضرت طلحہؓ کی زبانی نقل کیا جاتا ہے۔

"قال طلحه بن عبيدالله حضرت سوق بصرى فاذا راهب فى صومعته يقول سلوا اهل هذا الموسم افيم احد من اهل الحرم؟ قال طلحة نعم: انا فقال: هل ظهر احمد: بعد قلت: ومن احمد؟ قال: ابن عبدالله بن عبدالمطلب، هذا شهره الذى يخرج فيه وهو آخر الانبياء و مخرجه من الحرم و مهاجره الى نخل وحرة و سباخ؛ فاياك أن تسبق اليه، قوقع فى قلبى ماقال فخرجت سريعًا حتى قدمت مكه فقلت: هل كانَ من حدث؟ قالوا: نعم محمد الامين تنباً وقد تبعة ابن ابى قحافه؟ قال فخرجت حتى دخلت على ابى بكرفقلت اُتبعت هذا الرجل قال نعم فانطلق اليه فادخل عليه فاتبعه فانه يدعوا الى الحق فأخبره طلحة بما قال الراهب فخرج ابوبكر بطله فدخل به على رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فاسلم طلحه واخبر رسول اللّٰه بما قال الراهب فسر رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم بذلك فلما اسلم ابوبكر وطلحه بن عبيدالله ۔[۸۱]

ترجمہ: کہتے ہیں میں بعثت کے ابتدائی زمانے میں بعرض تجارت بصری (شام) گیا وہاں ایک صومعہ میں ایک راہب کو دیکھا جو لوگوں سے پوچھ رہا تھا کہ آج کل مکہ سے کوئی شخص آیا ہے۔ میں نے کہا ہاں میں وہیں سے آرہا ہوں۔ راہب نے پوچھا کہ احمد نبی ظاہر ہو چکے ہیں۔ میں نے کہا۔ کون احمد؟ راہب نے کہا۔

Marfat.com

احمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ۔ یہی ان کے ظہور کا زمانہ ہے وہی دنیا میں آخری نبی ہیں۔تم واپس جا کر بلا تاخیر ان کی بیعت کر لینا۔ میں بصری سے واپس آیا اور لوگوں سے پوچھا کہ میری غیر حاضری میں کوئی اہم واقعہ پیش آیا ہے۔ لوگوں نے کہا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب نے نبوت کا دعوی کیا ہے اور ابن ابی قحانہ (حضرت ابوبکرؓ صدیق) نے ان کی پیروی اختیار کر لی ہے۔ میں یہ سن کر ابوبکرؓ کے پاس آیا اور ان سے پوچھا، کیا آپؓ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت اختیار کر لی؟ انہوں نے کہاں ہاں وہ حق کی دعوت دیتے ہیں تم بھی یہ دعوت قبول کر لو۔ اب میں نے جو کچھ راہب سے سنا تھا۔ انہیں سنایا۔ وہ بہت خوش ہوئے اور مجھے ساتھ لے کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میں نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ مجھے بھی اپنے دین میں داخل کر لیجئے۔ آپ ﷺ نے میری درخواست قبول فرمائی اور میں نعمت ایمان سے بہرہ ور ہو گیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ راہب نے مجھے بتایا یہی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اس طرح ابوبکر اور طلحہ بن عبیداللہ نے اسلام قبول فرمایا۔

قبول اسلام کے بعد دوسرے فرزندان توحید کی طرح حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو بھی کفار مکہ کے ظلم وستم کا نشانہ بننا پڑا۔ اس وقت ان کی والدہ اسلام نہیں لائی تھیں۔ بیٹے کے قبول اسلام سے سخت برافروختہ ہوئیں۔ نوفل بن خویلد عدویہ جو شیر قریش کے لقب سے مشہور تھا حضرت طلحہؓ کے اسلام قبول کرنے پر سخت غضب ناک ہوا(۸۲)۔ ان کو اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکڑ کر ایک رسی سے باندھ دیا اسی لئے ان دونوں کو قرینین (یعنی ساتھی) کہتے ہیں۔ (۸۳) حضور ﷺ کو ان کی مظلومی کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے دعا مانگی ''الٰہی لوگوں کو ابن عدویہ کے شر سے بچا''۔

Marfat.com

ہجرت اور مؤاخاۃ:

جب کفار مکہ کے تمام حربے حضرت طلحہؓ کو اسلام سے واپس لانے میں ناکام ہو گئے تو انہوں نے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ دوبارہ تجارتی امور میں مصروف ہو گئے۔ جب حضور سرور کائنات سید مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ ہجرت کی تو آپ ﷺ بھی اپنی والدہ محترمہ حضرت صعبہ بنت الحضرمی رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے آئے۔ مدینہ منور میں سیدنا حضرت اسعدؓ بن زرارہ انصاری نے انہیں اپنا مہمان بنایا۔ (۸۴) چند ماہ بعد جب سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کے مابین مؤاخاہ قائم کی تو حضرت طلحہؓ کو حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا اسلامی بھائی بنا دیا۔ (۸۵)

غزوات میں شرکت:

حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ نے جوش وخروش سے غزوات میں شرکت کی اور جنگ احد میں اس جوش وخروش سے شریک ہوئے کہ ان کو ''صاحب احد'' کہا جاتا ہے۔ اس جنگ میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی خاطر اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں کی۔

رمضان المبارک ۲ ہجری کو غزوہ بدر ہوئی۔ جامع صحیح کی فہرست میں ان کا نام شامل نہیں ہے۔ اس سلسلے میں دو روایتیں ملتی ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اس زمانے میں تجارتی غرض سے وہ شام گئے ہوئے تھے۔ (۸۶) اور دوسری روایت کے مطابق سرور دو عالم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اکیلے یا حضرت سعیدؓ بن زید کے ساتھ مشرکین کی خبریں لانے کے لیے شام کی طرف بھیجا تھا (۸۷)۔ جب وہ واپس آئے تو لڑائی ختم ہو چکی تھی لیکن حضور ﷺ نے مال غنیمت میں ان کا حصہ بھی مقرر فرمایا تھا (۸۸)۔ اور یہ بھی کہا کہ تم جہاد کے ثواب سے محروم نہ رہو گے۔ مال غنیمت انہیں لوگوں کو ملتا تھا جو کسی نہ کسی طور پر لڑائی میں شریک تصور کئے جاتے تھے اور لڑائی کے

Marfat.com

لئے دشمنوں کی خبر لانا بھی لڑائی کا حصہ ہوتا ہے۔اس لئے دوسری روایت زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔

صاحب احد:

جنگ احد کے موقع پر ابتدا میں مسلمانوں نے مشرکین کو شکست دے دی اور مال غنیمت اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔ درہ پر متعین تیر اندازوں نے بھی اپنی جگہیں چھوڑ دیں اور مال غنیمت سمیٹنے میں مصروف ہو گئے۔ خالد بن ولید (جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) کی نگرانی میں مشرکین کے ایک دستہ نے مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ کر دیا جس سے مسلمانوں کی صفیں درہم برہم ہو گئیں۔ مزید یہ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر مشہور کر دی جس کو سن کر بہت سے مسلمان بد دل ہو گئے اور ہمت ہار بیٹھے۔ کچھ مہاجرین و انصار جو آپؐ کے قریب تھے آپؐ کو دشمنوں کے نرغے سے بچا رہے تھے۔ حضرت طلحہؓ بھی انہی جانثاروں میں سے تھے (۸۹)۔ کفار بار بار بڑھ کر حضور اکرم سید مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کر رہے تھے۔ لیکن آپؐ کے جانثار آپؐ کی حفاظت میں اپنی جان کی بازی لگانے سے بھی دریغ نہیں کر رہے تھے اور ایک ایک کر کے شہید ہو رہے تھے۔ ایسے میں ایک وقت ایسا آیا جب حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جانثاران اسلام کے درمیان کفار حائل ہو گئے صرف حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ آپؐ کے قریب رہ گئے۔ سید المرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خطرے میں دیکھا تو پروانہ وار ان پر فدا ہونے کے لیے تیار ہو گئے اور دشمن کے تیروں، نیزوں اور تلواروں کے وار اپنے جسم پر روکنے لگے۔ تھوڑی دیر میں ان کا جسم زخموں سے چھلنی ہو چکا تھا اور وہ خون میں نہا چکے تھے۔ ایسے میں ان کی زبان پر یہ رجز جاری تھی۔

نحم حماة غالب و مالك　　نذب عن رسولنا المبارك
ضرب عنه القوم فی المعارك　　ضرب صفاح الكرم فی المبارك (۱۱۰)

ترجمہ: ہم غالب آنے والے اور قدرت رکھنے والے محافظ ہیں۔ ہم اپنے رسول

Marfat.com

المبارک صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنوں کو ہنکاتے ہیں۔ معرکوں میں مشرکین کو مار کر آپؐ سے ہٹاتے ہیں۔ جس طرح بچنے والا آدمی موٹی اونٹی کو باندھنے کی جگہ مارتا ہے۔

اسی اثناء میں ایک مشرک ابن قمیۃ (۹۱) نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تلوار کا وار کیا جس کو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ پر روکا (۹۲) اس وار سے ان کی انگلیاں شہید ہو گئیں (۹۳)۔ ابن سعد کے بیان کے مطابق ان کی زبان سے بے اختیار ''حس'' (۹۴) (یعنی آہ) کا لفظ نکلا جبکہ دوسری روایت ''حسن'' (۹۵) (خوب ہوا) لکھا ہے۔ یہ سن کر ھادی اعظم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اس کی بجائے ''بسم اللہ'' کہتے تو ملائکہ تم کو اٹھا لیتے اور سب کے سامنے آسمان کی طرف لے جاتے (۹۶)۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ زخموں سے چور تھے لیکن حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر نثار ہونے کا جذبہ جوان تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور سرور عالم رحمت دارین صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ کی چوٹی پر چڑھنا چاہتے تھے لیکن جسم پر دوھری زرہ اور زخمی ہونے کے باعث دقت محسوس کر رہے تھے۔ ایسے میں حضرت طلحہؓ آگے بڑھے اور آپؐ کو اپنی پیٹھ پر سوار کر کے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے۔ اس موقع پر رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''طلحہ کے لیے جنت واجب ہو گئی''۔ ''أوجب طلحه حين صنع برسول الله ما صنع''۔ (۹۷)

حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت طلحہؓ کے جسم پر ستر سے بھی زیادہ زخم شمار کیے۔ (۹۸) ابن جوزی نے پچھتر زخم بتائے ہیں۔ (۹۹)

غزوہ احد کے موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لیے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے جس شجاعت اور جانثاری کا مظاہرہ کیا اس پر خوش ہو کر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ''خیر'' جیسے عظیم المرتبت لقب سے نوازا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''طلحہ الخیر'' (۱۰۰) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا ''دنیا میں

Marfat.com

اپنی حاجات پوری کرنے والے طلحہؓ ہیں۔ایک اور موقع پر فرماتے ہیں جو آدمی شہید کو زمین پر چلتے دیکھنا پسند کرتا ہو وہ طلحہؓ کو دیکھ لے۔طلحہ اور زبیر کے لیے فرماتے ہیں۔
''طلحہ وزبیر جنت میں میرے پڑوسی ہیں۔''(۱۰۱)

ایک روایت کے مطابق حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش پر حضرت طلحہؓ کے لیے یہ شعر پڑھے۔

و طلحہؓ یوم الشعب آسی محمد علی ساعۃ صداقت علیہ وشقت
یقبہ بکفیہ الرماح و اسلمت اسا جمعہ تحت السیوف فشلت (۱۰۲)

ترجمہ: اور طلحہ نے گھاٹی کے دن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی، ایسے وقت میں جو آپؐ پر تنگ اور دشوار ہو گیا تھا۔
وہ اپنی ہتھیلیوں کے ذریعے نیزوں سے آپؐ کو بچاتے تھے اور انہوں نے اپنی انگلیاں تلواروں کے نیچے دے دیں جو شل ہو گئیں۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے احد کے دن جس جانثاری کا ثبوت دیا۔حضرت عائشہؓ اس کے بارے میں روایت کرتی ہیں۔کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔
''ذاك كله يوم احد ''۔(۱۰۳)

ترجمہ:''احد کا دن، احد کا دن نہ تھا سچ پوچھو تو طلحہ کا دن تھا''۔
سید حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کو دیکھ کر فرماتے۔
''اے طلحہ، اے احد والے، اے صاحب احد''۔(۱۰۴)

غزوہ احد کے بعد بھی انہوں نے دوسرے غزوات میں جوش وخروش سے حصہ لیا۔غزوہ تبوک کے موقع پر انہوں نے مشارف جنگ کے لئے ایک کثیر رقم پیش کی۔ اس پر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ''طلحہ الاباض''(۱۰۵) کے لقب سے نوازا۔ اور یوم حنین کے موقع پر ''طلحہ الجود''(۱۰۶) کے خطاب سے یاد کیا۔

ابن ہشام لکھتے ہیں کہ غزوہ تبوک کے موقع پر منافقین نے کچھ بدامنی پھیلانی چاہی۔اس مقصد کے لئے وہ سویلم یہودی کے مکان پر جمع ہو کر منصوبے بناتے تھے۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ملی تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو اس مہم پر بھیجا۔ آپؓ نے چند جانثاران رسول کے ساتھ اس مکان کا محاصرہ کرلیا اور اس مکان میں آگ لگا دی۔ (۱۰۷) اس سے منافقین کے حوصلے پست ہوگئے۔ حضرت طلحہؓ نے حجۃ الوداع میں بھی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت کی تھی۔

۱۱ ہجری کو سرور کائنات سید مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس دار فانی سے رخصت ہوئے۔ اس کا حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو اس قدر رنج ہوا کہ کئی دن تک خانہ نشین رہے۔ اسی اثناء میں مسلمانوں نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو آپؓ نے بھی ان کی بیعت کر لی۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق آپؓ کو عزیز رکھتے تھے اور اہم معاملات میں آپؓ سے مشورہ لیتے تھے۔ جب حضرت ابوبکرؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے حضرت عمرؓ کا نام خلافت کے لیے نامزد فرما دیا۔ (۱۰۸) حضرت طلحہؓ نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔

”فقال استخلفت على الناس عمر وقد رأيت ما يلقى الناس منه وأنت معه فكيف به اذا خلا بهم وأنت لاق ربك فسائلك عن رعيتك فقال أبو بكر كان مضطجعا أجلسونى فاجلسوه فقال لطلحة أبا الله عزقنى أو أ بالله تخوفنى اذا لقيت الله ربى فسائلنى قلت استخلفت على أهلك خير أهلك“۔ (۱۰۹)

ترجمہ: آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہم پر خلیفہ بنا رہے ہیں۔ حالانکہ آپؓ دیکھ چکے ہیں جو کچھ عمرؓ سے لوگوں کو تکالیف پہنچتی رہیں۔ جبکہ آپؓ موجود تھے اب جبکہ آپ رضی اللہ عنہ نہ ہوں گے، تو وہ کیا کریں گے۔ آپؓ اپنے رب کے پاس جانے والے ہیں۔ وہ آپؓ سے آپؓ کی رعایا کے بارہ میں پوچھے گا۔ حضرت ابوبکرؓ اس

Marfat.com

وقت لیٹے ہوئے تھے، فرمایا، مجھے بٹھاؤ۔ جب بٹھایا گیا تو فرمایا تم مجھے خدا سے ڈراتے ہو۔ اگر خدا نے سوال کیا تو جواب دوں گا کہ تیری مخلوق میں جو سب سے بہتر تھا، اس کے سپرد کر کے آیا ہوں۔

اے خلیفۃ الرسول عمر کے مزاج میں سختی ہے اور یہ سختی آپؓ کے مشاہدہ میں بھی کئی بار آ چکی ہے۔ وہ خلیفہ بن گئے تو اللہ ہی جانے وہ مخلوق خدا کے ساتھ کیسا برتاؤ کریں گے۔ آپؓ اس معاملہ میں دوبارہ غور فرمایئے۔ کیونکہ آخرت میں آپؓ کو اس کی جواب دہی کرنی ہوگی۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا اگر مجھ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو میں اللہ کو جواب دوں گا کہ الٰہی میں نے تیرے بندوں پر اس شخص کو امیر بنایا ہے جو ان سب سے زیادہ اچھا ہے۔ (۱۱۰)

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی یہ رائے کسی ذاتی رنجش کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ ان کی نیت نیک تھی، وہ سمجھتے تھے کہ عمرؓ کی سخت مزاجی مسلمانوں کے لیے پریشانی کا باعث ہو سکتی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد آپؓ نے بلا تامل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور دل و جان سے ان کے حامی و مددگار بن گئے۔ حضرت عمرؓ بھی آپؓ کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے ان کو مجلس شوریٰ کا رکن نامزد کیا اور ہمیشہ ان کے مشوروں پر توجہ دیتے رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے پہلے خلافت کے لیے جن چھ افراد کے نام تجویز فرمائے ان میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا نام بھی شامل تھا۔ یہ بعد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبردار ہو گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا سارا زمانہ انہوں نے خاموشی سے گزارا صرف شہادت عثمان کے واقعہ پر بھرپور حصہ لیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد دوسرے اکابر صحابہ کے ساتھ حضرت علیؓ کی بیعت کر لی۔ لیکن بعد میں جب انہوں نے دیکھا کہ حضرت عثمانؓ کے خلاف شورش میں حصہ لینے والے لوگ

Marfat.com

حضرت علیؓ کے لشکر میں شامل ہو گئے ہیں تو انہوں نے حضرت علیؓ سے کہا کہ ہم نے امامت حدود کی شرط پر آپؓ سے بیعت کی ہے۔ اب آپؓ ان لوگوں پر حد جاری کیجئے جو حضرت عثمانؓ کے قتل میں شریک تھے۔ تو حضرت علیؓ نے کہا جو باتیں آپؓ کے پیش نظر ہیں وہ میرے بھی ہیں لیکن اس وقت جبکہ ان کا زور ہے کیا حد جاری کرنا ممکن ہے۔ سب نے کہا ''نہیں''۔ اس پر حضرت علیؓ نے فرمایا میں بھی آپؓ کا ہم خیال ہوں ذرا حالات اعتدال پر آنے دیجئے۔ اس کے بعد حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت علیؓ سے رخصت ہو کر مکہ معظّمہ کی طرف عمرہ کی غرض سے روانہ ہوئے (۱۱۱)۔ راستہ میں ام المومنین حضرت عائشہؓ سے ملاقات ہوئی جو حج سے فارغ ہو کر واپس جا رہی تھیں۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیرؓ نے تمام حالات ان کے گوش گذار کئے۔ اس پر وہ واپس مکہ تشریف لے گئیں۔ ام المومنین سے مشورہ کے بعد یہ طے پایا کہ علم اصلاح بلند کیا جائے۔ چنانچہ ام المومنین کے ہمراہ بصرہ کی طرف روانہ ہوئے (۱۱۲)۔ اس اثناء میں ہزاروں لوگ ان کے لشکر میں شامل ہو چکے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس صورت حال کی خبر ملی تو وہ بھی اپنی فوج لے کر مقابلے کے لئے آئے۔ فریقین میں امت کے بہترین لوگ شامل تھے۔ شاید وہ ایک دوسرے سے متصادم نہ ہوتے اور اصلاح کی کوئی نہ کوئی صورت حال پیدا کر لیتے لیکن بعض لوگوں نے غلط فہمیاں پھیلا کر صلح کے تمام راستے مسدود کر دیے۔ جس کے نتیجہ میں ''جنگ جمل'' کا افسوسناک واقعہ پیش آیا (۱۱۷)۔ لڑائی کے آغاز میں حضرت علیؓ نے حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ میرے پاس آ کر گفتگو کریں۔ جب یہ دونوں حضرت علیؓ کے پاس گئے تو انہوں نے ان کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض ارشادات یاد دلائے۔ جس پر حضرت زبیرؓ میدان جنگ سے ہٹ کر ایک طرف چلے گئے اور حضرت طلحہؓ اگلی صفوں کی بجائے پچھلی صفوں میں جا کر کھڑے ہو گئے۔ اس موقع پر مروان بن الحکم نے ایک زہریلا تیر ان کی طرف چلایا۔ (۱۱۸) جو ان کے گھٹنے میں لگا۔ اسی کے زخم سے اس جانثاران رسول نے شہادت فرمائی۔ حضرت طلحہؓ کو میدان جنگ کے ایک گوشے میں

Marfat.com

سپرد خاک کیا گیا۔ (۱۱۹) لیکن یہ جگہ نشیب میں تھی اور آئے دن یہاں پانی کھڑا ہو جاتا تھا۔ علامہ ابن اثیر نے ''اسد الغابۃ'' میں لکھا ہے کہ ایک صاحب نے مسلسل تین بار حضرت طلحہؓ کو خواب میں دیکھا کہ وہ اپنی لاش کو اس قبر سے منتقل کرنے کو کہہ رہے ہیں۔ ان صاحب نے اپنا خواب حضرت عبداللہ بن عباس سے بیان کیا تو انہوں نے حضرت ابو بکر بن مسروح کا مکان دس ہزار درہم میں خرید کر ان کی میت اس میں منتقل کر دی (۱۲۰)۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے تعلقات:

حضرت کعبؓ بن مالک اور حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ کے آپس میں بہت اچھے تعلقات تھے وہ ایک دوسرے سے والہانہ محبت کرتے تھے۔ خود حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب غزوہ تبوک کے موقع پر ان کی توبہ قبول ہوئی اور وہ ملاقات کرنے کے لئے مسجد میں آئے تو حضرت طلحہؓ نے ان کا جوش و خروش سے استقبال کیا۔ ان کے استقبال کے متعلق حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی زبانی ملاحظہ فرمایئے۔

''فقام الی طلحة بن عبیداللّٰہ فحیانی وهنانی، و واللّٰہ ما قام الی رجل من المهاجرین وغیره، قال: فکان کعبؓ ابن مالك لا ینساها لطلحة'' (۱۲۱)

ترجمہ: طلحہ بن عبیداللہ میری طرف دوڑے مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارکباد دی۔ خدا کی قسم ان کے علاوہ مہاجرین میں سے کوئی میرے پاس اٹھ کر نہیں آیا اور میں طلحہ رضی اللہ عنہ کی یہ بات کبھی نہ بھولوں گا۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ مہاجرین کو حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول ہونے کی خوشی نہیں ہوئی بلکہ خود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک خوشی سے تمتما رہا تھا۔

Marfat.com

لیکن مہاجرین نے اپنے جذبات کو قابو میں رکھا اور غیر معمولی خوشی کا اظہار نہیں کیا۔ اس کے برخلاف حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے غیر معمولی خوشی کا اظہار کیا اور وہی برتاؤ کیا جو ان کی اپنی قوم انصار کر رہی تھی۔ ان کے اس برتاؤ کا حضرت کعب رضی اللہ عنہ پر اس قدر اثر ہوا کہ وہ ان کے اس برتاؤ کو ساری عمر نہیں بھولے۔

غزواتؐ میں شرکت

جب سرور کائنات سید مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے اور امن وسکون کی زندگی بسر کرنے لگے تو قریش مکہ یہ برداشت نہ کر سکے اور مدینہ کے منافقوں کے ساتھ ساز باز کر کے ان کو دھمکیاں دینے لگے ساتھ ہی جو یہودی مدینہ منورہ میں رہتے تھے وہ بھی مسلمانوں کو پھلتا پھولتا نہ دیکھ سکے اور مسلمانوں کو مٹانے کے درپے ہو گئے۔ ایسے حالات میں جبکہ قریش مکہ اور یہودیوں کی ریشہ دوانیاں برداشت سے باہر ہو گئیں تو

بالآخر وقت آیا رحمت حق جوش میں آئی
کہ اذن جنگ بن کر غیرت حق جوش میں آئی
معاً جبریل لے کر آیۃ قرآن ہوئے نازل
جہاد فی سبیل اللہ کے فرمان ہوئے نازل(۱۲۲)

بارگاہ عالی کی طرف سے قرآن کریم میں یہ حکم نازل ہوا۔

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا ط وَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرُنِ o الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ط وَ لَوْ لَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ لَّھُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِیَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ یُذْکَرُ فِیْھَا اسْمُ اللّٰہِ کَثِیْرًا ط وَ لَیَنْصُرَنَّ اللّٰہُ مَنْ یَّنْصُرُہٗ ط اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌo (الحج:۳۹۔۴۰) (۱۲۳)

Marfat.com

ترجمہ: ان کو لڑنے کی اجازت دی جاتی ہے جن سے لڑائی کی جاتی ہے اس لئے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہے اور تحقیق اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔ وہ لوگ جو ناحق اپنے گھروں سے نکالے گئے اس لئے کہ انہوں نے پروردگار کو اپنا خدا کہا۔ اور اگر بعض لوگوں پر سے بعض کو اللہ دور نہ کرتا تو البتہ ڈھا دی نصاریٰ کی خانقاہیں تیر برسا کے اور صومع درویشوں کے اور عبادت خانے یہود کے اور مسجدیں کہ جن میں اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔ اور اللہ اپنے مدد کرنے والوں کی مدد کرتا ہے۔ اور اللہ ہی البتہ زور آور اور غالب ہے۔

جہاد کے لغوی معنی کوشش کے ہیں اور دینی اصطلاح میں اس سے مراد وہ کوشش ہے جو دین کی حفاظت اور فروغ کے لئے کی جائے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ۔

(البقرة:۱۹۳) (۱۲۴)

ترجمہ: اور ان (دشمنان اسلام) سے جنگ کرو یہاں تک کہ ان کا پھیلایا ہوا فساد مٹ جائے اور دین صرف اللہ تعالیٰ کا ہو جائے۔

قرآن مزید جہاد کرنے والوں کے بارے میں فرماتا ہے۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ (النساء:۷۶) (۱۲۵)

ترجمہ: ایمان دار لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور کافر طاغوت کی راہ میں۔

قرآن میں آیا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ (الصف:۴) (۱۲۶)

بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں سیسہ پلائی ہوئی

Marfat.com

دیوار کی طرح جم کر لڑتے ہیں۔

سورۃ توبہ میں رب العالمین فرماتے ہیں:

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ (التوبة:۲۰) (۱۲۷)

وہ لوگ جو ایمان لائے اور گھر چھوڑ آئے اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے لڑے ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا درجہ ہے اور وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں۔

اس بارے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم الغدوۃ والروحۃ فی سبیل اللّٰہ خیر من الدنیا وما فیھا" (۱۲۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے ایک صبح یا ایک شام کا سفر دنیا و مافیہا کی نعمتوں سے بڑھ کر ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اغبرت قد ما عبد فی سبیل اللّٰہ فتمسہ النار۔ (۱۲۹)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے راستہ میں (جہاد) کسی بندے کے قدم گرد آلود ہو جائیں تو انہیں جہنم کی آگ نہیں چھو سکتی۔

قرآن مجید میں شہیدوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ ۝ فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ یَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ

Marfat.com

عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ وَّ اَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (۱۲۹)

ترجمہ: اور جولوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کئے گئے ہیں انہیں مردہ خیال نہ کرو بلکہ وہ تو زندہ ہیں اپنے پروردگار کے قرب میں ہیں۔ ان کو رزق بھی ملتا ہے اور وہ خوش ہوتے ہیں کہ ان پر کسی طرح کا خوف واقع ہونے والا نہیں اور نہ وہ مغموم ہوں گے۔ وہ خوش ہوتے ہیں بوجہ نعمت و فضل خداوندی کے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا اجر ضائع نہیں فرماتے۔

ان من الجنة مأة درجة اعدها اللّٰه للمجاهدين فى سبيل اللّٰه ما بين الدرجتين كمابين السماء والارض۔ (۱۵۰)

ترجمہ: جنت میں سو درجہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے لئے تیار فرمائے ہیں ان میں سے ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے، جتنا آسمان اور زمین کے درمیان۔

صحابہ کرام کو جہاد کی اس قدر اہمیت کا شدید ترین احساس تھا اور اپنے اس جذبہ کی وجہ سے وہ تقریباً ہر لڑائی کے میدان میں کامیاب و کامران رہے تھے۔ فتح و نصرت ان کے قدم چومتی رہتی تھی۔ اقبال بھی انہی کی شجاعت پر فخر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی (۱۳۰)

قرآن کریم نے بڑے بلیغ انداز میں اس حقیقت کو یوں آشکارا فرمایا

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ۔ (۱۳۱)

ترجمہ: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھی کافروں

Marfat.com

پر نہایت سخت اور آپس میں رحیم ہیں۔

سورہ آل عمران میں صحابہ کی بہادری کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔ جب غزوہ احزاب کے موقع پر منافقین نے صحابہ کرامؓ میں بزدلی پھیلانے کی کوشش کی اور یہ مشہور کیا کہ قریش ایک لشکر جرار لے کر آ رہے ہیں۔ مسلمانوں کو ختم کر کے دم لیں گے تو صحابہ کرامؓ خوفزدہ ہونے کی بجائے اور ڈٹ گئے۔ اللہ تعالیٰ اس کو اس طرح بیان کرتے ہیں۔

اَلَّذِیْنَ قَالَ لَھُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَکُمْ فَاخْشَوْھُمْ فَزَادَھُمْ اِیْمَانًا وَّ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ ۔(۱۳۱)

ترجمہ: صحابہ کو منافقوں نے کہا کہ مکہ والوں نے تمہارے خلاف جنگ کا بہت سامان جمع کیا ہے۔ تاکہ تم اس سے ڈرو تو ان کا ایمان اور بڑھ گیا اور گویا ہوئے ہمیں اللہ کافی ہے جو اچھا کارساز ہے۔

صحابہ کرام میں شہادت کی تمنا اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ وہ اس کے آگے دنیا کی ہر چیز کو ہیچ سمجھتے تھے۔ اسی شہادت کی تمنا کو علامہ اقبال رحمۃ اللہ نے اس طرح بیان کیا ہے۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی (۱۳۲)

حکیم الامت علامہ اقبال ان صحابہ کی بہادری ان الفاظ میں بھی بیان کرتے ہیں۔

ہل نہ سکتے تھے اگر جنگ میں اڑ جاتے تھے
پاؤں شیروں کے بھی میدان سے اکھڑ جاتے تھے (۱۳۳)

اور انہی بہادر صحابہ میں سے ایک جلیل القدر صحابی حضرت کعبؓ بن مالک تھے جو بیک وقت صاحب سیف بھی تھے اور صاحب قلم بھی، شاعر رسول بھی تھے اور بہادر صحابی بھی، جہاں شاعری پر پورا پورا عبور حاصل تھا وہیں ہر طریق حرب میں بھی مہارت

Marfat.com

رکھتے تھے۔ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کا اعتراف کرتے ہوئے کعبؓ بن مالک سے فرماتے ہیں۔۔۔۔

"انت تحسن صناعة الحرب" (۱۳۴)

ترجمہ: تم لڑائی کے فن سے اچھی طرح واقف ہو۔

چونکہ آپؓ کی پیدائش کا زمانہ قبائلی جنگوں اور لڑائیوں کا دور تھا۔ مدینہ کے گلی کوچوں اور وہاں کی پتھریلی وادیوں میں خون بہہ رہا تھا۔ سب سے پہلے جو آواز آپؓ کی سماعت سے ٹکرائی وہ گھوڑوں کی ہنہناہٹ، تلواروں کی جھنکار، زخمیوں کی چیخیں فخریہ گیت، مرثیہ کے بول، ماؤں کے نوحے اور یتیموں کی آہ و بکا تھی۔ آپؓ نے اسی فضا میں آنکھ کھولی اور بعض لڑائیوں میں شرکت کی اور بعض کے متعلق اپنے بزرگوں سے سنا۔ (۱۳۵) ان لاتعداد جنگوں میں مشہور یوم بعاث، یوم سہیمہ، یوم الارب، یوم ربیع اور یوم البقیع وغیرہ ہیں۔ جب ہم اس فضا پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں کوئی تعجب نہیں ہوتا کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ جوان ہو کر تلوار کے دھنی بن گئے اور طریق حرب میں پوری طرح مہارت حاصل کر لی۔

زمانہ جاہلیت میں اوس اور خزرج کی لڑائیوں میں حصہ لیا اور اسلام لانے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے۔ ان کے غزوہ بدر میں شرکت پر اختلاف ہے لیکن صحیح بخاری میں انہی کی روایت ہے وہ اسی محرومی کی تلافی یہ کہہ کر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے لیلۃ العقبہ میں شریک ہونے کی سعادت نصیب کی جس کو بدر پر فضیلت حاصل ہے (۱۳۶)۔ چونکہ غزوہ بدر میں ان کے روانہ ہونے سے پہلے ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے روانہ ہو گئے تھے تو اس لئے آپؓ اس غزوہ سے محروم رہ گئے۔ حضرت کعبؓ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف قریش کے قافلہ کی غرض سے نکلے تھے کہ یہ غزوہ پیش آ گیا (۱۳۷)۔ چونکہ زیادہ تر روایات ان کے شرکت نہ کرنے پر ملتی ہیں اور خود انہوں نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے، اس لئے ہم بھی اس کو ہی تسلیم کرتے ہیں۔ یہ بات نہیں کہ حضرت کعبؓ غزوہ

Marfat.com

بدر میں قصداً یا خوف کی وجہ سے نہیں گئے۔ بلکہ اس وقت پوری ایک جماعت پیچھے رہ گئی تھی کیونکہ یہ خیال نہیں تھا کہ لڑائی پیش آ جائے گی۔ اس پیچھے رہنے والی جماعت میں اسیدؓ بن حضیر اور سعدؓ بن عبادہ بھی شامل تھے۔ جب جنگ بدر کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ واپس تشریف لائے تو اسیدؓ بن حضیر نے ان کو اللہ تعالیٰ کی مدد پر مبارک باد دی۔ دشمنوں کے متعلق اظہار کیا۔ اپنے پیچھے رہنے پر عذر پیش کیا اور کہا کہ ”بے شک ہم نے گمان کیا تھا قافلہ کا ہمارا خیال یہ نہیں تھا کہ مسلمانوں کو لڑائی سے دو چار ہونا پڑے گا۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تصدیق فرمائی (۱۳۸)۔

خود حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

قال کعبؓ تخلفت فی غزوة بدر، ولم یعاتب احد تخلف عنها، انما خرج رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یرید عیر قریش، حتی جمع اللّٰه بینهم، وبین عدوهم علی غیر میعاد۔(۱۳۹)

ترجمہ: کعبؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ میں غزوہ بدر میں پیچھے رہا۔ اس غزوہ میں پیچھے رہنے والوں میں سے کسی پر عتاب نہیں ہوا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے قافلہ کی وجہ سے نکلے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آپس میں ملا دیا (لڑائی ہوگئی)۔ اور ملا دیا ان کو (مسلمانوں کو) غیر مدت تک۔

حضرت کعبؓ بدر اور تبوک کے سوا تمام غزوات میں جوش و خروش سے شریک ہوئے۔ (۱۶۳) غزوہ احد میں انہوں نے اپنے مواخاتی بھائی حضرت طلحہؓ کی طرح بے مثال شجاعت اور استقامت کا مظاہرہ کیا۔

Marfat.com

غزوہ احد:

جب جنگ بدر میں قریش نے ہزیمت اٹھائی اور شکست خوردہ گروہ مکہ پہنچا تو مکہ کے گھر گھر میں کہرام مچ گیا لیکن رسوائی کے خوف سے بلند آواز سے رونے کی بھی ممانعت تھی دل اگرچہ غم سے نڈھال تھے لیکن قریش انتقام سے لبریز تھے۔ اس لئے انہوں نے قسم کھائی تھی کہ جب تک مسلمانوں سے انتقام نہ لے لیں چین سے نہ بیٹھیں گے۔ ایک سال تک خوب زور شور سے تیاریاں کرتے رہے پھر شوال ۳ھ کو تین ہزار جنگجوؤں کو لے کر مسلمانوں سے جنگ کے لئے روانہ ہوئے اور مدینہ کے قریب کوہ احد کے دامن میں پڑاؤ ڈالا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کی آمد کا علم ہوا تو آپ ۶ شوال یا ۷ شوال ۳ھ کو نماز جمعہ پڑھ کر ایک ہزار مسلمانوں کا لشکر لے کر کفار کے مقابلے کے لئے نکلے (۱۴۰)۔ راستہ میں عبداللہ بن ابی نے غداری کی اور اپنے تین سو ساتھیوں کو ساتھ لے کر واپس مدینہ چلا گیا۔ (۱۴۱) اس وقت مسلمانوں کی کل تعداد سات سو رہ گئی۔ انہی جلیل القدر صحابہ کی جماعت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جری صحابی حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

۸ شوال ۳ھ کو احد کے میدان میں کفار اور مسلمانوں کے غزوہ احد کا تاریخی معرکہ ہوا۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بہت بے جگری سے لڑ رہے تھے۔ انہیں اپنے سر پیر کا ہوش نہ تھا۔ اسی اثنا میں حضرت مصعبؓ بن عمیر ابن قمیہ اللیثی کے ہاتھ سے شہید ہو گئے۔ (۱۴۲) چونکہ حضرت معصب رضی اللہ عنہ کی شکل کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی تھی اس لئے کفار نے یہ خبر مشہور کر دی کہ ''محمد'' شہید ہو گئے۔ جب یہ خبر مسلمانوں کے پاس پہنچی تو مسلمانوں کے ہوش اڑ گئے۔ کچھ اپنے ہتھیار چھوڑ کر بیٹھ گئے۔ غم سے نڈھال ان صحابہ کرام میں کعبؓ بن مالک بھی شامل تھے۔ جو نہایت جوش و

Marfat.com

خروش سے لڑائی میں حصہ لے رہے تھے۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر سنی تو سخت رنجیدہ ہوئے اور آپؐ کو زخمیوں اور شہیدوں میں تلاش کرنا شروع کیا تلاش کرتے کرتے کعبؓ اس جگہ پہنچے جہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ حضرت کعبؓ نے آپؐ کو آپؐ کی آنکھوں سے پہچانا جو خود کے نیچے سے چمک رہی تھیں۔ پس انہوں نے مسلمانوں کو پکار کر کہا "یامعشر المسلمین: ابشروا فهذا رسول الله صلى الله عليه وسلم" (۱۴۳)۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پکارتے سنا تو ان کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا (۱۴۴) پھر حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو اشارہ سے اپنے پاس بلایا اور ان کی زرہ خود پہن لی اور اپنی زرہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو پہنا دی (۱۴۵)۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ کا رنگ زرد تھا (۱۴۶)۔ دونوں زرہوں کا حجم برابر تھا لیکن رنگ مختلف تھا (۱۴۷)۔ چونکہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی آواز مسلمانوں تک پہنچ چکی تھی اس لئے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھنا شروع ہو گئے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ ساری زندگی اس بات پر فخر کرتے رہے کہ احد کے میدان میں سرور کائنات سید مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی بشارت سب سے پہلے انہوں نے مسلمانوں تک پہنچائی۔

جنگ احد کے دن حضرت کعبؓ بہت جانفشانی سے لڑے کہ اپنے سر پیر کا ہوش نہ رہا۔ جسم پر گیارہ زخم آئے (۱۴۸) اور ایک دوسری روایت میں ہے سترہ زخم آئے (۱۴۹)۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کا ظاہری حصہ دور سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ تھا اور اسی وجہ سے یوم احد کے دن وہ مشرکین کے تیروں کا نشانہ بنے (۱۵۰)۔

جب ابن قمیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تلوار کا ایک بھرپور وار کیا تو اس سے خود کی کڑیاں سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار مبارک میں پیوست ہو گئیں اور رخ انور خون سے تر ہو گیا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا حضور سرور کائنات سید مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا یہ عالم تھا کہ آپؓ نے جب رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زخمی ہونے کی خبر سنی تو اپنا منہ بھی زخمی کر لیا (۱۵۱)۔ وہ یہ برداشت نہ کر سکے کہ رسول خدا صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک زخمی ہو جائے اور ان کا چہرہ صحیح سلامت رہے۔

جنگ احد کے بعد جتنے غزوہ ہوئے سوائے غزوہ تبوک کے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی شرکت بلا تفاق رائے ثابت ہے (۱۵۲)۔ لیکن ان غزوات میں ان کی فدا کاریوں کی تفصیل کتب سیر و تاریخ میں نہیں ملتی۔ چند چیدہ چیدہ واقعات ملے ہیں جو نیچے بیان کئے جاتے ہیں۔

غزوہ حمراء الاسد:

ایک روایت حمراء الاسد میں شرکت کی ملتی ہے جو نیچے بیان کی جا رہی ہے۔

غزوہ احد میں بنو سلمہ نے بڑے جوش و خروش سے حصہ لیا تھا ان کے چالیس آدمی زخمی ہو گئے تھے۔ جن میں کعبؓ بن مالک انصاری بھی تھے۔ ان کو دس سے کچھ زیادہ زخم لگے تھے۔ لیکن اس کے باوجود کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور ان کی قوم کے لوگ غزوہ حمراء الاسد میں شریک ہونے میں کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مسلمانو! نکلو اور لڑائی لڑو تو مسلمان اپنے زخموں کی پرواہ کئے بغیر اپنے ہتھیار سجا کر صف باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ اس اثنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر بنو سلمہ کے زخموں پر پڑی جو ان کو غزوہ احد میں لگے تھے تو فرمایا: ''اللھم ارحم بنی سلمہ'' (۱۵۳)

غزوہ خندق:

واقدی کی کتاب ''کتاب المغازی میں ان کی غزوہ خندق میں شرکت کی ایک روایت ملتی ہے کہ جس روز سب مسلمان سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر خندق کھود رہے تھے تو ان میں کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے اور رجز پڑھ رہے تھے (۱۵۴)۔

Marfat.com

غزوہ خیبر:

جب آپؐ غزوہ خیبر کے ارادے سے نکلے تو راستہ میں آپؐ نے لشکر سمیت ایک وادی بنام رجیع میں قیام کیا۔ رجیع میں قیام کے دوران کے ایک واقعہ کی حضرت کعبؓ بن مالک نے خود روایت بیان کی ہے۔

"وكان كعبؓ بن مالك يحدث : ان رجلاً من اليهود من أهل النطاة نادانا بعد ليل ونحن بالرجيع: أنا آمن وأبلغكم، قلنا: نعم، قال: فابتدرناه فكنت اول من سبق اليه فقلت: من أنت؟ فقال: رجل من اليهود۔ فأدخلناه على رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فقال اليهودى: يا أبا القاسم: تدمنى وأهلى على أن أدلّك على عورة من عورات اليهود؟ قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: نعم۔ فدله على عورة اليهود۔قال: فدعا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أصحابه تلك الساعة فحضهم على الجهاد، وخبرهم ان اليهود قد أسلمها حلفاؤها و هربوا، وأنها قد تجادلت واختلفو بينهم،قال كعبؓ: فغدونا عليهم فظفرنا اللّٰه بهم۔" (۱۵۵)

ترجمہ: مقام رجیع میں یہود میں اہل النطاۃ میں سے ایک آدمی نے رات کے بعد پکارا اگر جان بخشی کرو تو وہاں تک پہنچا دیتا ہوں۔ ہم نے کہا "ہاں" ہم سب اس کی طرف لپکے اور سب سے پہلے میں اس کے پاس پہنچا میں نے اس سے کہا تو کون ہے اس نے کہا میں یہودی ہوں ہم اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

Marfat.com

لے آئے۔ یہودی نے کہا اے ابو القاسم آپؐ اگر مجھے اور میرے اہل وعیال کو امان دیں تو میں آپؐ کے پاس یہودیوں کے ایک کمزور مقام کی نشاندہی کر دوں گا۔ آپؐ نے فرمایا ''ہاں''۔ اس نے یہودیوں کے اس کمزور مقام کی نشاندہی کر دی۔ راوی کہتا ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو اسی وقت بلایا اور انہیں جہاد کی رغبت دلائی۔ ان کو بتلایا کہ یہودیوں کو ان کے حلیفوں نے تنہا چھوڑ دیا ہے اور بھاگ گئے ہیں۔ ان میں آپس میں جھگڑا ہو گیا ہے اور ان کے درمیان اختلاف ہو گیا ہے۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے صبح کے وقت ان پر چڑھائی کر دی اور اللہ تعالیٰ نے ہم کو ان پر فتح دی۔

غزوہ طائف:

حضرت جابر بن عبداللہ کی ایک روایت سے حضرت کعبؓ بن مالک کی غزوہ طائف میں شرکت کا پتہ چلتا ہے حضرت جابرؓ بن عبداللہ نے کہا کہ جب آپؐ غزوہ طائف کے لیے نکلے تو کسی کو نہ بتایا کہ کہاں کا ارادہ ہے۔ جب راستہ میں آپؐ عرج کے مقام پر فروکش ہوئے تو لوگوں کو معلوم نہیں تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش، ثقیف یا ہوازن میں سے کس کا ارادہ فرمایا ہے۔ لوگ چاہتے تھے کہ یہ معلوم ہو جائے لہٰذا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں یہ بات معلوم کر کے آتا ہوں کہ آپؐ کس طرف جانے والے ہیں۔ کعبؓ بن مالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھ گئے۔ پھر کہا:

قضينا من تهامة كل ريبٍ ... وخيبر ثم اجمعنا السيوفا

نسائلها ولو نطقت لقالت ... قواطعهن دوسا أو ثقيفا

Marfat.com

فلست لحاضر ان لم تروها بساحة داركم منها ألوفا

ترجمہ: خیبر اور تہامہ سے ہر شک کو دور کر کے ہم نے تلواروں کو جمع کر دیا۔ (تا کہ وہ آرام کریں) ساتھ ہی ہم نے انہیں اختیار دے دیا تھا (کہ چاہیں آرام کریں اور چاہیں مقابلہ کریں) اور اگر انہیں قوت گویائی حاصل ہو جاتی تو ان میں دشمنوں کو کاٹ کاٹ کر رکھ دینے والی تلواریں بول اٹھتیں کہ اب دوس اور ثقیف کا رخ کرو۔ اے دوس وثقیف۔ اگر تم نے انہیں اپنے دربار کے وسط میں ہزاروں کی تعداد میں نہیں دیکھا ہے تو میں انہیں چھپانے والا نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اشعار کو سن کر مسکرائے اور مسکراہٹ کے علاوہ کچھ نہ کیا۔ لوگوں نے کہا کہ خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے ایسی چیز بیان کی ہے جو ہم نہیں جانتے کہ کس سے ظاہر ہوگی۔ قریش سے ثقیف سے یا ہوازن سے (۱۵۶)۔

ان مختلف روایات سے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی تمام غزوات میں شرکت کا پتہ چلتا ہے لیکن کتب سیر و تاریخ میں غزوات کے دوران ان کی سرگرمیوں کا تفصیلی ذکر نہیں ملتا۔

حضرت کعبؓ اور غزوہ تبوک:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ شاعر بھی تھے اور صاحب سیف بھی۔ بہت بہادر اور جرأت مند تھے۔ ان کو جہاد کی اہمیت کا اچھی طرح اندازہ تھا۔ اس لئے کبھی کسی غزوہ میں پیچھے نہیں رہے سوائے پہلے اور آخری غزوہ کے۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ایک طرف ایک مشہور ترین شاعر تھے تو دوسری طرف ایک نڈر مجاہد بھی تھے۔ ہر وقت حق کے غلبہ کے خواہاں رہتے تھے۔ ان کے اشعار میں بہادری کی جھلک نمایاں نظر آتی ہے۔ لیکن اس عظیم صحابی اور نامور شاعر رسول کو غزوہ تبوک کے وقت تساہل نے

Marfat.com

گھیر لیا۔ وہ باوجود غزوہ میں شرکت کی دلی خواہش کے غفلت کا شکار ہو گئے اور غزوہ تبوک میں شریک نہ ہو سکے۔

تبوک مدینہ کے شمال میں سرحد شام پر ایک مقام کا نام ہے۔ شام اس وقت رومی مسیحیوں کی حکومت کا ایک صوبہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۸ھ میں جب فتح مکہ اور غزوہ حنین سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ پہنچے تو اس وقت تک جزیرۃ العرب کے اہم حصے مسلمانوں کے قبضے میں آ چکے تھے اور مشرکین مکہ سے مسلسل جنگوں کے بعد اب ایک گونہ اطمینان ہوا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہٖ (۱۵۷) مسلمانوں کو پورے عالم کے فتوحات کی خوشخبری دے دی تھی وہ کس طرح سکون سے بیٹھ سکتے تھے لہٰذا مدینہ پہنچتے ہی ملک شام کے تاجروں نے اطلاع دی کہ شاہ روم ہرقل نے اپنی فوجیں مقام تبوک کی سرحد شام پر جمع کر دی ہیں اور فوجیوں کو پورے ایک سال کی تنخواہیں پیشگی دے دی ہیں۔ عرب کے بعض قبائل سے بھی ساز باز کر لی اور اس کا ارادہ مدینہ پر یکبارگی حملہ کرنے کا ہے۔

یہ شدید گرمی کا زمانہ تھا اور مدینہ کے لوگ عموماً زراعت پیشہ تھے۔ ان کی کھیتیاں اور باغات کے پھل پک رہے تھے اور اس پر ان کے پورے سال کی تجارت و معاش کا انحصار تھا۔ مگر دوسری طرف حق و باطل کا معرکہ سامنے تھا اور یہ معرکہ پہلے تمام معرکوں سے نمایاں و ممتاز تھا۔ کیونکہ پہلے سب جنگیں عرب کے لوگوں سے لڑی گئی تھیں اور اب ہرقل شاہ روم کی تربیت یافتہ فوج سے مقابلہ تھا۔ اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کے تمام مسلمانوں کو اس جہاد میں شرکت کا حکم دے دیا اور کچھ آس پاس کے قبائل کو بھی شرکت کی دعوت دی تھی۔

یہ اعلان سچے مومنوں کے لیے ایک سخت امتحان تھا جبکہ منافقوں کے لیے وجہ امتیاز۔ قرآن مجید میں ان تمام طبقات کا ذکر کیا گیا ہے، ارشاد ہوتا ہے۔

ایک وہ لوگ تھے جو بلا تردد جہاد کے لئے تیار ہو گئے (۱۵۸)۔

دوسرے وہ لوگ تھے جنہوں نے ابتدا میں کچھ تردد کیا اور پھر چلنے کے لئے تیار ہو

Marfat.com

گئے (۱۵۹)۔ ان دونوں قسم کے لوگوں کے لئے قرآن کریم میں آیا ہے۔

"الذین اتبعوہ فی ساعة العسرة من بعد ما کاد یزیغ قلوب فریق منھم"..... (۱۶۰)

ترجمہ: وہ لوگ قابل مدح ہیں جنہوں نے سخت تنگی کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کیا بعد اس کے کہ ان میں سے ایک فریق کے قلوب لغزش کرنے لگے تھے (۱۶۱)۔

تیسری قسم ان لوگوں کی تھی جو کسی صحیح عذر کی بنا پر اس جہاد میں نہ جا سکے۔ اس کے متعلق قرآن کریم نے یہ آیت نازل فرمائی۔

"لیس علی الضعفآء ولا علی المرضی" (۱۶۲)

ترجمہ: کم طاقت لوگوں پر اور بیماروں پر کوئی گناہ نہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے عذر کی قبولیت کا اظہار فرما دیا۔

چوتھی قسم ان لوگوں کی تھی جو باوجود کوئی عذر نہ ہونے کے کاہلی کے سبب جہاد میں شریک نہیں ہوئے ان کے متعلق کئی آیتیں نازل ہوئیں۔ (۱۶۳)

وَ اٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِھِمْ (۱۶۴)

ترجمہ: اور کچھ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی خطا کا اعتراف کیا۔

وَ اٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰہِ۔ (۱۶۵)

ترجمہ: اور کچھ لوگ وہ ہیں جن کا معاملہ خدا کے حکم آنے تک ملتوی ہے۔

وَّ عَلَی الثَّلٰثَةِ الَّذِیْنَ خُلِّفُوْا۔ (۱۶۶)

ترجمہ: اور ان تین شخصوں کے حال پر بھی (توجہ فرمائی) جن کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا۔

یہ تینوں آیات ایسے ہی اشخاص کے بارے میں نازل ہوئی ہیں جن میں ان کی کاہلی پر تنبیہ بھی ہے اور بالآخر ان کی توبہ قبول ہونے کی خوشخبری بھی۔

Marfat.com

پانچواں طبقہ منافقین کا تھا جو اپنے نفاق کی وجہ سے اس سخت امتحان میں اپنی منافقت کو چھپا نہ سکا اور شرکت جہاد سے الگ رہا(۱۶۷)۔اس طبقہ کا ذکر بہت سی آیات میں آیا ہے۔

چھٹا طبقہ ان منافقین کا تھا جو جاسوسی اور شرارت کے لئے مسلمانوں کے ساتھ ہو لیا(۱۶۸)۔ان کی حالت قرآن کریم میں ان آیات میں بیان ہوئی ہے۔

وَ فِیْکُمْ سَمّٰعُوْنَ لَھُمْ۔ولئن سألتھم لیقولن۔ وھموا بما لم ینالوا" (۱۶۹)

لیکن اس ساری سختی اور تکلیف کے باوجود شرکت جہاد سے بعض رہنے والوں کی مجموعی تعداد پھر بھی برائے نام تھی۔ بھاری اکثریت انہیں مسلمانوں کی تھی جو اپنے سارے منافع اور راحت کو قربان کر کے اللہ کی راہ میں ہر طرح کی مشقت برداشت کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔اس لئے اس جہاد میں نکلنے والے اسلامی لشکر کی تعداد تیس ہزار تھی جو اس سے پہلے کسی جہاد میں نظر نہیں آتی۔

اس غزوہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب ہرقل شاہ روم کو مسلمانوں کی اتنی بڑی جمعیت کے مقابلے پر آنے کی خبر پہنچی تو اس پر رعب طاری ہو گیا اور وہ مقابلہ پر نہیں آیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فرشتہ خصلت صحابہ کرام کے لشکر کے ساتھ چند روز محاذ جنگ پر قیام کر کے جب مخالف کے مقابلہ پر آنے سے مایوس ہو گئے تو واپس تشریف لے آئے۔

غفلت کرنے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ میں فرمایا ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَا لَکُمْ اِذَا قِیْلَ لَکُمُ انْفِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَی الْاَرْضِ اَرَضِیْتُمْ بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا مِنَ الْاٰخِرَۃِ فَمَا مَتَاعُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا قَلِیْلٌ o اِلَّا تَنْفِرُوْا یُعَذِّبْکُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا وَّ یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ وَ لَا تَضُرُّوْہُ شَیْئًا وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ (۱۷۰)

Marfat.com

ترجمہ: اے ایمان والو! تم کو کیا ہوا جب تم سے کہا جاتا ہے کہ کوچ کرو اللہ تعالیٰ کی راہ میں تو گرتے جاتے ہو زمین پر۔ کیا خوش ہو گئے دنیا کی زندگی پر آخرت کو چھوڑ کر۔ پس کچھ نفع نہیں ملے گا دنیا کی زندگی کا آخرت کی زندگی کے مقابلے میں مگر بہت تھوڑا۔ اگر تم (جہاد) کے لئے نہ نکلو گے تو اللہ تم کو دردناک عذاب دے گا اور تمہاری جگہ اور لوگ لائے گا تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے اور اللہ سب چیزوں پر قادر ہے۔

اگرچہ رحمۃ للعالمین کو اللہ تعالیٰ نے بہت کشادہ دلی عطا فرمائی تھی۔ اس کے تحت آپ نے بہت سے لوگوں کو جہاد میں شرکت نہ ہونے کی درخواستوں کی منظوری دے دی تھی۔ تاہم اس چیز کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ناپسند فرمایا گیا۔ سورۃ توبہ میں آتا ہے۔

وَ اِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ جَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَ قَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ○ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَ طُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ۔ (۱۷۱)

ترجمہ: جب کبھی کوئی سورت اس مضمون کی نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کو مانو اور اس کے رسول کے ساتھ مل کر جہاد کرو تو تم نے دیکھا کہ جو لوگ ان میں سے صاحب مقدرت تھے وہی تم سے درخواست کرنے لگے کہ انہیں جہاد کی شرکت سے معاف کیا جائے اور انہوں نے کہا ہمیں چھوڑ دیجئے کہ ہم بیٹھنے والوں کے ساتھ رہیں۔ ان لوگوں نے گھر میں بیٹھنے والوں میں شامل ہونا پسند کیا اور ان کے دلوں پر ٹھپہ لگا دیا گیا اس لئے ان کی سمجھ میں اب کچھ نہیں آتا۔

بخلاف اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ان لوگوں نے جو رسول اللہ صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کے ساتھ ایمان لائے تھے اور اپنی جان و مال سے جہاد کیا اور اب ساری بھلائیاں انہی کے لئے ہیں آگے ارشاد ہوتا ہے:

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ط قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ ط قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ط وَ سَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَ رَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ o سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ط فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ط اِنَّهُمْ رِجْسٌ وَّ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ ج جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ o يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ج فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ۔ (۱۷۲)

ترجمہ: یہ لوگ تمہارے سب کے سامنے عذر پیش کریں گے جب تم ان کے پاس واپس جاؤ گے۔ (سوائے محمد) آپؐ (سب کی طرف سے صاف) کہہ دیجئے کہ یہ عذر پیش مت کرو ہم کبھی تم کو سچا نہ سمجھیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو تمہاری (واقعی حالت) کی خبر دے چکے ہیں اور آئندہ بھی اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول تمہاری کار گزاری دیکھ لیں گے۔ پھر ایسے کے پاس لوٹائے جاؤ گے جو پوشیدہ اور ظاہر سب کا جاننے والا ہے۔ پھر وہ تم کو بتلا دے گا جو جو کچھ تم کرتے تھے۔ ہاں وہ اب تمہارے سامنے اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھا جائیں گے (کہ ہم معذور تھے) جب تم ان کے پاس واپس جاؤ گے تا کہ تم ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دو۔ سو تم ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دو۔ وہ لوگ بالکل گندے ہیں اور (آخر میں) ان کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ ان کاموں کے بدلہ میں جو کچھ وہ (نفاق وخلاف وغیرہ) کیا کرتے تھے۔ یہ اس لئے قسمیں کھائیں گے کہ

Marfat.com

تم ان سے راضی ہو جاؤ سو اگر تم ان سے راضی بھی ہو جاؤ تو ان کو کیا نفع کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسے شریر لوگوں سے راضی نہیں ہوتا۔

اپنی خطا کا اعتراف کرنے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ اٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّ اٰخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ يَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ وَ قُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ سَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ وَ اٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَ اِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۔ (۱۷۳)

ترجمہ: کچھ اور لوگ ہیں جنہوں نے اپنی خطا کا اقرار کیا۔ انہوں نے ملے جلے عمل کئے تھے۔ کچھ بھلے اور کچھ برے۔ (سو) اللہ سے امید ہے کہ ان کے حال پر رحمت کے ساتھ توجہ فرمائیں (یعنی توبہ قبول کرلیں) بلاشبہ اللہ بڑی مغفرت والے بڑی رحمت والے ہیں۔ آپؐ ان کے مالوں میں سے صدقہ لیجئے جس کے (لینے کے) ذریعہ سے آپؐ ان کو (گناہ کے آثار سے) پاک صاف کر دیں گے۔ اور ان کے لئے دعا کیجئے بلاشبہ آپ ﷺ کی دعا ان کے لئے موجب اطمینان (قلب) ہے اور اللہ تعالیٰ خوب سنتے ہیں خوب جانتے ہیں۔ کیا ان کو خبر نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں

Marfat.com

کی توبہ قبول کرتا ہے اور وہی صدقات کو قبول فرماتا ہے اور (کیا ان کو) یہ خبر نہیں کہ اللہ ہی توبہ قبول کرنے کی صفت اور رحمت کرنے (کی صفت) میں کامل ہے۔ اور آپ ﷺ کہہ دیجئے کہ (جو چاہو) عمل کئے جاؤ سو ابھی دیکھ لیتا ہے تمہارے عمل کو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اور اہل ایمان اور ضرور تم کو ایسے کے پاس جانا ہے جو تمام کھلی اور چھپی چیزوں کا جاننے والا ہے سو وہ تم کو تمہارا سب کیا ہوا بتلا دے گا۔ اور کچھ اور لوگ ہیں جن کا معاملہ خدا کے حکم آنے تک ملتوی ہے کہ ان کو سزا دے گا۔ ان کی توبہ قبول کرے گا اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے اور حکمت والا ہے۔

ان آیات میں بتایا گیا ہے کہ کچھ لوگ ایسے بھی تھے جنہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کرلیا تھا ان لوگوں کے اعمال ملے جلے ہیں۔ کچھ اچھے کچھ برے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمالیں گے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ دس حضرات تھے جو بلا کسی صحیح عذر کے غزوہ تبوک میں نہ گئے تھے پھر ان کو اپنے فعل پر ندامت ہوئی ان میں سات آدمیوں نے اپنے آپ کو مسجد نبوی کے ستونوں سے باندھ لیا اور یہ عہد کیا کہ جب تک ہماری توبہ قبول کر کے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کھولیں گے ہم اسی طرح بندھے ہوئے قیدی رہیں گے۔ ان حضرات میں ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے نام سے سب روایتیں متفق ہیں۔ دوسرے اسماء میں اختلاف ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کو بندھا ہوا دیکھا اور معلوم ہوا کہ انہوں نے عہد کیا ہے کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کو نہ کھولیں گے اس وقت تک بندھے رہیں گے تو آپؐ نے فرمایا کہ میں بھی اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ اس وقت تک نہ کھولوں گا جب تک اللہ تعالیٰ مجھے ان کے کھولنے کا حکم نہ دے گا۔ کیونکہ جرم بڑا ہے اس پر آیت مذکورہ نازل ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کھولنے کا

Marfat.com

حکم دے دیا اور وہ کھول دیے گئے۔

سعید بن مسیّب کی روایت میں ہے کہ جب ابولبابہؓ کو کھولنے کا ارادہ کیا گیا تو انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ جب تک خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو کر مجھے اپنے ہاتھ سے نہ کھولیں گے میں بندھا رہوں گا۔ چنانچہ صبح کی نماز میں جب آپؐ تشریف لائے تو دست مبارک سے ان کو کھولا (۱۷۴)۔

آگے مومنوں کے لیے ارشاد ہوتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ يُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِى التَّوْرٰةِ وَ الْاِنْجِيْلِ وَ الْقُرْاٰنِ وَ مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِىْ بَايَعْتُمْ بِهٖ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۔ (۱۷۵)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے خرید لی مسلمانوں سے ان کی جان اور ان کا مال اس قیمت پر ان کے لئے جنت ہے، لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں پھر مارتے ہیں اور مرتے ہیں۔ وعدہ ہو چکا اس کے ذمہ پر سچا توریت اور انجیل اور قرآن میں۔ اور کون ہے قول کا پورا کرنے والا اللہ سے زیادہ۔ سو خوشیاں کرو اس معاملہ پر جو تم نے کیا ہے اس سے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

کیونکہ لوگوں کو غزوہ میں شریک نہ ہونے کی اجازت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِىِّ وَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِىْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۔ (۱۷۶)

ترجمہ: اللہ مہربان ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم، مہاجرین اور انصار

Marfat.com

پر جو مشکل گھڑی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہے۔ اس کے بعد قریب تھا کہ ان میں سے بعضوں کے دل پھر جائیں کہ اللہ مہربان ہوا ان پر بے شک وہ ان پر مہربان ہے اور رحم کرنے والا ہے۔

مولانا مودودی تفہیم القرآن میں لکھتے ہیں-----

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب تبوک سے مدینہ واپس تشریف لائے تو وہ لوگ معذرت کرنے کے لئے حاضر ہوئے جو پیچھے رہ گئے تھے۔ ان میں سے ۸۰ سے کچھ زیادہ منافق تھے اور تین سچے مومن بھی تھے۔ منافقین جھوٹے عذرات پیش کرتے گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی معذرت قبول کرتے چلے گئے اور پھر ان تینوں مومنوں کی باری آئی اور انہوں نے صاف صاف اپنے قصور کا اعتراف کرلیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تینوں کے معاملے میں فیصلے کو ملتوی کردیا اور عام مسلمانوں کو حکم دے دیا کہ جب تک خدا کا حکم نہ آئے ان سے کسی قسم کا معاشرتی تعلق نہ رکھا جائے۔ اسی معاملے کا فیصلہ کرنے کے لئے یہ آیت نازل ہوئی (۱۷۶)۔

وَّ عَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَ ضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَ ظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۔ (۱۷۷)

اور ان تین شخصوں کے حال پر بھی (توجہ فرمائی) جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے۔ یہاں تک جب (ان کی پریشانی کی یہ نوبت پہنچی کہ) زمین باوجود اپنی فراخی کے ان پر تنگ ہونے لگی اور وہ خود اپنی جان سے تنگ آ گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ خدا (کی گرفت) سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی بجز اس کے کہ اسی کی طرف رجوع کیا جائے (اس وقت وہ خاص توجہ کے قابل ہوئے) پھر ان کے حال پر (بھی خاص) توجہ فرمائی تاکہ وہ

Marfat.com

آئندہ بھی رجوع کرتے رہا کریں۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت توجہ فرمانے والے بڑے رحم کرنے والے ہیں۔ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور (عمل میں) سچوں کے ساتھ رہو۔

اور وہ تینوں حضرات حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ شاعر، مرارہؓ بن ربیع اور ہلالؓ بن امیہ ہیں تینوں انصاری بزرگ تھے (۱۷۸)۔ جو اس سے پہلے بیعت عقبہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوسرے غزوات میں شریک رہ چکے تھے مگر اس وقت اتفاقی طور پر اس لغزش میں مبتلا ہو گئے۔ ان تینوں بزرگوں میں سے حضرت کعبؓ بن مالک نے اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن کعب کو جو قصہ سنایا وہ سیرۃ ابن ہشام کے حوالے سے نقل کیا جاتا ہے۔

قال ابن اسحاق، فذكر الزهرى محمد مسلم بن شهاب، عن عبدالرحمن بن عبدالله بن كعب بن مالك، ان اباه عبدالله ، وكان قائد ابيه حين أصيب بصره قال: سمعت أبى كعب بن مالك يحدث حديثه حين تخلف عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فى غزوه تبوك، و حديث صاحبيه، قال: ما تخلفت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم غزوة غزاها قط، غير أنى كنت قد تخلفت عنه فى غزوه بدر، وكانت غزوة لم يعاتب الله ولا رسوله أحدا تخلف عنها، وذلك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم انما خرج يريد عير قريش حتى جمع الله بينه و بين عدوه على غير ميعاد، ولقد شهدت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم العقبة حين تواثقنا على الاسلام، وما أحب أن لى بها مشهد بدر، وان كانت غزوة بدر هى

Marfat.com

أذكر فى الناس منها قال: كان من خبرى- حين تخلفت عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فى غزوه تبوك- أنى لم أكن قط أقوى ولا أيسرمنى حين تخلفت عنه فى تلك الغزوة، وواللّٰه ما اجتمعت لى راحلتان قط حتى اجتمعنا فى تلك الغزوة، وكان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فلما يريد غزوة يغزوها إلا ورى بغيرها، حتى كانت تلك الغزوة، فغزاها رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فى حر شديد، واستقبل سفرأ بعيداً، واستقبل غزوعده وكثير، فجلى للناس أمرهم ليتأ أهبوا لذلك أهبته، وأخبرهم خبره بوجهه الذى يريد، والمسلمون من تبع رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كثير لا يجمعهم كتاب حافظ، يعنى بذلك الديوان، يقول: لا يجمعهم ديوان مكتوب-

قال كعبؓ : فقل رجل يريد أن يتغيب إلا ظن أنه سيخفى له ذلك، مالم ينزل فيه وحى من اللّٰه، وغزا رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم تلك الغزوة- حين طابت الثمار، وأحبت الظلال- فالناس اليها صغر فتجهز رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وتجهز المسلمون معه، وجعلت أغذو لا تجهز معهم، فارجع ولم أقض حاجة، فأقول فى نفسى: أنا قادر على ذالك إذا اردت، فلم يزل ذلك يتمادى بى حتى شمر بالناس اجد، فاصبح رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه

Marfat.com

وسلم غاديا، والمسلمون معه، ولم اقص من جهازى شيئا، فقلت: أتجهز بعده بيوم أو يومين، ثم ألحق بهم فغدت بعد أن فرجعت ولم أقض شيئا، ثم عدت فرجعت ولم أقض شيئاً فصلو الأتجهزفلم يزل ذلك يتمادى بى حتى أسرعوا وتفرط الغزو، فهممت أن أرتحل، فادركهم، وليتنى فعلت ، فلم أفعل، وجعلت اذا خرجت فى الناس بعد خروج رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فطفت فيهم يحزننى أنى لا أرى الا رجلا مغموصا عليه فى النفاق، او رجلا ممن عذر اللّٰه من الضعفاء ولم يذكرنى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم حتى بلغ تبوك، فقال وهو جالس فى القوم بتبوك: مافعل كعب بن مالك؟" فقال رجل من بنى سلمة: يارسول اللّٰه، حبسه برداه، والنظر فى عطفية، فقال له معاذ بن جبل: بئس ماقلت، واللّٰه يا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ما علمنا منه إلا خيرا؛ فسكت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم۔

فلما بلغنى أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قد توجه قافلا من تبوك حضرنى بثئى، فجعلت أتذكر الكذب، واقول: بماذا اخرج من سخطة رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم غداً، وأستعين على ذلك كل ذى رأى من أهلى؛ فلما قيل: إن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قد أظل قادما زاح عنى الباطل، و عرفت أنى لا أنجومنه إلا بالصدق، فاجمعت أن أصدقه،

Marfat.com

وصبح رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم المدينة، وكان اذا قدم من سفر بدأ بالمسجد، فركع فيه ركعتين ثم جلس للناس، فلما فعل ذالك جاء ه المخلفون، فجعلوا يحلفون له ويعتذرون، وكانوا بضعة وثمانين رجلا، فيقبل منهم رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم علانيتهم وأيمانهم ويستغفرلهم ويكل سرائرهم إلى اللّٰه تعالى حتى جئت فسلمت عليه، فتبسم تبسم المغضب، ثم قال لى: تعاله "فجئت أمشى حتى جلست بين يديه، فقال لى: ماخلفك الم تكن ابتعت ظهرك؟ قال: قلت: إنى يا رسول اللّٰه، واللّٰه لوجلست عنه غيرك من أهل الدنيا لرأيت انى خرج من سخط بعذر، لقد اعطيت جدلا، ولكن واللّٰه لقد علمت لئن حدثتك اليوم حديثا كذبا لترضين عنى وليوشكن اللّٰه أن يسخطك على، ولئن حدثتك حديثا صدقا تجد على فيه إنى لأرجو عقباى من اللّٰه فيه، ولا واللّٰه ماكان لى عذر، واللّٰه ماكنت قط أقوى ولا أيسر منى حين تخلفت عنك۔ فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: "أما هذا فقد صدقت فيه، فقم حتى يقضى اللّٰه فيك"، فقمت وثار معى رجال من بنى سلمة، فاتبعونى، فقالوا لى: واللّٰه ماعلمنك كنت اذنبت ذنبا قبل هذا، ولقد عجزت أن لا تكون اعتذرت إلى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم بما اعتذر به اليه المخلفون، قد

Marfat.com

كان كافيك ذنبك استغفار رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لك، فواللّٰه ماذا الوابى حتى أردت أن ارجع إلى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فأكذب نفسى، ثم قلت لهم: هل لقى هذا أحد غيرى؟ قالوا: نعم، رجلان قالا مثل مقالتك و قيل لهما مثل ما قيل لك: قلت: من هما؟ قالوا: مرارہؓ بن الربيع العمرى من بنى عمرو بن عوف، وهلالؓ بن امية الواقفى، فذاكروا لى رجلين صالحين فيهما اسوة، فصمت حين ذكر وهما لى ، ونهى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن كلامنا ايها الثلاثة من بين من تخلف عنه، فاجتغنبنا الناس وتغيروا لنا، حتى تنكرت لى نفسى والارض فما هى الأرض التى كنت أعرف، فلبثنا على ذلك خمسين ليلة فأما صاحباى فاستكانا، وقعدا فى بيوتهما، أنا فكنت أشب القوم واجلدهم، فكنت أخرج وأشهد الصلوات مع المسلمين، وأطوف بالأسواق، ولا يكلمنى أحد، وآتى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فأسلم عليه وهو فى مجلسه بعد الصلاة، فأقول فى نفسى: هل حرك شفتيه برد السلام على أم لا؟ ثم أصلى قريبا منه، فأسارقه النظر، فاذا أقبلت على صلاتى نظر إلى، واذا النفت نحوه أعرض عنى، حتى أذا طال ذلك على من جفوة المسلمين مشيت حتى تسودت جدار حائط أبى قتاده، وهو ابن عمى وأجب الناس الى فسلمت

Marfat.com

عليه، فواللّٰه مارد على السلام، فقلت: يا أبا قتاده، أنشدك اللّٰه هل تعلم أنى أحب اللّٰه ورسوله؟ فسكت، فعدت فناشدته، فسكت عنى، فعدت فنا شدته، فسكت عنى، فعدت فنا شدته، فقال: اللّٰه ورسوله أعلم، ففاضت عيناى، ووثبت فسورت الحائط، ثم غدوة إلى السوق، فبينا أنا أمشى بالسوق إذا نبطى يسأل عنى من نبط الشام ممن قدم بالطعام يبيعة بالمدينة، يقول، من يدل على كعب بن مالك؟ قال: فجعل الناس يشيرون له إلى، حتى جاء نى فدفع الى كتابا من ملك غسان و كتب كتابا فى سرقة من حرير، فاذا فيه: أما بعد، فانه قد بلغنا أن صاحبك قد جفاك ولم يجعلك اللّٰه بدار هو ان ولا مضيعة، فالحق بنانواسك، قال: قلت..... حين قرأتها..... : وهذا من البلاء ايضا، قد بلغ لى ما وقعت فيه ان طمع فى رجل من اهل الشرك، قال: فعمدت بها الى تنور فسجرته بها۔ فاقمنا على ذلك حتى اذا مضت أربعون ليلة من الخمسين، اذا رسول اللّٰه يا تينى، فقال: إن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يأمرك أن تعتزل امرأتك قال: قلت: اطلقها أم ماذا؟ قال: لا بل اعتزلها ولا تقربها، وأرسل الى صاحبى بمثل ذلك، فقلت لا مرأتى: الحقى بأهلك، فكونى عندهم حتى يقضى اللّٰه فى هذا الامر ما هو قاض۔ قال: وجاء ت امراة هلال بن امية رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم،

Marfat.com

فقالت: يارسول اللّٰه، إن هلال بن امية شيخ كبير ضائع لا خادم له، أفتكره أن أخدمه؟ قال "لا ولكن لا يقربتك؛ قالت: واللّٰه يارسول اللّٰه مابه من حركة اليى، واللّٰه ماذال يبكى منذكان من أمره ماكان اليّى يومه هذا،ولقد تخوفت على بصره، قال: فقال لى بعض أهلى: لو استأذنت رسول اللّٰه لامراتك فقد أذن لامرأة هلال بن اميه أن تخدمه، قال:قلت :واللّٰه لا أستاذنته فيها، ما ادرى مايقول رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لى فى ذلك اذا اسناذنته فيها، وانا رجل شاب۔ قال: فلبثنا بعد ذلك عشر ليال، فكمل لنا خمسون ليلة، من حين نهى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم المسلمين عن كلامنا، ثم صليت الصبح، صبح خمسين ليلة، على ظهر بيت من بيوتنا، على الحال التى ذكر اللّٰه منا:قد ضاقت علينا الارض بما رحبت وضاقت على نفسى، وقد كنت ابتنيت خيمة فى ظهر سلح فكنت أكون فيها، اذ سمعت صوت صارخ أو فى على ظهر سلع، يقول بأعلى صوته: ياكعب بن مالك أبشر، قال: محررت ساجداً، وعرفت أن قد جاء الفرج۔

قال: وآذن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم الناس بتوبة اللّٰه علينا حين صلى الفجر فذهب الناس، يبشروننا، وذهب نحو صاحبى مبشرون وركض رجل إلى فرسا وسعى ساع من أسلم حتى أو فى على

Marfat.com

الجبل، فكان الصوت أسرع من الفرس، فلما جاء نى الذى سمعت صوته يبشرنى نزعت ثوبى فكسوتهما اياه بشارة، واللّٰه ما أملك يومئذ غيرهما، واستعرت ثوبين فلبستهما، ثم انطلقت أنتم رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، وتلقانى الناس يبشر وننى بالتوبة، ويقولونه: ليهنك توبة اللّٰه عليك، حتى دخلت المسجد و رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم جالس حوله الناس، فقام الى طلحة بن عبيداللّٰه فحيانى وهنانى، ووالله ما قام الى رجل من المهاجرين غيره، قال: فكان كعب ابن مالك لا ينساها لطلحة، قال كعب: فلما سلمت على رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال لى، وجهه ببرق من السرور: ابشر بغير يوم مرعليك منذ ولدتك أمك۔ قال: قلت: أمن عندك يارسول اللّٰه أم من عنداللّٰه؟ قال: بل من عنداللّٰه، قال : وكان رسول اللّٰه وسلم اذا استبشر كان وجهه قطعة قمر، قال: وكنا تعرف ذلك منه، قال: فلما جلست بين يديه قلت: يارسول اللّٰه، ان من توبتي الى اللّٰه عزوجل ان انخلع من مالى صدقة الى اللّٰه والى رسوله، قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: أمسك عليك بعض مالك، فهو خير لك، قال: قلت: انى ممسك سهمى الذى بخيبر: وقلت : يارسول اللّٰه، ان اللّٰه قد نجانى بالصدق، وان من توبتى إلى اللّٰه ان لا أحدث إلا صدقا ما حيث، واللّٰه

Marfat.com

ما أعلم أحدا من الناس ابلاء اللّٰه فی صدق الحديث منذ ذكرت لرسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ذلك أفضل مما أبلانى اللّٰه، واللّٰه ما تعمدت من كذبة منذ ذكرت ذلك لرسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم الى يومى هذا، وإنى لأرجوا أن يحفظنى اللّٰه فيما بقى۔

وانزل اللّٰه تعالى (۹:۱۱۷۔۱۱۹) :لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِىْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ وعلى الثلاثة الذين خلفوا۔ إلى قوله (وكونوا مع الصادقين) (التوبة:۱۱۷) قال كعب: فواللّٰه ما أنعم اللّٰه على نعمة قط..... بعد أن هدانى الاسلام۔كانت اعظم فى نفسى من صدقى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يومئذ، أن لا أكون كذبته، فاهلك كم هلك الذين كذبوه؟ فان اللّٰه تبارك وتعالى قال فى الذين كذبوه حين انزل الوحى شرما قال لاحد، قال (سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ اِنَّهُمْ رِجْسٌ وَّ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ) (التوبة:۹۵۔۹۶)

قال:وكنا خلفنا ايها الثلاثة عن أمر هولاء الذين قبل منهم رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم حين خلفوا له فعذرهم واستغفرلهم وأرجا رسول اللّٰه صلى اللّٰه

Marfat.com

علیه وسلم امرنا، حتی قضی اللّٰه فیه ماقضی، فذلك قال اللّٰه تعالیٰ (۹: ۱۱۸) وعلی الثلاثة الذین خلفوا) (التوبة: ۹: ۱۱۸) ولیس الذی ذکر اللّٰه من تخلیفنا لتخلفنا عن الغزوة، ولکن لتخلیفه إیانا وأرجائه امرنا عمن خلف له، واعتذر الیه، فقبل منه۔ (۱۸۲)

ترجمہ: ابن اسحاق نے کہا: زہری محمد بن مسلم بن شہاب نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک سے روایت بیان کی ہے کہ میرے والد عبداللہ نے جو اپنے والد کعبؓ بن مالک کو لے کر (جب ان کی بصیرت زائل ہوگئی تھی) چلا کرتے تھے کہا: میں نے اپنے والد کعبؓ بن مالک کو غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک نہ ہونے کے سلسلہ میں خود اپنا اور اپنے ساتھیوں کا قصہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بھی غزوہ کیا میں نے اس میں کبھی تخلف نہیں کیا (اور برابر آپؐ کے ساتھ شریک رہا) ہاں غزوہ بدر میں ضرور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک نہ ہوسکا۔ اور غزوہ بدر میں جو لوگ شریک نہیں ہوئے اور انہوں نے تخلف کیا، ان پر اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی عتاب نہیں ہوا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ (غزوہ بدر) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف قریش کے قافلہ کے ارادے سے نکلے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اور آپؐ کے دشمنوں کو بغیر کسی وقت اور جگہ کے تعین کے جمع کر دیا (اس طرح ان میں جنگ واقع ہوگئی) اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عقبہ میں شریک ہوا جب اسلام پر ہم سب نے عہد کیا تھا تو میں جنگ بدر کو عقبہ پر ترجیح نہیں دیتا تھا اگرچہ غزوہ

Marfat.com

بدر نے زیادہ شہرت پائی۔

جس وقت میں جنگ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک جنگ نہیں ہوا، اس وقت مجھے یہ علم تھا کہ میں اتنا مضبوط اور اتنا فارغ البال کبھی نہ تھا جتنا اس وقت تھا۔ جب اس غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے تخلف کیا۔ خدا کی قسم، میرے پاس کبھی دو اونٹنیاں نہیں ہوئی مگر اس جنگ کے وقت میرے پاس ایک ساتھ دو اونٹنیاں تھیں اور ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب آپؐ کسی غزوہ کا ارادہ فرماتے تو اسے مخفی رکھ کر دوسرے رخ کا اظہار فرماتے تھے۔ مگر اس غزوے میں آپؐ نے ایسا نہیں کیا کیونکہ یہ غزوہ آپؐ نے سخت گرمی میں کرنا چاہا اور ایک طویل سفر سامنے تھا دشمنوں کی کثیر تعداد سے مقابلہ تھا اس لیے آپ نے لوگوں کے سامنے یہ معاملہ کھول کر بیان فرما دیا تا کہ اس کے لئے وہ اچھی طرح تیاری کر لیں۔ اور آپ ﷺ کو جس رخ پر چلنا تھا اسے بھی صاف صاف بتا دیا اور جو مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے وہ بے شمار تھے، جن کی فہرست تیار نہیں کی جا سکتی تھی۔

جس آدمی نے بھی اس جنگ سے غائب ہو جانے کا ارادہ کیا وہ یہی سمجھتا تھا کہ اس کا غائب ہو جانا ایک امر مخفی ہوگا۔ بجز اس کے کہ اس سلسلے میں اللہ کی طرف سے وحی نازل ہو جائے۔ (اور یہ راز فاش ہو جائے) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غزوہ کا ارادہ اس وقت فرمایا، جب پھل درختوں پر پک چکے تھے اور لوگوں کو ان کے سایے میں وقت گزارنا مرغوب تھا۔

Marfat.com

بہر حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیاری شروع کی اور آپؐ کے ساتھ لوگوں نے بھی تیاری شروع کر دی اور میں روزانہ صبح کو فیصلہ کرتا کہ اب تیاری کر لینی چاہیے لیکن پھر کوئی نہ کوئی ضرورت پیش آ جاتی تو میں دل میں کہتا کہ جب چاہوں گا تیاری کر لوں گا۔ اس طرح مجھ سے تساہل ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ لوگوں نے جدو جہد کر کے تیاریاں کر لیں۔ آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو روانہ ہونے والے تھے اور آپؐ کے ساتھ مسلمان بھی، مگر میں نے اس وقت تک کوئی تیاری نہیں کی تھی۔ پھر میں نے سوچا کہ آپؐ کے بعد دو ایک دن میں تیاری کر کے ساتھ جا ملوں گا۔ سب جا چکے تھے۔ صبح کو میں نکلا کہ سامان ٹھیک کروں، لیکن پھر میں لوٹ کر آ گیا اور کوئی ضرورت پیش آ گئی۔ اگلے دن پھر میں اسی مقصد سے نکلا مگر پھر لوٹ کر آیا اور کچھ نہ کیا۔ اسی طرح برابر ڈھیل ہوتی رہی یہاں تک کہ مسلمان بڑی عجلت سے پہنچ گئے اور اب جنگ میں شریک ہونے کا موقع ہاتھ سے نکل چکا تھا۔ پھر بھی میں نے ارادہ کیا کہ کوچ کر کے انہیں جا پکڑوں شاید مجھے موقع مل جائے مگر میں نے کچھ نہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد میں باہر نکلتا اور لوگوں میں گھومتا تو مجھے اس بات سے بڑا رنج ہوتا کہ میں یہاں یا تو وہ لوگ دیکھتا ہوں جو نفاق کے لئے مطعون و متہم ہیں یا وہ آدمی دیکھتا ہوں جنہیں معذور سمجھا گیا ہے اور ضعفاء میں سے ہیں۔ ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مجھے اس وقت یاد نہ فرمایا جب تک تبوک نہ پہنچ گئے۔ وہاں پہنچنے کے بعد آپؐ لوگوں میں تشریف فرما تھے کہ آپؐ نے فرمایا: کعبؓ بن مالک نے کیا کیا؟۔

Marfat.com

بنو سلمہ کے ایک آدمی نے کہا۔ ''یارسول اللہ! انہیں ان کی دھاری والی چادروں اور خود بینی نے روک لیا''۔

اس پر معاذؓ بن جبل بولے۔ ''تم نے بہت بری بات کہی، خدا کی قسم! یارسول اللہ! ہم نے ان میں خیر کے سوا کچھ نہیں دیکھا''۔

آپؐ یہ سن کر خاموش ہو گئے۔

پھر جب مجھے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپسی کا رخ فرما چکے ہیں تو مجھ پر حزن و ملال طاری ہونے لگا۔ اب میں اس فکر میں لگ گیا کہ کون سا غلط عذر پیش کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خفگی سے کس طرح بچ سکوں گا اور اس سلسلے میں اپنے گھر کے ذی رائے لوگوں سے بھی مدد لی۔ پھر جب یہ بتایا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب بالکل قریب تشریف لے آئے ہیں تو مجھ سے باطل زائل ہو گیا اور میں نے سمجھ لیا کہ سچائی کے سوا بچ نہیں سکتا۔ اور پختہ ارادہ کر لیا کہ میں سچ سچ کہہ دوں گا۔ آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت مدینہ میں داخل ہوئے۔ آپؐ کا معمول تھا کہ آپؐ سفر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور وہاں دو رکعت نماز پڑھتے اور نماز سے فارغ ہو کر لوگوں سے ملنے کے لیے وہیں نشست فرماتے تھے۔ چنانچہ اس مرتبہ بھی آپؐ نے ایسا ہی کیا۔ آپؐ کی نشست جاری ہوئی تو جنگ میں تخلف کرنے والے لوگ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قسمیں کھا کھا کر معذرت کرنے لگے۔ ان آدمیوں کی تعداد اسی اور نوے کے درمیان تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اظہار و ایمان کو قبول فرماتے۔ ان کے لئے دعائے مغفرت کرتے دل کے بھیدوں کو اللہ تعالیٰ کے

Marfat.com

سپرد کرتے جاتے تھے۔ میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا تو آپؐ نے ناراضی کے ساتھ تبسم فرمایا اور مجھ سے ارشاد کیا ''ادھر آؤ۔ میں آگے بڑھ کر آپؐ کے سامنے بیٹھ گیا تو فرمایا تمہیں کس چیز نے پیچھے رکھا، تم نے سواری کا اونٹ نہیں خریدا تھا؟''۔

میں نے عرض کیا ''یارسول اللہ! خدا کی قسم میں دنیا والوں میں آپؐ کے سوا کسی اور کے پاس بیٹھا ہوتا تو یہ مناسب سمجھتا کہ اس کے غصے سے کسی عذر کے ذریعے سے نکل جاؤں اور مجھے خصومت کرنا بھی خوب آتی ہے۔ لیکن خدا کی قسم مجھے معلوم ہے کہ اگر میں آج آپؐ سے کوئی جھوٹ بات عرض کروں تا کہ آپؐ مجھ سے خوش ہو جائیں تو فوراً اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو مجھ سے غصہ دلا دے گا۔ اور اگر میں آپؐ سے سچ سچ بتاؤں تو اس کے باعث آپؐ مجھ سے رنجیدہ ہو جائیں گے۔ میں اسی میں اللہ تعالیٰ سے اچھے انجام کی امید کرتا ہوں۔ واقعہ یہ ہے کہ مجھے کوئی عذر نہ تھا، خدا کی قسم! میں اتنا مضبوط اور فارغ البال کبھی نہ تھا جتنا اس وقت تھا۔ جب میں نے آپؐ سے تخلف کیا۔ ''میری گفتگو سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''جہاں تک اس چیز کا تعلق ہے تم نے سچ کہا ہے بہر حال اب تم جاؤ اور دیکھو اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں کیا فیصلہ کرتا ہے۔ پھر میں اٹھ کر چلنے لگا۔ میرے ساتھ بنو سلمہ کے کچھ آدمی بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور میرے پیچھے پیچھے چلے۔ انہوں نے مجھ سے کہا: خدا کی قسم ہمیں نہیں معلوم ہوا کہ اس سے پہلے تم نے کوئی گناہ کیا ہے اور تم اس بات سے قاصر رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عذر کر دیتے جیسا کہ اور تخلف کرنے والوں نے عذر پیش کیا تھا۔

Marfat.com

تمہارے گناہ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار کافی ہو جاتا''۔

بنو سلمہ کے یہ لوگ برابر میرے ساتھ لگے رہے یہاں تک کہ میں نے چاہا لوٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں۔ پھر اپنے آپ کو جھٹلا دوں۔ لیکن میں نے ان لوگوں سے پوچھا: کیا میرے علاوہ بھی کوئی آدمی اس چیز سے دوچار ہوا؟ ''انہوں نے کہا: ''ہاں دو آدمی تھے جنہوں نے تمہاری طرح گفتگو کی اور ان سے بھی وہی کہا گیا جو تم سے کہا تھا۔

میں نے پوچھا وہ دو آدمی کون ہیں؟۔ انہوں نے بتایا: قبیلہ بنو عمرو بن عوف کے مرارہؓ بن ربیع اور ھلالؓ بن ابوامیۃ واقفی''۔ بہر حال انہوں نے مجھ سے ان دو صالح آدمیوں کا ذکر کیا۔ جن کا عمل نمونے کی حیثیت رکھتا تھا۔ ان دونوں کا ذکر کیا تو میں خاموش ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ہم تینوں کے ساتھ کلام کرنے سے منع فرما دیا تھا۔ چنانچہ لوگوں نے ہم سے بچنا شروع کر دیا اور سب ہمارے لئے بدل گئے۔ یہاں تک کہ میرے لئے یہ سرزمین بالکل اجنبی ہو گئی اور میں خود اپنے لئے اجنبی ہو گیا۔ وہ زمین ہی نہ تھی جسے میں جانتا پہچانتا تھا۔ ہم پر پچاس راتیں اسی طرح گزر گئیں۔

رہ گئے میرے دو اور ساتھی تو وہ اپنے اپنے گھر میں بیٹھ رہے او رمیرا معاملہ یہ تھا کہ میں نسبتاً نوعمر اور جری تھا اس لئے میں باہر نکلتا مسلمانوں کے ساتھ ساتھ شریک ہوتا اور بازاروں میں گھومتا۔ مگر ہم سے کوئی بات نہ کرتا تھا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھی حاضر ہوتا تھا۔ جس وقت آپؐ نماز کے بعد

Marfat.com

تشریف فرما ہوتے تھے اور سلام کرتا دل میں سوچتا اور دیکھتا کہ آیا میرے سلام کا جواب دینے کے لیے اپنے ہونٹوں کو ہلایا یا نہیں۔ پھر میں آپؐ کے قریب ہی نماز پڑھتا اور آپؐ کی طرف چور نگاہوں سے دیکھتا تھا۔ جب میں نماز میں مصروف ہو جاتا تو آپؐ میری طرف نگاہ ڈالتے تھے اور جب میں آپؐ کی طرف متوجہ ہوتا تو اعراض فرما لیتے۔ یہاں تک کہ جب مسلمانوں کی یہ سرد مہری میرے لیے بہت طویل ہو گئی تو میں گیا اور ابوقتادہؓ کے باغ کی دیوار پر چڑھ گیا۔ ابوقتادہؓ میرے عمزاد اور سب سے زیادہ محبوب تھے۔ میں نے انہیں سلام کیا۔ مگر واللہ انہوں نے سلام کا جواب نہ دیا۔ میں نے کہا: ابوقتادہ! میں تمہیں خدا کی قسم دلا کر پوچھتا ہوں کہ تمہیں معلوم نہیں کہ میں اللہ اور اس کے رسول کو محبوب رکھتا ہوں؟۔ مگر ابوقتادہ خاموش ہی رہے، میں نے دوبارہ انہیں قسم دے کو پوچھا مگر انہوں نے اب بھی سکوت اختیار کیا۔ میں نے پھر قسم دے کر پوچھا تو بولے۔ ''اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے''۔ یہ سن کر میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور میں کود کر باغ میں اتر گیا۔

پھر میں صبح کے وقت بازار آیا۔ بازار میں چلا جا رہا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نبطی جو شام کے علاقے کا تھا اور ان لوگوں میں سے تھا جو مدینہ آ کر گندم بیچتے تھے، میرے متعلق پوچھ رہا ہے کہہ رہا ہے ''کعبؓ بن مالک کا پتا بتانے والا کوئی ہے''؟ تو لوگ میری طرف اشارہ کر کے اسے بتانے لگے وہ میرے پاس آیا اور شاہ غسان کا ایک خط دیا، جو ریشمی کپڑے کے ایک ٹکڑے پر لکھا گیا تھا اسے پڑھا تو مضمون یہ تھا:

Marfat.com

''امابعد! ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تمہارے ساتھی (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) نے سرد مہری کی ہے اور اللہ نے تمہیں ذلت وتباہی کی جگہ نہیں رکھا اس لئے تم یہاں آ کر مجھ سے ملو میں تمہارے لئے معاش اور روزی میں حصہ رسدی کا انتظام کروں گا''۔

کعبؓ بن مالک نے آگے بیان کیا۔ ''جب میں نے یہ خط پڑھا تو سوچا یہ بھی ایک مصیبت اور آزمائش ہے۔ جس گردش میں پڑا ہوں، اس نے مجھے یہاں تک پہنچا دیا کہ اہل شرک میں سے ایک شخص مجھے اپنا بنا لینے کے درپے ہے۔

کعبؓ بن مالک نے مزید بیان کیا: ''میں نے اس خط کو تنور کے حوالے کیا اور اس سے تنور کی آگ بھڑکا دی۔ بہر حال اسی حالت پر قائم رہا، تا آنکہ جب پچاس راتوں میں سے چالیس گزر گئیں تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد میرے پاس آ رہا ہے۔ اس نے آ کر کہا: رسول اللہ تمہیں اس بات کا حکم دیتے ہیں کہ اپنی بیوی سے علیحدگی اختیار کر لو''۔ میں نے پوچھا ''بیوی کو طلاق دے دوں؟ کہا نہیں بلکہ اس سے الگ رہو اور اس کے قریب مت جاؤ''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد نے میرے دونوں ساتھیوں کو بھی یہی پیغام پہنچایا، پھر میں نے اپنی بیوی سے جا کر کہا تم اپنے گھر والوں میں چلی جاؤ اور انہیں کے پاس اس وقت تک رہو جب تک اللہ تعالیٰ فیصلہ نہ کر دے جو اس معاملے میں کرنے والا ہے''۔ ہلال بن امیہ کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ ہلال بالکل بوڑھے آدمی ہیں ان کے پاس کوئی خادم بھی نہیں۔ کیا آپؐ یہ ناپسند فرمائیں گے

Marfat.com

کہ میں ان کی خدمت کر دیا کروں؟۔ آپؐ نے فرمایا نہیں لیکن وہ تم سے قریب نہ ہو''۔ بیوی بولیں ''خدا کی قسم! جب سے ان کا یہ معاملہ ہوا ہے برابر روتے ہی رہتے ہیں اور آج تک رو رہے ہیں اور مجھے تو ان کی بصارت زائل ہونے کا اندیشہ ہے۔'' کعبؓ بن مالک نے آگے بیان کیا۔ ''پھر مجھ سے میرے بعض اہل خانہ نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تم بھی اپنی بیوی کے لئے اجازت حاصل کر لیتے۔ آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ھلالؓ بن امیہ کی بیوی کو ان کی خدمت کے لئے اجازت دے دی ہے۔ میں نے ان سے کہا، میں آپؐ سے اس کے لئے اجازت نہیں مانگوں گا نہیں معلوم آپؐ مجھ سے اس کے بارے میں کیا فرما دیں۔ پھر میں جوان آدمی ہوں۔

اس کے بعد ہم لوگ دس روز تک اسی حالت پر رہے۔ پچاس دن مکمل ہو گئے۔ اس وقت سے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ہم سے کلام کرنے سے منع فرمایا تھا۔ پھر میں نے اپنے گھر کی چھت پر پچاس ویں رات کی صبح کو نماز اس حالت پر پڑھی جو اللہ تعالیٰ نے بیان کی۔ زمین باوجود وسیع ہونے کے ہم پر تنگ ہو گئی تھی اور میرا دم گھٹ رہا تھا میں نے ایلوے کے ایک درخت کی پشت پر ایک خیمہ بنا لیا تھا اور اسی میں موجود تھا کہ درخت کی پشت پر سے آواز لگانے والے کی بھرپور آواز سنی وہ کہہ رہا تھا:

کعبؓ بن مالک! تیرے لئے خوشخبری ہے۔

یہ آواز سن کر میں سجدے میں گر گیا کیونکہ میں سمجھ گیا تھا معافی ہو گئی ہے۔ کعبؓ بن مالک نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت صبح کی نماز پڑھی اس وقت لوگوں کو بتایا کہ اللہ

Marfat.com

کی طرف سے ہم تینوں آدمیوں کی بخشش اور معافی ہوگئی ہے۔ یہ خبر سن کر لوگ ہمیں بشارت دینے کے لیے دوڑ پڑے اسی طرح بشارت دینے والے دوڑ کر ہمارے دونوں ساتھیوں کی طرف بھی گئے۔ بنو اسلم کے ایک آدمی نے میرے پاس آنے کے لیے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور دوڑتے دوڑتے پہاڑ پر چڑھ گیا۔ (اور وہاں سے آواز دی کہ بخشش ہوگئی ہے) اس لیے اس کی آواز اس کے گھوڑے سے پہلے میرے پاس پہنچ گئی۔ پھر جب وہ شخص جس کی آواز میں نے سنی تھی بشارت دیتا ہوا میرے پاس پہنچا تو میں نے خوشی میں اپنے دونوں کپڑے اتارے اور اسے پہنا دیئے۔ (وہ شخص حمزہؓ بن عمرو ہیں جب حضرت کعبؓ بن مالک کی توبہ قبول ہونے کے بارے میں قرآن نازل ہوا تو انہوں نے اس کی بشارت دی تو میں نے اپنے بدن کی دونوں چادریں اتار کر انہیں اڑھا دیں) خدا کی قسم اس دن ان دونوں کپڑوں کے سوا اور کوئی کپڑا میری ملکیت میں نہ تھا۔ اس لئے میں نے خود اپنے لئے دو کپڑے مستعار لئے اور پہن لئے (یہ دو چادریں حضرت ابوقتادہؓ سے لی تھیں) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے ارادے سے چل دیا۔ اس وقت لوگ مجھے معافی کی خوشخبری دے رہے تھے کہتے تھے اللہ کی طرف سے معافی مبارک ہو"۔

بہر حال میں مسجد میں داخل ہو گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور آپؐ کے اردگرد لوگ حاضر تھے۔ مجھے دیکھ کر طلحہؓ بن عبید اللہ کھڑے ہو گئے۔ سلام کیا، مبارک باد دی اور خدا کی قسم مہاجرین میں ان کے سوا اور کوئی بھی میرے لیے کھڑا نہیں ہوا۔ میں طلحہ رضی اللہ عنہ کی یہ بات نہیں بھولتا۔

Marfat.com

جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو مجھ سے فرمایا (اور اس وقت آپؐ کا چہرہ مبارک خوشی سے چمک رہا تھا) جب سے تمہاری ماں نے تمہیں جنم دیا اس وقت سے جتنے دن گزرے ہیں ان میں سب سے بہتر دن کی خوشخبری تمہیں دیتا ہوں''۔

میں نے پوچھا۔

''یارسول اللہ! آیا اپنی جانب سے یا اللہ کی جانب سے؟۔

فرمایا۔''اللہ کی جانب سے''۔

اس وقت آپ ﷺ کا چہرہ مبارک چاند کا ٹکڑا معلوم ہو رہا تھا اور ہم آپ ﷺ کی یہ چیز پہچانتے تھے۔ جب میں سامنے بیٹھ گیا تو عرض کیا:

یارسول اللہ! اللہ سے میری توبہ اور میری معافی کا ایک حصہ یہ ہے کہ میں اللہ اور رسول کے لئے صدقہ کرتے ہوئے اپنے مال و جائیداد سے چھٹکارا حاصل کرلوں''۔

فرمایا۔''اپنی کچھ جائیداد اپنے لئے روک لو، تمہارے لیے یہی بہتر ہے''۔

میں نے عرض کیا۔ خیبر میں جو میرا حصہ ہے، اسے میں روکے لیتا ہوں''۔ یارسول اللہ سچائی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے نجات دی، اللہ سے میری توبہ کا یہ اثر ہونا چاہیے کہ جب تک میں زندہ رہوں سچ ہی بولتا رہوں''۔

جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کا ذکر کیا اس وقت سے خدا کی قسم کسی بھی ایسے آدمی کو جسے سچائی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آزمائش میں ڈالا ہو میں نے اپنے سے افضل نہیں پایا۔ خدا کی قسم! جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم سے اس کا ذکر کیا اس وقت سے آج تک ایک مرتبہ بھی جھوٹ بولنے کا ارادہ نہیں کیا۔ اور مجھے قوی امید ہے کہ اللہ بقیہ زندگی میں بھی مجھے اس سے محفوظ رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ مہربان ہوا نبی پر اور مہاجرین اور انصار پر جو ساتھ رہے نبی کے مشکل وقت میں۔ اس کے بعد قریب تھا کہ ان میں سے بعض کے دل پھر جائیں مہربان ہوا اللہ ان پر۔

کعبؓ نے کہا ''خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے جب سے مجھے اسلام کے سیدھے راستے پر لگایا ایسی نعمت سے کبھی سرفراز نہیں فرمایا جو میرے نزدیک رسول اللہ کے سامنے سچ بولنے کی نعمت سے بڑی ہو۔ میں اس وقت بالکل جھوٹ نہیں بولا ورنہ اسی طرح ہلاک ہو جاتا جس طرح وہ لوگ ہوئے جو جھوٹ بولتے تھے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس سلسلہ میں جو وحی نازل فرمائی تو جھوٹ بولنے والوں کے لئے اتنے سخت الفاظ فرمائے کہ اس سے زیادہ سخت کسی کے لئے نہیں فرمائے۔ فرمایا:

سیحلفون باللہ لکم اذا انقلبتم الیھم۔

کعبؓ کی توبہ قبول ہونے کی تمام مسلمانوں کو اس قدر خوشی تھی کہ جب ان کی توبہ کے متعلق وحی نازل ہوئی تو ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ نے کہا کہ آپؐ کعبؓ کو اس کی خوشخبری کیوں نہیں دیتے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اگر میں نے اس وقت ان کو یہ خبر دی تو لوگ خوشی میں گھر کے گرد اکٹھے ہو جائیں گے اور ہمیں سونے بھی نہیں دیں گے۔ خود کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کو روایت کیا ہے۔

قال کعبؓ: ونزلت توبتنا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثلث اللیل فقالت ام سلمۃ: یا نبی اللہ الانبشر

Marfat.com

کعبا؟ قال: اذا یحطمکم الناس و یمنعوکم النوم۔ (۱۸۳)

ترجمہ: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا! ہماری توبہ کی وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تہائی رات کو نازل ہوئی۔ ام سلمہ نے کہا "اے اللہ کے نبی ہم کیوں نہ کعب رضی اللہ عنہ کو ان کی توبہ قبول ہونے کی خوشخبری دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو سن کر لوگ ہمیں گھیر لیں گے اور سونے بھی نہیں دیں گے۔

ان کی توبہ کی مسلمانوں کو اس قدر خوشی تھی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابہ کی دلی تمنا تھی کہ وہ جلد از جلد کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو ان کی توبہ کی خوشخبری سنائیں۔ چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ جبل سلع اور صاح پر چڑھے اور کہا:

"قد تاب اللّٰہ علی کعبؓ بن مالك یبشرہ" (۱۸۴)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے کعبؓ بن مالک کی توبہ قبول کر لی ہے۔ اس کو خوشخبری دے دو۔

کہا جاتا ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی اس قدر تعریف ہوئی کہ پھر ان کو کسی تعریف کی ضرورت نہیں رہی۔ (۱۸۵)

عہد نبوی میں کعبؓ کی خدمات:

صاحب قاب قوسین سید الانام خیر الخلائق رحمت دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابہ کے خدمات سے تاریخ اسلام کے اوراق آراستہ ہیں۔ ان اصحاب رسول نے جو بے مثال خدمات انجام دی ہیں تاریخ ان کی مثال دینے سے قاصر ہے۔ یہ ان علمبرداران اسلام کی جماعت ہے جن کے تقدس اور صداقت کی خود قرآن شہادت دے رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت صحابہ کو بہترین جماعت قرار دیا ہے ارشاد ہوتا ہے۔

Marfat.com

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۔ (۱۸۶)

ترجمہ: تم بہترین جماعت ہو جو لوگوں کے نفع کے لئے ظاہر ہوئی امر معروف اور نہی منکر کا فریضہ انجام دیتے ہو اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تمہارا روحانی رشتہ ہے۔

انہی صحابہ کرام میں ایک جلیل القدر صحابی رسول حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ حضرت کعبؓ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام سے والہانہ محبت تھی۔ بارگاہ رسول کے صحابی کی حیثیت سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اور تائید و حمایت میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ وہ والہانہ جوش و عقیدت کے ساتھ غزوات میں شریک ہوئے اور زبان اور تلوار سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا فرض انجام دیتے رہے۔ ایک طرف حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے جنگی اور دفاعی خدمات انجام دیں تو دوسری جانب تبلیغی اور رفاہی خدمات انجام دینے میں بھی کبھی پیچھے نہ رہے۔

جنگی اور دفاعی خدمات:

حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ ان دو اصحاب رسول میں سے ایک ہیں۔ جنہوں نے قلم اور تلوار دونوں سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی حفاظت کا کام انجام دیا۔ انہوں نے پہلے اور آخری غزوہ کے علاوہ باقی سب غزوات میں جوش و خروش سے حصہ لیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے دفاع کی خدمات انجام دیں۔

کفار مکہ نے جنگوں میں ناکامی کے بعد سرور کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی ہجو کہنی شروع کی۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احزاب کے بعد فرمایا تھا کہ اب یہ کفار قریش تلوار کی بجائے زبان سے تم پر حملہ آور ہوا کریں

Marfat.com

گے (۱۸۷)۔ لہٰذا آپؐ نے کفار قریش کی ہجو کا جواب دینے کا فیصلہ کرلیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی دفاع کا کام اس تندہی سے انجام دیا کہ کفار کے چھکے چھوٹ گئے۔ کفار نے مسلمانوں اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جو ہجو کہی اس کا جواب حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے اس منہ توڑ انداز میں دیا کہ کفار تلملا اٹھے۔ ان کی جنگی اور دفاعی خدمات کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

تبلیغی خدمات:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے تبلیغ اسلام کے لئے اپنی جان، مال، اولاد سب کچھ قربان کر دیا۔ اسلام کی اشاعت کے لئے جوش وخروش سے خدمات انجام دیں۔ ان میں انصار مدینہ کی خدمات کا کیا ہی کہنا جنہوں نے ایسے نازک وقت میں جب سارا عرب مکہ کے مسلمانوں کے خون کا پیاسا تھا، اپنا سب کچھ نثار کر کے مسلمانان مکہ کو پناہ دی اور اس کے بعد اسلام کی اشاعت میں ہر طرح ساتھ دیا۔ اس جانثار انصار مدینہ میں ایک حضرت کعبؓ بن مالک انصاری ہیں جو اسلام کی خدمت انجام دینے میں دوسرے صحابہ سے کسی طرح بھی پیچھے نہیں رہے۔

حضرت کعبؓ اور وفد کلاب:

خارجہ بن عبداللہ بن کعب سے مروی ہے کہ بنی کلاب کے تیرہ آدمیوں کا وفد ۹ھ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ (۱۸۸) ان میں لبید بن ربیعہ شاعر اور جبار بن سلمی بھی تھے (۱۸۹)۔ آپؐ نے ان کو رملہ بنت الحارث کے مکان میں ٹھہرایا۔

جبار اور حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ میں دوستی تھی (۱۹۰)۔ جب حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی آمد کے متعلق علم ہوا تو ان کو خوش آمدید کہنے کے لئے آئے۔ انہوں نے جبار کو ہدیہ دیا اور ان کی خاطر مدارت کی۔ پھر یہ لوگ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے (۱۹۱)۔ بنی کلاب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلامی طرز پر سلام کیا اور عرض کیا ضحاک بن سفیان ہمارے

Marfat.com

یہاں کتاب اللہ اور آپؐ کی وہ سنت لائے جس کا آپؐ نے انہیں حکم فرمایا۔ انہوں نے ہمیں اللہ کی طرف دعوت دی اور ہم نے ان کی دعوت اللہ اور اس کے رسول کے لئے قبول کر لی۔ انہوں نے ہمارے امراء سے زکوٰۃ وصول کی اور ہمارے غریبوں کو دے دی۔

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کعبؓ نے بھی اس کے اسلام قبول کرنے کی پرجوش تائید کی اور اسی وجہ سے بطیّب خاطر ان کے ساتھ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

قبیلہ دوس کا قبول اسلام:

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے شعروں میں اتنی تاثیر تھی کہ ان کے دو شعر سن کر پورا قبیلہ دوس مسلمان ہو گیا تھا۔ وہ اشعار ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

قضينا من تهامة كل ريب وخيبر ثم اجمعنا السيوفا
نخبرها ولو نطقت لقالت قواطعهن دوسا أوثقيفا(۱۹۲)

ترجمہ: ہم نے تہامہ اور خیبر سے اپنا بدلہ لے لیا۔ پھر ہم نے تلواروں کو میانوں میں ڈال لیا۔ اب ہم انہیں اختیار دیتے ہیں کہ اگر یہ لوٹیں تو کہیں کہ ان کا نشانہ قبیلہ دوس ہے یا بنو ثقیف۔

کہا جاتا ہے کہ جب یہ دو شعر قبیلہ دوس کو پہنچے تو انہوں نے کہا کہ اپنی جانوں کو بچاؤ ایسا نہ ہو کہ تم پر بھی وہی مصیبت نازل ہو جائے جو بنو ثقیف پر نازل ہوئی۔ اس کے بعد پورا قبیلہ دوس مسلمان ہو گیا۔

غرض ان دو واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے جہاں اور خدمات انجام دیں وہیں اسلام کی تبلیغ میں بھی پیچھے نہیں رہے۔

سیاسی اور رفاہی خدمات:

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا شمار رحمت دو عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص

Marfat.com

صحابہ میں ہوتا ہے۔ جہاں آپؓ نے رحمۃ للعالمین اور دوسرے مسلمانوں کی طرف سے کفار مکہ کی ہجو کا جواب دیا اور ہر طرح ان کی حفاظت کا کام انجام دیا وہیں پر سیاسی اور رفاہی خدمات انجام دینے میں بھی کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ آپؓ نے عہد نبوی میں بہت سی اہم خدمات انجام دیں۔ حجۃ الوداع میں منیٰ کے مقام پر منادی کرنے کی خدمت کی انجام دہی کی۔

حجۃ الوداع میں منادی کرنا:

۱۰ھ میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا ارادہ فرمایا۔ اس میں کم وبیش ایک لاکھ مسلمانوں کو آپؐ کی ہمرکابی کا شرف حاصل ہوا۔ ان علمبرداران حق میں حضرت کعبؓ بن مالک انصاری بھی شامل تھے۔ اس تاریخی حج کے اہم ترین موقع پر رحمت دو عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو منیٰ میں منادی کا اہم کام سپرد کیا۔ آپؓ نے منیٰ کے مقام پر منادی کی کہ ایام منیٰ

"ان منیٰ ایام اکل و شرب و ذکر اللّٰہ لینتھی الناس عن صیامھم"۔ (۱۹۳)

ترجمہ: منیٰ کے اندر جو دن ہیں وہ کھانے اور پینے کے ہیں اور اللہ کو یاد کرنے کے ہیں تاکہ لوگ اپنے روزوں کو ختم کر دیں۔

خود کعبؓ بن مالک اس کی روایت کرتے ہیں:

عن ابن کعب بن مالك عن ابیه انه حدثة ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم بعثه واوس بن الحدثان ایام التشریق منادیا ان لایدخل الجنة الامومن وایام منیٰ ایام اکل و شرب۔ (۱۹۴)

ترجمہ: ابن کعب بن مالک اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو اور اوس بن الحدثان کو ایام التشریق میں منادی کے لئے

Marfat.com

بھیجا۔ پس ہم نے منادی کی کہ نہیں داخل ہوگا جنت میں مگر مومن اور ایام منیٰ کھانے اور پینے کے ہیں۔

کعب بطور والی صدقات:

حضرت کعب رضی اللہ عنہ ایک بہادر صحابی رسول تھے۔ ان کا شمار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابہ میں ہوتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پر بہت اعتماد تھا۔ اس لئے رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اہم مہمات ان کے سپرد فرمائیں۔ سرور کونین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ۹ ھ میں ان کو صدقاتؑ وصول کرنے پر والی مقرر کیا کہ وہ قبیلہ اسلم اور غفار سے صدقات وصول کریں۔ (۱۹۵) جہینیہ کے متعلق بھی کہا گیا ہے کہ جہینیہ کی مہم بھی انہی کے سپرد کی گئی تھی (۱۹۶)۔

مدینہ کے اردگرد حرم کی حدود کے نشان لگانا:

جہاں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے سپرد اور بہت سے کام کئے وہیں ایک اہم ترین کام یہ بھی تھا کہ وہ مدینہ منورہ کے اردگرد حرم کی حدود کے نشان لگائیں (۱۹۷)۔

خود حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

قال: حرم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الشجر بالمدینة بریداً فی برید، وارسلنی فاعلمت علی الحرام، علی شرف ذات الجیش، وعلی مشیرف، وعلی أشراف المجتهر، وعلی تیم۔ (۱۹۸)

ترجمہ: حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حرام کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے اندر راستہ کے درخت کاٹنے سے۔ آپؐ نے مجھ کو بھیجا اور میں نے حرم کے شرف ذات الجیش، مشیرف، اشراف المجتہر اور تیم پر نشان لگائے۔

Marfat.com

پیغام رسائی کا کام ڈاک کے ذریعہ انجام دینا:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ان چند صحابہ میں سے تھے، جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ انہوں نے حساب کا کام بھی سیکھ لیا تھا۔ اس لئے ھادی اعظم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈاک کے ذریعہ پیغام پہنچانے کا اہم کام ان کے سپرد کیا۔ جس کو انہوں نے خوب تندہی سے انجام دیا (۱۹۹)۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر کعبؓ بن مالک کا ملال:

دوشنبہ چاشت کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے پردہ فرما گئے۔ یہ خبر صحابہؓ اور مسلمانوں کے لئے سخت اذیت ناک تھی۔ اس خبر کو سن کر بڑے بڑے مسلمان صحابہ کے ہوش اڑ گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو آپؐ کی موت کا یقین کرنے کو تیار ہی نہیں تھے۔ جس وقت آپؐ کا انتقال ہوا اور لوگ اس کی تصدیق کرنے کے لئے جمع ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا ''بہت سے منافقین کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی ہے حالانکہ خدا کی قسم آپؐ فوت نہیں ہوئے۔ البتہ وہ اپنے رب کی طرف گئے ہیں جیسا کہ موسی بن عمران گئے تھے۔ موسی بن عمران چالیس رات تک اپنی قوم سے غائب رہے اور لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ وہ وفات پا گئے حالانکہ بعد میں وہ اپنی قوم میں لوٹ آئے تھے۔ خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح واپس آ جائیں گے۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام واپس آ گئے تھے۔ پھر آپؐ لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹیں گے جو یہ کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی ہے (۲۰۰)۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس دن اپنے اہل خانہ کے پاس مقام سخ گئے ہوئے تھے۔ ان کو آپؐ کی وفات کی خبر ملی تو وہ آئے اور مسجد کے دروازے پر رک گئے۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کے سامنے تقریر کر رہے تھے۔ مگر حضرت ابوبکرؓ

Marfat.com

صدیق نے کسی طرف توجہ نہ دی اور حضرت عائشہؓ کے گھر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے۔ آپؐ کا جسم اطہر گھر کے ایک گوشے میں رکھا ہوا تھا اور ایک یمنی چادر سے ڈھکا ہوا تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے آپؐ کا چہرہ کھولا اور آپؐ کی پیشانی پر بوسہ دینے کے بعد کہا (۲۰۱)۔

"یأبی أنت وامی، أما الموتة التی کتب اللّٰه علیك فقد ذقتها، ثم لن تصیبك بعدها موته أبدا"

ترجمہ: آپؐ پر میرے ماں باپ قربان جو وفات اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے لئے مقدر فرمائی تھی وہ تو آ گئی، اس کے بعد آپؐ موت کی تکلیف کبھی نہ اٹھائیں گے۔

اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ باہر تشریف لے آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ابھی تک تقریر کر رہے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا، عمر! سہولت سے کام لو۔ خاموش ہو جاؤ مگر عمر نہ مانے اور تقریر کرتے ہی رہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ عمر خاموش ہی نہیں ہوتے تو وہ لوگوں سے مخاطب ہوئے جب لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آواز سنی تو سب ان کی طرف متوجہ ہو گئے اور عمرؓ کو چھوڑ دیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی۔ اس کے بعد فرمایا۔

"ایها الناس، انه من کان یعبد محمداً صلی اللّٰه علیه وسلم فان محمد صلی اللّٰه علیه وسلم قد مات، من کان یعبد اللّٰه تعالیٰ فان اللّٰه تعالیٰ حیی لا یموت"۔ (۲۰۲)

ترجمہ: لوگو! جو لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت و پرستش کرتے تھے تو سن لیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو وفات پا چکے ہیں اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں تو اللہ بے شک زندہ ہے اور کبھی مرنے والا نہیں۔

Marfat.com

اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ط وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ط وَ سَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ۔ (۲۰۳)

ترجمہ: اور محمد بس رسول ہی تو ہیں آپؐ سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں تو کیا اگر محمد وفات پائیں گے یا قتل کر دیئے جائیں گے تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے۔ اور جو بھی الٹے پاؤں پھر جائے گا، وہ اللہ تعالیٰ کو ذرہ برابر کبھی نقصان نہ پہنچائے گا اور اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو عنقریب جزاء خیر دے گا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں خدا کی قسم لوگوں کو یہ معلوم ہی نہ تھا کہ یہ آیت نازل ہو چکی ہے۔ جب اس موقع پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے تلاوت کی تب لوگوں کو معلوم ہوا اور حضرت ابو بکرؓ سے اس آیت کو یاد کیا۔ اس آیت کو سن کر حضرت عمرؓ نے کہا! ''خدا کی قسم! یہ وہ آیت ہے کہ میں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کو تلاوت کرتے سنا، پھر مجھ پر ایسی دہشت طاری ہوئی کہ میرے پاؤں زمین پر نہیں ٹک رہے تھے اور اب میں سمجھ گیا کہ واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کی خبر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے باحوصلہ آدمی کے ہوش اڑا دیے۔ پھر اور صحابہ کا کیا کہنا۔ حضرت بلالؓ کو تو اس قدر صدمہ ہوا کہ وہ مدینہ کا شہر چھوڑ کر چلے گئے اور آپؐ کے انتقال کے بعد اذان دینی بھی چھوڑ دی۔ (۲۰۴) صرف ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نہایت اصرار پر دی تھی۔

ان صحابہ کرام میں ایک حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ تھے۔ ان کو اس قدر صدمہ ہوا کہ کئی دن تک خانہ نشین رہے (۲۰۵)۔ پھر اتنی اذیت ناک خبر کا ملال حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو کیسے نہ ہوتا جبکہ ان کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت تھی۔ انہوں

Marfat.com

نے آپؐ کے انتقال کی خبر مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت کو دی۔ جس کو سن کر لوگ ان کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ چونکہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو اس کا اس قدر صدمہ پہنچا تھا اور وہ شدید رنج و غم میں مبتلا تھے۔ ایسے میں ان کی زبان سے یہ شعر ادا ہوئے۔

فجعنا بخير الناس حيا و ميتا
وادناه من رب البرية مقعدا (۲۰۶)

ترجمہ: پس ہم موجود و معدوم لوگوں میں سے بہترین شخص (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) سے محروم ہو گئے اور آپؐ رب العرش کے قریب جلوہ گر ہو گئے۔

ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور وہ کہہ رہے تھے

ياعين فابكى بدمع ذرى لخير البرية والمصطفى
وبكى الرسول و حق البكاء عليه لدى الحرب عنه اللقا (۲۰۷)

ترجمہ: اے آنکھ اپنے بہترین آنسوؤں کے ساتھ رو مخلوق کے بہترین شخص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر رونے کا حق یہ ہے کہ وقت جنگ انسان پیچھے نہ رہے۔

امور خلافت میں شرکت:

جب ۱۱ ہجری میں رحمت دو عالم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی تو انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے (۲۰۸)۔ اس اجتماع میں حضرت سعد بن عبادہ نے ایک پر جوش تقریر کی جس میں انصار کی بے مثال قربانیاں بیان کر کے انصار کو خلافت کا مستحق ٹھہرایا (۲۰۹)۔ انصار کی ایک کثیر تعداد نے حضرت سعدؓ بن عبادہ کے خیالات کی تائید کی۔ مہاجرین کو ان حالات کا علم ہوا تو وہ بھی جمع ہو کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سقیفہ بنی ساعدہ میں پہنچ گئے۔ پھر انصار اور

Marfat.com

مہاجرین نے اپنے اپنے خیالات کا والہانہ انداز میں اظہار کیا۔ انصار میں سے ایک صحابی نے یہ رائے دی کہ ایک امیر مہاجرین میں سے ہو اور ایک انصار میں سے (۲۱۰)۔ حضرت عمر فاروق اور دوسرے مہاجرین نے اس رائے پر اختلاف کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک مؤثر خطبہ دیا جس میں انصار کے ایثار اور خلوص کا اعتراف کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خطبہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوعبیدہؓ نے صدیق اکبر کے فضائل بیان کیے اور فضائل کی بنا پر ان کو انصار اور مہاجرین میں سے سب سے زیادہ مستحق ٹھہرایا۔ اس کے فوراً بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی (۲۱۱)۔ عمر فاروق کی بیعت کے بعد سب لوگ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے ٹوٹ پڑے (۲۱۲)۔

اس موقع پر جو اہم صحابہ موجود تھے اس کے متعلق ذوئیب کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔

جب لوگوں نے کہا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض ہوگئی تو میں مسجد میں آیا دیکھا تو مسجد خالی پڑی ہے۔ پھر میں جلدی سے بنت رسول کے دروازے پر یہ معلوم کرنے کے لئے پہنچا کہ سب لوگ کہاں ہیں۔ وہاں سے معلوم ہوا کہ سب لوگ سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار کے ساتھ ہیں۔ پس میں بنی سقیفہ میں آیا وہاں میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، ابوعبیدہ بن الجراح، سالما اور قریش کی ایک جماعت کو دیکھا۔ انصار میں سے سعدؓ بن عبادہ اور شعراء میں سے حضرت کعبؓ بن مالک اور حضرت حسانؓ بن ثابت بھی وہاں موجود تھے (۲۱۳)۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے آپؓ نے ہمیشہ اہم کاموں میں شرکت کی اسی طرح امور خلافت کے اہم موقع پر بھی آپؓ پیچھے نہیں رہے۔

Marfat.com

خلفائے راشدین کے عہد میں حضرت کعبؓ کی خدمات:

رحمت دوعالم سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپؓ نے امور خلافت کے سلسلہ میں سقیفہ بنی ساعدہ میں شرکت کی۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں آپؓ کی کسی سرگرمی کی بابت کتب سیر اور تاریخ اسلام کے اوراق خاموش ہیں۔

پھر آپؓ کی خدمات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں نمایاں نظر آتی ہیں۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ انصار میں سے حضرت عثمانؓ کے خاص رفقاء میں سے تھے (۲۱۴)۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان سے اہم معاملات میں مشورہ لیتے تھے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت اس بارے میں خاص طور پر ملتی ہے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آنے کی اجازت چاہی، انہوں نے مجھ کو اجازت دے دی۔ وہاں حضرت کعبؓ بھی موجود تھے۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ اے کعب ابوعبدالرحمٰن وفات پا گئے ہیں اور انہوں نے مال چھوڑا ہے تیری اس معاملے میں کیا رائے ہے (۲۱۵)۔ پس اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ اصحاب عثمان میں سے تھے (۲۱۶) اور اہم معاملات میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کرتے تھے۔

والی صدقات:

حضرت کعب رضی اللہ عنہ چونکہ حضرت عثمانؓ کے خاص لوگوں میں سے تھے اور ان کو حضرت عثمانؓ سے خاص لگاؤ تھا۔ اس لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو مزینہ سے صدقات وصول کرنے پر عامل مقرر کیا تھا (۲۱۷)۔

Marfat.com

حضرت کعبؓ اور شہادت عثمانؓ:

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سرور کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد کافی عرصہ زندہ رہے انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد بہت سے حادثات دیکھے جن میں سے ایک اہم ترین حادثہ شہادت عثمانؓ کا ہے۔اس حادثہ کا حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو شدید رنج پہنچا تھا۔اس وقت حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مدد کرنے اور ان کو باغیوں سے بچانے کی پوری کوشش کی اور انصار کو بھی ان کی مدد کے لئے آمادہ کیا۔اور خود میان سے تلوار نکالنے پر مجبور ہو گئے۔لیکن بعد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے کہنے پر اس کو میان میں کرلیا۔

امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ذوالنورین کی شہادت تاریخ اسلام کا ایک المناک واقع ہے۔تاریخ اسلام میں اس واقعہ کو عظیم فتنے کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ۳۵ھ میں جب یہ واقعہ پیش آیا۔اس وقت مدینہ منورہ میں بہت سے جلیل القدر صحابہ موجود تھے اور ان کی اکثریت حضرت عثمانؓ کی حامی تھی۔لیکن اس کے باوجود حضرت عثمانؓ غنی جیسے عظیم صحابی رسول کو جس بے دردی سے شہید کیا گیا اور تین دن کے بعد رات کی تاریکی میں ان کی تدفین عمل میں آئی انتہائی رنج کا باعث ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد اتفاق رائے سے ۲۴ھ میں حضرت عثمانؓ مسند خلافت پر فائز ہوئے۔ان کی خدمات کے ابتدائی چھ سال امن وسکون سے گزرے۔مسلمانوں نے بہت سی فتوحات کیں۔تمام ممالک میں خوشحالی کا دور دورہ تھا۔انہی حالات میں چند بڑے فتنوں نے سر اٹھایا۔

کوفہ میں ایک انقلاب پسند جماعت نے یہ دعوی کیا کہ وراثت وامارت کے حق دار صرف قریش نہیں ہیں بلکہ تمام مسلمان اس کے مستحق ہیں۔بصرہ میں بھی اسی طرح کی ایک جماعت پیدا ہوئی۔مدینہ بھی مفسدین سے خالی نہ رہا۔اسی زمانہ میں مصر میں

Marfat.com

عبداللہ بن سبا کا ظہور ہوا۔ اور اس نے اپنی تنظیمی قوت کے ذریعہ تمام مفسدین کو ایک مرکز پر جمع کر دیا۔ عبداللہ بن سبا ایک ذہین یہودی تھا اور صنعا کا رہنے والا تھا۔ اس نے لوگوں کے سامنے رجعت (رسول اللہ کا دوبارہ دنیا میں تشریف لانا) کا مسئلہ پیش کیا(۲۱۸)۔ ایک بڑی جماعت نے اس کے عقائد کو قبول کر لیا۔ اس کے بعد اس نے لوگوں سے یہ کہا کہ ہر نبی کا ایک وصی ہوتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت پوری نہ کرے اور اس کے وصی کی جگہ پر بیٹھ جائے(۲۱۹)۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بغیر حق کے اس خلافت کو لیا ہے(۲۲۰)۔ اس نے اس قسم کے عقائد کا چرچا کوفہ بصرہ اور مدینہ میں کیا اور مختلف جگہوں پر اپنے داعیوں کو پھیلا دیا۔ جو خطوط کے ذریعہ حکام پر الزام لگاتے تھے یہاں تک کہ وہ لوگ مدینہ پہنچ گئے اور یہاں بھی تحریک شروع کر دی۔ ان لوگوں نے کہا حضرت عثمانؓ غاصب اور اقربا پرور ہیں۔ اسی سال بہت سے لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر تشدد کیا۔ لیکن صحابہؓ نے ان کو منع کیا۔ اس پر چند صحابہ میں زیدؓ بن ثابت، ابوسعیدؓ، الساعدی، کعبؓ بن مالک، حسانؓ بن ثابت نے حضرت عثمانؓ کی حمایت کی(۲۲۱)۔ اس پر بہت سے لوگ اکٹھے ہو گئے اور حضرت علیؓ بن ابی طالب سے گفتگو کی۔

حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کے پاس تشریف لائے اور ان سے کہا کہ لوگوں کو آپؓ سے شکایت ہے کہ آپ اپنے رشتہ داروں کو مراعات دیتے ہیں اور ان سے نرمی کرتے ہیں۔

جب اہل مصر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کے ارادے سے نکلے تو یہ ظاہر کیا کہ عمرہ کے لئے جا رہے ہیں۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو باغیوں کی آمد کا علم ہوا تو مذاکرات کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تیس مہاجرین و انصار گئے۔ جن میں سعیدؓ بن زید، ابوجہمؓ العدوی، جبیرؓ بن مطعم، حکیمؓ بن حزام، مروانؓ، سعیدؓ بن العاص، عبدالرحمانؓ بن عتاب بن اسید مہاجرین

Marfat.com

کی طرف سے تھے۔ انصار کی طرف سے ابو اسیدؓ، الساعدیؓ، ابو حمیدؓ، زیدؓ بن ثابت، حسانؓ بن ثابت، کعبؓ بن مالک اور دوسرے عربوں کے طرف سے نیاز بن مکرز شامل تھے (۲۲۲)۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان جانثاران اسلام نے ان سے گفتگو کی تو یہ لوگ واپس چلے گئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے معتمد خاص مروان کو ان حالات پر بہت غصہ تھا اور وہ باغیوں کو سزا دینا چاہتے تھے۔ اس نے باغیوں کے واپس جاتے ہی امیر المؤمنین کی طرف سے گورنر مصر کے نام ایک خط لکھا جس میں اس کو حکم دیا کہ تمام باغیوں کو گرفتار کر کے قتل کر دو۔ اس خط پر اس نے خلافت کی مہر لگائی اور حضرت عثمانؓ کو بتائے بغیر ایک تیز سانڈنی سوار کے ہاتھ سے گورنر مصر کی طرف روانہ کر دیا۔ قاصد باغیوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا اور خط ان کے ہاتھ لگ گیا۔ باغی فوراً واپس آئے اور مدینہ کی گلیوں میں شور قیامت برپا کر دیا۔ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اپنے قرابت دار عاملوں کو معزول کر دیں ورنہ خلافت سے دستبردار ہو جائیں۔ بصورت دیگر آپؓ کو قتل کر دیا جائے گا۔ آپؓ نے انکار کیا اور کہا ''جو لباس مجھے خدا نے پہنایا ہے وہ قید کی وجہ سے نہیں اتاروں گا'' (۲۲۳)۔

مفسدین نے کاشانہ خلافت کا محاصرہ کر لیا اور چالیس دن تک یہ محاصرہ جاری رہا۔ چالیسویں دن باغی صدر دروازہ چھوڑ کر پچھلی طرف سے پھلانگ کر اندر آ گئے اور آپؓ کو شہید کر دیا۔ آپؓ اس وقت قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے۔

شہادت کے تیسرے دن رات کی تاریکی میں سترہ آدمیوں نے جان کو خطرے میں ڈال کر امیر المؤمنین حضرت عثمانؓ کی نماز جنازہ پڑھی اور جنت البقیع کے پیچھے حش کوکب میں ان کو سپرد خاک کیا۔ ان سترہ ادمیوں میں جنہوں نے اپنی جان پر کھیل کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تدفین کی ان میں سرور عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے (۲۲۴)۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اس قدر لگاؤ تھا کہ

Marfat.com

شہادت عثمان کے موقع پر آپؓ نے حضرت عثمانؓ کی مدد کی اور انصار کو حضرت عثمانؓ کی مدد پر ابھارتے ہوئے کہا:۔۔۔۔

فلو حلتم من دونه لم ينزل لكم يد الدهر عز لا يبوخ ولا يسرى
ولم تقعدوا والد اركابو دخانها يحرق فيها بالسعير وبالجمر
فلم أر يوما كان اكثر ضيعة وأقرب منه للغواية والنكر (۲۲۵)

ترجمہ: اگر تم نے حضرت عثمانؓ کا دفاع کیا تو تمہیں ابد تک ایسی عزت ملے گی جو نہ تو ختم ہوگی اور نہ زائل ہوگی اور تم کیوں بیٹھ گئے ہو جبکہ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کے گھر سے دھواں اٹھ رہا ہے۔ اور وہ آگ جل کر انگارے کی طرح ہے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حمایت میں مصریوں کے خلاف ہتھیار بھی لگائے تھے۔ لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے کہنے پر ان کو واپس میان میں کرلیا۔ یوم الدارک (حضرت عثمانؓ کی شہادت کا دن) کے موقع پر انہوں نے انصار سے فرمایا۔

"یا معشر الانصار انصرو اللّٰہ مرتین" (۲۲۶)

ترجمہ: اے گروہ انصار مدد کرو اللہ کی دو مرتبہ۔

جب امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ذوالنورین شہید کر دیے گئے تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو اس قدر صدمہ پہنچا انہوں نے انصار کو مسجد میں جمع کیا اور ایک دردناک مرثیہ پڑھا جس کا مطلع یہ ہے---

من مبلغ الانصار عنى اية
رسلا تقص عليهم التبيانا (۲۲۷)

اس مرثیہ کو سن کر انصار پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور خدا کے حضور معافی طلب کرنے لگے۔ اس کو ابوالفرج الاصبہانی نے اپنی کتاب الاغانی میں ہاشم بن محمد الخزاعی کی روایت سے بیان کیا ہے۔

Marfat.com

”كان كعب بن مالك رضى اللّٰه عنه احد من عاون عثمان بن عفان رضى اللّٰه عنه على المصريين وشهر سلاحه، فلما ناشد عثمان رضى اللّٰه عنه الناس ان يغمدوا سيووفهم أنصرف، ولم يران الأمر يخلص اليه۔ ولا يجرى القوم الى قتله، فما قتل، وقف كعبؓ على مجلس الانصار فى مسجد رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فأنشد هم وهو يرثى له“۔

ترجمہ: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مددگاروں میں سے تھے اور انہوں نے اپنی تلوار نیام سے باہر کر لی تھی۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نصیحت کی کہ اپنی تلواروں کو میان میں کرلو۔ اور جب آپ رضی اللہ عنہ کو یقین ہو گیا کہ لوگ اب ان کو قتل نہیں کریں گے تو وہ لوٹ گئے۔ لیکن جس وقت حضرت عثمانؓ قتل کر دیئے گئے تو حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر انصار کی مجلس میں ان کی شہادت پر مرثیہ پڑھا۔ جسے سن کر لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے لگے۔

من مبلغ الانصار عنى آية رسلا تقص علهم التبيانا
ان قد فعلتم فعله مذكورة كست الفضوح و أبدت الشنانا
بقعود كم فى دار كم و أميركم تحشى ضواحى داره النيرانا
بينا يرجى دفعكم عن داره ملئت حريقا كابيا و ذخانا
حتى اذا خلصوا الى ابوابه دخلوا عليه صائما عطشانا
يعلون قتلته السيوف وانتم متلبثون مكانكم رضوانا
اللّٰه يعلم اننى لم أرضه لكم صنيعا يوم ذاك و شانا

Marfat.com

بالهف نفسی اذ یقول ألاری نفر من الانصار لی اعوانا
واللّٰه لو شهدا ابن قیس ثابت ومعاشر کانوا له اخوانا
وابو دجانه وابن أرقم ثابت وأخو المشاهد من بنی عجلانا
ورفاعة العصری وابن معاذهم وأخو معاوی لم یُخف خذلانا
قوم یرون الحق نصراً أمیرهم ویرون طاعة أمره ایمانا
ان ینرکوا فوضی یکن فی دینهم امر یضیق عنهم البلدانا
فلیغلبن اللّٰه کعب ولیه ولیجعلن عدوه الذلانا
انی ارایت محمد اختاره صهراً اوکان یعده حلصانا
محضن الضرائب ماجد اعراقه من خیر خندف منصبا ومکانا
عرفت له علیا معبد کلها بعد النبی الملك والسلطانا
یعطون سائلهم ویأمن جارهم فیهم ویردون الکماة طعانا
من معشر لا یغدرون بجارهم کانوا بمکة یرتعون زمانا
فلو انکم مع نصر لنبیکم یوم اللقاء نصرتم عثمانا
انسبتم عهد النبی الیکم ولقد أنط ووکد الایمانا (۲۲۸)

ترجمہ: انصار کو میرا پیغام کون پہنچائے گا ایسا پیغام جوان پر حالات واضح کر دے کہ تم نے ایک ایسا کام کیا ہے جس نے بے عزتی کی چادر اڑھا دی ہے اور بغض و عداوت ظاہر کر دی ہے تمہارے گھروں میں بیٹھے رہنے سے اس حالت میں کہ تمہارے امیر کے گھر کو چاروں طرف سے آگ نے گھیر رکھا تھا اور اس حالت میں کہ جب یہ امید کی جاتی تھی کہ تم اس کے گھر کی مدافعت کرو گے اس کا گھر نذر آتش ہو کر دھوئیں سے بھر گیا۔ جہاں تک وہ لوگ اس کے گھر کے دروازوں تک پہنچ گئے اور اس امیر پر داخل ہو کر حملہ کرنے لگے جبکہ وہ روزہ کی حالت میں بھوکے پیاسے تھے

Marfat.com

دشمنوں نے ان کے سر پر تلواروں سے وار کر دیے اور تم اپنے ٹھکانوں میں خوش وخرم بیٹھے رہے اللہ جانتا ہے کہ اس دن تمہارا یہ کردار مجھے قطعاً پسند نہیں آیا۔

ہائے افسوس جب وہ یہ کہہ رہا تھا کاش مجھے انصار کے کچھ لوگ مدد کے لیے نظر آتے کاش ثابت بن قیس اور دوسرے لوگ موجود ہوتے جو میرے دوست تھے اور کاش کہ ابو دجانہ اور ثابت بن ارقم اور بنو عجلان کے معن بن عدی وغیرہ موجود ہوتے اور رفاعہ بن عبدالمنذر العصری اور سعد بن معاذ اور منذر بن ساعدی موجود ہوتے تو اسے کسی ذلت اور بے بسی کا ڈر نہ ہوتا۔ یہ ایسے لوگ ہیں جو اپنے امیر کی مدد کو اپنا حق سمجھتے۔ اگر وہ انتشار کی حالت میں چھوڑ دیے جائیں تو اپنے دین میں ایسی بات سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے دوست کعبؓ کو غلبہ عطا کرے گا اور اس کے دشمن کو ذلت اور رسوائی سے دوچار کرے گا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنا داماد بنایا اور وہ ان کو خالص اور مخلص دوست شمار کرتے تھے۔ نہایت مخلص کردار اور بہت معزز خاندانی تھے۔ منصب و مقام کے اعتبار سے بنو خندف میں سے بہترین شخص تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ملک وسلطنت میں ان کا مقام بڑا بلند تسلیم کیا گیا۔ وہ ایسے قبیلہ میں سے تھے جو اپنے پڑوسی سے کبھی بے وفائی نہیں کرتے تھے۔ مکہ میں ایک مدت تک وہ سرداری کرتے رہے جو کوئی سائل مانگنے آتا اس کو وہ عطا کرتے۔ ان کا پڑوسی ان کے درمیان امن وامان سے رہتا اور وہ مسلح بہادروں کو نیزہ زدی سے ہلاک کرتے۔ کاش کہ تم جس طرح جنگ میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کیا کرتے تھے اسی

Marfat.com

طرح تم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مدد کی ہوتی۔ کیا تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ عہد بھول گئے جو انہوں نے تم سے کیا تھا حالانکہ یہ عہد و پیمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑا روشن اور پر مقصد (پکا) کیا تھا۔

اسی دن حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا پوتا عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن کعب بھی شہید ہوا(۲۲۹)۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مسلمان دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک گروہ اس حق میں تھا کہ پہلے خلافت قائم کر کے امن وسکون بحال کیا جائے پھر حضرت عثمانؓ کا قصاص لیا جائے۔ دوسرے گروہ کا نظریہ یہ تھا کہ پہلے قصاص لیا جائے۔ پھر خلافت قائم کی جائے۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ دوسرے گروہ سے تعلق رکھتے تھے۔ جیسا کہ خیر الدین الزرکلی نے اپنی کتاب ''الاعلام'' میں لکھا ہے۔

''ثم كان من اصحاب عثمان و أنجده يوم الشورة و حرص الانصار على نصرته ولما قتل عثمان قعد عن نصره على بن ابى طالب فلم يشهد حروبة''(۲۳۰)

ترجمہ: حضرت کعب حضرت عثمان کے ساتھیوں میں سے تھے اور ان کی شہادت کے دن آپ نے اشعار کہے اور انصار کو ان کی مدد پر آمادہ کیا، پھر جب حضرت عثمان شہید کر دیئے گئے تو آپ نے حضرت علی کی جنگوں میں شرکت نہیں کی۔

ابوالفرج اصبہانی کی روایت ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب الاصابۃ میں نقل کی ہے۔

ان حسانؓ بن ثابت و كعبؓ بن مالك، والنعمانؓ بن بشير دخلوا على علىؓ بن ابى طالب، فناظره شأن عثمانؓ، وانشد كعبؓ شعراً فى رثاء عثمان رضى اللّٰه

Marfat.com

عنه۔ ثم خرجوا من عنده، فتوجهوا الى معاوية فاكرمهم۔ (۲۳۱)

ترجمہ: حسانؓ بن ثابت، کعبؓ بن مالک اور بشیرؓ بن نعمان حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ انہوں نے ان سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں گفتگو کی اور کعب رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مرثیہ پڑھ کر سنایا۔ پھر وہ وہاں سے نکل کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے ان کی عزت کی۔

ابوالفرج اصبہانی اس کی تفصیل اس طرح بیان کرتے ہیں:

"ان كعبا كان لا يعميل الى على رضى اللّٰه عنه، وانه قعد عنه، ولم يشهد حروبه، وانه فاتحة فى امر عثمان، وحاوره فيه، واعتزله، وانه خرج مع حسانؓ بن ثابت و معهم النعمانؓ بن البشير، فالتحقوا بمعاوية رضى اللّٰه عنه وانه اكرمهم فأمر لكل من حسانؓ و كعبؓ بألف دينار و جعل النعمان بن بشير اميرأ على حمص" (۲۳۱)

ترجمہ: حضرت کعب رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف مائل نہیں تھے اور انہوں نے ان کا ساتھ نہیں دیا اور نہ ہی ان کی لڑائیوں میں شرکت کی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے معاملہ میں شریک تھے اور مشورہ دینے والے تھے۔ انہوں نے حضرت علیؓ کو چھوڑ دیا۔ حضرت حسانؓ بن ثابت اور نعمانؓ بن بشیر کے ساتھ جا کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی بہت عزت کی۔ حضرت

Marfat.com

حسانؓ بن ثابت اور حضرت کعبؓ بن مالک کو ایک ایک ہزار دینار دینے کا حکم دیا اور نعمان بن بشیر کو حمص کا حاکم مقرر کیا۔

اسی معاملہ میں ابن ابی حاتم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔

"قد ذهب بصره كعبؓ بن مالك على انه رثاء عثمان بن عفان رضى اللّٰه عنه وهذا القول ايضاً يد علىؓ انه كان من اصحاب عثمانؓ عند ما فرضيت شهادته" (۲۳۲)

ترجمہ: حضرت کعبؓ بن مالک بصرہ چلے گئے۔ انہوں نے حضرت عثمانؓ کا مرثیہ کہا اور یہ قول دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت ان کے ساتھیوں میں سے تھے۔

وفات حسرت آیات

مومن کامل کا ہر لمحہ زیست فکر آخرت و سفر آخر کے اہتمام میں بسر ہوتا ہے۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کا ہر لمحہ ایسے کیونکر بسر نہ ہوتا۔ ان کی زندگی تو اس کی آئینہ دار تھی۔

مرض الموت:

آخری عمر میں علمبردار اسلام حضرت کعبؓ بن مالک کی بینائی جاتی رہی تھی اور وہ نابینا ہو گئے تھے۔ اپنے خالق حقیقی سے ملنے سے پہلے بیمار ہو گئے تھے (۲۳۳)۔ لیکن اس بیماری کی تفصیل نہیں ملتی۔ البتہ ایک روایت اسد الغابہ میں ملتی ہے جو حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے نے بیان کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وفات سے پہلے بیمار ہو گئے تھے۔

روى عنها عبداللّٰه بن كعب بن مالك عن ابيه قال

Marfat.com

لما حضرت كعبا الوفاة اتته أم بشر بنت البراء بن معرور فقالت يا أبا عبدالرحمن لقيت أبى فاقر معنى السلام فقال لعمر اللّٰه يا أم بشر نحن اشغل من ذرك فقالت أما سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول ان ارواح المومنين نسمة تسرح فى الجنة حيث شاوا وان نسمة الفاجر فى سجين قال بلى قالت هو ذاك۔ (۲۳۴)

ترجمہ: جب حضرت مرض الموت میں مبتلا تھے اور موت ان کے قریب تھی تو ام بشر (اور کہا گیا ہے ام مبشر جن کا اصل نام خلیدہ ہے)۔ حضرت براءؓ بن معرور کی صاحبزادی تھیں تشریف لائیں اور حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے کہا۔ اے ابو عبدالرحمٰن اگر تو میرے والد محترم سے ملے تو سلام کہنا۔ پس حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا اے ام بشر اللہ تجھے زندہ رکھے میں اس سے مجبور ہوں۔ ام بشرؓ نے کہا کیا آپؓ نے نہیں سنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ''بے شک مومنین کی روح سیر کرتی ہے جنت میں جہاں وہ چاہتی ہے اور بے شک گنہگار کی روح سجین میں ہے''۔ پس کعب رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں کیوں نہیں۔ اس حدیث کو روایت کیا ہے عبداللہ بن کعب بن مالک نے اپنے والد محترم سے۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کعبؓ اپنی موت سے قبل بیمار ہو گئے تھے اور پھر اسی بیماری میں رحلت فرمائی ہے۔

وصال:

یہ آفتاب رشد و ہدایت معمورۃ ہستی میں مدت العمر اپنی کرنوں کی ضیاء باریاں

Marfat.com

بکھیر کر افق جاودان میں ۵۳ھ کو جا چھپا اور اپنی جان خالق حقیقی کے سپرد کر دی۔ ان کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے۔ واقدی اور امام حاکم کی روایت کے مطابق ان کا انتقال ۵۰ھ میں ہوا۔ (۲۳۵) الہیثمؒ بن عدی کہتے ہیں انہوں نے ۵۱ھ میں وفات پائی۔ (۲۳۶) ابن البرقی کہتے ہیں ۴۰ھ میں (۲۳۷) ابن حبان کہتے ہیں حضرت علیؓ کے قتل کے ایام میں وفات ہوئی۔ (۲۳۸) بعض روایات کے مطابق کعبؓ بن مالک نے معاویہؓ کے زمانہ میں ۵۰ھ میں وفات پائی اور ۵۳ھ میں (۲۳۹) اور ایک قول یہ بھی ہے جس کو روایت کیا ابن الکلبی نے کہ بے شک ان کا انتقال ۴۱ھ میں ہوا (۲۴۰) اور المدائینی کہتے ہیں کہ ان کا انتقال ہوا ۴۰ھ میں۔ (۲۴۱) فرخ عمر لکھتے ہیں کہ وفات پائی کعبؓ نے ۵۰ھ اور ۵۵ھ کے درمیان۔ (۲۴۲) عبدالحی بن العماد الحنبلی نے لکھا ہے ۵۰ھ میں۔ (۲۴۳) الاستیعاب میں ان کی تاریخ وفات ۵۰ھ یا ۵۳ھ لکھی ہوئی ہے۔ (۲۴۴) زیادہ تر اس بات پر اتفاق رائے ہے کہ ان کی وفات ۵۰ھ میں ہوئی۔ (۲۴۵) اگر السامی صاحب کی بات مان لی جائے کہ ہجرت سے ستائیس سال قبل ان کی ولادت ہوئی۔ (۲۴۶) تو سن وفات ۵۰ھ صحیح معلوم ہوتا ہے اور اگر فرخ عمر کی روایت پر یقین کیا جائے کہ ولادت ان کی ہجرت سے پچیس سال قبل ہوئی تو سن وفات ۵۳ھ صحیح ہے کیونکہ تمام روایات اس بات پر متفق ہیں کہ ان کی عمر ۷۷ سال تھی۔ (۲۴۷)

جیسا اختلاف ان کی وفات کے سن میں ہے اسی طرح اختلاف ان کی وفات کی جگہ پر ہے۔ زیادہ تر روایات کے مطابق ان کی وفات مدینہ میں ہوئی (۲۴۸)۔ ایک روایت کے مطابق شام میں ہوئی (۲۴۹) لیکن زیادہ صحیح قول مدینہ کا ہے کیونکہ آخری عمر میں جب نابینا ہو گئے تھے تو ان کے بیٹے عبداللہ مدینہ میں جمعہ کی نماز کے لئے ان کو ہاتھ پکڑ کر لے جاتے تھے۔ علاوہ ازیں تمام صحابہ کرامؓ مدینہ میں رحلت کو ترجیح دیتے تھے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان مدینہ میں فوت ہو گا قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا (۲۵۰)۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور وہ افراد جن کا آپؐ نے بذات خود تزکیہ

Marfat.com

وتصفیہ کیا تھا۔ آپ کا ہر صحابی اپنے اندر نبی کریمؐ کی زندگی کا پرتو اور عکس رکھتا تھا۔ کوئی صحابی نبی کریمؐ کے جمال کا مظہر تھا، تو کسی صحابی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جلال کی شان نظر آتی تھی، کسی صحابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سپہ سالارانہ زندگی کو اپنے اندر سمویا تھا تو کسی صحابی نے آپؐ کی عادات واطوار اور آپؐ کی سیرت کو حرز جان بنایا تھا۔ غرضیکہ ہر صحابی نبی کریم ﷺ کی تمام صفات کا عموماً اور بعض خصوصی صفات کا خصوصاً مظہر اور پیکر تھا۔

کعبؓ بن مالک بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت کردہ مدرسۂ نبوت کے لشکر رسالت کے ایک سپاہی تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اندر جہاں ایک طرف نبی کریمؐ کی عسکری خصوصیات وصفات بکمال نظر آتی ہیں، دوسری طرف آپؓ کے کلام کی فصاحت وبلاغت اور اس کی صداقت نبی کریمؐ کی زبان مبارک اور آپؐ کی صفت وصداقت کا مظہر تھی، جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کفر اور اہل کفر سے نفرت تھی، اسی طرح کعبؓ بن مالک کو کفر اور اہل کفر سے نفرت تھی۔ ان کے اشعار سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ ان کو کفر واہل کفر سے کس درجہ نفرت وعداوت تھی۔ اس طرح کعبؓ بن مالک کی وفات دنیائے اسلام کے لئے کوئی معمولی حادثہ نہ تھا۔ اہل اسلام جہاں ایک طرف ایک عظیم سپاہی سے محروم ہوئے دوسری طرف ایک عظیم شاعر سے محرومی کا سامنا انہیں کرنا پڑا۔

یہ بات ان پر کاملاً صادق آتی ہے کہ

آسمان اس کی لحد پر شبنم افشانی کرے

کعبؓ کی وفات سے اگرچہ فیوض وبرکات کا ایک سلسلہ منقطع ہو گیا مگر وہ شمع جو کعبؓ روشن کر گئے تھے آج بھی روشن ہے اور رہتی دنیا تک روشن ہے گی۔

وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

Marfat.com

عائلی زندگی

ازواج:

باری تعالیٰ، اللہ ذوالجلال قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۔(۲۵۱)

ترجمہ۔تمہاری بیویاں تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔

ابن عباس سے رویات ہے:

عن ابن عباس عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال خیر کم لاھلہ وانا خیر کم لا ھلی ۔(۲۵۲)

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں وہ شخص اچھا ہے جو بہتر ہے اپنی بی بی کے لئے اور میں تم سب سے بہتر ہوں اپنی بیبیوں کے لئے۔

رحمت دو عالم سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی حضرت کعبؓ بن مالک ارشادات نبوی کا کامل نمونہ تھے۔ وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ نرمی سے پیش آتے اور ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے تھے۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے بھی عرب کے اس وقت کے رواج کے مطابق ایک سے زیادہ عورتوں سے نکاح کیا ہوا تھا۔ ان کی ایک بیوی بنوسلمہ سے عمیرہؓ بنت جبیر بن صخر بن امیہ بن خنساء بن عبید بن علی بن غنم بن کعب بن سلمہ ہے (۲۵۳)۔ حضرت عمیرہ کی والدہ کا نام سعاد بنت سلمہ بن زہیر بن ثعلبہ بن عبید بن علی بن غنم بن کعب بن سلمہ تھا (۲۵۴)۔ حضرت عمیرہ کی کنیت ام معبد ہے (۲۵۵)۔ اس کی اولاد میں عبداللہ، فضالہ، وہب، معبد، خولہ اور سعاد شامل ہیں (۲۵۶)۔ انہوں نے اسلام قبول کرلیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر

Marfat.com

بیعت کی تھی۔ (۲۵۷) ان کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ انہوں نے قبلتین میں نماز پڑھی۔ (۲۵۸) ان سے حدیث بھی روایت ہے۔

ان کی دوسری بیوی کا نام خیرہ ہے (۲۵۹) اور کہا گیا ہے کہ لفظ حیرہ ہے بالحاء المہملہ، ان کی اولاد میں عبدالرحمٰن، محمد اور عبید اللہ شامل ہیں۔ (۲۶۰) ان کی کنیت ام عبدالرحمٰن ہے۔ ان کو ام ولد بھی کہا جاتا ہے۔ یہ بھی انصاریہ ہیں۔ ان سے بھی حدیث روایت ہے۔

السامی العانی نے ''دیوان کعب بن مالک'' میں عبدالرحمٰن کو ان کی بیوی حضرت صفیہ کی اولاد بتایا ہے۔ (۲۶۱) ان کی اس بیوی کا تعلق اہل یمن سے تھا۔ بالاتفاق رائے ان کے بطن سے ان کی بیٹی کبشہ بنت کعب بن مالک ہے۔ ان کو بھی ام ولد کہا جاتا ہے۔ (۲۶۲)

زمخشری کے قول کے مطابق ان کی بیوی کا نام ام انیس ہے (۲۶۳)۔ اس کے علاوہ ان کی ایک بیوی مہاجرات سابقات میں سے ہیں۔ (۲۶۴)

اولاد:

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت عمیرہؓ بنت جبیر سے ان کی اولاد عبداللہ، فضالہ، وھب، معبد، خولہ اور سعاد ہیں۔ (۲۶۵)

حضرت خیرہ سے ان کے بیٹے عبدالرحمٰن، محمد اور عبید اللہ ہیں (۲۶۶) اور ان کی بیٹی کبشہ بنت کعب بن مالک ان کی بیوی صفیہ سے ہیں۔ (۲۶۷)

ان کی اولاد میں سے عبداللہ، عبید اللہ، محمد، معبد، عبدالرحمٰن اور ان کی صاحبزادی حضرت کبشہ بنت کعب بن مالک کا تفصیلی ذکر کتابوں میں ملتا ہے۔ باقی ان کی اولاد فضالہ، وھب، خولہ ابوسعاد کے بارے میں کوئی تفصیل نہیں ملتی۔ صرف ان کے نام ہی معلوم ہو سکے ہیں۔ السامی العانی نے ان کی اولاد کی کل تعداد آٹھ لڑکے اور تین لڑکیاں بتائی ہیں۔ بقول سخاوی کے ان کے صرف ایک لڑکا تھا جس کا نام سعید تھا۔ ابن حجر کہتے ہیں کہ کعب کے دو لڑکے تھے۔ دونوں کا نام ''محمد'' تھا۔ بڑے ''محمد'' نام کے لڑکے کا

Marfat.com

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں انتقال ہو گیا تھا۔ (۲۶۸) ابو حنیفہ کے مطابق ان کے چار بیٹے تھے۔ عبداللہ، عبدالرحمٰن، محمد اور عبیداللہ۔ (۲۶۹)

عبداللہ بن کعب بن مالک:

حضرت عبداللہ بن کعب بن مالک بن ابی کعب بن القین بن کعب بن اسود بن غنم بن کعب بن سلمہ خزرج میں سے تھے (۲۷۰) اور حضرت معبد بن کعب کے قول کے مطابق حضرت عبداللہ انصار کے بہت بڑے عالم تھے۔ ان کی والدہ عمیرہؓ بنت جبیر بن صخر بن امیہ بن خنساء بن عبید بن سلمہ سے تھیں۔

عبداللہ بن کعب کی بیوی خالدہ بنت عبداللہ بن انیس بنی سلمہ کے حلیف بنی البرک بن دبرہ سے تھیں۔ (۲۷۱) ان کی اولاد میں عبدالرحمٰن، معمر، معقل، نعمان، خارجہ، عمرہ اور عائشہ شامل ہیں (۲۷۲)۔ ان کے پوتوں میں معن بن عمرو بن عبداللہ بن کعب، زبیر بن خارجہ بن عبداللہ بن کعب اور عبدالرحمٰن المکنی بابی الخطاب بن عبداللہ بن کعب شامل ہیں۔ (۲۷۳)

آخری عمر میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ نابینا ہو گئے تھے تو ان کے تمام بیٹوں میں عبداللہ ہی انکے قائد تھے۔ عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت کی ہیں۔ وہ اپنے والد سے اور دوسرے لوگوں سے بھی احادیث روایت کرتے ہیں۔ ان کا انتقال سن ۹۷ یا ۹۸ ھ میں ہوا۔ (۲۷۴)

عبیداللہ بن کعب بن مالک:

عبیداللہ بن کعب بن مالک بن ابی کعب بن القین بن کعب بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ بن خزرج سے تھے۔ (۲۷۵) ابن سعد کے مطابق ان کی والدہ حضرت عمیرہ بنت جبیر تھیں۔ (۲۷۶) لیکن ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت خیرہ تھیں۔ (۲۷۷)

عبیداللہ بن کعب کی تین بیویاں تھیں ایک ملیکہ بنت عبداللہ بن صخر بن خنساء بن

Marfat.com

سنان بن عبید بنی سلمہ سے تھیں۔ان کے یہاں ام ابیہا پیدا ہوئی۔ (۲۷۸)

ان کی دوسری بیوی سہیلہ بنت النعمان بن جبیر بن امیہ بن خنساء بن عبید بنی سلمہ سے تھیں (۲۷۹) ان کی اولاد ام عثمان اور ام بشر ہیں۔

ان کی تیسری بیوی ام ولد ہیں (۲۸۰)۔ان کی اولاد عمیرہ بنت عبید اللہ ہے۔

عبید اللہ بن کعب کی کنیت ابوفضالہ تھی۔ (۲۸۱)

معبد بن کعب بن مالک:

معبد بن کعب بن مالک بن ابی کعب بن القین بن کعب بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ بنو خزرج سے تھے۔ (۲۸۲) اپنے بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے۔ان کی والدہ حضرت عمیرہ بنت جبیر بن صخر بن امیہ بن خنساء بن عبید بنی سلمہ سے تھیں۔ان کی والدہ کی کنیت انہی کے نام پر ام معبد ہے۔معبد بن کعب کی بیوی حفصہ بنت نعان بن جبیر بن صخر بن امیہ بن خنساء بنی عبید سے تھیں۔ (۲۸۳) ان کے یہاں کعب، ارم اور کلثوم پیدا ہوئے۔معن بن وہب بن معبد بن کعب شاعران کے پوتے ہیں۔معبد بن کعب نے ابوقتادہؓ، اپنی والدہ ماجدہ اور اپنے دونوں بھائیوں عبداللہ اور عبید اللہ سے روایت کی ہے (۲۸۴) اور ان سے وہب بن کیسان، محمد بن عمر بن حلحلہ، العلاء بن عبدالرحمٰن، ولید بن کثیر، ابن اسحاق، اسامہ بن اللثبی، عیسی بن معاویہ اور عقیل بن خالد نے روایت کی ہے۔ (۲۸۵)

محمد بن کعب بن مالک:

محمد بن کعب بن مالک انصاری بنو سلمہ سے تھے۔ابن حجر کے قول کے مطابق حضرت کعبؓ بن مالک کے ''محمد'' کے نام کے دو صاحبزادے تھے۔ (۲۸۶) جن میں جو بڑا ''محمد'' تھا اس کا انتقال رحمۃ للعالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہو گیا تھا۔محمد (صغیر) نے اپنے والد اور اپنے بھائی عبد اللہ سے حدیث روایت کی ہے (۲۸۷)۔اس کے علاوہ زہری اور ولید بن کثیر ان سے روایت کرتے ہیں۔ان کی

Marfat.com

روایت کردہ احادیث صحیح مسلم میں بیان کی گئی ہیں۔ان سے ان کے بھائی اورابی امامہ الحارثی نے روایت کیا ہے (۲۸۸)۔ اس کے علاوہ زہری اور ولید بن کثیر ان سے روایت کرتے ہیں۔ان کی روایت کردہ احادیث صحیح مسلم میں بیان کی گئی ہیں۔ان سے ان کے بھائی اورابی امامہ الحارثی نے روایت کیا ہے (۲۸۹)۔

عبدالرحمٰن بن کعب بن،مالک:

عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک بن ابی کعب بن القین بن کعب بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ بنوخزرج سے تھے۔ (۲۹۰) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پیدا ہوئے۔ (۲۹۱) ان کی والدہ حضرت خیرہ تھیں۔لیکن ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت صفیہ تھیں۔ (۲۹۲) ان کی والدہ کی کنیت انہی کے نام پر ام عبدالرحمٰن ہے۔ عبدالرحمٰن بن کعب کی زوجہ ام النبیین بنت ابی قتادہ بن العبی بنی سلمہ سے تھیں۔ (۲۹۳) ان کی اولاد میں بشیر، کعب، محمد اور حمید شامل ہیں۔عبدالرحمٰن بن کعب کی کنیت ابو الخطاب تھی۔ (۲۹۴) یہ بڑے تابعین میں سے ہیں۔مشہور شاعر ہیں اور انہوں نے ازواج مطہرات سے احادیث روایت کی ہیں۔ (۲۹۵) ان کی وفات سلیمان بن عبدالملک کی خلافت میں ہوئی۔ (۲۹۶)

کبشہ بنت کعب بن مالک:

کبشہ بنت کعب بن مالک بن ابی کعب بن القین بن کعب بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ بنوخزرج سے تھیں۔ (۲۹۷) ان کی والدہ حضرت صفیہ اہل یمن سے تھیں۔ (۲۹۸) ان کی شادی عبداللہ بن قتادہ سے ہوئی۔ (۲۹۹) دوسری روایت میں ہے ثابت بن قتادہ سے ہوئی۔ (۳۰۰) کبشہ بنت کب بن مالک نے بلی کے جھوٹے پانی سے وضو کرنے کے بارے میں ابوقتادہؓ سے حدیث روایت کی ہے۔اوران سے حمیدہ بنت عبید بن رفاعہ نے روایت کی ہے۔ (۳۰۱)

Marfat.com

عظمت کردار

ہو بہو قرآن کی تفسیر اصحاب رسول
بیگمان اسلام کی توقیر اصحاب رسول
عزت اصحاب ہے عزت رسول اللہ کی
ہے ستاروں سے فزوں تنویر اصحاب رسول
آج تک ان کا کوئی ہمسر نہیں پیدا ہوا
اسوہ حسنہ کی ہیں تصویر اصحاب رسول (۳۰۲)

صحابہ کرامؓ کی جماعت وہ جماعت ہے جس کی عظمت وفضیلت تقدس اور صداقت کی خود قرآن کریم شہادت پیش کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ذوالجلال ان کے دنیا وآخرت میں صحیح مقام کی نشاندہی کرتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہوتا ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۔ (۳۰۳)

ترجمہ: تم بہترین جماعت ہو جو لوگوں کے نفع کے لئے ظاہر ہوئی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تمہارا روحانی رشتہ ہے۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

محمد رسول اللّٰہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحما بینھم۔ (۳۰۴)

ترجمہ: ''محمد اللہ کے رسول ہیں۔ جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے ساتھ تو سخت ہیں اور آپس میں رحم دل ہیں۔''

Marfat.com

ایک اور مقام پر بندگان خاص کے اوصاف بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ق اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَا اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا۔ (۳۰۵)

ترجمہ: خدا کے خاص بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے جہالت کے ساتھ خطاب کرتے ہیں تو (جواب میں) سلامتی کی باتیں کرتے ہیں اور وہ جو اپنے پروردگار کے حضور سجدے اور قیام میں رات گزارتے ہیں اور جو دعائیں مانگتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم سے عذاب جہنم کو دور رکھنا کیونکہ اس کا عذاب پوری تباہی ہے اور وہ برا ٹھکانا اور برا مقام ہے۔ اور وہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ اسراف سے کام لیتے ہیں اور نہ تنگی سے۔ اس کا خرچ کرنا دونوں کے درمیان اعتدال سے ہوتا ہے۔

صحابہ کرام کی بہادری قرآن مجید میں ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے۔

يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ يُقْتَلُوْنَ ۔ (۳۰۶)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ پس مارتے ہیں اور مرتے ہیں''۔

وہ موت سے خائف نہیں بلکہ طالب ہیں اور یہی ان کی بہادری کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

اور یہی وہ لوگ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

Marfat.com

وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۔ (۳۰۷)

ترجمہ: جن لوگوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت حاصل کی مہاجرین میں سے اور انصار میں سے بھی اور جنہوں نے خلوص کے ساتھ اس کی پیروی کی۔ خدا ان سے خوش ہوا اور یہ خدا سے خوش ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے (جنت میں ایسے) باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ یہ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔

رحمت دو عالم سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے صحابہ کرام کتنے محبوب اور عزیز تھے۔ ان کی وفات اور اہمیت کا اندازہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے لگائیے:

"عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا تسبوا اصحابی فوالذی نفسی بیدہ لو ان احدکم انفق مثل احد ذھبا ما ادرك مد احدھم ولا نصیفہ" (۳۰۸)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اصحاب کو برا نہ کہو۔ اس لئے کہ ان کو اچھا کہنے کا ثواب اتنا زیادہ ہے کہ کوہ احد کے برابر بھی سونا مل جائے تو اس کے ایک یا آدھے مد کے برابر ہوگا۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

"عن عمران ابن حصین قال قال رسول اللّٰہ صلی

Marfat.com

اللّٰہ علیہ وسلم خیر امتی قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم" (۳۰۹)

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے افضل ترین لوگ میرے ہم عہد (صحابہ) ہیں۔ ان کے بعد ہمارے بعد والے ہوں گے۔ ان کے بعد ان کے بعد والے ہوں گے۔

ایک اور حدیث میں صحابہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"عن عمر قال قال رسول اللّٰہ ﷺ اکرموا صحابی فانھم خیارکم ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم" (۳۱۰)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اصحاب کی عزت کرو یہ لوگ قابل عزت ہیں۔ ان کے بعد ہمارے بعد آنے والوں کی (تابعین) اور ان کے بعد ان کے بعد آنے والوں کی۔

عن عبداللّٰہ بن بریدہ عن ابیہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ما من احد من اصحابی یموت بارض الابعث قائدا او نورا لھم یوم القیامۃ رواہ ترمذی۔ (۳۱۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن بریدۃ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اصحاب میں سے جو جہاں بھی مرے گا وہ روز قیامت دوسرے لوگوں کو بھی اپنے ساتھ اٹھائے گا اور اسی دن ان کے لئے نور بن جائے گا۔ اس کو روایت کیا ترمذی نے۔

Marfat.com

عمر بن خطاب سے ایک حدیث روایت ہے:

عن عمر ابن الخطاب قال سمعت رسول اللّٰہ، صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول سألت ربی عن اختلاف اصحابی من بعدی فاوحی الی یا محمد ان اصحابك عندی بمنزلة النجوم فی السماء بعضها اقوی من بعض و لکل نور فمن اخذ بشئی مما هم علیه من اختلافهم فهو عندی علی هدی۔ قال وقال رسول اللّٰہ ﷺ اصحابی کالنجوم فباتهم اقتدیتم اهتدیتم رواه زرین۔ (۳۱۲)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں نے اپنے اللہ سے اپنے بعد اپنے اصحاب کے باہمی اختلاف کے متعلق دریافت کیا تو بذریعہ وحی ارشاد ہوا آپؐ کے اصحاب سب ہی آسمان کے ستاروں کی مثل ہیں مگر ان میں ضعیف بھی ہیں اور جس نے ان سے کچھ حاصل کرلیا اس نے ہدایت پائی اور ارشاد ہوا میرے صحابہ ستاروں کی مثل ہیں جس نے ان کی پیروی کی وہ ہدایت پا گیا روایت کیا اس کو زرین نے۔

خیر البشر ہادی اعظم سرور کونین سید مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے انہی بلند کردار تقدس مآب اور حریت نواز اصحاب میں سے ایک جلیل القدر صحابی حضرت کعبؓ بن مالک انصاری تھے۔ ان کا تعلق انصار سے تھا۔ وہی انصار جن کو حضرت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دوست کہا ہے اور ان کی بخشش کی بار بار دعا فرمائی ہے (۳۱۳) اور یہ انہی اصحاب رسول کی جماعت میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے جنت کی بشارت دی (۳۱۴) اور جو فیض صحبت رسول سے فلک پر ستاروں کی مانند چمکنے لگے۔ ان کی قصر

Marfat.com

فضیلت کا کیا کہنا صحبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض نے ان کے رگ و پے میں ایمان کے نور کی وہ ضیا باریاں بھر دیں جو تا بحیات جلوہ گر رہیں اور جس نے انہیں صحابیت کی صحیح منزل پر فائز کر دیا۔

فخر موجودات، سید الانام، خیر الخلائق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا علمی نمونہ صحابہ کرام رضی اللہ علیہم ہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کے استاد تھے۔ پھر آپؐ کی تعلیم سے صحابہ فلک پر تاروں کی طرح کیسے نہ چمکتے اور اپنی روشنی سے دنیا کو منور کیوں نہ کرتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جن لوگوں سے زیادہ محبت تھی ان میں سے ایک کعبؓ بن مالک انصاری بھی تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبؓ اس قدر عزیز تھے کہ آپؐ تمنا کرتے تھے کہ وہ ان سے جدا نہ ہوں۔ (۳۱۵) حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو بھی سرور کائنات سید مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت تھی۔ ان کی طبیعت میں کوئی تکلف یا بناوٹ نہیں تھی۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے گلشن اخلاق میں سبقت فی الاسلام، حب رسول، حمیت دینی، غیرت ایمانی، خشیت الٰہی، حق شناسی اور راست گوئی جیسے خوش رنگ پھول موجود ہیں۔ اور یہی وہ خوبیاں ہیں جن کی بناء پر آپؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں بلند مقام رکھتے تھے۔ اور اسی وجہ سے شاعر رسول جیسے لقب سے نوازے گئے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ اپنی زندگی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم، اطاعت اور خوشی کو مدنظر رکھتے تھے۔ غرضیکہ انسانی محاسن ظاہری و باطنی اور خوبی و کمال کا کوئی وصف ایسا نہ تھا جو اللہ تعالیٰ نے آپؓ کی ذات میں جمع نہ کیا ہو۔

حب رسول:

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو سرور کائنات فخر موجودات سید مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عشق تھا۔ وہ رحمت دو عالم پر دیوانہ وار فدا تھے۔ ایک صحابی رسول کی حیثیت

Marfat.com

سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہے۔ وہ شروع سے آخیر تک تقریباً تمام غزوات میں شریک ہوے۔ سوائے بدر اور تبوک کے۔ زبان اور تلوار سے اسلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ جب جنگ احد میں قریش نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی جھوٹی خبر مشہور کر دی تو آپؓ دیوانہ وار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زخمیوں اور شہیدوں میں ڈھونڈتے پھرے۔ یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلے آپؓ نے ہی دیکھا اور مسلمانوں کو پکار کر خوشخبری دی (۳۱۶)۔

جب ابن قمیہ نے تلوار کے وار سے سید مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا روئے مبارک زخمی کر دیا تو کعبؓ اپنے والہانہ عشق کی وجہ سے یہ برداشت نہ کر سکے کہ آپؐ کا چہرہ مبارک زخمی ہو جائے اور ان کا چہرہ صحیح سلامت رہے۔ لہٰذا آپؓ نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اپنا چہرہ بھی زخمی کر لیا (۳۱۷)۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت تھی۔ ان کی ذرا سی تکلیف کا احساس ان کو تڑپا دیتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں یہ عالم تھا کہ اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ واقدی نے ان کی سچی محبت کی ایک روایت بیان کی ہے۔

فیقول: ان الحارث بن ابی ضرار۔ وهو مشرك۔ قد اقسم بعيد غزوة بنى المصطلق، وعند رجوع الرسول صلى الله عليه وسلم الى المدينة: لا يرجع حتى يقتل بعض اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم، فنزل نبى الله وأمر الناس ان يضعوا رؤوسهم، وقال: لا تحلوا عقدة، ففعلوا-وجعل جرساً من وراء الناس وأمر عابهم حارثة بن النعمان، وأمر حارثة اصحابه ان يناموء وقال: انى سألفيكم

Marfat.com

الحرس، فان رأيت شيئا ازنتكم فبينا هو يقرى و اصحابه نيام، از دنا منه الحارث فلم يدركوه، وقال: يا حارثة غفلت عن الرجل حتى رمى: قال: لا ، ولكنى اردت ان يشعرى سهما ثم أو ذنكم: وذكر كعبؓ بن مالك قرب الحارث وعزة اصحاب نبى اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، فا متنع منه النوم، فاتى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، مقام على رأسه بالسيف حتى أصبح، فلما استقيظ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فقام، فاذا هو بكعب قائما على راسه بالسيف، قال: مالك يا كعب؟ قال: ذكرت الحارث بن ابى ضرار و قربه منا، وعزتك يا نبى اللّٰه ، وعزة اصحابك، فامتنع منى النوم، فقمت اليك احرسك، فقال: له نبى اللّٰه معروفا۔ (۳۱۸)

ترجمہ: وہ کہتے ہیں حارث بن ابی ضرار مشرکین ہیں۔غزوۃ بنی مصطلق کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی طرف لوٹنے والے تھے۔حارث نے قسم کھائی کہ جب تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض ساتھیوں کو قتل نہیں کرے گا واپس نہیں جائے گا۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ سروں سے خود نہ اتاریں۔لہٰذا لوگوں نے ایسا ہی کیا۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث بن نعمان کو لوگوں کے پہرہ پر لگا دیا۔اصحاب رسول سے حارث نے کہا کہ آپؓ سو جائیں میں آپ کی حفاظت کے لئے کافی ہوں۔اس دوران وہ پڑھتے رہے اور باقی اصحاب رسول سو گئے۔اچانک حارث ابن ضرار قریب آ

Marfat.com

گیا اور مسلمان اس کو نہ پکڑ سکے کہا اے حارث تو غافل رہا اس آدمی سے یہاں تک کہ اس نے تیر پھینکا، حارث نے کہا۔ نہیں بلکہ میں نے ارادہ کیا کہ جب مجھے تیر کا احساس ہوگا، تو میں تم کو مطلع کردوں گا۔ اور ذکر کیا کعبؓ بن مالک نے حارث کے مسلمانوں کے قریب آنے اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوۃ کا۔ یہ حالات دیکھتے ہوئے حضرت کعبؓ نے اپنے سونے کا ارادہ ترک کر دیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے وہ آپؐ کے سرہانے تلوار لے کر کھڑے رہے یہاں تک کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور انہوں نے کعبؓ کو اپنے سرہانے تلوار لے کر کھڑے دیکھا تو کہا کیا بات ہے کعب۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نے خیال کیا کہ کہیں حارث آپؐ کو ضرر نہ پہنچا دے۔ آپؐ کی اور صحابہ کی عزت کی قسم اس خیال سے میری نیند اڑ گئی اور میں آپؐ کی حفاظت کے لئے کھڑا ہو گیا۔ پس اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف کی۔

اس روایت سے حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی سچی محبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہوتی ہے۔ اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر عزیز تھے کہ ان کی حفاظت کے خیال سے اپنی جان تک کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔

سبقت فی الاسلام:

جب حضرت معصبؓ نے مدینہ منورہ میں تبلیغ شروع کی تو جن لوگوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت حاصل کی ان میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا نام بھی شامل ہے۔ اس کے بعد عقبہ ثانیہ میں شرکت کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت

Marfat.com

کرنے پران کوخودساری زندگی اپنے اوپرفخر رہا۔

اطاعت رسول:

چونکہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کورحمت دوعالم سرورکائنات فخرموجودات صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت تھی۔اس لیے وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں بھی پیش پیش رہتے تھے۔اطاعت رسول کی خاطر اپنی جان و مال اولاد کسی کی بھی پرواہ نہ کی۔اس کی سب سے بڑی مثال یہ ہے کہ جب غزوہ تبوک میں نہ جانے پر جوسزا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی اس کو بخوشی منظور کرلیا یہاں تک کہ جب سب مسلمانوں نے ان سے بولنا بند کردیا اور آپؐ نے ان کی بیوی کو بھی علیحدہ کرنے کا حکم صادر فرما دیا ایسے میں بھی حضرت کعبؓ نے اطاعت نہ چھوڑی۔حالانکہ ایسے موقع پر شاہ غسان نے بھی ان کو اپنے پاس بلا کر عزت وتکریم کرنی چاہی لیکن کعبؓ نے ھادی اعظم حضرت محمد ﷺ کی محبت اور اطاعت کی خاطر اس کے پاس جانا منظور نہ کیا اور اتنی سخت سزا اپنی ذات پر جھیلتے رہے (۳۱۹)۔

ان کی اطاعت کی اس سے بڑی اور کیا مثال ہوگی کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں نہ اپنی جان کی پروانہ کی اور نہ مال و دولت کی فکر کی اور نہ ہی اہل وعیال کا فکر انہیں دامن گیر ہوا۔جنگ تبوک سے غیر حاضری میں سزا ملنے پر جب ان کو یہ حکم پہنچا کہ اپنی بیوی سے علیحدگی اختیار کرلو تو وہ سمجھے کہ اس کو طلاق دے دو تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ اطاعت رسول میں اپنی عزیز ترین بیوی کو طلاق دینے پر بھی تیار ہوگئے (۳۲۰)۔

ان کی اطاعت کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے مسجد میں ایک صحابی پر قرض کا تقاضا کیا شوروغل ہوا حجرہ نبوی میں آواز پہنچی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کاشانہ اقدس کا پردہ اٹھا کر فرمایا۔

''کعب آدھا قرض معاف کردو''۔حضرت کعب رضی اللہ عنہ فوراً

Marfat.com

بولے ''یارسول اللہ معاف کردیا''(۳۲۱)۔

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اس قدر ضروری سمجھتے تھے کہ اس کے سامنے ہر چیز ان کے لئے ہیچ تھی۔ بس ان کی دلی خواہش یہی ہوتی تھی کہ چاہے ان کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کچھ بھی قربان کرنا پڑے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے خوش رہیں۔

عبادت وریاضت:

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو عبادت الٰہی سے خاص شغف تھا۔ پانچ وقت کی نماز باقاعدہ ادا کرتے تھے خود فرماتے ہیں کہ جس وقت جنگ تبوک کے موقع پر مجھ سے اور میرے ساتھیوں سے سب مسلمانوں نے بولنا بند کردیا تو میرے دونوں ساتھی تو منہ چھپا کر گھر میں بیٹھ رہے لیکن میں جوان تھا اور پانچوں وقت کی نماز مسجد میں جا کر ادا کرتا تھا(۳۲۲)۔ تعلق ومحبت الٰہی سے سرشار تھے، چنانچہ جب غزوہ تبوک کے موقع پر ان کو معلوم ہوا کہ ان کی معافی کا اعلان اللہ ذوالجلال کی طرف سے ہوا ہے تو اپنی اس سعادت پر ازحد مسرور وشاداں ہوئے اور خوشی میں ساری زندگی سچ بولنے کی قسم کھائی جس کو تاحیات نبھایا اور اپنی ساری جائیداد صدقہ کرنے کے لئے تیار ہوگئے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے پر کچھ رہنے دی(۳۲۳)۔

صدق وراستی:

صدق وراستی حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا خاص وصف تھا آپؓ نے اپنی زندگی میں خصوصاً اسلام لانے کے بعد کبھی صدق کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ جب انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی ملی تو انہوں نے قسم کھائی کہ کبھی جھوٹ نہیں بولیں گے۔ خود فرماتے ہیں:۔

''واللّٰہ ما تممدت کذبة منذ ذکرت۔ ذلك لرسول اللّٰہ ﷺ الی یومی ھذا وانی لأرجو أن یحفظنی اللّٰہ

Marfat.com

فیما بقی "(۳۲۴)

ترجمہ: خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے جب سے مجھے اسلام کے سیدھے راستے پر لگایا ایسی نعمت سے کبھی سرفراز نہیں فرمایا جو میرے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سچ بولنے کی نعمت سے بڑی ہو۔ میں اس وقت بالکل جھوٹ نہیں بولا ورنہ اسی طرح ہلاک ہو جاتا جس طرح وہ لوگ ہو گئے جنہوں نے جھوٹ بولا تھا۔

غزوہ تبوک سے پیشتر کی زندگی بھی نہایت پاک صاف گزری تھی۔ چنانچہ جب یہ واقعہ پیش آیا تو بنو سلمہ نے برجستہ کہا۔

"واللّٰہ ما علمناك كنت اذنبت ذنبا قبل هذا" (۳۲۵)

ترجمہ: خدا کی قسم تم نے اس سے پہلے تو کوئی گناہ نہیں کیا تھا۔

صدق و اخلاص آپ رضؓ کا مزاج ثانی بن چکا تھا۔ آپ رضؓ کسی بات کے سچ اور جھوٹ کو فوراً پہچان لیا کرتے تھے۔ محمد ادریس کاندھلوی صاحب اپنی کتاب حجیت حدیث میں لکھتے ہیں۔

"ولهذا كان كعبؓ بن مالك بعد ان عمى اذا تكلم الرجل ابين يديه بالكذب يقول له اسكت انى لاجد من فيك رائحة الكذب واذا سمع حديثا مكذوبا عرف كذب"

(محمد ادریس کاندھلوی، حجیت حدیث، ص۹۹)

ترجمہ: حضرت کعبؓ بن مالک صحابی کو اللہ تعالیٰ نے ایسی ایمانی فراست عطا کی تھی کہ نابینا ہونے کے بعد ان کا یہ حال تھا کہ جب کوئی شخص ان کے سامنے کوئی جھوٹ بات کہتا تو یہ فرماتے خاموش رہ میں تیرے منہ سے جھوٹ کی بدبو محسوس کرتا ہوں۔ کعبؓ بن مالک جب کبھی جھوٹ بات سنتے فوراً پہچان لیتے اور

Marfat.com

فوراً اس کی تکذیب کر دیتے۔

قوت ایمان:

صاحب قوسین سرور کائنات فخر موجودات سید مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے فیض سے صحابہ کرام کے ایمان اس قدر مضبوط ہو چکے تھے کہ ان کو برے سے برے وقت میں بھی اپنے ایمان سے نہیں ہٹایا جا سکتا تھا۔

صحابہ کرام تنگدست اور مشرکین بہت دولت مند تھے۔ ضرورت پڑنے پر صحابہ ان سے قرض لیتے تھے یہود اور مشرکین کے پاس دولت ایک ایسا ہتھیار تھا جس سے صحابہ کرام کو ان کے ایمان سے ہٹا سکتے تھے۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے فیض نے ان کے ایمان کو اس قدر مضبوط کر دیا تھا کہ کوئی چیز ان کو اسلام سے نہیں ہٹا سکتی تھی۔ انہی صحابہ میں ایک حضرت کعب رضی اللہ عنہ تھے۔ جب غزوہ تبوک میں شریک نہ ہو سکے تو اس کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ناراض ہوئے اور تمام مسلمانوں کو حکم دیا کہ ان سے کسی قسم کا رابطہ نہ رکھیں۔ ایسے حالات میں شاہ غسان نے ان کو لکھا کہ تم بہت عزت والے آدمی ہو۔ تمہارا آقا تم سے اچھا سلوک نہیں کر رہا۔ تم میرے پاس چلے آؤ اور ہم تمہارے ساتھ اچھا سلوک کریں گے۔ اس وقت اگر حضرت کعب رضی اللہ عنہ چاہتے تو ان کے قدموں میں دولت کے ڈھیر لگ جاتے۔ لیکن انہوں نے اسلام پر مالی دولت کو فوقیت نہیں دی۔ بلکہ اس کے برعکس یہ سوچ کر آبدیدہ ہو گئے کہ اب کفار بھی میرے ایمان کو پھیرنے کی کوشش کرنے لگے ہیں اور اس کے بعد غصہ میں وہ خط تنور میں ڈال دیا۔ (۳۲۶)

شجاعت:

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بہت بہادر تھے۔ اسلام لانے سے پہلے بھی اوس و خزرج کی لڑائیوں میں شرکت کرتے رہے۔ اسلام لانے کے بعد جہاد میں شرکت کا اس قدر شوق تھا کہ بدر اور تبوک کے سوا تمام غزوات میں نہ صرف شریک ہوئے بلکہ

Marfat.com

اپنی جرأت اور بہادری کا لوہا منوایا، اپنی جان عزیز سے بے پرواہ ہوکر وہ کفار سے اس طرح مقابلہ کرتے کہ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ شاید شہادت کی قسم کھا کر آئے ہیں۔ غزوۂ احد میں جسم پر گیارہ زخم لگ چکے تھے۔ لیکن شوق جہاد اس قدر تھا کہ کسی زخم کی پرواہ تک نہیں تھی (۳۲۷) اور جب حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ ''حمراء الاسد'' میں چلنے کو کہا تو زخموں کی پرواہ کئے بغیر غزوہ کے لئے تیار ہو گئے۔ (۳۲۸)

یہ ان دو صحابیوں (حضرت کعبؓ بن مالک اور عبداللہؓ بن رواحہ) میں سے ایک ہیں جنہوں نے بیک وقت زبان و تلوار سے اسلام کی خدمت انجام دی۔ ان کے اشعار میں بہادری کا جذبہ کارفرما نظر آتا ہے۔ خود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے طریقہ حرب کی تعریف کی ہے۔

''انت تحسن صناعة الحرب''۔ (۳۲۹)

ترجمہ: تم لڑائی کے فن سے اچھی طرح واقف ہو۔

مسلمانوں سے محبت:

حضرت کعب رضی اللہ عنہ اپنے مسلمان بھائیوں سے بہت محبت کرتے تھے اور جس طرح ان کی مدد ہو سکتی کرتے تھے۔ انہوں نے کبھی یہ برداشت نہیں کیا کہ کوئی کافر مسلمان کی ہجو کہے۔ جب کوئی کافر کسی مسلمان کی ہجو کہتا تو وہ فوراً اس کی طرف سے اس کا جواب دیتے تھے۔ مسلمانوں کی شہادت پر ان کو اس قدر صدمہ پہنچتا کہ ان کے مرثیے کہتے۔

سخاوت و مہربانی:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بہت سخی تھے۔ غریبوں کی مدد کرتے تھے۔ جب جنگ تبوک کے موقع پر ان کی معافی ہو گئی تو اس خوشی میں اپنی پوری جائیداد صدقہ کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سمجھانے پر تھوڑا سا حصہ رکھ لیا باقی سب صدقہ کر دیا۔ (۳۳۰)

Marfat.com

سخاوت کے ساتھ ساتھ ان میں انکساری بھی بہت تھی حالانکہ غزوہ تبوک کے وقت ان کے مالی حالات بہت اچھے تھے لیکن انکساری کا یہ عالم تھا کہ جس وقت ان کو جو آدمی معافی کی خوشخبری دینے آیا تو ان کے پاس صرف وہی جوڑا کپڑوں کا تھا جو انہوں نے پہن رکھا تھا اسی کو خوشی میں اتار کر اسے دے دیا اور خود مانگ کر کپڑے پہنے۔ (۳۳۱)

مہمان نوازی:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بہت مہمان نواز تھے۔ کبھی مہمانوں کو کھانا کھلائے بغیر نہ جانے دیتے۔ وہ مہمانوں کو ہدایا بھی دیتے۔ ۹ ھ میں بنی کلاب کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس میں لبید بن ربیعہ اور جبار بن سلمی بھی تھے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی جبار بن سلمی سے دوستی تھی۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو جب ان کی آمد کا علم ہوا تو ان کو خوش آمدید کہنے آئے۔ جبار کو ہدیہ پیش کیا اور ان کی خاطر مدارات کی۔ (۳۳۲)

سلیم الطبعی و پاکبازی:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نہایت سلیم الطبع اور پاکباز تھے۔ باہمی امن و امان کو بہت پسند کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ان قبائلی جنگوں کو جو اوس و خزرج کے درمیان برپا ہوتی رہتی تھیں، ناپسند کرتے تھے اور اس جستجو میں رہتے تھے کہ کسی طرح یہ خونریزیاں ختم ہو جائیں۔ چنانچہ جنگ بعاث کے بعد اوس و خزرج کے لوگوں نے مفاہمت کی راہیں تلاش کرنی شروع کیں تو ان میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی رائے بھی شامل تھی۔ جو لوگ مدینہ سے مکہ قریش سے حمایت حاصل کرنے گئے تھے اصل میں وہ لوگ امن و سکون کی تلاش میں تھے تاکہ مدینہ میں باہمی نفاق کی صورتیں ختم ہوں اور بیعت عقبہ ثانیہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی توقع وابستہ کی گئی تھی کہ آپؐ کی بدولت باہمی قبائلی نفاق دور ہوں اور سب اہل مدینہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت

Marfat.com

سے پھر متحد ہو جائیں۔اس اتحاد اور امن کی آرزو کرنے والے لوگوں میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔اس لئے یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ باہمی امن و امان کو ضروری سمجھتے تھے۔ان کی یہ خواہش طبعی نیکی کی بدولت تھی اور اس طرح ان کی سلامت طبع اور پاکبازی مسلم ہو جاتی ہے۔پھر حق کی طرف مائل ہونا اور اسلام قبول کرنا بھی ایسے حقائق ہیں جو ان کی کشادہ دلی اور راستی کو قبول کرنے کی صلاحیت پر دلالت کرتے ہیں۔

وفا شعاری:

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی ایک خوبی یہ بھی تھی کہ کسی کے خلوص و محبت کو کبھی نہیں بھولتے تھے۔غزوہ تبوک کے موقع پر جب ان کی توبہ قبول ہوئی اور حضرت کعبؓ مسجد میں تشریف لائے تو سب سے پہلے حضرت طلحہؓ جو ان کے مواخاتی بھائی تھے خوشی سے ان کی طرف دوڑے اور ان کو مبارک باد دی۔(۳۳۳) خود کہتے ہیں کہ وہ ان کے اس خلوص کو زندگی بھر نہیں بھولیں گے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نہایت سچے اور وعدے کا پاس کرنے والے شخص تھے۔ جس سے کوئی استفادہ کیا اسے زندگی بھر دعا دیتے رہے۔چنانچہ حضرت ابوامامہ اسعدؓ بن زرارہ کے لئے زندگی بھر مغفرت کی دعا کرتے رہے جن کے پیچھے انہوں نے پہلی نماز جمعہ ادا کی تھی۔(۳۳۴)

جذبہ مسابقت:

حضرت کعب رضی اللہ عنہ میں بہادری و جرأت کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنے کا جذبہ بھی کارفرما تھا۔اس جذبہ مسابقت میں خاندانی عزت و وجاہت اور انانیت کبھی حائل نہ ہوئی۔بلکہ انہوں نے بذات خود محنت کر کے اپنے لئے بلند مقام پیدا کیا۔جس کی وجہ سے وہ زمانہ جاہلیت میں ہی مشہور و معروف شاعر اور تلوار کے دھنی بن گئے۔اور ان کا شمار اسلام کے بعد سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص شعراء میں

Marfat.com

ہونے لگا ان کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار اور زبان دونوں سے مدد کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ یہ ان کی ذہنی اور جسمانی قابلیت ہی تھی جس کی وجہ سے وہ ایک مشہور ومعروف شاعر ایک بہادر مجاہد کے مقام پر سرفراز ہوئے۔

روایات حدیث اور خاندان کعب بن مالک:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ صاحب قوسین رحمت دو عالم سید مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان بلند کردار تقدس مآب اور حریت نواز صحابہ میں سے ہیں جن کو ہادی اعظم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عقیدت تھی اور ان کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیض اٹھانے کا کافی عرصہ تک موقع ملا تھا۔ اس لئے ان کا علم وفضل علمی زرو جواہر سے بھر گیا۔ اور جن جن موقعوں پر انہوں نے خصوصی شرکت کی ان واقعات کے متعلق بھی روایت نقل کرتے ہیں۔ ان سے اسی احادیث روایت کی گئی ہیں۔ (۳۳۵)

انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اسید بن حضیر سے احادیث روایت کیں۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے بہت سے لوگوں نے احادیث روایت کی ہیں۔ ان کی اولاد میں سے عبداللہ، عبدالرحمٰن، عبید اللہ، معبد، محمد اور ان کی بیٹی ام عبداللہ بن انیس نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔ ان سے ایک پوری جماعت نے بھی احادیث روایت کی ہیں۔ جن میں مشہور عبداللہ ابن عباس، جابر بن عبداللہ، ابو امامہ باہلی، عمر بن الحکم بن ثوبان، عمرو بن الحکم بن رافع اور عمر بن کثیر بن افلح جیسے اکابر صحابہ شامل ہیں۔ حضرت ابو جعفر باقر، علی بن ابی طلحہ جیسے اکابر تابعین روایت کرتے ہیں۔ (۳۳۶)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی روایات بخاری شریف، مسلم شریف، مسند ابوداؤد، ترمذی شریف، نسائی اور ابن ماجہ میں بیان کی گئی ہیں۔ (۳۳۷)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا خاندان روایت حدیث میں ایک بلند مقام رکھتا ہے۔ ان کے چچازاد بھائی ابوقتادہؓ روایات حدیث کے بڑے عالم تھے۔ اس کے علاوہ ان

Marfat.com

کی اولاد کا تابعین میں احادیث روایت کرنے میں بڑا مرتبہ ہے۔ان کی ازواج نے بھی احادیث روایت کی ہیں۔

ان کے خاندان سے مروی چند احادیث احاطۂ تحریر میں لائی جاتی ہیں۔

ابوقتادہ: ابوقتادہ رضی اللہ عنہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی تھے۔ آپؓ نے بہت سی احادیث روایت کی ہیں اوران کی روایت کردہ احادیث کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ان کی روایت کی ہوئی حدیثوں سے ایک حدیث مندرجہ ذیل ہے۔

"عن أبی قتادہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔ قال الرویا الصالحہ من اللّٰہ والحلم من الشیطان فاذا حلم فلیتعوذ منہ ولیبصق عن شمالہ فانہا لا تضرہ۔ (۳۳۸)

ترجمہ: ابوقتادہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہے اور برا خواب شیطان کی جانب سے۔پس جوتم میں سے کوئی ایسا ڈراؤنا یا برا خواب دیکھے تو وہ اپنی بائیں جانب دھتکارے اوراللہ کے ذریعہ شیطان کے شر سے پناہ مانگے تو وہ برا خواب اسے کچھ بھی نقصان نہ پہنچائے گا۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بن مالک کی اولاد نے بھی احادیث روایت کی ہیں۔

عبداللہ بن کعب:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبداللہ بن کعب انصار کے اکابر علماء میں شمار ہوتے تھے۔(۳۳۹) ابوزرعہ کے مطابق ثقۃ الحدیث ہیں۔ابن سعد کہتے ہیں کہ میں نے عثمان سے سنا وہ ثقۃ الحدیث ہیں۔العجلی مدنی تابعی بھی ان کو ثقہ بتاتے ہیں۔ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔(۳۴۰) انہوں نے خود بھی اور اپنے والد ماجد کعبؓ بن مالک سے بھی احادیث روایت کی ہیں۔ یہاں ان کی ایک

Marfat.com

حدیث درج کی جاتی ہے جوانہوں نے اپنے والد سے روایت کی۔

حدثنا، یحیی بن بکیر حدثنا اللیث عن عقیل عن ابن شهاب عن عبدالرحمن بن عبداللّٰه بن کعب ان عبداللّٰه بن کعب قال سمعت کعبؓ بن مالك یحدث حین تخاف عن تبوك قال فلما سلمت علی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وهو یبرق وجهه من السرور و کان رسول اللّٰه ﷺ اذا سراستنار وجهه حتی کأنه قطعة قمر و کنا نعرف ذاك منه۔ (۳۴۱)

ترجمہ: یحییٰ بن بکیر الیث، عقیل بن شہاب، عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب سے بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن کعب نے کہا کہ میں نے کعبؓ بن مالک کو بیان کرتے سنا کہ غزوہ تبوک کے موقع پر جبکہ میں پیچھے رہ گیا تھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا (اس وقت) آپؐ کا چہرہ انور خوشی سے چمک رہا تھا اور آپؐ کی عادت شریفہ تھی کہ جب آپؐ خوش ہوتے تھے تو آپؐ کا چہرہ مبارک چمکنے لگتا تھا۔ گویا وہ ایک چاند کا ٹکڑا سا معلوم ہوتا اور یہ بات ہم آپؐ کے روشن چہرہ سے معلوم کر لیتے تھے۔

عبیداللہ بن کعب:

حضرت عبیداللہ بن کعب بھی بڑے عالموں میں سے ہیں۔ اور ثقۃ الحدیث ہیں۔ انہوں نے احادیث روایت کی ہیں جن میں سے ایک حسب ذیل ہے۔

حدثنا ابو عاصم عن ابن جریج بن ابن شهاب، عن عبدالرحمن بن عبداللّٰه بن کعب عن ابیه وعمه عبیدا اللّٰه بن کعب رضی اللّٰه عنه ان النبی صلی اللّٰه علیه

Marfat.com

وسلم كان اذا قدم من سفر ضحى دخل المسجد فصلى ركعتين قبل ان يجلس" (۳۴۲)

ترجمہ: حدیث بیان کی ہم سے ابو عاصم نے وہ روایت کرتے ہیں ابو جریج سے وہ روایت کرتے ہیں ابن شہاب سے وہ بیان کرتے ہیں عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے اور اپنے چچا عبید اللہ بن کعب سے۔ جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے سفر سے چاشت کے وقت تو بیٹھنے سے پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نفل پڑھا کرتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن کعب:

ابن حجر نے ابن سعد کی روایت کے مطابق حضرت عبدالرحمٰن بن کعب کو ثقۃ الحدیث کہا ہے۔ (۳۴۳) اس نے اپنے باپ سے احادیث روایت کی ہیں۔ وہ امہات المؤمنین سے بھی احادیث روایت کرتے ہیں (۳۴۴)۔ کہا جاتا ہے وہ بڑے تابعین میں سے ہیں اور اپنے بھائی سے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ مدینہ کے فقہا میں سے تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اپنی قوم کے بہت بڑے عالم تھے۔ اور بڑے پرہیز گار تھے (۳۴۵)۔ ان سے روایت کردہ حدیث نیچے نقل کی جاتی ہے۔

حدثنی عبداللّٰه بن محمد حدثنا هشام اخبرنا معمر الذهری عن عبدالرحمن ابن كعب بن مالك عن ابيه ان النبی صلى اللّٰه عليه وسلم خرج يوم الخميس فی غزوه تبوك وكان يحب ان يخرج يوم الخميس۔ (۳۴۶)

ترجمہ: عبداللہ بن محمد، ہشام، معمر، زھدی عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کے لیے جمعرات کے دن (مدینہ سے) نکلے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات پسند کرتے تھے کہ سفر کے لئے جمعرات کے دن نکلا جائے۔

معبد بن کعب:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے بیٹے معبد بن کعب بن مالک نے اپنی والدہ، اپنے والد، ابوقتادہ، عبید اللہ، عبداللہ سے احادیث روایت کی ہیں اور حضرت معبد سے وہب بن کیسان، محمد بن عمر بن خلجاہ، العلاء ابن عبدالرحمٰن، وابد بن کثیر، ابن اسحاق، اسامہ بن زید الاثنی، عیسیٰ بن معاویہ اور عقیل بن خالد روایت کرتے ہیں۔ ابن حبان نے کہا کہ وہ ثقات الحدیث ہیں۔ (۳۴۷)

معبد بن کعب کی روایت کردہ ایک حدیث حسب ذیل ہے۔

حدثنی معبد بن کعب بن مالك، فحدثنی فی حدیثه عن اخیه عبداللّٰه بن کعب، عن ابیه کعبؓ بن مالك، قال: کان اول من ضرب علی ید رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم البراءؓ ابن معرور ثم بایع بعد القوم۔ (۳۴۸)

ترجمہ: ''معبد بن کعب نے اپنے بھائی عبداللہ بن کعب سے اور انہوں نے اپنے والد کعبؓ بن مالک سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ پہلا شخص جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی براءؓ بن معرور تھے۔ ان کے بعد تمام لوگوں نے بیعت کی۔''

عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب:

حضرت عبداللہ بن کعب بن مالک کے صاحبزادے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن

Marfat.com

کعب بن مالک بھی عالم تھے۔ انہوں نے بھی حضرت کعبؓ سے احادیث روایت کی ہیں۔ ان کی ایک روایت کردہ حدیث جو انہوں نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی، احاطہ تحریر میں لائی جاتی ہے۔

حدثنی احمد بن محمد أخبرنا عبداللّٰه یونس عن الذهری قال أخبرنی عبدالرحمن بن عبداللّٰه بن کعب بن مالك قال سمعت کعب بن مالك رضی اللّٰه عنه یقول کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فلما یرید غزوة یغزوها الا وری بغیرها حتی کانت غزوة تبوك فغراها رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فی حر شدید واستقبل سفراً بعیداً و مغازاً واستقبل عزو عدو کثیر فجلی للمسلمین أمرهم لیناهبوا أهبة عدوهم وأخبرهم بوجهه الذی یرید و عن یونس عن الذهری أخبرنی عبدالرحمن بن کعب بن مالك أن کعب بن مالك رضی اللّٰه عنه کان یقول لتعلما کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یخرج اذا خرج فیسفر الا یوم الخمیس[۳۴۹]۔

ترجمہ: احمد بن محمد، عبداللہ، یونس، زہری، عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب سے روایت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت کعبؓ بن مالک سے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ کا ارادہ کرتے تو اکثر (مصلحت کی وجہ سے) اس کے مخالف جگہ ظاہر فرماتے حتی کہ غزوہ تبوک کا موقع آ گیا۔ اس جہاد کا ارادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت گرمی میں فرمایا۔ دور دراز کا سفر اور جنگلات کا سامنا تھا۔ اور دشمنوں کی بہت بڑی تعداد سے

Marfat.com

مقابلہ تھا اس لئے آپؐ نے مسلمانوں سے اس جہاد کے مقام کی بابت صاف صاف بتلا دیا تھا تاکہ وہ اپنے دشمن کے مطابق سامان تیار کرلیں۔ اور جس طرف جانا تھا وہ بھی بتا دیا تھا۔ یونس نے بواسطہ زھری بیان کیا ہے کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک نے فرمایا کہ حضرت کعبؓ بن مالک فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے سوا اور کسی دن سفر پر کم ہی نکلتے تھے۔

کبشہ بن کعب:

حضرت کعبؓ کی صاحبزادی حضرت کبشہ بنت کعب بن مالک نے بھی ابوقتادہ سے روایت کی ہے ان کی روایت کردہ حدیث بلی کے جھوٹے پانی سے وضو کرنے کے بارے میں ہے جو انہوں نے حضرت ابوقتادہؓ سے روایت کی ہے وہ حسب ذیل ہے۔

روی اسحاق عبداللّٰہ بن ابی طلحه عن حمیده بنت عبید بن رفاعه عن کبشه بنت کعب بن مالك و کانت عند ابی قتاده ان ابا قتاده دخل علیها قالت فسکبت له وضوا۔ قالت فجاءت هرة تشرب نأصفی بها لا ناء حتی شربت قالت کبشة قرانی انظر الیة فقال اتعجبین یاابتة اخی فقلت نعم فقال ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم انها لیست بنجس انها من الطوافین علیکم والطوافات اخرجه ابوموسی۔ (۳۵۰)

ترجمہ: روایت بیان کی اسحاق نے عبداللہ بن ابی طلحہ نے وہ روایت کرتے ہیں حمیدہ بنت عبید بن رفاعہ سے انہوں نے

Marfat.com

روایت کی کبشہ بنت کعب بن مالک سے وہ حضرت ابوقتادہؓ کے پاس تھیں۔ ابوقتادہؓ آئے۔ انہوں نے وضو کے لئے پانی انڈیلا، پس بلی آئی اور پانی پینے لگی انہوں نے اس کے لیے برتن جھکا دیا تاکہ وہ پانی پی لے، کبشہ فرماتی ہیں آپؓ نے دیکھا میں حیران ہو کر آپؓ کو دیکھ رہی ہوں۔ فرمایا کیا تجھے تعجب ہو رہا ہے اے بھتیجی، میں نے کہا ہاں۔ فرمایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ ناپاک نہیں ہے بلکہ یہ تمہارے گھروں میں کثرت سے آنے جانے والی ہے۔ یہ روایت ابوموسیٰ نے نقل کی۔

خیرہ زوجۃ کعب بن مالک:

حضرت کعبؓ بن مالک کی بیوی حضرت خیرہؓ نے بھی حدیث روایت کی ہے جو نیچے نقل کی جاتی ہے۔

اخبرنا یحیی اجازہ با سنادہ عن ابی عاصم قال حدثنا الحسن بن علی حدثنا عبداللّٰہ بن صالح بن اللیث بن سعد بن رجل من ولد کعب بن مالك یقال له عبداللّٰہ بن یحییٰ عن ابیه عن حدثه خیره امراة کعبؓ بن مالك أنها انت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم بحلی لها فقالت انی تصدقت بهذا فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم انه لا یجوذ لامرأة فی مالها امر الاباذن زوجها فهل استأذنت کعبا یقالت نعم فبعث رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم عایه وسام الی کعب فقال هل اذنت لخیرة ان تصدق بحلها۔

فقال نعم فقبله رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم منها و روی عبداللّٰہ عن یحٰی بن ابیه عن جدة عن جدة خیرة امراة کعب۔ (۳۵۱)

ترجمہ: روایت کی ہم سے یحییٰ اجازہ نے اپنی سند کے ساتھ وہ

Marfat.com

روایت کرتے ہیں ابن عاصمؒ کے بیٹے سے۔ کہا حدیث بیان کی ہم سے حسن بن علی نے حدیث بیان کی لیث بن سعد نے انہوں نے بیان کی ایک آدمی سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے اور وہ اپنی دادی سے کہ خیرہ کعبؓ بن مالک کی بیوی ہیں۔ بے شک وہ آئیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنا زیور لے کر۔ انہوں نے کہا میں اس کو صدقہ کرتی ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر اپنے مال میں صدقہ کرے کیا تو نے کعب سے اجازت لی ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا کسی کو حضرت کعبؓ کی طرف یہ دریافت کرنے کے لیے کیا تو نے خیرہ کو زیور صدقہ کرنے کی اجازت دی ہے۔ انہوں نے کہا ہاں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خیرہ سے اس کو قبول کیا۔ اور روایت کیا عبداللہ بن یحییٰ نے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے اور وہ اپنی دادی سے خیرہ بیوی ہے کعب کی۔ اس حدیث کو حضرت خیرہؓ نے بھی روایت کیا ہے۔

حضرت عمیرہ زوجہ کعبؓ بن مالک:

حضرت کعبؓ کی بیوی حضرت عمیرہؓ نے قبلتین کے بارے میں بھی حدیث روایت کی ہے۔ یہاں ان کی ایک اور حدیث احاطہ تحریر میں لائی جا رہی ہے۔

"قالت قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا تنتبذوا التمر والزبیب جمیعا انتبذوا کل واحد علی حدثہ" (۳۵۲)

Marfat.com

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھجور سے اور کشمش سے نبیذ نہ بناؤ۔ اور یہ دونوں چیزیں سڑ کر نبیذ میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔

معلوم ہوا کہ نہ صرف کعبؓ بن مالک ثقہ رواۃ حدیث میں سے ہیں بلکہ آپؓ کے خاندان کے اکثر افراد علم حدیث سے خصوصی لگاؤ و تعلق رکھتے تھے اور اہتمام کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور کبار صحابہ سے روایات نقل کرتے ہیں۔

Marfat.com

حواشی

۱۔ لسان العرب :ابن منظور أبی الفضل جمال الدین محمد بن مکرم، ج ۲ (مصر: مطبعۃ الکبری)، ص ۲۱۳۔

۲۔ تاج العروس ،محمد مرتضی الحسینی الزبیدی، ج ۴ (کویب، ۱۳۸۵ھ۔۱۹۶۵م)، ص ۱۴۸۔۱۵۴۔

۳۔ القاموس، محب الدین أبی الفیض السید محمد مرتضی الحسینی الواسطی الزبیدی، ج ۱ (مصر، ۱۳۰۶ھ)، ص ۴۵۶، ۴۵۷۔

۴۔ المنجد (لاہور، ۱۹۷۵ء)، ص ۸۸۲۔

۵۔ مصباح اللغات ،ابوالفضل عبدالحفیظ بلیاوی (کراچی، ۱۹۸۱ء)، ص ۷۴۱

۶۔ المعجم الاعظم ،محمد حسن الاعظمی (کراچی: مکتبہ اعظمیہ)، ص ۲۴۸۴

۷۔ الصحاح، الجوہری، اسماعیل بن حماد، ج ۱ (بیروت: دارالعلم، ۱۳۹۹ھ۔۱۹۷۹م)، ص ۲۱۳۔

۸۔ Edward William Lane, Arabic English Lexicon. Book I, Part 7 (Lahore: Islamic Book Centre), P. 2616.

۹۔ محمد بن سعد، کتاب الطبقات الکبیر ، ج ۱، ج ۱ (المدینۃ لیدن: المحروسہ بمطبعۃ بریل، ۱۳۳۵ھ)، ص ۵۱۔

۱۰۔ محمد عبدالمعبود، تاریخ مکہ مکرمہ (راولپنڈی)، ص ۵۶

۱۱۔ السہیلی ،ابوقاسم عبدالرحمٰن، الروض الانف ،ج ۱ (ملتان: پاکستان، ۱۳۹۷ھ۔۱۹۷۷ء)، ص ۱۲۸۔

۱۲۔ النسائی ، کتاب السنن ، بشرح جلال الدین وحاشیہ الامام سندھی، ج ۳، ج ۵۔ (بیروت: درالحیاء التراث العربی)، ص ۲۱۵، کتاب الحج باب بناء الکعبۃ

۱۳۔ محمد ہارون، آئینہ عرب ،ترجمہ کتاب ضاحۃ الطرب فی تقدمات العرب (لاہور۔ پاکستان، ۱۹۰۴ء)، ص ۱۲۳۔

۱۴۔ ابن حجر العسقلانی، محمد بن الکنانی، الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ،ج ۳ (مصر: مکتبہ النجاریۃ الکبری، ۱۳۵۸ھ۔ ۱۹۳۹ء)، ص ۲۸۵؛ الذھبی، شمس الدین محمد احمد بن عثمان، سیر أعلام النبلاء ،ج ۲ (مصر: دارالمعارف)، ص ۳۷۴

۱۵۔ الاصابۃ، ۳:۲۸۵، ابن اثیر، عزالدین ابی الحسن علی حمد بن عبدالکریم الجزری، اسدالغابہ ،ج ۴ (طہران: المکتبۃ الاسلامیۃ)، ص ۲۴۷۔ عبداللہ بن قدامہ المقدریسی، الاستبصار فی نسب الصحابۃ من

Marfat.com

الانصار (دارالفکر)، ص۱۶۰؛ ابن عبدالبر، ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ج۳ (مصر: مکتبہ نہضہ)، ص۱۳۲۳؛ انصغدی الصلاح الدین خلیل بن ابیک، نکت الھمیان فی نکت العمیان (مصر، ۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء)، ص۲۳۱

البلدزری، احمد بن یحیٰی، انساب الاشراف، (مصر دارالمعارف)، ص۲۴۸

ابن حجر العسقلانی، محمد بن علی الکنانی، تہذیب التہذیب، ج۱۸، (بیروت: دارصادر)، ص۴۴۰

المرزبانی، ابوعبیداللہ محمد بن عمران، معجم الشعراء (القاہرہ مکتبہ القدسی، ۱۳۵۴ھ)، ص۳۴۲

امام حاکم، ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ، من المستدرک، ج۳ (الریاض)، ص۴۴۱

۱۶۔ الاصابۃ، ۳:۲۸۵؛ اسد الغابہ، ۴:۲۴۷؛ تہذیب التہذیب، ۸:۴۴۰

الاستیعاب، ۳:۱۳۲۳؛ نکت الھمیان، ۲۳۱۔

۱۷۔ السامی العانی، دیوان کعب بن مالک (القاہرہ، ۱۹۶۹ء)، ص۸۰

طالب ہاشمی، خیر البشر کے چالیس جانثار، لاہور۔ پاکستان، ۱۹۸۰ء)، ص۲۲۶

۱۸۔ فرخ عمر، تاریخ الادب العربی، ج۱ (بیروت: دارالعلم، ۱۳۸۵ھ۔۱۹۶۵ء)، ص۳۲۳

۱۹۔ ابوالفرج اصبہانی، علی بن الحسین، کتاب الاغانی، ج۱۶ (بیروت۔ لبنان)، ص۲۲۶

معجم الشعراء، ص۳۴۲

۲۰۔ دیوان کعب بن مالک، ۵۳

السامی العانی، دیوان کعب بن مالک (القاہرہ، ۱۹۶۹ء)، ص۵۳

۲۱۔ عبدالرحمٰن ابن خلدون، تاریخ ابن خلدون، ۲:۹۷

۲۲۔ الاغانی، ۱۶:۲۲۶۔

۲۳۔ حوالہ بالا

۲۴۔ اسد الغابہ، ۴:۲۴۷؛ الاستیعاب، ۳:۱۳۲۳؛ نکت الھمیان، ۲۳۱۔

۲۵۔ الاغانی، ۱۶:۲۲۶

۲۶۔ سعید انصاری، سیر انصار، ج۱ (اعظم گڑھ: مطبوعہ معارف، ۱۳۶۶ھ۔۱۹۴۷ء)، ص۲۰؛ Reynold. A.Nichelson. A Literary History of the Arabs (London, 1907). P.15۔

۲۷۔ الشرق، مضمون کعب بن مالک، (لاہور)، ص۱۷۔

۲۸۔ دیوان کعب بن مالک، ۵۳۔

Marfat.com

۲۹۔ اسد الغابہ ،۳:۲۵۱

۳۰۔ عبدالعزیز رفاعی، کعب بن مالک ،(مکتبہ صغیر،۱۳۹۷ھ۔۱۹۷۷ء)،ص ۱۸

دیوان کعب بن مالک ،۵۵

۳۱۔ اسد الغابہ ،۲:۳۷۳؛ دیوان کعب بن مالک ،۵۵؛ الاستبصار ،۱۳۴،۱۶۲

۳۲۔ معجم الشعراء ،۳۴۲

۳۳۔ الاغانی،۱۶:۲۳۸؛ کعب بن مالک،۲۲

۳۴۔ الاغانی،۱۶:۲۳۷

۳۵۔ الاغانی،۱۶:۲۲۶

۳۶۔ کعب بن مالک ،۲۴

۳۷۔ ابن ہشام،ابی محمد عبدالملک، سیرۃ النبی ،ج ۲ (دارالفکر)،ص ۴۸

۳۸۔ کعب بن مالک ،۲۶؛ دیوان کعب بن مالک ،۷۲

ابوجعفر محمد بن حبیب، کتاب المحبر ،(بیروت)،ص ۲۷۲۔

۳۹۔ سیر انصار ،۶۷

۴۰۔ الامام بخاری، الجامع الصحیح ،بشرح الکرمانی، ج ۱ (مصر: مطبعہ البہیۃ ،۱۳۵۶ھ۔۱۹۳۷ء)،ص ۴۸

۴۱۔ ابن الکلبی ،ابوالمنذر ہشام بن محمد، کتاب الاصنام (القاہرہ: دارالکتب المصریۃ)،ص ۱۶

۴۲۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۱:۹۰؛ کتاب الاصنام ،۱۶

۴۳۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۱:۸۳

۴۴۔ طبری، ابوجعفر محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک ۱۸۔ج ۱، ح ۲، (دارالفکر، ۱۳۹۹۔ ۱۹۷۹ء)۔ ص ۱۲۳۸؛ ابن کثیر، ابی الفداء اسماعیل، السیرۃ النبویۃ، ج ۲ (بیروت، لبنان، ۱۳۹۶۔۱۹۷۱م)۔ص ۱۹۳؛ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۲:۴۸؛ الاستبصار ،۱۴۲۔۱۴۳

۴۵۔ الطبقات ،ج ۱،:۱۴۹

۴۶۔ الجوزیہ، شمس الدین ابی عبداللہ محمد بن قیم: زادالمعاد ،ج ۲ (مصر،۱۳۶۹ھ۔۱۹۵۰م)۔ص ۵۱

ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ ،۲:۱۹۷؛ الروض الانف،۱:۲۷۵

۴۷۔ المستدرک ، ۳: ۴۴۱؛ معجم الشعراء ، ۳۴۲؛ ابن حزم، ابو محمد علی بن احمد ، جوامع السیرۃ (مصر: دارالمعارف)،ص ۸۲؛ ابوحنیفہ، النعمان بن الثابت الکوفی التابعی، مسند الامام الاعظم (کراچی، کارخانہ

Marfat.com

تجارت کتب)۔ص ۳۳؛ ابن اثیر، عزالدین ابی الحسن علی محمد، تجرید اسماء الصحابة، ج ۲ (حیدرآباد دکن، ۱۳۱۵ھ)۔ص ۳۶؛ الاستبصار، ۱۶۰؛ الاستیعاب، ۳:۱۳۲۳

۴۸۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۲:۴۹۔۵۱؛ ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ، ۲:۱۹۴۔۱۹۸؛ السمہودی، شہاب الدین، بن العباس، احمد حسینی، وفاء الوفا باخبار دار المصطفیٰ، ج ۱ (مصر ۱۳۲۶ھ)۔ص ۱۶۲۔۱۶۶۔ ابن کثیر، عماد الدین ابی الفداء اسماعیل ابن عمر، البدایۃ والنہایۃ، ج ۳ (لاہور، پاکستان) ص ۱۵۸۔۱۶۵۔ تاریخ الامم والملوک، ج ۱، جز ۲:۲۳۷۔۲۴۰

۴۹۔ ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ، ۲:۲۲۰؛ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۲:۵۶

۵۰۔ الاستیعاب، ۳:۱۳۴۸؛ اسد الغابہ، ۴:۲۷۴؛ الاستبصار، ۱۴۲۔

۵۱۔ ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ، ۲:۲۰۲؛ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۲:۵۶

۵۲۔ طالب ہاشمی، رحمت دارین کے سوشیدائی (لاہور۔ پاکستان، اپریل ۱۹۸۴ء)۔ص ۴۰۴۔۴۰۵

۵۳۔ حوالہ بالا

۵۴۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۲:۴۳؛ الاستیعاب، ۱:۱۸۲؛ الاستبصار، ۵۷

۵۵۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۲:۴۲۔۴۳۔ ابوداؤد، کتاب السنن، ج ۱ (مصر، ۱۳۶۹ھ۔۱۹۵۰ء)۔ص ۳۸۵ الاستیعاب، ۱:۸۲: الاستبصار، ۵۷؛ وفاء الوفا، ۲:۷۰؛ البدایۃ والنہایۃ، ۳:۱۵۱؛ الجوزیۃ، شمس الدین ابی عبداللہ بن قیم: زاد المعاد، ج ۱؛ (مصر: مطبعہ مصطفیٰ التابی)، ص ۹۹؛ ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ، ۲:۱۸۱؛

۵۶۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۲:۹۷؛ زاد المعاد، ۲:۹۵؛ الروض الانف، ۲:۲

۵۷۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۲:۹۵

۵۸۔ القرآن، ۳۶؛ یٰسین:۹

۵۹۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۲:۹۸؛ سیرۃ مصطفیٰ، ۱:۳۱۷

۶۰۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۲:۹۸؛ سیرۃ مصطفیٰ، ۱:۳۲۸

الطبقات، ۱، ۱:۱۵۵، ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ، ۲:۲۴۶

۶۱۔ ایضاً ایضاً، ۲:۱۰۹؛ ایضاً، ۲:۵۴

۶۲۔ حوالہ بالا حوالہ بالا حوالہ بالا

الطبقات، ج، ۱، ح، ۱:۱۵۸، ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ، ۲:۲۶۸

۶۳۔ تاریخ الامم والملوک، ۲:۲۴۹؛ ابن حزم، جوامع السیرۃ، ۹۳؛ ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ، ۲:۲۷۰؛ السیرۃ

Marfat.com

الحلبية،۲:۲۳۲

۶۴۔ ابن کثیر، السیرة النبوية ،۲:۲۶۹۔۲۷۰

السیرۃ الحلبیۃ ،۲:۲۳۴؛ سیرۃ المصطفیٰ ،۱:۳۴۵

۶۵۔ السیرة الحلبية ،۲:۲۴۶؛ ابن کثیر، السیرة النبوية ،۲:۲۷۴؛ سیرة المصطفی ،۱:۳۴۵

۶۶۔ الطبقات ،ج۱، ح۱:۱۵۸

۶۷۔ القرآن الحکیم ،۳: آل عمران:۱۰۳

۶۸۔ زادالمعاد ،۲:۵۶

۶۹۔ زادالمعاد ،۲:۵۶

۷۰۔ البدایۃ والنہایۃ ، ۳:۲۲۷

الحسینی، ہاشم، سیرۃ المصطفیٰ (بیروت: دارالقلم، ۱۹۷۸ء) ص ۲۷۱

اسدالغابہ ،۴:۲۴۷، سئیر اعلام النبلاء ،۲:۳۷۵، لاستیعاب ،۲:۷۶۴

ابن کثیر، السیرة النبوية ،۲:۳۲۵

۷۱۔ سیر اعلام النبلاء ،۲:۳۷۵، تہذیب التہذیب ،۸:۴۴۱، انساب الاشراف ،۲۷۱، کتاب المحبر ،۷۲

۷۲۔ حضرت ابوایوب انصاری ،۱۴۵

۷۳۔ امام بخاری، الجامع الصحیح ،۹:۱۸۱

۷۴۔ احمد الناجی، سیرۃ النبی العربی، ج۱ (مصر) ص ۳۷۲

۷۵۔ القرآن حکیم ،۸: الانفال :۷۵

۷۶۔ القرآن حکیم ،۸: الانفال :۷۴

۷۷۔ الاستیعاب ،۲:۷۹۵

۷۸۔ الاصابۃ ،۲:۲۲۰؛ الاستیعاب ،۲:۷۶۴

۷۹۔ الاستیعاب ،۲:۷۶۴؛ الاصابۃ ،۲:۲۲۰

۸۰۔ الطبقات ،ج۳، ح۱:۱۵۲

۸۱۔ الطبقات ،ج۳، ح۱:۱۵۳؛ الاصابۃ ،۲:۲۲۱

۸۲۔ الطبقات ،ج۳، ح۱:۱۵۳

۸۳۔ الطبقات ،ج۳، ح۱:۱۵۳

Marfat.com

۸۴۔ طالب ہاشمی، رحمت دارین کے سوشیدائی (لاہور۱۹۸۴ء)۔ص ۱۰۸۔۱۰۹

۸۵۔ الاستیعاب،۲:۷۶۴؛ اسدالغابہ ،۲۴۷؛ الطبقات، ج۳، ح۱:۱۵۳

۸۶۔ الاستیعاب،۲:۷۶۴

۸۷۔ الاستیعاب،۲:۷۶۵

واقدی، محمد بن عمر بن واقد، کتاب المغازی ،ج۱ (مطبعۃ جامعۃ آکسفورڈ،۱۹۶۶م)،ص۱۹

۸۸۔ کتاب المغازی ،۱:۱۰۱

۸۹۔ الاستیعاب،۲:۷۶۵

۹۰۔ رحمت دارین کے سوشیدائی ،۱۱۰

۹۱۔ تاریخ الامم والملوک ،ج۲، ح۳:۲۰

۹۲۔ کتاب المغازی ،۱:۲۴۴

۹۳۔ الاستیعاب،۲:۷۶۵؛ احمد التاجی، السیرۃ النبی العربی ،۱:۵۲۵؛ ابن الجوزی، جمال الدین ابن الفرج، صفۃ الصفوۃ ،ج۱ (بیروت: دارالمعرفۃ،۱۳۹۹ھ۔۱۹۷۹م)،ص۳۳۶

۹۴۔ ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ ،۳:۵۱؛ الطبقات، ج۳، ح۱:۱۵۴

۹۵۔ السیرۃ الحلبیۃ ،۲:۵۲۱

۹۶۔ الطبقات، ج۳، ح۱:۱۵۴؛ سیرۃ النبی العربی ،۱:۵۲۵

۹۷۔ الاستیعاب،۲:۷۶۵؛ طبری، تاریخ الامم والملوک ،ج۲، ح۳:۲۱

ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ ،۳:۵۱؛ السیرۃ الحلبیۃ ،۲:۵۲۱

۹۸۔ السیرۃ الحلبیۃ ،۲:۵۲۱؛ خالد محمد خالد، رجال حوال الرسول (بیروت: دارالکتب العربیۃ،۱۹۷۳ء)۔ ص۴۴۴

۹۹۔ صفۃ الصفوۃ ،۱:۲۳۶

۱۰۰۔ الخصائص الکبری ،۲:۱۲۴؛ احمد التاجی، سیرۃ النبی العربی ،۱:۵۲

رجال حوال الرسول ،۴۴۰

۱۰۱۔ صفۃ الصفوۃ ،۱:۳۳۷؛ السیرۃ الحلبیۃ ،۲:۵۲۲؛

خالد محمد خالد، رجال حول الرسول (بیروت: دارالکتب العربیۃ،۱۹۷۳ء)،ص۴۴۵

۱۰۲۔ طالب ہاشمی، رحمت دارین کے سوشیدائی ،۱۱۲

Marfat.com

۱۰۳۔ صفة الصفوة ،۱:۲۳۸؛ رجال حول الرسول، ۴۴۴

۱۰۴۔ رحمت دارین کے سوشیدائی ،۱۱۲

۱۰۵۔ اسد الغابه،۳:۵۹؛ الاستیعاب،۲:۷۶۴؛ صفة الصفوة ،۱: ۳۳۷؛ السیرة الحلبیة ،۲:۵۲۲؛ رجال حوال الرسول ،ص۴۴۵

۱۰۶۔ صفة الصفوة ،۱:۳۳۷؛السیرة الحلبیة،۲:۵۲۲؛رجال حوال الرسول ،ص۴۴۵

۱۰۷۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۴:۱۷۱

۱۰۸۔ تاریخ الامم والملوک ،ج۲،ح۴:۵۴

۱۰۹۔ ایضاً ، ج۲،ح۴:۵۴

۱۱۰۔ تاریخ الامم والملوک ،ج۲،ح۴:۵۴

۱۱۱۔ رجال حول الرسول ،ص۴۴۷

۱۱۲۔ حوالہ بالا

۱۱۷۔ حوالہ بالا

۱۱۸۔ اسد الغابه ،۳:۶۱؛ الاستیعاب،۲: ۸۶۸؛ الاصابة،۲: ۲۲۲؛ صفة الصفوة ، ۱: ۳۴۱؛ رجال حول الرسول ،ص۴۵۰

۱۱۹۔ اسد الغابه ،۳:۶۱؛الاستیعاب،۲:۸۶۸

۱۲۰۔ اسد الغابه ،۳:۶۱؛ الاستیعاب،۲:۸۶۹

۱۲۱۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۴:۱۹۲

۱۲۲۔ شاہنامہ اسلام ،۱:۲۵۴

۱۲۳۔ القرآن ،۲۲:الحج:۳۹،۴۰

۱۲۴۔ القرآن ،۲:البقرہ:۱۹۳

۱۲۵۔ القران ،۴:النساء:۷۶

۱۲۶۔ القرآن ،۶۱:الصّف:۴

۱۲۷۔ القرآن ،۹:التوبة:۲۰

۱۲۸۔ ابن ماجہ، سنن ،۲:۲۴؛امام ترمذی، سنن ،۱:۳۹۴
امام بخاری، الجامع الصحیح ،۱۲:۹۹،۱۰۰

Marfat.com

۱۲۸۱۔ امام بخاری، الجامع الصحیح، ۱:۱۱۳؛ علی بن سلطان، مرقاۃ المصابیح، شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۷ (ملتان؛ مکتبہ امدادیہ)۔ ص ۲۷۱، کتاب الجہاد

۱۲۹۔ القرآن، ۳: آل عمران: ۱۷۱

۱۳۰۔ محمد اقبال، کلیات، حصہ ضرب کلیم، (لاہور، فروری ۱۹۷۳ء)۔ ص ۱۰۵

۱۳۱۔ القرآن، ۴۸: الفتح: ۳۹

۱۳۲۔ القران، ۳: آل عمران: ۱۷۳

۱۳۳۔ اقبال، کلیات، حصہ ضرب کلیم، ص ۱۰۵

۱۳۴۔ محمد اقبال، کلیات، بانگ درا، ۱۷۹

۱۳۵۔ کعب بن مالک، ۳۷؛ دیوان کعب بن مالک، ۶۱

۱۳۶۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، (دانش گاہ پنجاب لاہور)، ص ۳۱۸

۱۳۷۔ الکاندھلوی، محمد یوسف، حیاۃ الصحابہ، ج ۱ (دمشق، ۱۹۶۷م)، ص ۶۹۰

الاستبصار، ۱۶۰؛ البدایۃ والنہایۃ، ۳: ۱۶۳

۱۳۸۔ حیاۃ الصحابۃ، ۶۹۰

۱۳۹۔ حوالہ بالا، ۶۹۰، البدایۃ والنہایۃ، ۳: ۲۶۱

۱۴۰۔ دیوان کعب بن مالک، ۶۱۔۶۲؛ البلاذری، احمد بن یحییٰ، انساب الاشراف، ج ۱ (دار المعارف: مصر)۔ ص، ۲۲۸

۱۴۱۔ دیوان کعب بن مالک، ۶۲

۱۴۲۔ الاستبصار، ۱۶۰؛ الاستیعاب، ۳: ۱۳۲۴

۱۴۳۔ حسن ابراہیم، تاریخ اسلام، ۱: ۱۱۰

تاریخ الامم والملوک، ج ۲، ح ۳: ۹؛ السیرۃ الحلبیۃ، ۲: ۴۸۷

۱۴۴۔ تاریخ الامم والملوک، ج ۲، ح ۳: ۹؛ حسن ابراہیم، تاریخ اسلام، ۱: ۱۱۱

ابن حزم، جوامع السیرۃ، ۱۵۷؛ ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ، ۳: ۲۶۔۲۷

۱۴۵۔ تاریخ الامم والملوک، ج ۲، ح ۳، ۱۸؛ ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ، ۳: ۳۹

۱۴۶۔ تاریخ الامم والملوک، ج ۲، ح ۳، ۱۹؛ کعب بن مالک، ۳۷

جوامع السیرۃ، ۱۶۳؛ ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ، ۳: ۶۹؛ کتاب المغازی، ۱: ۲۳۶، السیرۃ الحلبیۃ،

Marfat.com

۲:۵۱۷؛ عیون الاثر ،۲:۲۲

۱۴۷۔ کعب بن مالک ،۳۷؛ تاریخ الامم والملوک ،ج۲،ح۳: ۱۹؛ امتاع الاسماع ،۱:۱۲۹،محمد حسین ہیکل، حیاۃ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)،ص۲۹۹؛ کتاب المغازی ،۱:۲۳۵۔۲۳۶،السیرۃ الحلبیہ ،۲:۵۱۷؛ النویری، شہاب الدین احمد بن عبدالوہاب، نہایۃ الادب ، ج ۱۷ (مصر) ص ۹۶؛ حسن ابراہیم حسن، تاریخ اسلام ،ج۱،(بیروت،۱۹۶۴ء)،ص۱۱۳

۱۴۸۔ کتاب المغازی ،۱:۲۳۶

۱۴۹۔ نکہت الہمیان،۳۲۱؛ امتاع الاسماع ،۱:۱۲۹؛ کتاب المغازی ،۱:۲۳۶؛ الاستبصار ،۱۶۱، الاستیعاب ، ۳:۱۳۲۴؛ سیر اعلام النبلاء ،۲:۳۷۵؛ محمد رضا، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)،ص۴۴۹

۱۵۰۔ کعب بن مالک ،۳۷؛ اسد الغابہ ،۴:۲۴۷؛ سیر اعلام النبلاء ،۲:۳۷۵،خزانۃ الادب ،۱:۲۰۰

۱۵۱۔ نکہت الھمیان ،۲۳۱: خزانۃ الادب ،۱: ۲۰۰؛ الاستبصار، ۱۶۱؛ الاستیعاب ،۳:۱۳۲۴؛ محمد رضا، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۴۴۹؛ کعب بن مالک ،۳۷؛ الاستیعاب، ۳:۱۳۷۴، اسد الغابۃ ،۴:۲۴۷

۱۵۲۔ کعب بن مالک ،۳۷؛ سیر اعلام النبلاء ،۲:۳۷۵؛ کتاب المغازی ،۱:۳۳۶؛ السیرۃ الحلبیۃ ،۲: ۵۲۲

۱۵۳۔ دیوان کعب بن مالک ،۷۱؛ الاستبصار،۲۳۴

۱۵۴۔ اردو انسائیکلوپیڈیا ،۱۱۴۷

۱۵۵۔ فرخ عمر، تاریخ ادب العربی ،۱:۳۲۳؛ نکہت الھمیان ،۲۳۱

۱۵۶۔ دیوان کعب بن مالک ،۶۲؛ کتاب المغازی ،۱:۲۳۵

۱۵۷۔ کتاب المغازی ،۲:۴۴۷

۱۵۸۔ کتاب المغازی ،۲:۶۴۶۔۶۴۷

۱۵۹۔ کتاب المغازی ،۲:۸۰۲

۱۶۰۔ القرآن ،۴۸:الفتح:۲۸

۱۶۱۔ محمد شفیع، معارف القرآن ،۴:۳۷۷

۱۶۲۔ القرآن ،۹:التوبۃ:۱۱۷

۱۶۳۔ محمد شفیع، معارف القرآن ،۴:۳۷۷

۱۶۴۔ القرآن ،۹:التوبۃ:۹۱

Marfat.com

۱۶۵۔ محمد شفیع، معارف القرآن، ۴:۳۷۸

۱۶۶۔ القرآن، ۹:التوبة :۱۰۲

۱۶۷۔ القرآن، ۹:التوبة :۱۰۶

۱۶۸۔ القرآن، ۹:التوبة :۱۱۸

۱۶۹۔ محمد شفیع، معارف القرآن، ۴:۳۷۸

۱۷۰۔ حوالہ بالا

۱۷۱۔ القرآن، ۹:التوبة :۴۷،۶۵،۷۴

۱۷۲۔ القرآن، ۹:التوبة:۳۸،۳۹

۱۷۳۔ القرآن، ۹:التوبة: ۸۶۔۸۷

۱۷۴۔ القرآن، ۹:التوبة :۹۴۔۹۶

۱۷۵۔ القرآن، ۹:التوبة :۱۰۲۔۱۰۶

۱۷۶۔ محمد شفیع، معارف القرآن، ۴:۴۵۴

۱۷۷۔ القرآن، ۹:التوبة :۱۱۱

۱۷۸۔ القرآن، ۹:التوبة :۱۱۷

۱۷۹۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، ج ۲، (لاہور: ترجمان القرآن، ۱۹۸۱ء)، ص ۲۴۴۔۲۴۵

۱۸۰۔ القرآن، ۹:التوبة :۱۱۸۔۱۱۹

۱۸۱۔ جوامع السیرۃ، ۲۵۵

۱۸۲۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۴:۱۸۷۔۱۹۴؛ ابن کثیر؛ السیرۃ النبویۃ، ۴:۴۲۔۴۸؛ سئیر اعلام النبلاء، ۲:۳۷۷۔۳۸۰؛ امام بخاری، کتاب الصحیح، ۱۶:۲۱۸۔۲۲۹

۱۸۳۔ دیوان کعب بن مالک، ۶۹

۱۸۴۔ حوالہ بالا

۱۸۵۔ دیوان کعب بن مالک، ۶۹

۱۸۶۔ القرآن، ۳:آل عمرن:۱۱۰

۱۸۷۔ المستدرک، ۳:۴۸۸

۱۸۸۔ الطبقات، ج ۱، ۲:۴۴؛ البدایۃ والنہایۃ، ۵:۸۹

Marfat.com

۱۸۹۔ ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ ،۴:۱۷۳؛ الطبقات ،ج۱، ح۲:۴۴

۱۹۰۔ ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ ،۴:۱۷۳؛ الطبقات ،ج۱، ح۲:۴۴

۱۹۱۔ ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ ،۴:۱۲۲؛ البدایۃ والنہایۃ، ۵:۸۹

۱۹۲۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۴:۱۲۲؛ اسد الغابہ ،۴:۲۴۸؛ الاستبصار ،۱۶۱؛ الاستیعاب ،۳:۱۳۲۴؛ سیر اعلام النبلاء ،۲:۳۷۶؛ محمد رضا، محمد، ۴۴۹؛ نکت الہمیان ،۲۳۱

۱۹۳۔ کعب بن مالک ،۳۸؛ امتاع الاسماع ،۱:۵۲۷۔۵۲۸؛ دیوان کعب بن مالک ،۷۲؛ الاستیعاب ،۱۱۹

۱۹۴۔ الاستیعاب ،۱:۱۱۹؛ مسلم، الجامع الصحیح ،۸:۱۷۔۱۸؛ الاغانی ،۱۶:۲۲۷

۱۹۵۔ کعب بن مالک ،۳۸؛ امتاع الاسماع ،۱:۴۳۳؛ دیوان کعب بن مالک ،۱۷

۱۹۶۔ کعب بن مالک ،۳۸؛ دیوان کعب بن مالک ،۷۱؛ کتاب المغازی ،۳:۹۷۳

۱۹۷۔ کعب بن مالک ،۳۸

۱۹۸۔ دیوان کعب بن مالک ،۷۲

۱۹۹۔ کعب بن مالک، ۳۸؛ دیوان کعب بن مالک ،۷۲

۲۰۰۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۴:۳۳۴

۲۰۱۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۴:۳۳۵

۲۰۲۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۴:۳۳۵

۲۰۳۔ القرآن ،۳: آل عمران:۱۴۴

۲۰۴۔ اسد الغابۃ ،۱:۳۰۷

۲۰۵۔ رحمت دارین کے سو شیدائی ،۱۱۴

۲۰۶۔ دیوان کعب بن مالک ،۷۲

۲۰۷۔ ایضاً، ۷۳

۲۰۸۔ تاریخ الامم والملوک ،ج۲، ح۳:۱۹۸

۲۰۹۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۴:۳۳۸، ۳۳۹

۲۱۰۔ تاریخ الامم والملوک ،ج۲، ح۳، ۱:۲۰۱؛ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۴:۳۳۹؛ بعض روایات میں ہے کہ ان صحابی کا نام ''خباب بن منذر'' تھا۔ البدایۃ والنہایۃ ،۵:۲۴۶

۲۱۱۔ حوالہ بالا

Marfat.com

۲۱۲۔ تاریخ الامم والملوک ،ج۲،ح۳:۲۰۱:ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۴:۳۳۹

۲۱۳۔ اسد الغابۃ،۵:۱۸۸۔۱۸۹؛ دیوان کعب بن مالک :۷۳

۲۱۴۔ تاریخ ادب العربی ،۱:۳۲۴

۲۱۵۔ سیر اعلام النبلاء ،۲:۴۷

۲۱۶۔ الاعلام،۶:۸۵

۲۱۷۔ کعب بن مالک ،۳۸؛ دیوان کعب بن مالک :۷۳

۲۱۸۔ تاریخ الامم والملوک ،ج۳،ح۵:۹۸

۲۱۹۔ تاریخ الامم والملوک ،ج۳،ح۵:۹۸

۲۲۰۔ حوالہ بالا

۲۲۱۔ ابن اثیر، سیرۃ النبی کامل ،۳:۷۵

۲۲۲۔ ایضاً،،ایضاً ۳:۸۱۔۸۲

۲۲۳۔ الطبقات،ج۳،ح۱،۵۰

۲۲۴۔ ابن اثیر، الکامل،۳:۹۱؛ تاریخ الامم والملوک ،ج۳،ح۵:۴

۲۲۵۔ الاغانی،۱۶:۲۲۸

۲۲۶۔ کعب بن مالک ،،۳۹؛ الاستبصار،۱۶۲

۲۲۷۔ الاغانی،۱۶:۲۲۸

۲۲۸۔ الاغانی،۱۶:۲۲۸۔۲۳۰

۲۲۹۔ دیوان کعب بن مالک ،۷۵

۲۳۰۔ الاصابۃ، ۳:۲۸۶

۲۳۱۔ الاغانی،ج۱۶:۲۲۸؛ کعب بن مالک ،۴۰

۲۳۲۔ الاصابۃ، ۳:۲۸۲

۲۳۳۔ الاستبسار، ۱۶۱؛ الاستیعاب،۲:۱۳۲۴؛ نکت الھمیان ، ۲۳۱؛ کتاب المحبر ، ۲۹۸؛ فرخ عمر، تاریخ ادب العربی ،۱:۳۲۴؛شذرات الذھب ،۱:۵۶؛ خیر الدین الزرکلی،الاعلام،۶:۸۵

۲۳۴۔ اسد الغابہ ،۵:۵۶۹؛الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ ،۴:۴۱۸

۲۳۵۔ خلاصہ تذہیب فھذ الکمال فی اسماء الرجال ،۳۲۱، المستدرک،۳:۴۴۰

Marfat.com

۲۳۶۔ تہذیب التہذیب ،۸:۴۴۰

۲۳۷۔ حوالہ بالا

۲۳۸۔ حوالہ بالا

۲۳۹۔ خزانۃ الادب ،۱:۲۰۰

۲۴۰۔ دیوان کعب بن مالک ،۷۸۔۷۹

۲۴۱۔ ایضاً، ۷۹

۲۴۲۔ عمر فرخ، تاریخ ادب العربی ،۱:۳۲۴

۲۴۳۔ شذرات الذہب ، ۱:۵۶

۲۴۴۔ الاستیعاب،۳:۱۳۲۴

۲۴۵۔ انساب الاشراف ،۲۴۸؛ معجم الشعراء ،۳۴۲

عبدالرحمٰن رافت الباشا، شعر الدعوۃ الاسلامیہ (الریاض: کلیۃ العربیۃ،۱۳۹۹ھ۔۱۹۷۱ء)،ص۴۰

۲۴۶۔ دیوان کعب بن مالک ،۸۰

۲۴۷۔ فرخ عمر، تاریخ ادب العربی ،۱:۳۲۴؛ التنوخی، احمد بن عبداللہ بن سلیمان، رسالۃ الملائکۃ (بیروت)
،ص۱۲۶

۲۴۸۔ المستدرک ،۳:۴۴۱؛ مسند الامام الاعظم ،۳۳

۲۴۹۔ دیوان کعب بن مالک ،۷۹

۲۵۰۔ حوالہ بالا

۲۵۱۔ امام ترمذی، سنن ،ج۲:ص۶۰۵

۲۵۲۔ القرآن ،۲:البقرۃ:۱۸۷

۲۵۳۔ ابن ماجہ، سنن ،۱:۶۳۶

۲۵۴۔ الطبقات، ۸:۲۹۶؛ تجرید اسماء الصحابۃ ،۲:۳۹۰

۲۵۵۔ الطبقات ،۸:۲۹۶

۲۵۶۔ اسد الغابہ ۵:۲۶۰؛ الاستیعاب، ۴:۱۹۵۸ء؛ الاصابۃ: ۴:۴۷۵

۲۵۷۔ الاصابۃ ،۴:۳۵۹

۲۵۸۔ الطبقات ،۸:۲۹۸

Marfat.com

۲۵۹۔ حوالہ بالا؛ الاصابۃ، ۴:۲۸۸

۲۶۰۔ کعب بن مالک ،۱۸؛ت جرید اسماء الصحابۃ، ۲:۲۶۶

۲۶۱۔ حوالہ بالا

۲۶۲۔ دیوان کعب بن مالک ،۵۴

۲۶۳۔ کعب بن مالک ،۱۸؛ الاصابۃ، ۴:۳۸۳

۲۶۴۔ دیوان کعب بن مالک ،۵۴

۲۶۵۔ ایضاً، ۵۴۔۵۵

۲۶۶۔ الطبقات، ۸:۲۹۶

۲۶۷۔ الطبقات، ۸:۳۵۱؛

۲۶۸۔ الاصابۃ، ۴:۳۸۳

۲۶۹۔ دیوان کعب بن مالک ،۵۵۔

۲۷۰۔ مسند الامام الاعظم :۳۳

۲۷۱۔ الطبقات، ۵:۲۰۱؛ تجرید اسماء الصحابۃ ،۱:۳۳۱

۲۷۲۔ الطبقات، ۵:۲۰۱

۲۷۳۔ الطبقات، ۵:۲۰۱

۲۷۴۔ ابن حزم، ابو محمد علی بن احمد سعید، جمہرۃ الانساب العرب (مصر: دار المعارف، ۱۳۸۲ھ۔۱۹۶۲ء) ص ۳۶۰

۲۷۵۔ تقریب التہذیب :۱۸۶

۲۷۶۔ الطبقات، ۵:۲۰۱؛ تجرید اسماء الصحابۃ ،۱:۳۶۳

۲۷۷۔ الاصابۃ، ۴:۳۵۹

۲۷۸۔ کعب بن مالک ،۱۸

۲۷۹۔ الطبقات، ۵:۲۰۱

۲۸۰۔ الطبقات، ۵:۲۰۱

۲۸۱۔ الطبقات، ۵:۲۰۱

۲۸۲۔ حوالہ بالا

۲۸۳۔ الطبقات، ۵:۲۰۲

Marfat.com

۲۸۴۔ حوالہ بالا

۲۸۵۔ جمہرۃ الانساب العرب ،۳۶۰

۲۸۶۔ تہذیب التہذیب ،۱۰:۲۲۴؛تقریب التہذیب ،۲۲۴

۲۸۷۔ تہذیب التہذیب ،۹:۴۲۲؛تقریب التہذیب ،۳۱۷

۲۸۸۔ حوالہ بالا.....حوالہ بالا

۲۸۹۔ تہذیب التہذیب ،۹:۴۲۲

۲۹۰۔ حوالہ بالا

۲۹۱۔ طبقات ،۵:۲۰۲

۲۹۲۔ طبقات ،۲۰۸۔۲۰۹

۲۹۳۔ دیوان کعب بن مالک ،۵۴

۲۹۴۔ طبقات ،۵:۲۰۲

۲۹۵۔ تقریب التہذیب ،۲۰۸۔۲۰۹

۲۹۶۔ تہذیب التہذیب ،۱۲:۴۸۹

۲۹۷۔ تقریب التہذیب :۲۰۹؛ طبقات ،۵:۲۰۲

۲۹۸۔ الطبقات ،۸:۳۵۱؛الاصابۃ ،۴:۳۸۳؛تہذیب التہذیب ،۱۲:۴۴۷

۲۹۹۔ الاصابۃ ،۴:۳۸۳؛الطبقات ،۸:۳۵۱

۳۰۰۔ الاصابۃ ،۴:۳۸۳؛تہذیب التہذیب ،۱۲:۴۴۷

۳۰۱۔ الطبقات ،۸:۳۵۱؛الاصابۃ، ۴:۳۸۳

۳۰۲۔ الاصابۃ ،۴:۳۸۳؛الطبقات ،۸:۳۵۱

۳۰۳۔ عبدالغنی ،شیدا، اصحاب رسول قرآن کی نظر میں (لاہور۔پاکستان، جون ۱۹۷۹ء)،ص ۴۸

۳۰۴۔ القرآن ،۳:آل عمران:۱۱۰

۳۰۵۔ القرآن ،۳:آل عمران:۱۱۰

۳۰۶۔ القرآن ،۲۵:الفرقان؛۶۳۔۶۴۔۶۵۔۶۶۔۶۷

۳۰۷۔ القرآن ،۹:التوبۃ:۱۱۱

۳۰۸۔ القرآن ،۹:التوبۃ:۱۰۰

Marfat.com

۳۰۹۔امام ترمذی، الجامع الترمذی ،۲:۲۲۵؛ مرقاۃ ،شرح مشکوٰۃ ،۱۱:۲۷۲،۲۷۳

۳۱۰۔ مرقاۃ ،شرح مشکوٰۃ ،۱۱:۲۷۶؛ مسلم،الجامع الصحیح،۱۶:۸۴،۸۵

۳۱۱۔ مرقاۃ،شرح مشکوٰۃ،۱۱:۲۷۷

۳۱۲۔ مرقاہ،شرح مشکوٰۃ،۱۱:۲۷۹

۳۱۳۔ ایضاً، ۱۱:۲۸۰

۳۱۴۔ ترمذی، الجامع الترمذی ،۲:۲۲۸

۳۱۵۔ القرآن،۹:التوبۃ:۱۰۰

۳۱۶۔ دیوان کعب بن مالک ،۷۰

۳۱۷۔ کعب بن مالک ،۳۷

۳۱۸۔ اردو انسائیکلوپیڈیا ،۱۱۴۷

۳۱۹۔ دیوان کعب بن مالک ،۷۰۔۷۱

۳۲۰۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۴:۱۹۱

۳۲۱۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۴:۱۹۱

۳۲۲۔ بخاری، الجامع الصحیح ،۴:۱۱۷،۱۱۸؛ ابوداؤد، کتاب السنن ،۳:۴۲۳

۳۲۳۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۴:۱۹۰

۳۲۴۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۴:۱۹۳

۳۲۵۔ حوالہ بالا

۳۲۶۔ ایضاً،۴:۱۹۰

۳۲۷۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۴:۱۹۱

۳۲۸۔ کعب بن مالک ،۳۷، الاستیعاب، ۳:۱۳۷۴

۳۲۹۔ دیوان کعب بن مالک ، ۶۲

۳۳۰۔ کعب بن مالک ،۳۷

۳۳۱۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۴:۱۹۳

۳۳۲۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۴:۱۹۲

۳۳۳۔ الطبقات، ج۱،۲:۴۴

Marfat.com

۳۳۴۔سعید انصاری، سیر الصحابۃ ،ج ۲ (پنڈی بہاؤالدین)،ص ۳۹۱

۳۳۵۔ابن ہشام، سیرۃ النبی،۴:۱۹۲

۳۳۶۔ کعب بن مالک ،۳۰؛ الاعلام،۶:۸۵؛ دیوان کعب بن مالک ،۵۵؛ جوامع السیرۃ :۲۷۸

۳۳۷۔ تہذیب التہذیب ،۸:۴۴۰

۳۳۸۔ دیوان کعب بن مالک ،۵۵: نکت الھمیان ،۲۳۱

۳۳۹۔امام بخاری، الجامع الصحیح ،۲۴:۹۹

۳۴۰۔ دیوان کعب بن مالک ،۵۶

۳۴۱۔ تہذیب التہذیب ،۵:۳۶۹

۳۴۲۔ امام بخاری، الجامع الصحیح ،۱۴:۱۴۲،۱۴۳

۳۴۳۔ابوداؤد، کتاب السنن ،۳:۱۲۰

۳۴۴۔ تہذیب التہذیب ،۶:۲۵۹

۳۴۵۔ ایضاً،۱۲:۴۸۹

۳۴۶۔ دیوان کعب بن مالک ،۵۶

۳۴۷۔ ابوداؤد، کتاب السنن ،۳:۴۹

۳۴۸۔ تہذیب التہذیب ،۱۰:۲۲۴

۳۴۹۔ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۲:۵۶

۳۵۰۔بخاری، کتاب الصحیح ،۱۲:۱۹۳

۳۵۱۔ ابوداؤد، الجامع السنن ،۱:۵۲؛اسد الغابہ ۵:۵۳۷

۳۵۲۔ اسد الغابہ ،۴:۴۷۶

۳۵۳۔الاصابۃ،۴:۴۷۵

Marfat.com

باب سوم

حضرت کعب رضؓ.....ایک شاعر

Marfat.com

Marfat.com

کعب رضی اللہ عنہ ایک شاعر

قال کعبؓ بن مالك انصاری ماذا تری فی الشعر فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ان المومن یجاهد بسیفه ولسانه[1](حدیث)

شعر کا مفہوم:

لسان العرب میں ہے:

شعر: شعریہ وشعر یشعر شعراً وشعراً وشعرةً ومشعورةً وشعوراً وشعورة وشعری ومشعوراء ومشعوراً۔

ابن منظور نے ان سب کے معنی علم کے بتائے ہیں۔[2]

اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں بھی شعر کا مفہوم علم، اطلاع، آگاہی بیان کیے گئے ہیں۔کلام منظوم کے معنوں میں لفظ شعر کو (خصوصی علم کی حیثیت سے) بوجہ اس شرف کے استعمال کیا گیا ہے کہ یہ ایسی آگاہی ہے جس میں قافیہ ووزن بھی ہوتا ہے۔

اصطلاح میں شعر کے معنی ہیں ''کلام موزوں ومقفی بالقصد''[3]۔

شعر کا تعلق باب نصر اور ''کرم'' سے ہے۔باب ''نصر'' میں زیادہ استعمال ہوتا ہے اور باب کرم میں کم۔

شعر کی تعریف:

سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم شعر کی تعریف میں فرماتے ہیں:

''انما الشعر کلام مؤلف فما وافق الحق منه فهو حسن، و

Marfat.com

مالم یوافق الحق منه فلا خیر فیه"۔(۴)

ترجمہ: بے شک شعر اچھا کلام ہے جو حق کے موافق ہے وہ اچھا ہے اور جو حق کے موافق نہیں اس میں کوئی بھلائی نہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شعر کے بیان کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ان من البیان سحراً و ان من العلم جهلا و ان من الشعر حکما و ان من القول عیالا"(۵)۔

ترجمہ: بعض تقاریر پر سحر ہوتی ہیں اور بعض جہالت ایسے ہی بعض شعر حکمت ہوتے ہیں اور بعض وبال جان۔

ایک اور حدیث میں فرماتے ہیں:

"ان من الشعر لحکمة ..... فاذا ألبس علیکم شئی من القرآن فالتمسوه فی الشعر"(۶)

ترجمہ: بے شک شعر میں حکمت ہے۔ جب کوئی چیز قرآن میں سمجھ میں نہ آئے تو اس کو شعر میں تلاش کرو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے شعر کے بارے میں فرمایا:

"الشعر کلام فی حسن وقبیح، فخذ الحسن واترک القبیح"(۷)

ترجمہ: شعر کلام ہے اچھا بھی اور برا بھی۔ اچھے کلام کو اختیار کرو اور برے کلام کو چھوڑ دو۔

ابن سیرین کہتے ہیں:

"الشعر کلام عقد بالقوافی، فما حسن فی الکلام حسن فی الشعر و کذلك ماقبح منه"(۸)

ترجمہ: شعر کلام ہے جو قافیوں سے بندھا ہوتا ہے۔ کلام میں جو اچھا ہے وہ اچھا ہے شعر میں اور اسی طرح کلام میں جو برا ہے وہ برا ہے شعر میں۔

Marfat.com

ابن خلدون شعر کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"هو كلام مفصل قطعاً قطعاً متساوية فى الوزن متحدة فى الحرف الأخير من كل قطعة من هذه القطعات عندهم بيتاً ويسمى الحرف الأخير الذى يتفق فيه رويا وقافية وليسمى جعلة الكلام إلى آخره قصيدة وكلمة وينفرد كل بيت منه بافادته فى تراكيبه حتى كأنه كلام"(۹)۔

شعر وہ کلام ہے جو مختلف برابر ٹکڑوں میں بٹا ہوا ہو جو وزن اور حرف کے اعتبار سے ایک جیسے ہوں۔ جو ظاہر نظر اور قافیہ میں برابر ہوں۔ ایسے کلام کے مجموعہ کو کلمہ قصیدہ کہا جاتا ہے اور ہر شعر اپنی افادیت کے اعتبار سے ایک مستقل کلام کی حیثیت رکھتا ہے۔

کیونکہ حضرت کعبؓ بن مالک ایک مخضرمی شاعر ہیں۔ انہوں نے جاہلیت و اسلام دونوں زمانے پائے ہیں اور ہر دو ادوار میں شاعری میں ایک بلند مقام حاصل کیا ہے۔

جاہلی شاعری اور اس کی خصوصیات

۵۰۰ء سے ۱۲۲ء تک کا زمانہ دور جاہلیۃ کے نام سے موسوم ہے۔ اس دور میں شعر اور شاعر بہت اہمیت رکھتے تھے۔ شاعر کو ایک مافوق الفطرت ہستی تصور کیا جاتا تھا۔ وہ قبیلہ کا سرداران کی روایات اور عزتوں کا محافظ اور میدان جنگ میں مرد میدان ہوتا تھا۔ بقول ابن رشیق قبیلہ میں اگر کوئی شاعر نمودار ہو جاتا تو قبیلہ والے خوشی میں ناچتے گاتے جشن مناتے اور ایک دوسرے کو مبارک باد دیتے کیونکہ شاعر کو نہ صرف محافظ جان سمجھا جاتا تھا بلکہ اس کو محافظ عفت و غزل تصور کیا جاتا تھا۔ (۱۰)

عرب قوم میں تہذیب و ثقافت اور تمدن و معاشرت کے اثرات بہت کم تھے۔ یہ لوگ ہر قسم کی تہذیب اور لوازمات تمدن سے بیگانہ اور نابلد تھے۔ ان کا کوئی سیاسی نظام تھا نہ معاشرتی۔ وہ فطری تقاضوں کے مطابق زندگیاں بسر کرتے تھے۔ شعر و شاعری ان کا محبوب ترین مشغلہ تھا اور اسی کو ہی اپنی تہذیبی معراج اور تمدنی کمال خیال کرتے تھے۔ اس دور کے

Marfat.com

شعراء نے جن موضوعات اور تصورات کو اپنی توجہ کا مرکز بنایا وہ زیادہ تر یہاں کے قبائلی نظام اور بدوی طرز فکر کی مرہون منت ہیں۔ ان کی شاعری بدویانہ زندگی کی عکاسی کرتی ہے۔ اس میں فخر و مباہات، جنگ و جدال، فسق و فجور، تحقیر و تذلیل، خاندانی عصبیت، قبائلی اختلافات، باہمی نفرت و عداوت، قتل و غارت، تخت و تاراج کا رجحان، اپنے سرداروں کی مدح، دشمنوں کی ہجو، اپنے اونٹوں کی جفاکشی، چشمے اور صحراؤں کے مناظر، خانہ بدوشی اور صحرائی زندگی سے تعلق رکھنے والے تمام مسائل بیان کیے گئے ہیں۔

ان تمام موضوعات سے جس قسم کی شاعری ہمارے سامنے آتی ہے وہ مدح، ہجاء، رثاء، فخر و حماسہ، غزل و تشبیب اور حکم و امثال پر مشتمل ہے۔ (11)

اسلامی دور کی شاعری

اسلام کی آمد سے ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ عجمی تمدن کی کھلی عمارت پیوند زمین ہوگئیں۔ عرب معاشرہ میں ایک عظیم انقلاب برپا ہوگیا۔ قرآن کے آفاقی تصور نے زندگی کے افق کو وسیع کر دیا۔ خدا اور اس کے بندوں کا ٹوٹا ہوا رشتہ استوار ہوگیا۔ دنیا کی بدبختی اور حرمان نصیبی کے دن بیت گئے۔ قرآن نے دنیا کو حیات نو سے روشناس کرایا۔ الغرض اسلامی تعلیمات سے عقائد و عبادات میں تبدیلی رونما ہوگئی۔ معیشت و معاشرے کے انداز بدل گئے۔

اسلام ایک فطری مذہب ہے۔ اس کی آمد ایک ہمہ گیر انقلاب اور ایک بہت بڑے معاشرے میں تغیر کا حامل ہے۔ اس نے قرآن کی شکل میں انسانیت کو ایک مکمل ضابطہ حیات اور ایک جامع دستور العمل عطا کیا۔ اسلام کی تعلیمات کسی خاص گروہ، کسی خاص قبیلہ، کسی خاص قوم، کسی خاص ملک یا کسی خاص زمانے کے لیے مخصوص نہیں بلکہ وہ ہر دور، ہر ملک اور ہر مکتب فکر کے انسانوں کی رہنمائی کے لیے ہیں۔ ان تعلیمات نے انسان کو ذلت و گمراہی کے عمیق گڑھوں سے نکال کر عزت و عظمت اور رفعت و عروج تک پہنچا دیا۔ اسکا سب سے بڑا عملی ثبوت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیاں ہیں۔ یہ لوگ قبول اسلام سے قبل بدوی طرز کی زندگی کے خوگر بادیہ نشین، ناشائستہ وغیرہ مذہب تھے۔ اسلام نے ان کو متمدن و

Marfat.com

مہذب بنادیا اوران کو وہ طرز زندگی عطا کی کہ وہ دنیا میں ایک مثالی معاشرہ تشکیل دینے میں کامیاب ہوگئے۔انہوں نے ایک ایسا مثالی معاشرہ قائم کیا جس میں انسانیت اپنی عظمت و وقار کے ساتھ پھلے پھولے اور پروان چڑھے۔

اسلام کے ان حیات بخش اور زندگی پرور اثرات نے عربی شعروادب اور معانی وبیان پر بھی گہرا اثر ڈالا۔ چنانچہ وہی شاعر جو کل تک کفر والحاد اور شرک وضلالت کے نغمے گاتے تھے اب وہ توحید ورسالت کے ترانہ خواں بن گئے۔فخر ومباہات،نخوت وغرور کی جگہ عجز و انکساری اور رقت ونرمی نے لے لی۔نفرت وبیزاری اور تعجب وعناد کی جگہ اخوت ومحبت اور ہمدردی ومروت ان کے کلام میں نظر آنے لگی۔ان کے خیالات،نظریات،تصورات اور جذبات واحسانات میں نفرت وعداوت اور شقاوت وبدبختی کے بجائے اتحاد واتفاق، اخوت ومحبت نمایاں نظر آنے لگا۔

قرآن نے دنیا کو ایک حیات نو سے روشناس کیا جس کا سب سے بڑا اعجاز اس کا ایجاز ہے۔اس کی بین مثال سورۃ الفاتحہ ہے جو حمد باری تعالیٰ پر مشتمل ایک ایسی سورۃ ہے کہ جس کا مثل تخلیق کرنے سے دنیا ومافیہا کی طاقتیں عاجز ہیں۔غرض اسلامی تعلیمات نے عقائد وعبادات، بود وباش اور معیشت ومعاشرت کو بدل ڈالا جس سے شعراء کے فکر وفن کا مقصد بدل گیا اور ان کی شاعری اسلام کی ہمہ گیر تحریک سے وابستہ ہوگئی۔جیسا کہ حضرت حسانؓ بن ثابت،کعبؓ بن مالک اور عبداللہؓ بن رواحہ کے کلام میں اسلامی شعر نمایاں نظر آیا ہے۔

اسلام نے عربوں کے مزاج سخن کو بھی متاثر کیا۔چنانچہ زندگی کے نظریات بدلنے کے ساتھ ساتھ موضوع شاعری بھی بدل گیا۔اسلام نے دروغ گوئی،مبالغہ آرائی اور بے جا ہجو کی سختی سے ممانعت کی۔عہد اسلام سے قبل شاعری فحاشی اور بیہودگی سے بھری ہوئی تھی۔ اسلام نے ہر قسم کی فحش نگاری،عریانی، بے ہودگی اور لغویت کو ختم کرنے کے لیے ہجو یہ شاعری کی سختی سے ممانعت کردی۔یہ ایک تعلیم شدہ حقیقت ہے کہ شاعری غلو اور مبالغہ سے چمکتی ہے۔عہد قبل از اسلام کی شاعری بھی اسی رنگ میں رنگی ہوئی ہے۔ایسی ہی شاعری پر

Marfat.com

ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے قرآن کا ارشاد ہوتا ہے۔

"والشعرآء یتبعھم الغاون"(۱۲)

ترجمہ: شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کرتے ہیں۔

اس کے ساتھ گویا شاعری اپنے سابقہ حوالے کے ساتھ مردود قرار پا گئی۔ اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کرتے ہیں۔ جبکہ محمد ﷺ کی اتباع کرنے والے سجدہ کرنے والے ہیں، رونے والے ہیں اور پرہیز گار لوگ ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ حضرت محمد ﷺ شعروں کو ناپسند کرتے تھے۔ بلکہ صرف فحش اور عریاں شاعری کو ناپسند ٹھہراتے تھے۔ صحیح مسلم میں عمرو بن الشرید سے ایک حدیث روایت ہے:

"روی مسلم من حدیث عمرو بن الشرید عن ابیه: قال ردفت رسول اللّٰه ﷺ یوما فقال: هل معك من شعر امیة بن ابی الصلت شئی؟ قلت نعم، قال هیه فاشدته بیتا، فقال هیه، ثم نشدته بیتا، فقال هیه، حتی تشدته مائة بیت" وفی هذا دلیل علی الغایة بحفظ الاشعار اذا تضمت الحکم والمعانی الستحسنة شرماً و طبعاً وانما استکثر النبی ﷺ من شعر امیة: کان حکیما، الاتری قوله علیه الصلاة والسلام" کان امیة بن ابی الصلت أن یسلم"(۱۳)۔

مسلم نے عمرو بن الشرید سے روایت کی ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں ایک دن رسول کریم ﷺ کے پیچھے سوار ہوا۔ آپؐ نے فرمایا "کیا تجھ کو امیۃ بن ابی الصلت کے شعروں میں سے کوئی شعر یاد ہے۔ میں نے کہا "ہاں"۔ آپؐ نے فرمایا: "سناؤ"۔ میں نے ایک شعر پڑھ کر سنایا۔ آپؐ نے فرمایا: "ٹھیک ہے" پھر میں نے آپؐ کو ایک شعر سنایا۔ پھر آپؐ نے فرمایا: "ٹھیک ہے"۔ یہاں تک کہ میں نے آپؐ کو سو شعر سنائے۔

Marfat.com

اس سے شعروں کو یاد کرنے کی دلیل ملتی ہے۔ جب شاعر نے اپنے اشعار میں حکمت کی باتوں کو اور اچھے معنوں کو شریعت کے اعتبار سے بیان کیا تو نبی کریم ﷺ نے ان کو پسند فرمایا۔ نبی کریم ﷺ فرماتے تھے "امیہ بن ابی الصلت اسلام لانے کے قریب تھا"۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم ﷺ اچھے اشعار کو پسند فرماتے تھے لیکن جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت محمد ﷺ کے شعراء حضرت حسانؓ بن ثابت، کعبؓ بن مالک اور عبداللہؓ بن رواحہ روتے ہوئے حضور ﷺ کے پاس آئے۔ اس واقعہ کو ابن کثیر اور المراغی نے اس طرح بیان کیا ہے:

"انه نزلت هذه الاية جاء حسانؓ بن ثابت و عبداللهؓ بن رواحه و كعبؓ بن مالك الى رسول اللّٰه ﷺ۔ وهم يبكون، قالوا قد علم اللّٰه حين انزل هذه الاية أنا شعراء فتلا النبی ﷺ (الا الذين آمنوا وعملوا الصالحات) قال انتم (وذكر اللّٰه كثيرا) قال: انتم (وانتصروا من بعد ماظلموا) قال انتم (ای بالرد المشركين) ثم قال النبی ﷺ انتصروا ولا تقولوا الا حقا، ولاتذكروا الآباء والامهات۔[۱۴]

ترجمہ: جب یہ آیت نازل ہوئی تو حسانؓ بن ثابت، عبداللہؓ بن رواحہ اور کعبؓ بن مالک روتے ہوئے رسول کریمؐ کے پاس آئے اور کہا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ ہم بھی شاعر ہیں۔ تب رسول اللہؐ نے یہ آیت تلاوت کی (وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے) فرمایا یہ تم ہو (اور اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرتے ہیں) فرمایا یہ تم ہو (اور مدد کرتے ہو ظالموں کے خلاف) فرمایا یہ تم ہو (جو مشرکین کو رد کرتے ہو) فرمایا یہ تم ہو۔ پھر نبی کریمؐ نے فرمایا مدد کرو اور حق کے سوا کچھ نہ کہو اور اپنے باپ دادوں، ماؤں اور نانیوں کا ذکر نہ کرو۔

ابن کثیر نے لکھا ہے کہ ایک روایت میں حضرت کعبؓ بن مالک کا نام نہیں ہے۔ ایک

Marfat.com

روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کی اس شکایت پر کہ ''رسول اللہ ﷺ میں بھی تو شاعر ہوں''۔ یہ دوسری آیت نازل ہوئی (۱۵) لیکن ابن کثیر لکھتے ہیں کہ یہ سورت مکیہ ہے۔ شعرائے انصار مکہ میں سے نہ تھے وہ سب مدینہ میں سے تھے پھر ان کے بارے میں اس آیت کا نازل ہونا غور طلب ہے۔ اور جو حدیثیں بیان ہوئیں وہ مرسل ہیں۔ یہ آیت بے شک استثناء کے بارے میں ہے اور صرف یہی انصاری شعراء ہی نہیں بلکہ اگر کسی شاعر نے اپنی جاہلیت کے زمانہ میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بھی اشعار کہے ہوں اور وہ پھر مسلمان ہو جائیں اور توبہ کر لیں اور اللہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کریں۔ (۱۶) (ایسے شعراء بھی اس آیت والے لوگوں میں شامل ہو جائیں گے)

اس آیت میں شعر و شاعری کی سخت مذمت بیان کی گئی ہے۔ لیکن آخر میں استثناء بیان کر دیا گیا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ شعر مطلقاً برا نہیں بلکہ جس شعر میں خدا تعالیٰ کی نافرمانی یا اللہ کے ذکر سے روکا یا جھوٹ و ناحق کسی انسان کی مذمت اور توہین کرنا مقصود ہو وہ برا ہے۔ جو اشعار ان برائیوں سے پاک ہوں وہ برے نہیں۔ ابن بطال فرماتے ہیں ''جس شعر میں خدا تعالیٰ کی وحدانیت، اس کا ذکر اور اسلام سے الفت کا بیان ہو وہ شعر مرغوب محمود ہے اور حدیث مذکور میں ایسا ہی شعر مراد ہے اور جس شعر میں جھوٹ اور فحش کلام ہو وہ مذموم ہے''۔ (۱۷)

تفسیر المراغی نے جن شاعروں کو مستثنیٰ قرار دیا ہے ان کی چار صفتیں بیان کی گئی ہیں:

۱۔ الایمان (ایمان)

۲۔ والعمل الصالح (صالح عمل)

۳۔ وکثرۃ قول الشعر فی توحید اللہ والنبوۃ ودعوۃ الخلق الی الحق

ترجمہ: لوگوں کے لیے شعر کے اندر زیادہ ہو توحید، نبوت اور دعوت حق۔

۴۔ وألا یھجوا احداء الاانتصار ممن یھجوا تباعا لقولہ''(۱۸)

ترجمہ: اور یہ کہ وہ ہجو نہ کریں کسی کی مگر مدد کی غرض سے اور ان کی ہجو کریں جنہوں نے آپ ﷺ کی ہجو کی۔

Marfat.com

جیسے حضرت عبداللہ بن رواحہ، حسانؓ بن ثابت اور کعبؓ بن مالک مشرکین کی برائی کو دور کرنے کے لیے ہجو کرتے تھے۔

تفسیر المراغی میں لکھا ہے:

"وقد روی أن رسول اللّٰہ ﷺ قال لکعبؓ بن مالك: "اهجهم فو الذی نفسی بیده لهو اشد علیهم من رشق النبل "وکان یقول لحسان بن ثابت: قل روح القدوس معك "وفی روایة "اهجهم وجبریل معك"۔[19]

ترجمہ: روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کعبؓ بن مالک سے کہا "ان کی ہجو کر قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے البتہ وہ سخت ہے ان کے اوپر نیزے کے گرنے سے اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے کہا کہ "روح القدس تیرے ساتھ ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ "ہجو کر جبرائیل تیرے ساتھ ہیں۔

ان ساری روایات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام میں شاعروں کو اور شاعری کو برا نہیں کہا گیا بلکہ ان گمراہ خیالات کو برا کہا گیا ہے جو شاعر اپنی شاعری میں بیان کرتے ہیں۔ انہی لوگوں کی بابت قرآن مجید میں اشارہ کیا گیا ہے۔

"الشعراء یتبعهم الغاون"[20]

ترجمہ: "شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کرتے ہیں۔"

اس سے ظاہر ہو گیا ہے کہ قرآن میں شعر و شاعری کو برا نہیں کہا گیا بلکہ اس کے ان مضامین کو ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے جو شاعری میں مبالغہ آرائی سے متاثر ہو کر بیان کیے گئے ہوں۔ اسی لیے رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں:

"الشعر هو کلام محسنة حسن و قبیحة قبیح"[21]۔

ترجمہ: اچھا کلام اچھا شعر ہوتا ہے اور برا کلام برا شعر ہوتا ہے۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

"ان الشعر لحکماء"(۲۲)

ترجمہ: بے شک شعر میں حکمت ہے۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں آیا ہے:

الشعر کلام من کلام العرب جذل تتکلم به فن نوادریها وتسل به الغفائن من بینها (۲۳)

ترجمہ: شعر کلام عرب کا ایک بہترین حصہ ہے جس کے ساتھ وہ اپنی مجلسوں میں تکلم کرتے ہیں اور جس کے ذریعہ سے باہمی کینہ دور کرتے ہیں۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے رسول کریم سے دریافت کیا۔

وقال کعبؓ: یا رسول اللّٰہ ان اللّٰہ قد انزل فی الشعر ماقدعلمت، فکیف تری فیه؟ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم:

"ان المؤمن یجاهد بنفسه و سیفه ولسانه والذی نفسی بیده لکأن ماترمونهم به نضح النبل"۔(۲۴)

ترجمہ: کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شعر کے بارے میں دریافت کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بے شک مومن اپنی جان، تلوار اور اپنی زبان سے جہاد کرتا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے گویا کہ تم مارتے ہو ان کو نیزے کے پھل۔

ان احادیث سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اگر شعر میں شریعت کے خلاف مضامین بیان نہ کیے جائیں تو وہ جائز ہے۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے اشعار پسند فرماتے تھے اور سنا کرتے تھے۔ ساتھ ہی شاعر کی حاجت روائی فرماتے تھے۔ ان سب کے باوجود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا شعر و شاعری سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

قرآن مجید میں آیا ہے:

"وما علمنا علمناه الشعر و ماینبغی له"(۲۵)

ترجمہ: اور نہیں سکھایا ہم نے اس کو شعر اور نہیں مناسب ہے اس کے لیے شعر۔

Marfat.com

اور یہ ایک ایسی حقیقت تھی کہ جو لوگ بھی نبی ﷺ سے ذاتی واقفیت رکھتے تھے وہ سب اسے جانتے تھے۔ معتبر روایات میں آیا ہے کہ کوئی شعر حضور ﷺ کو پورا یاد نہ تھا۔ دوران گفتگو کبھی کسی شاعر کا کوئی اچھا شعر زبان مبارک پر آتا بھی تو غیر موزوں پڑھ جاتے یا اس میں الفاظ کا الٹ پھیر ہو جاتا تھا۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ دوران تقریر آپؐ نے ایک شاعر کا مصرعہ یوں پڑھا:

"کفی بالاسلام والشیب للمرء ناھیا۔

حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اصل مصرع یوں ہے۔

"کفی الشیب والاسلام للمرء ناھیا"(۲۶)

ایک مرتبہ عباس بن مرداس سلمی سے آپؐ نے دریافت کیا کیا تم نے یہ شعر کہا:

اتجعل نھی ونھب العبید و

بین الاقرع وعیینہ

انہوں نے عرض کیا آخری فقرہ یوں نہیں بلکہ یوں ہے۔

"بین عیینہ والاقرع"

آپؐ نے فرمایا: "معنی میں تو دونوں یکساں ہیں۔(۲۷)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال ہوا کہ کیا حضور ﷺ شعر پڑھتے تھے؟ انہوں نے کہا شعر سے بڑھ کر آپ کو کسی چیز سے نفرت نہ تھی۔ البتہ کبھی کبھار بنی قیس کے شاعر کا ایک شعر پڑھتے تھے مگر اول کو آخر اور آخر کو اوّل پڑھ جاتے تھے۔

حضرت ابوبکرؓ عرض کرتے یا رسول اللہ ﷺ یوں نہیں بلکہ یوں ہے تو آپؐ فرماتے "بھائی میں شاعر نہیں ہوں اور نہ شعر گوئی میرے کرنے کا کام ہے"(۲۸)

حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے خندق کھودتے ہوئے حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

لاھم لولا انت مااھتدینا ولا تصدّقنا ولا صلّینا

فانزلن سکینۃ علینا وثبت الاقدام ان لاقینا

Marfat.com

انّ الاولی قد بغوا علینا اذا ارادوّا فتنةً ۔ ابینا(۲۹)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابینا کو کھینچ کر پڑھتے اور ساتھ ہی بلند آواز سے پڑھتے۔

ترجمہ: کوئی غم نہیں اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت یافتہ نہ ہوتے۔ نہ صدقہ دیتے اور نہ نمازیں پڑھتے۔ اب تو ہم پر تسکین نازل فرما۔ ہاں یہ جب کبھی فتنے کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم انکار کرتے ہیں۔

یہ شعر بھی آپؐ کے منہ سے جنگ خندق کے موقع پر اتفاقاً نکل گیا تھا:

الھم لاعیش الا عیش الآخرة

فاغفر الانصار والمھاجرة (۳۰)

ترجمہ: اے اللہ آخرۃ کی بھلائی کے سوا کوئی بھلائی نہیں۔ پس تو انصار و مہاجرین کی مغفرت کر۔ البتہ حنین کے دن آپؐ نے اپنے خچر کو دشمنوں کی طرف بڑھاتے ہوئے فرمایا:

انا النبی لاکذب

انا ابن عبدالمطلب (۳۱)

اس کے بارے میں یہ یاد رہے کہ اتفاقیہ ایک کلام آپؐ کی زبان سے نکل گیا جو شعر کے وزن پر پورا اترا۔

حضرت جندبؓ بن عبداللہ فرماتے ہیں ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غار میں تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی زخمی ہوگئی تھی تو آپؐ نے فرمایا:

ھل انت الا اصبع رمیت

وفی سبیل اللّٰہ مالقیت (۳۲)

ترجمہ: تو ایک انگلی ہی تو ہے اور تو راہ خدا میں خون آلود ہوئی ہے۔

یہ بھی اتفاقیہ ہے قصداً نہیں۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے۔

ان تغفر اللّٰھم تغفر جما

وای عبد لك ما ألما (۳۳)

Marfat.com

ترجمہ: خدایا تو جب بخشے تو ہمارے تمام گناہ بخش دے ورنہ یوں تو تیرا کوئی بندہ نہیں جو چھوٹی چھوٹی لغزشوں سے بھی پاک ہو۔

یہ سب کلام اتفاقیہ آپ ﷺ کے منہ سے نکل گئے۔ جو شعر کے وزن پر پورے اترے۔ ورنہ شعر گوئی سے آپ ﷺ کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ البتہ آپؐ عمدہ اشعار کو پسند فرماتے تھے۔ اگر کوئی شعر پسند آجاتا تو شاعر کو دعائے خیر دیتے جیسے ایک دفعہ نابغہ نے یہ شعر حضور ﷺ کے سامنے پڑھا۔

بلغنا السماء مجرنا وجدودنا

وانا لنرجوا فوق ذلك مظهرا

ترجمہ: ابتداء و انتہاء کے اعتبار سے آسمان تک پہنچے اور اس سے زیادہ بلندی کی امید رکھتے ہیں۔ پس پاکی اختیار کرتے رہو۔ (بلندی حاصل کرو گے)۔ آسمان سے اوپر مظہر سے مراد ''جنت'' ہے۔

تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''ابولیلی'' کہاں پہنچنے کا ارادہ ہے۔ عرض کی ''جنت'' تک۔ پھر چند اشعار پڑھے جو اس قصیدہ کے تھے:

ولاخير فى جهل اذا لم يكن له

حليم اذا ماأورد الامر أصدرا (۳۴)

ترجمہ: اس ہمت میں کوئی خیر نہیں ہے جبکہ صاحب ہمت ایسا بردبار اور حلیم الطبع نہ ہو کہ جب کسی کام میں وارد ہو تو نکل بھی سکتا ہو۔

جن کو سن کر حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

''لا يفصض اللّٰه فاك'' (۳۵)

ترجمہ: تیرے منہ کو شکستگی لاحق نہ ہو۔

کعب رضی اللہ عنہ بن زہیر اسلام لانے سے پہلے حضرت محمد ﷺ کی ہجو کہا کرتے تھے۔ جب ان کی ہجو گوئی زیادہ ہونے لگی تو حضور ﷺ نے ان کے قتل کا حکم دے دیا لیکن کعبؓ بن زہیر نے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر گناہوں سے توبہ کر لی اور آپ ﷺ کی شان میں ایک قصیدہ پڑھا جو ''بانت سعاد'' کے نام سے مشہور ہے۔ اس کو سن کر حضرت

Marfat.com

محمد صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اوران کواپنی چادرمبارک عطافرمائی۔

اس قصیدہ کا مطلع یہ ہے:

بانت سعاد فقلبی الیوم متبول
متیم اثرھا لم یجز مکھول (۳۶)

ترجمہ: سعاد الگ ہوگئی ہے پس دل میرا دیوانہ ہوگیا جواس کی محبت میں ایسا قیدی ہے جس کا بدلہ نہیں دیا گیا ہے۔

سعید بن مسیّب کہتے ہیں:

"کان ابوبکر شاعراً، وعمر شاعراً، وعلی أشعر الثلاثة"(۳۷)

ترجمہ: ابوبکر، عمر شاعر تھے اور حضرت علی ان دونوں سے اچھے شاعر تھے۔

طبری نے صحابہ کرامؓ اور تابعین کے متعلق کہا کہ وہ شعر کہتے تھے، سنتے بھی تھے اور سناتے بھی تھے۔ امام بخاری کہتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں:

ابوزید قرشی سے روایت ہے کہ مسلمان شعراء مدحیہ قصائد لکھتے۔ مہاجرین وانصار کی حقیقی تعریف وتوصیف بیان کرتے۔ شہداء کے مرثیے لکھ کر ان کے اوصاف اور مناقب بیان کرتے۔ ان شعراء میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت حسانؓ بن ثابت، کعبؓ بن مالک اور عبداللہ بن رواحہ مشرکین مکہ کی ہجو کا جواب دیتے۔ ان کے اشعار کافروں پر نیزوں سے زیادہ اثر کرتے تھے۔ غرض ان لوگوں نے عرب کے جاہلیہ انداز فکر کو چھوڑ کر اسلامی اصولوں اور ایک نئے انداز فکر کی بنیاد ڈالی جس سے ایک پاکیزہ ادب وجود میں آیا۔

اگرچہ صحابہ کرام اکثر ملکی مہمات، مذہبی خدمات اور علمی مشاغل میں مصروف رہتے تھے لیکن ان سب کے باوجود ان میں شعروشاعری کا مذاق بھی پایا جاتا تھا۔ جب ان کو اپنے تمام کاموں سے فرصت ملتی تو خود شعر پڑھتے اور دوسروں سے پڑھوا کر سنتے تھے۔ ان اشعار کو سن کر لطف حاصل کرتے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ فجر کی نماز سے لے کر

Marfat.com

طلوع آفتاب تک اپنے مصلّی پر بیٹھے رہتے تھے۔ اس وقت صحابہ کرام زمانہ جاہلیت کے واقعات کا ذکر کرتے تھے، شعر پڑھتے تھے ہنستے تھے اور آپ ؐ ان تذکروں کو سن کر مسکراتے تھے۔ (۳۸)

اس مقدس صحبت کے علاوہ ان کی مجالس میں بھی عام طور پر شعروشاعری کا چرچا رہتا تھا۔ الاستیعاب اور جمہرۃ العرب میں ہے۔

"لم یکن اصحاب رسول اللّٰہ ﷺ متحرقین، ولامتعاوتین وکانوا تینا شدون الشعر فی مجالسھم و یذکرون امر جاھلیتھم"(۳۹)

ترجمہ: صحابہؓ رسول اللہ ﷺ مردہ دل اور خشک مزاج نہ تھے۔ وہ اپنی مجلسوں میں اشعار پڑھتے تھے اور زمانہ جاہلیت کے واقعات کا تذکرہ کرتے تھے۔

ایک دفعہ حضرت محمد ﷺ کو معلوم ہوا کہ مشرکین مکہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہجو کہی ہے۔ آپ ﷺ کو اس کا بہت صدمہ ہوا اور ناگوار گزرا۔ منبر پر تشریف لائے اور خدا کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا تم میں سے کسی نے بھی صدیق اکبر سے زیادہ مجھ پر احسان نہیں کیا۔ جب تم مجھے جھٹلانے کے درپے تھے تو وہ میری تصدیق کرتے تھے۔ اگر میں کسی کو دوست بناتا تو ابوبکرؓ صدیق کو بناتا۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت حسانؓ سے فرمایا جو کچھ تم نے میرے اور ابوبکرؓ صدیق کے بارے میں کہا ہے پڑھو۔ چنانچہ انہوں نے کھڑے ہوکر وہ قصیدہ پڑھا جس کا مطلع یہ ہے:

اذا تذکرت شجوا من أخ ثقة
فاذکر أخاك أبابکر بما فعلا

نبی کریم ﷺ نے یہ سن کر فرمایا:

"صدقت یا حسان دعوا الی صاحبی"(۴۰)

نبی کریم ﷺ نے تین مرتبہ ایسا ہی فرمایا۔

Marfat.com

ان سب واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عمدہ اشعار پسند فرماتے تھے اور برے اشعار کو ناپسند قرار دیتے۔ اسی وجہ سے قرآن مجید میں شعرائے کافرین کے لیے جو دیدہ ودانستہ جھوٹ اور فحش باتیں بیان کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

"والشعراء یتبعھم الغاون

اس کے ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا گیا۔

"الا الذین آمنوا و عملوا الصالحات"(۴۱)

مسلمان شعراء کو مستثنیٰ قرار دے دیا۔

غرض دربار رسالت کے صحابہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اشعار پڑھتے تھے۔ وہ مردہ دل اور خشک مزاج نہ تھے۔ اپنی مجلسوں میں اشعار پڑھتے تھے۔ اور زمانہ جاہلیت کے واقعات کا تذکرہ کرتے۔

خلفاء میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگرچہ بڑی بڑی مہمات میں مصروف رہتے تھے۔ لیکن جب بھی موقع ملتا نہایت شوق سے شعراء کے اشعار سنتے تھے۔ یہ ذوق صرف سنے سنائے اشعار پر موقوف نہ تھا بلکہ ان کو بذات خود ہر قسم کے اشعار اس کثرت سے یاد تھے کہ جب کوئی واقعہ پیش آتا تو اس پر کوئی نہ کوئی شعر پڑھ دیتے۔ علاوہ ازیں فن شعر وسخن میں مہارت رکھتے تھے۔ اور تمام شعراء کے کلام کے متعلق صحیح رائے رکھتے تھے۔ ان سے بڑھ کر اس وقت کوئی شعر پرکھنے والا نہیں تھا۔ اسی لیے ابن رشیق نے "العمدہ" میں لکھا ہے:

"و کان من انقد اھل زمانہ للشعر وانفذھم فیہ معرفۃ"(۴۲)

ترجمہ: حضرت عمر اپنے زمانے میں سب سے بڑھ کر شعر کے نقاد اور ادا شناس تھے۔

ابن رشیق نے مزید لکھا ہے:

"کان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ عالما بالشعر"(۴۳)

ترجمہ: حضرت عمر بن الخطاب اپنے زمانے میں سب سے بڑھ کر شعر کے جاننے والے تھے۔

Marfat.com

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ شعر وسخن کے بڑے اداشناس تھے اور خود شعر کہتے تھے۔ چنانچہ ایک غزوہ میں ایک بہترین قصیدہ کہا جس کے چند اشعار یہ ہیں۔

ترى من لوى فرقة لاتصدها ادقت أوأمر فى العشيرة حادث
رسول اناهم صادق فتكذيبوا عليه و قالوا: الست فينا بماكث
اذا مادعونا هم الى الحق ادبروا وهر واهرير المجحرات للواهث(۴۴)

ترجمہ: تم وادی میں سلمی کے خیال سے جاگتے رہے یا کوئی واقعہ قبیلہ میں پیش آیا۔ تم قبیلہ لوی کے ایک گروہ کو دیکھتے ہو کہ اس کو کفر سے نہ وعظ و پند روک سکتی ہے نہ ثبوت۔

ان کے پاس ایک سچا پیغمبر آیا جس کو ان لوگوں نے جھٹلایا اور کہا تم ہمارے میں ٹھہرنے والے نہیں ہو۔

جب ہم نے ان کو دعوت حق دی تو ان لوگوں نے پشت پھیر لی اور کتے کی طرح بھونکنے لگے۔

حضرت عثمانؓ کے اخلاقی شعروں کا نمونہ ملاحظہ کیجیے۔

غنى النفس يغنى النفس حتى يكفها وان عضها حتى يضربها الفقر
وما عسرة فاصبر لها ان يقيتها بكأنه الاستبعها يسر(۴۵)

ترجمہ: نفس کی بے نیازی نفس کو بے نیاز کر دیتی ہے۔ گو اس کو احتیاج کاٹ ہی کیوں نہ کھا جائے۔ اگر تنگ دستی پر صبر کرو گے تو فراخ دستی لازمی طور پر حاصل ہوگی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ایک مکمل دیوان موجود ہے۔ وہ اپنے زمانہ کے جیّد عالم اور بہترین شاعر تھے۔

حضرت کعب شعراء کے کس طبقہ سے تعلق رکھتے تھے

عربی ادب کے تمام تذکرہ نگار شعراء عرب کو زمانہ کے لحاظ سے چار حصوں میں تقسیم کرتے ہیں:

Marfat.com

جاہلی قدیم:

جن شعراء کا زمانہ شہرت اسلام سے پہلے کا ہے۔

مخضرمی:

جن شعراء کا آدھا زمانہ جاہلیت میں گزرا اور آدھا زمانہ اسلام میں۔

اسلامی:

وہ شعراء جو زمانہ اسلام میں پیدا ہوئے۔ اس زمانہ میں عہد اموی اور عباسی عہد کے شعراء آجاتے ہیں۔

المولدون یا محدثین:

اس میں بنوعباس کے زمانہ سے لے کر دور حاضر کے سب شعراء آجاتے ہیں۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ اعلیٰ پائے کے مخضرمین شعراء میں سے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام دونوں زمانے پائے اور بہت شہرت حاصل کی۔ زمانہ جاہلیت میں آپ رضؓ شاعر تھے اور زمانہ اسلام میں شاعر رسول کے اعلیٰ اعزاز سے سرفراز ہوئے۔

انسانی ذہن ایک آئینہ کی مانند ہوتا ہے۔ اپنے اردگرد رونما ہونے والے واقعات کا اس کے ذہن پر ایک عکس ظاہر ہوتا ہے کسی انسانی ذہن میں یہ صلاحیت موجود ہوتی ہے کہ وہ اپنے اثر کو جو خارجی عوامل، معاشرتی امور اور اردگرد کے ماحول سے پیدا ہوتا ہے بیان کر سکے اور بعض انسان اس صلاحیت سے محروم نظر آتے ہیں۔ پھر اس بیان میں بعض اذہان اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک ہوتے ہیں کہ وہ واقعات کو ان کی جذیات کی رعایت کے ساتھ بیان کرنے کے علاوہ الفاظ وحروف کی ترتیب کلام میں وزن کی رعایت قافیہ کے خیال کی صلاحیتوں سے بہرہ ور ہوتے ہیں یہی خیالات اور تصوارت جب ان اوصاف وکمالات کے ساتھ الفاظ کی صورت میں سامنے آتے ہیں تو اس کو شعر کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ

Marfat.com

صلاحیتیں ہر انسان کے اندر فطری طور پر ودیعت کردی جاتی ہیں۔ لیکن بہت سے لوگ ان صلاحیتوں سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور استعمال نہ ہونے کی وجہ سے یہ صلاحیتیں آہستہ آہستہ ختم ہو جاتی ہیں۔

خلفاء کے علاوہ جتنے صحابہ تھے۔ سب کے سب شعر و شاعری کا ذوق رکھتے تھے۔

''جمہرۃ العرب'' میں لکھا ہے۔

''ولم يبق من الصحابة من لم يقل الشعر أو بتمثل به''(۴۶)

ترجمہ: کوئی صحابی ایسا نہ تھا جس نے کوئی نہ کوئی شعر نہ کہا ہو یا نہ پڑھا ہو۔

کتاب العمدہ میں ہے۔

''وليس من بنى عبدالمطلب رجلاً ونساء من لم يقل الشعر حاشا النبى ﷺ''(۴۷)

ترجمہ: بنو عبدالمطلب کے مردوں اور عورتوں میں رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی ایسا نہ تھا جس نے شعر نہ کہا ہو۔

ابن کثیر نے اس کو اس طرح بیان کیا ہے:

عن الشعبى انه قال ماولد عبدالمطلب ذكر أولا انثى الا يقول الشعر الا رسول اللّٰه ﷺ''(۴۸)

ترجمہ: حضرت شعبی فرماتے ہیں اولاد عبدالمطلب کا ہر مرد و عورت شعر کہنا جانتا تھا۔ مگر رسول اللہ ﷺ اس سے کوسوں دور تھے۔

لیکن تمام صحابہ میں شاعرانہ حیثیت سے چار بزرگ حضرت حسانؓ بن ثابت، کعبؓ بن مالک، عبداللہؓ بن رواحہ اور کعبؓ بن زہیر خصوصیت کے ساتھ ممتاز ہیں اور ان چار صحابہ میں سے بھی شاعر رسول ہونے کا شرف حضرت حسانؓ بن ثابت، حضرت کعبؓ بن مالک اور حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کو حاصل ہے۔(۴۹)

حضرت حسانؓ بن ثابت مخضرمی شاعر ہیں۔ وہ جاہلیت میں انصار کے شاعر تھے پھر سرور عالم رحمۃ للعالمین سید مصطفیٰ ﷺ کے شاعر بنے۔ اور زمانہ اسلام میں تمام یمن کے

Marfat.com

شاعر تسلیم کیے گئے۔ (۵۰)

حضرت عبداللہ بن رواحہ ﷺ بدیہہ گو شاعر تھے۔ ان کی شاعری کا موضوع کفار کی ہجو گوئی تھا۔ وہ اپنے اشعار میں مشرکین مکہ کو کفر کی عار دلاتے تھے۔ غزوہ احزاب سے واپس آنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''آج سے کفار تم سے ہتھیاروں سے لڑائی نہ کریں گے۔ بلکہ تمہاری ہجو کہیں گے۔ کون ہے جو میری اور مسلمانوں کی عزت کی حفاظت کرے گا''۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ یہ سن کر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ ''میں''(۵۱)۔ اس کے بعد ان کا خاص مشغلہ ہو گیا کہ وہ کفار کی ہجو کرتے تھے۔

حضرت کعبؓ بن مالک کا شمار اپنے زمانے کے بہترین شعراء میں ہوتا ہے۔ وہ مخضرمی شاعر ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں بھی مشہور تھے اور زمانہ اسلام میں بھی (۵۲)۔ ان کو شاعر رسول ﷺ ہونے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ ساتھ ہی رسول اللہ ﷺ کے جلیل القدر صحابی تھے۔ ان کی شاعرانہ عظمت اور فنی حیثیت اس سے ظاہر ہے کہ انہوں نے اپنے کلام میں عربی زبان و بیان کی جو نزاکتیں، لطافتیں اور ندرتیں پیش کی ہیں اور جس طرح مختلف اصناف سخن پر طبع آزمائی کر کے اپنی خداداد صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا ہے وہ انہی کا حصہ ہیں۔

زبان و ادب پر قدرت و صلاحیت اور فہم و ادراک عرب کا خصوصی شیوہ تھا اپنی زبان پر وہ اس قدر قدرت رکھتے تھے کہ ان کے نزدیک تحریر و بیان شعر و شاعری کا حق صرف انہی لوگوں کو تھا۔ عرب کے علاوہ باقی اقوام کو وہ گفتگو کے قابل بھی نہ سمجھتے تھے اور عجم کے لفظ سے انہیں یاد کرتے تھے۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اہل عرب کی اس خصوصیت سے مزین تھے اور شعر کا ملکہ اپنے اندر رکھتے تھے۔

چونکہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی پیدائش کا زمانہ قبائلی جنگوں اور لڑائیوں کا زمانہ تھا۔ اولین آواز جو کعبؓ کی سماعت سے ٹکرائی وہ گھوڑوں کی ہنہناہٹ، تلواروں کی جھنکار، زخمیوں کی چیخیں، فخریہ گیت، مرثیوں کے بول، ماؤں کے نوحے اور یتیموں کی آہ و بکا تھی۔ آپؓ نے اسی خون رنگ فضا میں شعور کی آنکھ کھولی اور پھر بعض لڑائیوں میں بھی حصہ لیا اور بعض کے متعلق بزرگوں سے سنا۔ ان لاتعداد جنگوں میں مشہور یوم بعاث، یوم سمیر، یوم الفجار،

Marfat.com

یوم الربیع اور یوم البقیع وغیرہ ہیں۔ (۵۳)

ذہن ودماغ پر ماحول کے اس خارجی اثر کے علاوہ اپنے والد مالک بن ابی کعب جو کہ مشہور شاعر تھے کے اشعار سنے جن میں قدیم آویزشوں کا ذکر تھا اور اپنے چچا قیسؓ بن ابی کعب جو مشہور شاعر تھے کسی لڑائی کو اشعار میں محفوظ کرنے کا ملکہ ان کو حاصل تھا۔ ان کے اشعار بھی سننے کا اتفاق ہوا۔ اس خاص فضا کو دیکھتے ہوئے اس بات پر تعجب نہیں ہوتا کہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بڑے ہو کر تلوار کے دھنی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بلند پایہ شاعر بھی بن گئے اور اس کے بعد یہ بات بھی انوکھی معلوم نہیں ہوتی کہ ان کے بیٹے عبدالرحمٰن اور پوتے بشیر بن عبدالرحمٰن کا شمار بھی شعرائے عرب میں ہونے لگا۔ (۵۴)

اس وقت مدینہ میں تنہا حضرت کعب رضی اللہ عنہ ہی شاعر نہیں تھے بلکہ اس وقت مدینہ کی فضا ہی ایسی تھی کہ ہر گھر جذبات واحساسات سے معمور تھا اور یہ جذبات واحساسات اشعار کی صورت دھار لیتے تھے۔ اور بقول محمد خلیفہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ تشریف آوری کے وقت کوئی انصاری گھرانہ ایسا نہ تھا جس میں کوئی شاعر نہ ہو۔ (۵۵)

ان فطری ماحولیاتی اور موروثی عوامل کے علاوہ کعب بن مالک کو ایک بلند پایہ شاعر بنانے میں کعب رضی اللہ عنہ کی محنت وکاوش کو بھی دخل ہے۔ آپؓ نے اپنی ان موروثی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے، ترقی دینے اور شعروسخن میں انہیں استعمال کرنے میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا۔ وہ اپنے آباؤ اجداد کے کارناموں کو سینہ سے لگا کر اور ان کو سنا سنا کر اپنا نام روشن کرنے کے حق میں نہ تھے۔ آپ نے شاعر ہونے کی حیثیت میں اپنا مقام حاصل کرنے کے لیے اپنے آباؤ اجداد کے نام کو لے کر آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کی بلکہ اپنے آپ کو بلند مقام تک پہنچانے کے لیے انتھک محنت کی۔ اس انتھک محنت اور کوشش کے بعد زمانہ جاہلیت میں ہی آپ کی شہرت کا اسقدر چرچا ہو گیا کہ بیعت عقبہ ثانیہ کے موقع پر جب آپ براء بن معرور کے ہمراہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آپ کا تعارف حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کرایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً کہا ''الشاعر'' یعنی وہی کعب جو شاعر ہیں۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شاعر کی حیثیت سے کعب رضی اللہ عنہ دور دراز تک شہرت حاصل کر چکے

Marfat.com

تھے۔اسی لیے رسول کریم ﷺ نے آپ کو شاعر کی حیثیت سے فوراً شناخت کرلیا۔

بغدادی اپنی کتاب "خزانۃ الادب" میں آپ کی زمانہ جاہلیت کی شہرت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"کان مجوداً مطبوعاً قد غلب علیه فی الجاهلیة امر الشعروعرف به"(۵۶)

ترجمہ: وہ شاعری میں بہت مشہور ومعروف تھے اور انہوں نے زمانہ جاہلیت میں ہی شعر گوئی پر غلبہ حاصل کرلیا تھا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے زمانہ جاہلیت میں ہی شعر کہنے کی ابتداء کردی تھی۔ وہ اس وقت کے مشہور شاعر تھے اور ان کے شعر یثرب اور مکی اجتماعوں میں شہرت حاصل کر چکے تھے۔

زمانہ جاہلیت کے ساتھ ساتھ انہوں نے زمانہ اسلام میں بھی بہت شہرت حاصل کی اور شاعر رسول کا جلیل القدر لقب حاصل کیا۔(۵۷) اسی لیے ابن کثیر نے آپ کو "شاعر اسلام" کے خطاب سے نوازا اور ابشیہی نے آپ کو "شاعر مجید" کہا ہے(۵۸)۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ مخضرمین شعراء اور اسلامی شاعری میں بہت شہرت رکھتے ہیں اور شعر النقائض میں بھی ان کا مقام بہت اونچا ہے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی شعراء قرآن وسنت کی تعلیمات کی روشنی میں اشعار کہتے، لایعنی اور لغو باتوں سے گریز کرتے۔ان کی شاعری کو اخلاقی شاعری کہا جاسکتا ہے۔آپ اللہ تعالیٰ اور محمد ﷺ کی ذات پر فخر کرتے تھے۔ایسے ہی اللہ تعالیٰ کی ذات پر فخر کرتے ہوئے ایک شعر کہا جس کے متعلق رسول کریم ﷺ نے فرمایا "اے کعب تیرا رب نہیں بھولا یا یہ کہا تیرا رب بھولنے والا نہیں ہے اس شعر کو جو تو نے کہا۔

کعب رضی اللہ عنہ نے رسول کریم ﷺ سے دریافت کیا "یارسول اللہ ﷺ وہ کیا ہے"۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا "اے ابوبکر سنا دے"۔

پس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ شعر پڑھا۔

Marfat.com

زعمت سخينة ان ستغلب ربها

وليغلبن مغالب الغلاب

ایک دوسری روایت کے مطابق رسول کریم ﷺ نے اس شعر پر فرمایا:

"لقد شكرك الله يا كعب على قولك هذا"(۵۹)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تیرا شکر ادا کرتا ہے اے کعب۔

سید الانبیاء حضرت محمد ﷺ ایک روز حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ آپؓ کو رسول کریم ﷺ کی آمد کی خبر ملی تو فرط مسرت سے بے خود ہو گئے۔ بے تابانہ گھر سے باہر آئے اور حضور سرور عالم ﷺ کا استقبال کیا۔ رسول اللہ ﷺ ان کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا:

"ابو عبداللّٰہ اپنے کچھ اشعار سناؤ"

آپ ﷺ کا حکم کعبؓ کے لیے باعث شرف وسعادت تھا چنانچہ اپنے متعدد اشعار جذبہ وذوق کے ساتھ پڑھ دیے۔ حضور سرور کائنات ﷺ ان کو سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا "مزید"۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے پھر اپنے کئی اشعار سنائے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا "اور" انہوں نے پھر حکم کی تعمیل کی اور اپنے کئی اشعار پڑھ کر سنائے۔ اس طرح رسول کریم ﷺ نے تین بار فرمائش کر کے اشعار سنے اور پھر ان کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

"هذا اشد عليهم من وقع النبل"(۶۰)

ترجمہ: کفار پر ان کی زد تیر سے بھی زیادہ سخت ہے۔

حضور سرور کائنات ﷺ کا بذات خود کسی صحابی کے گھر جا کر اشعار سننا اس بات کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ آپؓ ایک جلیل القدر شاعر تھے اور آپؓ کے شعر اس قدر پر تاثیر تھے کہ رسول ﷺ نے بھی ان کو پسند فرمایا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے اشعار زبانی یاد کرتی تھیں اور انہوں نے آپؓ کے بہت سے اشعار روایت کیے ہیں۔ جن میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا ایک قصیدہ بھی

Marfat.com

ہے جس میں چالیس اشعار ہیں یا اس سے کم۔ بقول رفاعی حضرت عائشہؓ نے حضرت کعبؓ بن مالک کے اشعار کی بابت فرمایا۔

"الشعر منه حسن و منه قبيح، خذ الحسن ودع القبيح" (۶۱)

ترجمہ: ان کے بعض اشعار اچھے ہیں اور بعض برے۔ اچھے شعر لے لو برے چھوڑ دو۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ محسوسات کی اس انداز سے تصویر کشی کرتے ہیں کہ مجسم ہو کر نگاہ کے سامنے آ جاتی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا یہ وصف آپؓ کے تمام موضوعات میں نمایاں نظر آتا ہے۔ مدح ہو یا تہدید، ہجو ہو یا وصف اپنے فن کے ماہر سمجھے جاتے ہیں۔ ادب قدیم کے مصادر میں اپنی شعر گوئی کے علاوہ شعر پڑھنے کی وجہ سے بھی مشہور ہیں۔ اس لیے عرب آپ رضی اللہ عنہ پر فخر کرتے ہیں اور آپؓ کی تعریف کرتے ہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپؓ شعر پڑھنے میں بہت مشہور ہیں اس لیے آپ رضی اللہ عنہ کی قوم نے بھی آپؓ کی اس شعر کی وجہ سے تعریف کی ہے:

نصل السيوف إذا قصرن بخطونا

يوما وطحقها اذا لم تلحق

ترجمہ: ہمارا یہ ہمیشہ کا معمول رہا ہے کہ اگر تلواریں ہمارے قدم کے ساتھ نہیں چلتیں اور آگے بڑھنے میں کوتاہی کرتی ہیں تو ہم ان کے پاس پہنچتے ہیں اور انہیں آگے بڑھا دیتے ہیں اور دشمن سے بھڑا دیتے ہیں (یعنی اگر شمشیر زن کوتاہی کرتے ہیں تو ہم ان میں جوش پیدا کر دیتے ہیں)۔

اسی بات کو "الاعلام" اور الاغانی میں عبدالعلی قرشی نے اس طرح بیان کیا ہے کہ ایک دن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ہم نشینوں سے کہا کہ مجھ کو کوئی ایسا شعر سناؤ جس کی تعریف شاعر کی اپنی قوم کے کسی آدمی نے کی ہو تو روح بن ذنباع نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا مندرجہ بالا شعر پڑھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "صدقت" (۶۲) یعنی تو نے سچ کہا۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک امتیازی شان یہ تھی کہ وہ فی البدیہہ شعر کہنے والے تھے اور اسی وجہ سے آپؓ کی قوم انصار آپؓ پر فخر کرتی تھی اور آپؓ کی عزت کرتی تھی۔ جنگ

Marfat.com

خیبر کے موقع پر انہوں نے مرحب یہودی کے شعروں کا جواب فی البدیہہ دیا تھا۔ (۶۳)

آپ رضی اللہ عنہ کا کلام ایک نہر کی مانند ہے جو جاری و ساری ہے کہیں بھی خلا محسوس نہیں ہوتا۔ کبھی آپ رضی اللہ عنہ کا کلام فضا کو اس طرح روشن کر دیتا ہے جیسے اندھیری رات میں کوندنے والی بجلی اور کبھی پڑھنے والوں کو ایسا سرور بخشتا ہے جیسے باغ میں کلیاں کھل رہی ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ خود تو صفحہ ہستی پر موجود نہیں ہیں لیکن آپ رضی اللہ عنہ کا کلام زندہ ہے اور اپنے دلفریب بیان و نادر صفات میں زبان حال سے پکارتا ہے کہ کعب رضی اللہ عنہ زندہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اشعار کی زبان نہایت حیات آفرین ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے قصیدے ایسے ہیں جو سدا آسمان شہرت پر تابندہ و درخشان رہیں گے۔

قوت بیان اور جودت کلام ایک ایسی خوبی ہے جو کہ شعراء کے کلام کو لوگوں کے ہاں مقبول بناتی ہے جن لوگوں کا کلام، عام الناس کے دلوں میں اثر پیدا کرے ان شعراء کو شعرائے مجیدین کہا جاتا ہے۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے کلام میں یہ خوبیاں موجود ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اشعار فصیح و بلیغ تلمیحات اور تشبیہات سے مرصع ہیں۔ تنقید و تمفر سے پاک ہیں۔ ان کے معنی تلاش کرنے میں کوئی الجھاؤ پیدا نہیں ہوتا کیونکہ ذہن انہیں معمولی غور و فکر اور تامل سے پالیتا ہے۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا کمال اور اعجاز یہ ہے کہ ان کے کلام میں تقریباً تمام اصناف سخن پائے جاتے ہیں اور ہر صنف آپ رضی اللہ عنہ کے اشعار میں بدرجۂ اتم موجود ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ ان دو شعراء (دوسرے شاعر عبداللہ بن رواحہ ہیں) میں سے ایک ہیں جنہوں نے تلوار اور زبان دونوں سے آپ رضی اللہ عنہ کی مدد کی ہے۔

سیرۃ النبی لابن ہشام میں ہے۔

تعتبر مصدراً هاماً فی شعر کعب رضی اللہ عنہ، وفی اشعار النقائض بین شعراء المسلمین و شعراء الکفار (۶۴)۔

ترجمہ: کعب رضی اللہ عنہ کے اشعار زیادہ معتبر سمجھے جاتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اشعار میں مسلمان اور کفار شعراء کے درمیان نقائض ہیں۔

اگرچہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے اشعار کا ایک بڑا حصہ ضائع ہو گیا ہے لیکن اس کے باوجود

Marfat.com

کعب رضی اللہ عنہ کے اشعار کا ایک کثیر ذخیرہ ہمیں کتب سیرت، کتب مغازی اور شعر و ادب کی کتب میں نظر آتا ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے جتنے قصیدے کہے ہیں سب طبع زاد ہیں۔ السامی العانی کہتے ہیں:

"فصدرت قصائدہ صدر واطبیعا، کما یصدر الضیاء عن الشمس، والعطر عن الزھر"(۶۵)

ترجمہ: حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے جتنے قصیدے ہیں سب طبع زاد ہیں جیسے سورج سے روشنی خود بخود پیدا ہوتی ہے یا جیسے پھولوں سے خوشبو نکلتی ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے شاعری کو ذریعہ معاش نہیں بنایا۔ بلکہ آپؓ کی شاعری کا مقصد اہل اسلام کے جاہ و جلال عزت و آبرو کی حفاظت تھا۔ آپؓ نے سب اشعار میں اپنے دلی تاثرات بیان کیے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پچھلے شاعروں کی پیروی کرتے ہوئے غزل اور خمریات کو بیان نہیں کیا بلکہ اس کی جگہ آپ رضی اللہ عنہ پاکیزہ اور پر حکمت باتیں بیان کرتے ہیں۔ یہ بات عقل تسلیم نہیں کرتی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شاعر فحش گوئی اور بے حیائی کا سہارا لے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شاعری بے حیائی سے پاک تھی اور نہ ہی آپؓ بے حیائی کی باتوں میں مشہور ہیں۔ کیونکہ آپ نے خود بھی پاکیزہ زندگی گزاری ہے اور اسی کی جھلک آپ رضی اللہ عنہ کی شاعری میں بھی نظر آتی ہے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اپنے اشعار میں مدح خوب کہتے تھے اور مبالغہ سے دور رہتے تھے۔ مدح میں وہی امور بیان کرتے جو ممدوح کے اخلاق و عادات میں واقعی پائے جاتے تھے۔ صداقت اور سچائی آپ رضی اللہ عنہ کے اشعار کا خاص وصف تھا۔ ممدوح کے وہی اوصاف بیان کرتے جو فی الواقع اس میں موجود ہوتے۔ اس کے حقیقی اوصاف سے زیادہ بیان نہ کرتے۔

عموماً شعراء مدح کے عوض کسی دنیاوی منفعت کے خواہاں ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے اشعار میں بادشاہ، وزراء اور سرداروں کی مدح کرتے ہیں لیکن حضرت کعبؓ بن مالک

Marfat.com

نے زمانہ اسلام میں کسی بادشاہ کی مدح کی نہ کسی وزیر کی بلکہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ، نبی کریم ﷺ، صحابہ کرامؓ، اہل اسلام اور اسلام کی مدح میں اشعار بیان کیے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ مدح کسی دنیاوی منفعت واستفادہ کے لیے نہ تھی۔

آپ رضی اللہ عنہ کا فخر اپنی ذات کے لیے نہیں ہے نہ ہی اپنی قوم کو ممتاز کرتے نظر آتے ہیں نہ ہی نسل کی شرافت بیان کرتے ہیں بلکہ آپ رضی اللہ عنہ فخر کرتے ہیں دین کی باتیں پھیلانے پر اور دین اسلام میں اخلاقی باتوں اور انسانی شرافت کے موجود ہونے پر۔ آپؓ خدا تعالیٰ کی ذات ذوالجلال اور حضرت محمد ﷺ کے خدا کے رسول ہونے پر فخر کرتے ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ کی ہجو میں سب وشتم نہیں ہے اور نہ ہی قذف (تہمت) ہے بلکہ آپؓ اگر کسی کی ہجو کرتے ہیں تو اس سے ان کا مقصد اس کو راہ راست پر لانا ہوتا ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا کوئی مرثیہ ان کے اپنے خاندان والوں کے لیے نہیں ملتا۔ انہوں نے جتنے مرثیہ کہے ہیں وہ دین کی اشاعت کرنے والوں کی شہادت، حضور ﷺ کے وصال یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی وفات پر کہے ہیں۔

غرض آپ رضی اللہ عنہ کا کلام متانت اور پاکیزگی سے مزین، بے حیائی اور فحش گوئی سے مبرا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شاعری دل پر اثر پذیری کی صلاحیت سے بہرہ ور ہے۔ کیونکہ وہ آسان عبارت، خوشنما و پرکشش الفاظ، عمدہ اوصاف، پختہ بندش اور زود فہم مضامین پر مشتمل ہے۔

اس زمانے میں چونکہ عربوں میں قصیدہ نگاری کا رواج تھا شاعر زیادہ تر قصیدے ہی کہتے تھے۔ اس لیے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے بھی اس زمانے کے مطابق قصیدے ہی کہے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے بعض قصیدے طویل اور بعض مختصر ہیں لیکن جامع ہیں۔ اس وقت شاعر اپنے بعض قصیدوں میں دو دوستوں کو مخاطب کر کے قصیدے کا آغاز کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے ایک قصیدہ میں دو دوستوں کو مخاطب کر کے قصیدہ کا آغاز کیا ہے۔

الا ابلغا فهراً على نأي دارها وعندهم من علمنا اليوم مصدق

Marfat.com

بأنا غداة السفح من بطن يثربٍ صبرنا ورأيات المنية تخفق (٦٦)

ترجمہ: میرے دونوں دوستو! سن لو قبیلہ فہر کو میرا پیغام ان کے گھر کی دوری کے باوجود پہنچا دو۔ اور آج انہیں کے پاس ہمارے علم کی صداقت کا معیار موجود ہے وہ پیغام یہ ہے کہ بطن یثرب کے دامن کوہ والی صبح کے موقع پر ہم نے اس وقت صبر و تحمل سے کام لیا تھا جب موت کے جھنڈے لہرا رہے تھے۔

لیکن حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنے قصائد میں اس زمانے کے عرب شعراء کے مطابق نہ تو آثار دیار حبیب سے خطاب کیا ہے نہ ہی محبوب کی جدائی میں اپنی بیتابی بیان کی ہے۔ شاید آپؓ کی زمانہ جاہلیت کی شاعری میں کوئی ایسی بات ملتی ہو لیکن جو قصائد ہم تک پہنچے ہیں ان میں ایسی کوئی بات نظر نہیں آتی اور نہ ہی آپؓ کے قصائد میں کسی عورت کا ذکر ملتا ہے۔ البتہ ایک قصیدہ میں رسمی طور پر ایک عورت سے مخاطب ہو کر اپنی اور مسلمانوں کی فیاضی کا ذکر کرتے ہیں:

إنك عمر أبيك الكريـ ـمِ إن تسألى عنك من يجتدينا
فإن تسالى ثم لا تكذبى بخيرك من قد سألت أليقينا
بأنا ليالى ذات العظا ـمِ كنا ثمالاً لمن يعترينا (٦٧)

ترجمہ: تیرے پدر بزرگوار کی جان کی قسم! اگر تو کسی سے اپنی ضرورت کے لیے دریافت کرے گی کہ کون ہے جو مجھ سے فیاضی کر سکتا ہے اور عطایا بخش سکتا ہے۔ اگر تو یہ سوال کرے اور تجھ سے جھوٹی بات بھی نہ کہی جائے تو ہر وہ شخص جس سے تو بالکل یقینی بات معلوم کرنے کے لیے سوال کرے گی جواب دے گا کہ ہمیں تو ہیں (مراد شاعر) جو قحط سالی اور مغلوب الحالی کے وقت بھی جب لوگ ہڈیوں کو پکا پکا کر چربی نکالنے پر مجبور ہو جاتے ہیں مرجع خلائق بنے رہتے ہیں اور ہر وہ شخص جو ہمارے سامنے اپنی فریاد اور ضرورت لے کر آتا ہے تو ہم اس کے لیے فریادرس ثابت ہوتے ہیں اور

Marfat.com

اس کی ضرورتیں عطیے دے کر پوری کر دیتے ہیں۔

اصناف سخن

حضرت کعبؓ بن مالک رضی اللہ عنہ بہت مشہور و معروف شاعر تھے۔ آپؓ کا مقام شعر میں بہت اعلیٰ ہے۔ آپؓ مشہور و معروف شاعر خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپؓ کے شعر زیادہ تر ہجو، رد، رثاء، مدح، فخر اور حماسہ وغیرہ میں ہیں۔

چونکہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے کثیر تعداد میں شعر ضائع ہو گئے ہیں۔ اس لیے آپؓ کی زمانہ جاہلیۃ کی شاعری نہیں ملتی اور جو اشعار ہم تک پہنچے ہیں وہ زمانہ اسلام سے تعلق رکھتے ہیں۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی شاعری پر زور متین، ہمہ گیر، خوش اسلوب اور رواں قافیہ والی ہے۔ آپ کے دیوان میں مدح، ہجو، مرثیہ، فخر، حماسہ، نقشہ کشی، منظر نگاری اور وصف وغیرہ کے اشعار ملتے ہیں۔ اب آپؓ کی شاعری کی ہر صنف پر علیحدہ علیحدہ اجمالی روشنی ڈالی جائے گی اور ہر موضوع کے متعلق نمونہ کلام پیش کیا جائے گا تا کہ ہر صنف کا حسن اور اس کی جودت و عمدگی کا پتہ چل سکے۔

فخر و حماسہ

التمدح بالخصال والافتخار وعدّ القديم۔[۶۸]

فخر و حماسہ: صفات کی تعریف، ان پر فخر اور ان کی تعداد و پابندی کا بیان ہے:

والفخر: هو تمدح المرء بخصال نفسه و قومه، والتحدث بحسن بلائهم ومكارمهم و كرم عنصرهم، وفرة قيلهم، ورفعة حسبهم وشهرة شجاعتهم۔[۶۹]

ترجمہ: فخر کسی شخص کی ذاتی یا اس کی قومی خصائل کی تعریف، ان کے حسن عمل، مکارم اخلاق اور عادات کی اچھائی، ان کے قول کا حسن، ان کے خیالات کی بلندی اور ان کی بہادری کی شہرت کو بیان کرنا ہے۔

Marfat.com

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک جماعتی فخر مسلمانوں کی جماعت کے لیے ہے۔ آپؓ نے ذاتی فخر کی نسبت جماعتی فخر کو ترجیح دی ہے۔ اس لیے اپنے خاندان اور قبیلہ کی بڑائی پر زیادہ فخر کرنے کی بجائے مسلمانوں کی جماعت پر فخر کرتے ہیں جو اللہ پر اور اس کے دین اسلام پر ایمان لائی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا نبی سمجھ کر ان کی ہدایت پر چلی۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے اپنے قبیلہ، خاندان اور آباؤ اجداد پر زیادہ فخر نہیں کیا۔ بلکہ ان کا فخریہ کلام زیادہ تر ان لوگوں کے لیے ہے جو اللہ کے راستہ میں شہادت کا درجہ حاصل کرتے ہیں، یا وہ فخر کرتے ہیں فرشتوں کی مدد پر جو اللہ تعالیٰ نے بدر کے موقع پر مسلمانوں کی فرمائی تھی۔

ویوم بدر لقینا کم لنا مدد فیه مع النصر میکال و جبریل
إن تقتلونا فدین الحق فطرتنا والقتل فی الحق عنداللّٰه تفضیل (۷۰)

ترجمہ: جنگ بدر میں ہماری اور تمہاری مڈبھیڑ ہوئی ہمیں ایسی کمک پہنچ رہی تھی جس میں میکائیل اور جبرئیل علیہما السلام نصرت ساتھ لیے موجود تھے۔ تم اگر ہمیں قتل بھی کر دو گے (تو کیا پرواہے) اس لیے کہ دین حق ہماری سرشت میں داخل ہو چکا ہے اور حق کے معاملے میں قتل ہو جانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی فضیلت ہے۔

اور مزید اللہ تعالیٰ کی مدد پر فخر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

وردناه بنورِ اللّٰه یجلو رجی الظلماء عنا والفطاء
رسول اللّٰه یقد منا بامر من اُمر اللّٰه أحکم بالقضاء
فما ظفرت فوارسکم ببدر وما رجعوا إلیکم بالسواء
فلا تعجل أبا سفیان وارقب جبار الخیل تطلع من کداء
بنصراللّٰه روح القدس فیها ومیکال فیا طیب الملاء (۷۱)

ترجمہ: ہم اپنے ساتھ اللہ تعالیٰ کا نور لے کر اس مقام پر پہنچے ہیں جو اندھیری رات کی تاریکی اور پردے ہم سے دور کرتا ہے۔ (وہ نور) اللہ تعالیٰ کا رسول تھا، جو اللہ تعالیٰ کے احکام میں سے کسی حکم کے تحت ہمارے آگے چل رہا تھا، قضا (وقدر) سے مستحکم کر دیا گیا ہے۔ بدر میں تمہارے

Marfat.com

سواروں نے نہ فتح حاصل کی اور نہ وہ تمہاری جانب صحیح وسالم لوٹے۔

پس اے سفیان جلدی نہ کر اور مقام کداء سے بہترین گھوڑوں کے چڑھ آنے کا انتظار کر (وہ سوار) خدائی مدد کو ساتھ لیے ہوئے ہوں گے ان میں روح القدس اور میکائیل بھی ہوں گے۔ پس یہ کیسی بہترین جماعت ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بہت بہادر تھے، اللہ تعالیٰ سے شدید محبت کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر بہت اعتماد رکھتے تھے۔ جس کی جھلک ان کے اشعار میں جا بجا نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بزرگی وجلال پر اپنے اشعار میں جگہ جگہ فخر کرتے ہیں۔ یہاں چند اشعار پیش کیے جاتے ہیں۔ جس میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی مدد فرمانے پر فخریہ طور پر کہتے ہیں:

إذا غايظو نافى مقام اعاننا

على غيظهم نصر من اللّٰه واسع (۷۲)

ترجمہ: جب بھی اور جہاں بھی انہوں (کفار) نے ہم پر غیظ وغضب کا اظہار کیا تو اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد فرمائی اور ان کے غیظ وغضب پر اللہ تعالیٰ کی وسیع نصرت غالب تھی۔

جنگ بدر کے موقع پر ابوسفیان کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ کے مدد پہنچانے پر فخر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

فلاتعجل ابا سفيان و ارقب جياد الخيل تطلع من كداء

بنصر اللّٰه روح القدس فيها وميكال فياطيب الملاء (۷۳)

ترجمہ: پس اے ابوسفیان۔ جلدی نہ کر اور مقام کداء سے بہترین گھوڑوں کے چڑھ آنے کا انتظار کر۔

(وہ سوار) خدائی مدد ساتھ لیے ہوئے ہوں گے۔ ان میں روح القدس اور میکائیل ہوں گے۔ پس یہ کیسی بہترین جماعت ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا مشہور شعر بھی فخریہ ہے جس میں آپؓ نے اللہ تعالیٰ کی بڑائی پر فخر کیا ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ نے آپؓ کا شکریہ ادا کیا ہے۔ جنگ خندق کے موقع پر ابن

Marfat.com

زبعری نے ایک ہجویہ قصیدہ کہا تھا جس کے جواب میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے جو اشعار کہے اس کا ایک شعر یہ بھی ہے۔

جاءت سخينة كى تغالب ربها
فليغلبن مغالب الغلاب (۷۴)

ترجمہ: یہ قریشی اس خیال سے آئے تھے کہ غلبہ حاصل کرنے میں اپنے رب سے مقابلہ کریں گے۔ لیکن سب سے غلبہ والی ہستی سے جو مقابلہ کرتا ہے وہ ضرور بالضرور مغلوب ہو کر رہتا ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ سے ایک قابل اعتماد شخص نے کہا کہ مجھ سے عبدالملک بن یحیی ابن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے بیان کیا، جب حضرت کعبؓ بن مالک نے یہ شعر کہا:

جاءت سخينة كى تغالب ربها
فليغلبن مغالب الغلاب

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لقد شكرك الله يا كعب على قولك هذا" (۷۵)

ترجمہ: تمہارے اس شعر پر اللہ تعالیٰ نے تمہارا شکریہ ادا کیا ہے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فخر کرتے ہیں کہ آپؓ مشرکین کو کفر سے دور رہنے کی تلقین کرتے ہیں اور اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کی اور ان کو ہدایت دی، فرماتے ہیں:

يذو دوننا عن ديننا ونذودهم عن الكفر والرحمن راءٍ وسامع
إذا غايظونا فى مقام أعاننا على غيظهم نصر من الله واسع
وذلك حفظ الله فينا وفضله علينا ومن لم يحفظ الله ضائع
هدانا لدين الحق واختاره لنا والله فوق الصانعين صنائع (۷۶)

ترجمہ: وہ ہمارے دین کی مخالفت میں ہم سے مدافعت کر رہے تھے اور ہم ان کی مخالفت کر رہے تھے اور پروردگار دیکھ اور سن رہا تھا۔ جب بھی اور جہاں بھی انہوں نے ہم پر

Marfat.com

غیظ وغضب کا اظہار کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد فرمائی اور ان کے غیظ وغضب پر اللہ تعالیٰ کی وسیع نصرت غالب تھی۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہماری حفاظت تھی اور اس کا ہم پر فضل تھا اور جس کا اللہ محافظ نہ ہو وہ برباد ہو جانے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہم کو دین حق کی ہدایت فرمائی اور اس دین برحق کو ہمارے لیے منتخب فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیزیں تمام دوسرے صانعین پر فوقیت رکھتی ہیں۔

رسول کریم ﷺ پر فخر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

فينا الرسول شهاب ثم نتبعه نور مضى له فضل على الشهب
الحق منطقه والعدل سيرته فمن يجبه اليه ينج من تبب
نجد المقدم ماضى الهم معتزم حين القلوب على رجف من الرعب
بدالنا فاتبعناه نصدقه وكذبوه فكنا أسعد العرب (۷۷)

ترجمہ: ہمارے اندر ایک ایسے رسول موجود تھے جو شہاب ثاقب کی طرح روشن تھے اور روشنی پھیلانے والا ان کا ذاتی نور مستزاد تھا۔ اس شہاب ثاقب کو دوسرے ستاروں پر فضیلت حاصل تھی۔

ان کا کلام حق پر اور ان کی سیرت عدل وانصاف پر مبنی ہے۔ پس جو بھی شخص انہیں لبیک کہے گا نقصان وخسران اور تباہی وبربادی سے نجات پا جائے گا۔

جب قلوب مارے ڈر کے تھرا جاتے ہیں۔ ایسے میں رسول اللہ ﷺ سخت پیش قدمی کرنے والے باہمت اور صاحب عزم ثابت ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ہمیں ایسی باتوں پر آمادہ کرتے ہیں جو معصیت سے دور ہوتی ہیں اور انہیں نافذ فرماتے ہیں۔ وہ گویا چودھویں رات کا چاند ہیں۔ کذب اور غیر واقفیت پر پیدا ہی نہیں کیے گئے۔ وہ ہمارے اندر مبعوث ہوئے تو ہم تصدیق کر کے ان کے متبع بن گئے۔ کفار نے ان کی تکذیب کی اور گمراہ ہو گئے۔ لہٰذا ہم عرب میں سب سے زیادہ باسعادت بن گئے۔

رسول کریم ﷺ کی قیادت پر فخر کرتے ہوئے حضرت کعبؓ بن مالک فرماتے ہیں:

Marfat.com

لنا حومة لاتستطاع يقودها

نبی أتی بالحق عف مصدق (۷۸)

ترجمہ: ہمارا ایک معظم مقام ہے جس پر کوئی حملے کی تاب نہیں لاسکتا۔ اس کی قیادت وہ نبی کر رہا ہے جو ہمارے پاس حق لایا ہے، عفیف ہے اور صادق ومصدوق ہے۔

مزید رسول اللہ ﷺ پر فخر کرتے ہوئے فرمایا:

فکفی بنا فضلا علی من غیرنا

حب النبی محمد ایانا (۷۹)

ترجمہ: پس ہمارے لیے دوسروں پر فضیلت کے لیے یہی کافی ہے کہ آنحضرت ﷺ خاص ہم سے ہی محبت کرتے ہیں۔

فخر و بہادری اور جوانمردی عربوں کا خاصہ تھا۔ جب یہ عرب مسلمان ہوگئے تو یہ تمام جذبات اسلام کے لیے استعمال ہونے لگے اور مختلف جنگوں میں مسلمانوں نے اپنی بہادری اور جوانمردی کے جوہر دکھائے۔ جنگ بدر کے موقع پر مسلمانوں کی بہادری بیان کرتے ہوئے حضرت کعبؓ کہتے ہیں:

ضربناهم حتی هوی فی مکرنا لمنخر سوء من لؤی عظیمها

فولوا ودسناهم بیض صوارم سواء علینا حلفها وصمیمها (۸۰)

ترجمہ: ہم نے ان پر حملہ کیا۔ یہاں تک کہ ہماری بار بار کی ضربوں نے بنولوی کے سردار (ابوجہل) کو بری موت مار دیا۔ پس وہ مڑ کر بھاگے اور ہم نے چمکتی ہوئی تلواروں سے انہیں پامال کر دیا۔ ہمارے لیے ان کے حلیف اور خود قریش برابر ہیں۔

جنگ احد کے موقع پر مسلمانوں کی بہادری بیان کرتے ہوئے فرمایا:

فلما تلاقینا ودارت بنا الرحا ولیس لأمر حمه الله مدفع

ضربناهم حتی ترکنا سراتهم کأنهم بالقاع خشب مصرع

Marfat.com

لدن غدوة حتى استفقنا عشية كأن ذكانا حر نار تلفع (۸۱)

ترجمہ: پس جب ہم دونوں حریف ایک دوسرے سے متصادم ہوئے اور جنگ کی چکی ہم پر خوب چلنے لگی اور جو بات اللہ تعالیٰ مقدر کر دیتا ہے۔ اس سے کوئی بچ نہیں سکتا۔ تو ہم نے انہیں تلواروں سے اتنا مارا اور ان میں چنے ہوئے لوگوں کی یہ حالت کر دی گئی گویا نشیبی زمین میں پچھاڑی ہوئی لکڑیاں پڑی ہیں۔ یہ شمشیر زنی صبح کے وقت شروع ہوئی اور شام کو ہم نے ہوش لیا۔

ایک شعر میں مسلمانوں کو شیر کی طرح بہادر بتاتے ہیں، کہتے ہیں گویا کہ وہ ایسے شیر ہیں جو اپنی کچھار پر اٹھلا اٹھلا کر گوشت کھا رہے تھے۔

ورحنا وأخرانا بطاء كأننا

اسود على لحم ببيشة ضلع (۸۲)

ترجمہ: اور ہم لوگ شام کے وقت اس شان سے واپس ہوئے کہ ہم میں جو لوگ آخری صفوں میں تھے وہ باطمینان خراماں خراماں چلے آ رہے تھے۔

گویا ہم ایسے شیر تھے جو اپنی کچھار پر اٹھلا اٹھلا کر گوشت کھا رہے تھے۔

اپنے بہادر شہسواروں کو جو گرد و غبار کے تاریک بادلوں کے نیچے اپنے بڑے بڑے نیزوں سے دشمنوں کو مارتے ہیں، پر فخر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

صدق يعاطون الكماة حتوفهم

تحت العماية بالوشيج المزهق (۸۳)

ترجمہ: یہ سوار (لوٹنے میں) سچے اور پکے ہیں جو گرد و غبار کے تاریک بادلوں کے نیچے اپنے جان لیوا نیزوں سے بڑے بڑے مدمقابل بہادروں کی جانیں نکال کر ان کے حوالے کر دیتے ہیں۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی صرف حربی صلاحیتوں پر ہی فخر نہیں کرتے بلکہ امن کی حالت میں جب کبھی قحط پڑ جاتا ہے تو مسلمان قوم کو ایک شریف مہمان نواز قوم کی حیثیت

Marfat.com

سے پیش کرتے ہیں۔

فان تسألی ثم لا تکذبی یخبرك من قد سألت ألیقینا
بانا لیالی ذاتِ العظا مِ کنا ثمالا لمن یعترینا
تلوز النجود باذرائنا من الضر فی أزماتِ السنینا (۸۴)

ترجمہ: اگر تو پوچھے گی تو تجھ سے جھوٹ نہیں بولا جائے گا اور جس سے پوچھے گی وہ تجھے یقینی بات بتائے گا کہ ہم سخت بھوک کی راتوں میں اپنے ملاقاتیوں کے لیے امید کا پیغام ہیں۔ لوگوں کے گروہ ہمارے پہلوؤں میں قحط کی مصیبتوں سے پناہ لیتے ہیں۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے فخریہ اشعار زیادہ تر نقائض میں ہیں۔ جن میں انہوں نے کفار مکہ کے شعروں کا جواب دیا ہے۔ جنگ احد کے موقع پر عمرو بن العاص کے اشعار کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں۔

أبلغ قریشا وخیر القول اصدقه والصدق عن ذوی الالبابِ مقبول
أن قد قتلنا بقتلانا سراتکم أهل اللواءِ ففیما یکثر القیلُ (۸۵)

ترجمہ: قریش کو میرا یہ پیغام پہنچا دو اور سب سے بہتر قول وہی ہوتا ہے جو سب سے سچا ہوتا ہے اور اہل عقل و ہوش کے نزدیک سچائی ہی مقبول ہے کہ ہم نے اپنے مقتولین کے عوض میں تمہارے چنے ہوئے علمبرداروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ پس بتاؤ لوگوں میں کس معاملے کا زیادہ ذکر اذکار رہتا ہے۔

''الاغانی'' میں عبدالاعلیٰ القرشی سے روایت ہے۔

''عن عبدالاعلی القرشی قال قال معاویة یوما لجلسانه اخبرونی بأشجع بیت وصف به رجل قومه''۔

ترجمہ: عبدالاعلی القرشی سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت معاویہؓ نے اپنے ہم نشینوں سے کہا کوئی ایسا بہادری کا شعر سناؤ جس کی تعریف اس کی

Marfat.com

اپنی قوم کے آدمی نے کی ہو۔ پس روح بن زنباع نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا یہ شعر پڑھا:

نصل السیوف اذا قصرن لخطونا

یوما- ونلحقها، إذ لم تلحق (۸۶)

ترجمہ: حضرت معاویہؓ نے کہا ''تو نے سچ کہا''۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے اشعار میں بہادری اور فخر نمایاں نظر آتا ہے اور اسی کا اعتراف حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی کیا ہے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بے شک وہ ''صاحب فخر'' ہیں۔ عبدالعزیز رفاعی بیان کرتے ہیں:

''وقیل عنه ایضاً صاحب افخر بیت قالته العرب''۔

ترجمہ: اور کہا گیا ہے کہ ایک عرب نے کہا کہ وہ فخر کرنے والے ہیں اپنے اس قول کے ساتھ

وببئر بدر، إذ یرد وجوههم

جبریل تحت لوائنا و محمد

ترجمہ: جنگ بدر میں جبریل علیہ السلام اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے جھنڈے کے نیچے ان کے چہرے پھیر رہے تھے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کی تصدیق کی۔ (۸۷)

جہاں آپؓ نے اور چیزوں پر فخر کیا ہے وہیں اپنی بہادری پر بھی فخر کرتے ہیں۔ جب مرحب یہودی رجز میں یہ کہتا ہوا اپنے قلعہ سے نکلا کہ کون ہے جو میرا مقابلہ کرے گا تو کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے فی البدیہہ اس کے اشعار کے جواب میں کہا:

قد علمت خیبر أنی کعب وأننی متی تشب الحرب

ماض علی الهول جری صلب معی حسام کالعقیق عضب

بکلف ماض لیس فیه عتب ندککم حتی یغلَ الصعب (۸۸)

Marfat.com

ترجمہ: خیبر کو معلوم ہے کہ میں کعبؓ بن مالک ہوں اور یہ کہ جب آتشِ جنگ بھڑکائی جاتی ہے تو میں ہولناکیوں پر قابو پانے والا مضبوط بہادر ہوں۔ میرے پاس ایک کاٹنے والی بجلی کی طرح چمکنے والی تلوار ہے جو ایسے ہاتھ میں ہے جس میں کوئی کجی نہیں۔ ہم تمہارے ٹکڑے اڑا دیں گے اور ہر دشواری کو آسان بنالیں گے۔

ابن ہشام نے کہا مندرجہ بالا اشعار مجھے ابوزید انصاری نے سنائے جبکہ ابن ہشام نے ان اشعار کو اس طرح نقل کیا ہے:

قد علمت خيبر أنى كعب مفرج الغما جرئ صلب
اذ شبت الحرب تلتها الحرب معى حسام كالعقيق غضب (۸۹)

ترجمہ: خیبر کو معلوم ہے کہ میں کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ہوں۔ دشواریوں کو دور کرنے والا، بہادر اور مضبوط جب جنگ آتی ہے میرے پاس کاٹنے والی تلوار ہے جو بجلی کی طرح چمکتی ہے۔

مزید فرماتے ہیں

نطوكم حتى يذل الصعب
نعطى الجزاء أو يفئ النهب
بكف ماضٍ ليس فيه عقب (۹۰)

ترجمہ: ہم تمہیں روند کر رکھ دیں گے۔ یہاں تک کہ دشواری دشواری نہ رہے۔ ہم تمہیں بدلے کی سزا دے کر رہیں گے تا آنکہ مال غنیمت حاصل ہو جائے۔ ایسے تیز ہاتھ کے ساتھ جس میں ذرا کجی نہیں۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فخر کرتے ہیں کہ آپؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت زبان اور نیزے کے ساتھ کی۔ اس بات پر بھی فخر کرتے ہیں کہ آپؓ ایمان لائے اسلام کے عقائد پر قوم کا ہر شخص آپؓ کے اس قول پر تعریف کرتا ہے:

يذودو يحمى عن زمار محمد ويدفع عنه باللسان وباليد

Marfat.com

وینصره من کل امرِ یریبه یجود بنفس دون نفس محمد
یصدق بالانباء بالغیب مخلصاً یرید بذاك الفوز والعز فی غدِ (۹۱)

ترجمہ: محمد ﷺ کے حقوق کے لیے ہر طرح مدافعت وحمایت کرتے ہیں اور خود ان کی مدافعت وحفاظت کے لیے اپنی زبان اپنا ہاتھ سب استعمال کرتے ہیں۔ ہر ایسی چیز میں ان کا تعاون کرتے ہیں جس میں انہیں ذرا بھی شبہ ہو جاتا ہے۔ او محمد (ﷺ) کی جان کی حفاظت میں اپنی جان تک نچھاور کر دیتے ہیں۔ امور غیب اور اخبار غیب کی انتہائی خلوص کے ساتھ تصدیق کرتے ہیں کیونکہ وہ آنے والے کل (آخرت) کی عزت و کامیابی چاہتے ہیں۔

حضرت کعبؓ بن مالک اپنے قبیلہ کی بنیاد پر زیادہ فخر نہیں کرتے۔ بلکہ وہ اس بات پر زیادہ فخر کرتے ہیں کہ وہ اسلام کے مددگار ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو مخلوق میں سے دنیا میں اسلام پھیلانے کے لیے چن لیا ہے۔ فرماتے ہیں:

اللّٰه اکرمنا بنصر نبینا وبنا اقام رعائم الاسلام
وبنا أعز نبیه و ولیه وأعزنا بالنصر والاقدام
فی کل معتبرك تطیر نفوسنا تلك الجعاجم عن فراخ الهام
نحن الخیار من البریة کلها ونظامها و زمام کل زمام (۹۲)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی مدد کا شرف عطا کیا اور ہمارے ذریعہ اسلام کی بنیاد قائم ہوئی۔

اور ہماری وجہ سے نبی ﷺ اور آپؐ کے دوستوں کو عزت ملی اور ہم ہی نے آپؐ کو تعاون اور نصرت سے نوازا۔ ہر معرکہ کے اندر ہماری جانیں قربان ہوئیں اور ہماری کھوپڑیاں تن سے جدا ہوتی رہیں۔ ہم روئے زمین پر سب سے بہترین لوگ ہیں اور اس نظام کائنات کے اندر اور افضلوں کے اندر ہم سب سے افضل ہیں۔

اپنے آباؤ اجداد پر فخر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

Marfat.com

الا ایهذا السائلی عن عشیرتی
هلم الی اهل المکارم والفخر
انا ابن مبارى الریح عمرو بن عامر
نموت الی قحطان فی سالف الدهر
نصرنا رسول اللّٰه از حل وسطنا
بیض الیمانی الشققة السر (۹۳)

ترجمہ: اے میرے خاندان کے متعلق پوچھنے والے آئینے صاحب مکارم اور مفاخر (معزز اور قابل فخر) کی طرف میں ہوا کا مقابلہ کرنے والا عمرو بن عمر کا فرزند ہوں۔

ہم گزشتہ زمانوں سے قحطان میں وقت گزارتے رہے (موت بھی واقع ہوتی رہی) جب رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے تو ہم نے آپ ؐ کی مدد یمنی تلوار اور خوف پینے والے نیزوں سے کی (یعنی ان کا دفاع کیا)۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اپنے آباؤ اجداد کی فضیلت پر خوش ہوتے ہیں اور فخر کرتے ہیں کہ انہوں نے ہماری بڑی اچھی تربیت کی ہے۔ اور وہ لڑائی میں خوب خرچ کرنے والے تھے، فرماتے ہیں:

وعسا هذا الضرب آباؤنا وسوف نعلم أیضا بنینا
جلاد الکماة وبذل التلا دعن جل أجسابنا ما بقینا
اذا مر قرن کفی نسله وأورثه بعده آخرینا
نشب و تهلك آباؤنا وبینا نربی بنینا فنینا (۹۴)

ترجمہ: یہ شمشیر زنی ہمیں ہمارے آباؤ اجداد نے سکھائی تھی اور آئندہ ہم اپنی قوم کو بھی بہادروں والی شمشیر زنی اور اموال میں سے اپنے بہترین مال کو زندگی بھر خرچ کرنے کی تعلیم دیں گے تاکہ جب ایک پشت اپنا وقت پورا کر کے گزر جائے تو دوسری اس کی جگہ لے لے اور ہمارے ہنر کی

Marfat.com

وارث ہو سکے۔اسی طرح یہ سلسلہ آنے والی نسلوں میں برابر قائم رہے۔

ہم جوان ہو رہے ہیں اور ہمارے آباؤ اجداد ہم سے جدا ہو رہے ہیں۔اس خیال سے ہم اپنے بیٹوں کو فنون جنگ کی تربیت دے رہے ہیں۔

اپنی قوم پر فخر کرتے ہوئے فرمایا:

وغسان أصلی و هم معقلی
منعم الأرومه والمعقل (۹۵)

ترجمہ: ہمارا اصل تو غسان ہے۔وہ ہمارا خاندان ہے۔ایسا بہتر خاندان اور قبیلہ ہے۔

اپنی قوم پر فخر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اللّٰه اکرمنا بنصر نبینا
وبنا أقام دعائم الاسلام
وبنا أعز نبیه و ولیه
وأعزنا بالنصر والاقدام
فی کل معتبرك تطیر نفوسنا
تلك الجعاجم عن فراخ الهام
الخائضو غسرات کل منیة
والضامنون حوادث الایام
فسلوا زوی الاکال عن سرواتنا
یوم العریض فعاجر فروام
انا لمنع ما اردنا منعه
ونجود بالمعروف للمعتام
ینتا بنا جبریل فی ابائنا
بفرائض الاسلام والاحکام (۹۶)

Marfat.com

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی مدد کا شرف عطا کیا ہمارے ذریعہ اسلام کی بنیاد قائم ہوئی۔

اور ہماری وجہ سے نبی ﷺ اور آپؐ کے دوستوں کو عزت ملی اور ہم ہی نے آپ کو تعاون اور نصرت سے نوازا۔ ہر معرکہ کے اندر ہماری جانیں قربان ہوئیں اور ہماری کھوپڑیاں تن سے جدا ہوتی رہیں۔ ہم روئے زمین پر سب سے بہترین لوگ ہیں اور اس نظام کائنات کے اندر اور افضلوں کے اندر ہم سب سے افضل ہیں۔

موت کی فطرت میں کودنے والے ہیں اور زمانے کے بدلتے ہوئے حالات سے مقابلہ کرنے والے ہیں۔

پس اہل عقل ذی رائے لوگوں سے ہماری سخاوت (سماعت) کا حال پوچھو۔

عریض، حاجر اور ارام کے دنوں میں (اوس اور خزرج کے دور جاہلی کے مشہور ایام)

ہم جب چاہیں کسی کام کو روکنا تو رکوا لیتے ہیں اور جہاں سخاوت کی نوبت آتی ہے تو سخاوت کرتے ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام ہمارے آباؤ اجداد کو فرائض اسلام اور اس کے احکام سے آگاہ کرتے ہیں۔

جاہلیت کے زمانہ میں فخر کا مطلب بڑے بڑے سرداروں کا قتل ہوتا تھا۔ ان کے حسب نسب کی عزت کو خاک میں ملا کر فخر کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ زمانہ جاہلیہ کے شعراء کیا کرتے تھے۔ اسی پر کعبؓ بن مالک نے مسلمان قوم کی بہادری بیان کرتے ہوئے فرمایا:

فکم ترکنا بها من سید بطل
حامی الذمار کریم الجد والحسب (۹۷)

ترجمہ: پھر ہم نے کتنے ہی بہادر سرداروں کو وہاں مار کر چھوڑ دیا جو اپنے حقوق کے بہترین محافظ، شریف النسب اور حیدر الحسب لوگ تھے۔

مزید کہتے ہیں:

اذا ما نحن اشرجنا علیها جیاد الجدل فی الارب الشداد
قذفنا فی السوابغ کل صقر کریم غیر معتلث الزناد

Marfat.com

اشم كأنه أسد عبوس غدأة بدأً ببطن الجزع غاد
يغشى هامة البطل المذكى صبى السيف مسترخى النجاد (۹۸)

ترجمہ: جب ہم اس جماعت کے جسموں پر سخت گروہوں والی بہترین زرہیں باندھتے ہیں تو ہم ان بھرپور زرہوں میں گویا ایسے باز پرندے ڈالتے ہیں جو شریف النسل ہیں اور جو جنگ کے چقماق سے انجان طریقے سے چنگاری نہیں نکالتے (بلکہ وہ ایک ماہر کی حیثیت سے اس میں حصہ لیتے ہیں ناک والے ہیں اور جب ان کے پاس وادی کے کنارے صبح کے وقت کوئی سائل فریاد لے کر آتا ہے تو اس کی مدد کے لیے اس وقت یہ ترش روشیر کے مانند جب وہ بڑے پرزور طاقت رکھنے والے بہادر پر حملہ کر کے چھا جاتے ہیں تو اس وقت ان بہادروں کی تلواریں بچوں کی تلواریں معلوم ہوتی ہیں اور ان کی تلواروں کے پرتلے ڈھیلے ہو جاتے ہیں۔

لڑائی کا ذکر گھبرا دینے والا ہوتا ہے۔ لیکن آپؓ اس پر فخر کرتے ہیں کہ لڑائی لڑنا مسلمان قوم کی عادت میں شامل ہے کہتے ہیں:

بنو الحرب لانعيا بشيء نقوله ولا نحن مما جرت الحرب نجزع
بنو الحرب إن نظفر فلسنا بفحش ولا نحن من اظفارها نتوجعُ (۹۹)

ترجمہ: ہم زبردست دائمی جنگجو لوگ ہیں جو بات کہہ دیتے ہیں اسے پورا کرنے میں قطعاً نہیں تھکتے۔ نہ ان مصائب وشدائد پر واویلا کرتے ہیں جو جنگ لاتی ہے۔ ہم زبردست جنگجو ہیں۔ اگر کامیابی حاصل کرتے ہیں تو زیادتی نہیں کرتے اور جنگ کے پنجوں کے زخموں سے ہم دردمند ہی ہوتے ہیں۔

انہی معنی کو دوسری جگہ اس طرح بیان کرتے ہیں:

انا بنو الحرب نمريها وننتجها وعندنا لذوى الاضغان تنكيلُ (۱۰۰)

ترجمہ: دیکھو! ہم بڑے جنگ جو لوگ ہیں جنگ کو ہم اونٹنی کی طرح دوہتے

Marfat.com

ہیں۔اوراس سے بچے پیدا کرادیتے ہیں اور ہمارے پاس کینہ پرور لوگوں کے لیے بڑی دردناک سزا ہے۔

لڑائی پر فخر کا لازمی نتیجہ آلات وسامان جنگ پر فخر ہے۔ چنانچہ کعبؓ اپنے گھوڑوں کو شیر کی طرح بہادر بتاتے ہیں کہتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے انہوں نے شیروں سے پیر لے لیے ہیں جن کے اوپر گوشت جمع ہوا ہے یعنی موٹے گوشت والے ہیں۔ اور پھر تیلہ ایسے ہیں جیسے شکاری کتے ہوتے ہیں جو کہ اپنے دشمنوں کو ہلاک کر دیتے ہیں اور پھر اپنے ٹھکانوں پر واپس آ جاتے ہیں۔ یہ گھوڑے دشمن سے مقابلہ کے وقت بہت خونخوار ہو جاتے ہیں۔ اور جب جنگ نہیں ہو رہی ہوتی تو جانوروں کی اور گھاس کی حفاظت کرتے ہیں۔ انہی گھوڑوں کے متعلق کعبؓ کہتے ہیں:

ونزائعا مثل السراح نمی بها علف الشعير وجزة المقضاب
عرى الشوى منها واردف نحضها جرد المتون وسائر الآراب
قوداً تراح إلى الصياح اذا غدت فعل الضراء تراح للكلاب
وتحوط سائمة الديار و تارة تردى المدى وتووب بالاسلاب
حوش الوحوش مطارة عندالوغى عبس اللقاء مبينة الإنجاب
علفت على دعة فصارت بدنا دخس البضيع خفيفة الاقصاب (۱۰۱)

ترجمہ: اور وہ عربی النسل گھوڑے جو بھیڑوں کی طرح جھپٹ کر حملہ کرنے والے ہیں۔ ان کے کھانے کی وجہ سے جو کا چارا اور درانتی سے کاٹی ہوئی گھاس غائب ہوگئی ہے۔ ان کی ٹانگیں برہنہ ہوگئی ہیں۔ اور ان کا گوشت چڑھ گیا ہے۔ ان کی پیٹھیں اور تمام اعضاء (کم بال ہونے کے باعث) چکنے اور ملائم ہیں۔ یہ گھوڑے دراز قامت ہیں جب صبح کرتے ہیں تو اسی طرح ہنہنانے کی آواز نکال کر خوش ہوتے ہیں جس طرح شکاری کتے اپنے شکاریوں کو دیکھ کر خوش ہو کر آوازیں نکالتے ہیں سارے دیار میں چرتے پھرتے ہیں اور کبھی کبھی ہماری خاطر دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں۔

Marfat.com

اور مال غنیمت لے کر واپس آ جاتے ہیں۔ وحشی جانوروں کے مانند بدکنے والے اور جگ میں انتہائی سبک رفتار و تیز رفتار، مقابلے کے وقت بے حد ترش رو اور شریف النسل گھوڑے ہیں۔ انہیں آسائش اور آسودگی سے چارا دیا جاتا ہے۔ اس بنا پر موٹے تازے پر گوشت اور ہلکی آنتوں والے ہیں۔

کعبؓ جس طرح لڑائی میں گھوڑوں پر فخر کرتے ہیں اسی طرح لڑائی کی اور چیزوں پر بھی کرتے ہیں۔ کہتے ہیں مسلمانوں کی کمانوں کے بھالے اچھی لکڑی کے ہیں۔ وہ لکڑی جو اُگتی ہے پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور ان کے تیز زہر میں بجھے ہوئے ہیں جو دشمن ان پر حملہ کرے یہ ان کے لیے ہیں۔ کعب ﷺ فرماتے ہیں:

تهادى قسى النبع فينا وفيهم وما هو إلا اليثربى المقطع
ومنجوقة حرمية صاعدية يذر عليها السم ساعة تصنع
تصوب بأبدان الرجال وتارة تمر بأعراض البصار تقعقع (۱۰۲)

ترجمہ: درخت نبع کی کمانیں ہمارے اندر ٹوٹ رہی تھیں اور ان کے اندر بھی۔ یہ یثرب کی بنی ہوئی تھیں۔ حرم کے باشندے صاعد کے ہاتھ کے بنے ہوئے وہ تیر بھی ٹوٹ رہے تھے جنہیں بناتے وقت زہر پلایا گیا تھا۔

یہ تیر لوگوں کے جسموں پر تڑاتڑ پڑ رہے تھے اور کبھی کبھی پتھروں ہی کی چٹانوں پر گر گر کر آواز پیدا کر رہے تھے۔

حضرت کعبؓ تلواروں پر بھی فخر کرتے ہیں کہتے ہیں ان تلواروں کے ذریعہ مسلمان اپنے دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں اور ان کے ذریعہ بڑی بڑی جماعتیں منتشر ہو جاتی ہیں، فرماتے ہیں:

وقد عريت بيض خفاف كأنها مقابيس يزهيها لعينيك شاهر
بهن ابدنا جمعهم فتبددوا وكان يلافى الحين من هو فاجر (۱۰۳)

ترجمہ: اور وہ سفید چمکتی ہوئی ہلکی (تلواریں) برہنہ کر لی گئیں، گویا شعلے

Marfat.com

ہیں کہ تلوار کھینچنے والا تیری آنکھوں کے سامنے انہیں حرکت دے رہا ہے۔
انہیں تلواروں کے ذریعے سے ہم نے ان کی جماعت برباد کردی اور وہ پریشان ہوگئے اور جو نافرمان تھا وہ موت سے ملاقات کررہا تھا۔

فساروا و سرنا فالتقينا كأننا - اسود لقاء لايرجى كليمها
ضربنا هم حتىٰ هوى فى مكرنا لمنخر سوء من لوى عظيمها
فولوا و دسنا هم ببيض صوارم سواء علينا حلفهاو صميمها (۱۰۴)

ترجمہ: بس وہ بھی چلے اور ہم بھی چلے اور ان سے ہم اس طرح مقابل ہوئے گویا مقابلے کے لیے ایسے شیر ہیں جن کے زخم خوردہ (کے بچنے) کی امید نہیں کی جاتی۔

ہم نے ان پر یہاں تک شمشیر زنی کی کہ ہمارے حملے میں بنی لؤی کا بڑا (سردار) اوندھے منہ بری طرح گڑھے میں جا گرا۔

پس انہوں نے پیٹھ پھیری اور ہم نے چمکتی تلواروں سے انہیں پامال کیا۔ ہمارے لیے ان میں اصلی افراد اور ان کے حلیف دونوں برابر تھے (ہم نے دونوں کو پامال کیا) ان تلواروں کی دھاروں سے دشمن کے اوپر موت کے پیالے وارد ہوتے ہیں۔ ان کی دھار کھنڈی نہیں ہے اور نہ ان کی شکل ٹیڑھی ہے۔ یہ تلواریں بہادروں کے ہاتھوں میں چمکتی ہیں جیسے کہ موسم برسات کی بجلی چمکتی ہے۔

تغاور ايمانهم بينهم كؤوس المنايا يحد الظبينا
شهدنا فكنا اولى باسه وتحت العماية والمعليينا
بخرس الحسيس حسان رواء وبصرية قد اجمن الجفونا
فما ينفللن وما ينحنين وما ينتهين اذا ما نهينا
كبرق الخريق بايدى الكماة يفجعن بالطل هاما سكونا (۱۰۵)

ترجمہ: جنگجوؤں کے ہاتھ تلواروں کی دھار سے موت کا پیالہ ایک دوسرے

Marfat.com

کو دے رہے تھے۔ اس جنگ میں ہم شریک ہوئے تو گویا اس کے امنڈتے ہوئے بادلوں اور نشان لگانے والے فوجیوں کی سختیاں جھیل سکتے تھے۔ ہم آئے اور خاموش تلواروں کے ساتھ آئے جو نہایت چمکیلی خوبصورت اور خون سے آلودہ تھیں اور نیام میں رہنے سے اکتا گئی تھیں۔ پس یہ تلواریں نہ کند ہوئیں، نہ جھکیں، نہ مڑیں اور جب انہیں روکا گیا تو وہ رکی بھی نہیں۔ بہادروں کے ہاتھوں میں موسم خریف کی بجلی کی طرح آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی روشنی پھیلا رہی تھیں اور اپنے سایوں کے نیچے سروں کو (کاٹ کر) بے حس و حرکت بنا رہی تھیں۔

اور وہ فرعون کا ذکر کر کے اپنی زرہ کی بھی تعریف کرتے ہیں کہ وہ چوڑی اور کشادہ ہے۔ فرماتے ہیں:

ترانا فی فضافض سابغات کفدران الملا متسر بلینا (۱۰۶)

ترجمہ: تم دیکھ رہے تھے کہ ہم میدان کے تالابوں جیسی بھرپور زرہوں میں ملبوس تھے۔

یہ زرہیں کشادگی میں زمین کی حد جیسی ہیں۔ جسموں پر بالکل ٹھیک آتی ہیں۔ گویا کہ وہ تالاب ہیں جس کے اوپر سے ہوا آتی جاتی ہے۔ وہ مضبوط ہیں اور ایسی چمکدار ہیں گویا کہ وہ ٹڈیوں کا چشمہ ہیں۔

فی کل سابغة تحط فضولها کالنهی هبت ریحه المترقرق
بیضاء محکمة کأن قتیرها حلق الجنادب ذات شك موثق (۱۰۷)

ترجمہ: اس جماعت کا ہر فرد ایسی بھرپور زرہ میں ملبوس ہے جس کا فاضل حصہ گھسیٹے ہوئے زمین پر خطوط بناتا چلا جاتا ہے اور جو اس تالاب کے مانند ہے جس پر ہوا کے چلنے سے لہریں آ اور جا رہی ہوں۔ ایسی زرہ میں ملبوس جو چمکیلی اور نہایت مضبوط ہے جس کی بندش نہایت اچھی ہے اور جس کی کیلیں ٹڈیوں کی آنکھوں کی طرح چمک رہی ہیں۔

Marfat.com

اپنے اشعار میں نیزوں پر بھی فخر کرتے نظر آتے ہیں جو بار بار دشمنوں کے لگتے ہیں:

شددنا بحول اللّٰہ والنصر شدة علیکم واطراف الأسنة شرع
نکر القنا فیکم کان فروعها غزالی مزاد ماؤها یتهزع (۱۰۸)

ترجمہ: خدا کی طاقت اور اس کی نصرت پر بھروسا کرتے ہوئے ہم نے تم پر سخت حملہ کیا۔ حملہ کرتے ہی نیزوں کی دھاریں تم پر برابر چلنے لگیں۔

تم پر نیزوں کا حملہ بار بار ہو رہا تھا۔ معلوم ہوتا تھا گویا (ان نیزوں سے ہونے والے) چوڑے چوڑے زخم توشہ دانوں کے منہ تھے جو برابر ٹوٹ رہے تھے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی شاعری میں فخریہ اشعار کثرت سے ملتے ہیں۔ آپؓ زیادہ تر اللہ تعالیٰ، رسول کریم، دین اسلام کی راہ ہدایت پر فخر کرتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کو اس بات پر بہت فخر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کو راہ ہدایت دی اور آپ رضی اللہ عنہ کو اس کام کے لیے منتخب کر لیا کہ آپؓ مشرکین کو سیدھا راستہ دکھائیں اور ان کو کفر سے دور کریں۔ مشکل کے وقت اللہ تعالیٰ کی مدد پہنچنے پر بھی فخر کرتے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لوگوں کو راہ ہدایت دکھانے پر بھی فخر کرتے نظر آتے ہیں۔ غرض ان کے فخریہ اشعار اللہ تعالیٰ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں پر ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم پر بھی فخریہ اشعار کہے ہیں لیکن وہ بہت کم ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ کا فخریہ انداز حوصلہ بلند کر دینے والا ہے۔ آپؓ کے فخریہ اشعار پڑھ کر قاری اپنے اندر ایک نیا ولولہ محسوس کرتا ہے۔ اسی لیے جب آپ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے لیے ایسے شعر کہتے تھے تو وہ زیادہ بہادری اور جرأت سے دشمن کا مقابلہ کرتے تھے اور نمایاں کامیابی حاصل کرتے تھے۔

وعید و تہدید

وعید و تہدید کا مطلب ہے دھمکیاں دینا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے دیوان میں جا بجا ایسے اشعار ملتے ہیں جن میں آپؓ نے دشمنوں کو لڑائی کی اور مسلمانوں کو بہادری کی دھمکیاں دی ہیں۔ وعید و تہدید آپؓ کی شاعری کا خاص وصف ہے۔

Marfat.com

ابن سیرین نے کہا کہ انصار کے تین آدمی تھے جو کفار کے ہجویہ اشعار کا جواب دیتے تھے۔ وہ لکھتے ہیں:

"كان كعبؓ بن مالك نخوفهم الحرب، وكان حسانؓ يقبل على الانساب وكان عبداللهؓ بن رواحه يعير هم بالكفر" (۱۰۹)

ترجمہ: کعب رضی اللہ عنہ بن مالک لڑائی کا خوف دلاتے تھے۔ حسان رضی اللہ عنہ ان کے نسبوں پر حملہ کرتے تھے اور عبداللہ بن رواحہؓ ان کو کفر کی عار دلاتے تھے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو اشعار میں لڑائی اور مسلمانوں کی بہادری کی دھمکیاں دینے کا ملکہ حاصل تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اشعار سے اس قدر خوف جھلکتا تھا کہ ایک مرتبہ آپؓ کے دو اشعار سن کر پورا قبیلہ دوس خوفزدہ ہو کر مسلمان ہو گیا۔

قضينا من تهامة كل ريب وخيبر.....ثم أجمعنا السيوفا
تخبرها ولو نطقت لقالت قواطعهن دوساً او ثقيفا (۱۱۰)

ترجمہ: ہم نے تہامہ اور خیبر سے اپنا بدلہ لے لیا۔ پھر ہم نے تلواروں کو میانوں میں ڈال لیا۔ اب ہم انہیں اختیار دیتے ہیں اور اگر یہ بولیں تو کہیں کہ ان کا نشانہ قبیلہ دوس ہے یا بنو ثقیف ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ جب یہ دو شعر قبیلہ دوس کو پہنچے تو انہوں نے کہا کہ اپنی جانوں کو بچاؤ ایسا نہ ہو کہ تم پر وہ مصیبت نازل ہو جائے جو نازل ہوئی ثقیف پر۔

ان اشعار کو سن کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"والذى نفسى بيده لهى أشد عليهم من رشق النبل"۔ (۱۱۱)

حضرت کعبؓ ان اشعار میں اللہ تعالیٰ کی مدد کی دھمکی دیتے ہوئے کہتے ہیں:

فلا تعجل أبا سفيان وارقب جياد الخيل تطلع من كداء
بنصر الله روح القدس فيها وميكال فياطيب الملاء (۱۱۲)

ترجمہ: ابوسفیان جلدی نہ کر اور وادی کداء سے اترتے ہوئے عمدہ گھوڑوں کو دیکھ۔ اللہ کی مدد لے کر جبریل امین ان میں موجود ہیں اور میکائیل بھی

Marfat.com

ہیں۔ یہ کتنا شاندار گروہ ہے۔

جنگ خندق کے موقع پر فرماتے ہیں:

تلقی العدو بقحمة ملمومة تنفی الجموع کقصد رائس المشرق (۱۱۳)

ترجمہ: ہم ایسے جمع کیے ہوئے لشکر کے ذریعہ سے دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں جو بڑی بڑی جمعیتوں کو ملک عدم پہنچانے کے لیے ان کا خون بہا دیتا ہے۔ اس وقت معلوم ہوتا ہے، گویا مشرق (ایک پہاڑ کا نام) کے سر (چوٹی) کی قصد کھول دی گئی ہے۔

حضرت کعبؓ اور ان کے دونوں ساتھیوں کے اشعار کفار مکہ پر اس قدر اثر انداز ہوتے کہ تلوار کے زخم اسقدر شدید نہ ہوتے تھے۔ وہ ان کے شعر سن کر تلملا اٹھتے تھے۔ اسی لیے سرور کائنات سید المرسلین رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا:

"لھذا اشد علیھم من وقع النبل" (۱۱۴)

ترجمہ: وہ سخت ہیں ان کے اوپر نیزے کی نوک سے بھی زیادہ۔

آپؓ نہ صرف کفار قریش کو جنگ کی دھمکیاں دیتے تھے بلکہ اور قبائل کو بھی اپنے اشعار کے ذریعہ ڈراتے دھمکاتے رہتے تھے۔ غزوہ خیبر کے موقع پر یہودیوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

نطو کم حتی یذل الصعب نعطی الجزاء أویفی النھب
بکف ماض لیس فیه عتب (۱۱۵)

ترجمہ: ہم تمہیں روند کر رکھ دیں گے۔ یہاں تک کہ دشواری دشواری نہ رہے۔ ہم تمہیں بدلہ کی سزا دے کر رہیں گے تا آنکہ مال غنیمت حاصل ہو جائے۔ ایسے تیز رو ہاتھ کے ساتھ جس میں ذرا کجی نہیں۔

ایک موقع پر جنگ احد میں کفار مکہ کو دھمکاتے ہوئے کہتے ہیں:

وکنا شھاباً یتقی الناس حرہ
ویفرج عنه من یلیه ویسفع (۱۱۶)

Marfat.com

ترجمہ: اور ہم جنگ کے وہ شعلے ہیں کہ وہ ان کی حرارت سے بچتے اور ڈرتے ہیں اور جو اس حرارت سے قریب ہوتا ہے وہ کتنا ہی اس سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کرے بچ نہیں سکتا اور جل بھن کر خاک ہو جاتا ہے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو اشعار کے ذریعہ دشمنوں کو دھمکانے اور خوفزدہ کرنے میں کمال حاصل تھا۔ وہ اپنے اشعار کے ذریعہ دشمن کو اس طرح خوفزدہ کر دیتے تھے کہ دشمن کے لیے دل میں جتنا خوف آپؓ کے اشعار کے ذریعہ سے بیٹھتا اتنا ہتھیاروں سے بھی نہیں بیٹھتا تھا۔

جنگ احد کے موقع پر عمرو بن العاص کے اشعار کا جواب دیتے ہوئے مسلمانوں کو اتنا جنگجو بتاتے ہیں کہ دشمنوں کو تلواروں سے اس طرح مارتے ہیں کہ ان کا گوشت علیحدہ علیحدہ ٹکڑوں میں بٹ جاتا ہے۔ فرماتے ہیں:

فلا تمنوا لقاح الحرب واقتعدوا إن أخا الحرب أصدى اللون مشعول
إن لكم عندنا ضربا تراح له عرج الضباع له خذم رعابيل
انا بنو الحرب نمريها وننتجها وعندنا لذوى الأضغان تنكيل [117]

ترجمہ: پس تم جنگ کے شعلے کو بھڑکانے کا حوصلہ نہ کرو اور چپ چاپ بیٹھے رہو کیونکہ جنگجو آدمی کا رنگ خون سے رنگا ہوتا ہے اور وہ بے حد مصروف جنگ رہتا ہے۔

ہمارے پاس تمہارے لیے تلواروں کی مار موجود ہے جس سے لنگڑے بجو جھوم جھوم جاتے ہیں کیونکہ انہیں اس مار سے گوشت کے ٹکڑے علیحدہ علیحدہ کٹے ہوئے مل جاتے ہیں۔

دیکھو! ہم بڑے جنگجو لوگ ہیں۔ جنگ کو ہم اونٹنی کی طرح دوہتے ہیں اور اس سے بچے پیدا کر دیتے ہیں اور ہمارے پاس کینہ پرور لوگوں کے لیے بڑی دردناک سزا ہے۔

Marfat.com

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو اشعار کے ذریعہ دوسرے کو مرعوب کرنے کا ملکہ حاصل ہے۔ یہ انہیں کا کمال ہے کہ دشمنوں کو اشعار کے ذریعہ اس طرح ڈراتے دھمکاتے تھے کہ ان کے دلوں میں خوف بیٹھ جاتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا یہ انداز اپنے اندر ایک اچھوتا رنگ لیے ہوئے ہے۔

مدح:

المدح۔ نقیض الهجاء وهو حسن الثناء (۱۱۸)

مدح ہجو کی ضد ہے۔ اچھی تعریف کرنے کو مدح کہتے ہیں۔

المدح فن الثناء والاكبار والاحترام (۱۱۹)

ترجمہ: مدح فن تعریف بزرگی اور احترام کا نام ہے۔

مدح: لغت میں مدح تعریف کرنے کو کہتے ہیں۔ اصطلاح سخن میں اس کی تعریف حسبِ ذیل ہے:

والمدح: وهوالثناء على ذى شان بما يستحسن من الاخلاق النفسيه كرجاحة العقل، والعفة، والعدل، والشجاعة أن هذه الصفات عريقة فيه وفى قومه وبتعداد محاسنة الخلقية۔ وشاع المدح عند ما ابتزل الشعر۔ (۱۲۰)

ترجمہ: مدح ہر صاحب صفت کی وہ تعریف ہے جو اس کی فطری خوبیوں مثلاً عقل و دانش کی وسعت، عدل، بہادری کا بیان اور یہ کہ یہ صفات ان کی اور ان کی قوم کی رگوں میں دوڑ رہی ہیں، اپنی اچھائیوں کی تعداد کو بیان کرنا اور یہ مدح جب سے شعر وجود میں آیا ہے مشہور ہوئی ہے۔

حسن درویش ''مدح'' کی تعریف میں لکھتے ہیں:

هو الثنوية بفضائل الممدوح وقبيله، والتعريف بمحاسن صفاته، وتعداد ما وهب الله تعالى من كمالات خلقية

Marfat.com

كالشجاعة والكرام والايثار والعفة وتحمل المغارم فی إصلاح ذات البين وإحلال السلام بين المتعاربين و خلقية كالجمال و بسطة الجسم، وأن تلك الخلال ليست حديثة بل هی قديمة موروثة عن آبائه و اجداده ۔[۱۲۱]

ترجمہ: مدح۔ ممدوح کے فضائل، اس کے قبیلہ کی تعریف، اس کی اچھائیوں کا بیان خلقی کمالات جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں عطا ہوئے۔ مثلاً بہادری، سخاوت، ایثار پاکدامنی، کسی کی اصلاح اور دو متحارب گروہوں میں دوستی قائم کرنے میں وسیع تحمل کا بیان اسی طرح خلقی وفطری صفات مثلاً حسن، قد وقامت کا بیان اور یہ وضاحت کہ یہ مقام صفات ان لوگوں کے اندر نئی نہیں ہیں بلکہ قدیم ہیں اور انہیں وراثت میں اپنے آباؤ اجداد سے ملی ہیں۔

حضرت کعبؓ بن مالک کے قصیدوں میں مدحیہ اشعار کثرت سے ملتے ہیں۔ان کے اشعار میں اللہ تعالیٰ، رسول کریم ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مسلمانوں کی تعریف بیان کی گئی ہے۔اس کے علاوہ مختلف چیزوں مثلاً تلوار، زرہ، گھوڑے اور اونٹ وغیرہ کی تعریف بھی ان کے اشعار میں ملتی ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ کا سب سے مشہور شعر وہ ہے جو آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی مدح میں کہا ہے اور جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا شکریہ ادا کیا ہے:

جاءت سخينة كی تغالب ربها

فليغلبن مغالب الغلاب

ترجمہ: یہ قریشی اس خیال سے آئے تھے کہ غلبہ حاصل کرنے میں اپنے رب سے مقابلہ کریں گے لیکن سب سے غلبے والی ہستی سے جو مقابلہ کرتا ہے وہ ضرور بالضرور مغلوب ہو کر رہتا ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک قابل اعتماد شخص نے کہا کہ مجھ سے عبدالمالک بن

Marfat.com

یحییٰ (ابن عباد بن عبداللہ بن الزبیر) نے بیان کیا جب کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے یہ شعر پڑھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لقد شكرك الله يا كعب على قولك هذا" (۱۲۲)

کعب! تمہارے اس شعر پر اللہ تعالیٰ نے تمہارا شکر ادا کیا ہے اور اس شعر کے بارے میں ایک اور روایت یہ ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے کعب نہیں بھولا تیرا رب یا یہ کہا: نہیں ہے تیرا رب بھولنے والا اس شعر کو جو تو نے کہا

پس کعب رضی اللہ عنہ بن مالک نے کہا وہ کیا چیز ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سنا دے اے ابوبکر"

انہوں نے مندرجہ بالا شعر پڑھ کر سنایا۔ (۱۲۳)

بعض جگہ یہ شعر اس طرح لکھا ہوا ہے:

زعمت سخينة ان ستغلب ربها

وليغلبن مغالب الغلاب

جنگ خندق کے موقع پر خدا کی تعریف میں کہتے ہیں:

إذا قالت لنا النذر استعدوا

توكلنا على رب العباد (۱۲۴)

ترجمہ: ہماری کی ہوئی نذریں جب ہم سے کہتی ہیں کہ تیار ہو جاؤ تو ہم اپنے اس رب پر توکل کر لیتے ہیں جو پناہ والا ہے۔

سیرۃ ابن ہشام میں ہے۔

وامتدح الرسول صلی اللہ علیہ وسلم و لذالك تكاد تكون هى المصدر الاول لشعر كعب رضی اللہ عنہ" منه۔ (۱۲۵)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں کعب رضی اللہ عنہ کے اشعار اولین مصدر کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہاب ثاقب کی مانند ہیں بہت اچھی سیرت والے ہیں

Marfat.com

کذب سے دور رہتے ہیں۔ایسے ہیں جیسے چودھویں رات کا چاند ہوتا ہے۔ان کی انہی خوبیوں کو حضرت کعبؓ بن مالک نے اپنے اشعار میں جنگ احد کے موقع پر بیان کیا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فينا الرسول شهاب ثم نتبعه نور مضئ له فضل على الشهب
الحق منطقه والعدل سيرته فمن يجبه إليه ينج من تبب
نجد المقدم ماضى الهم معتزم حين القلوب على رجف من الرعب
يمضى و يذمرنا عن غير معصية كأنه البدر لم يطبع على الكذب
بدا لنا فاتبعناه نصدقه وكذبوه فكنا أسعد العرب[۱۲۶]

ترجمہ: ہمارے اندر ایک ایسے رسول تھے جو شہاب ثاقب کی طرح روشن تھے۔اور روشنی پھیلانے والا ان کا ذاتی نور مستزاد تھا۔اس شہاب ثاقب کو دوسرے ستاروں پر فضیلت حاصل تھی۔ان کا کلام حق پر اور ان کی سیرت عدل وانصاف پر مبنی ہے۔پس جو بھی شخص انہیں لبیک کہے گا، نقصان و خسران اور تباہی و بربادی سے نجات پائے گا۔

جب قلوب مارے ڈر کے تھرا جاتے ہیں ایسے میں رسول اللہ ﷺ سخت پیش قدمی کرنے والے باہمت اور صاحب عزم ثابت ہوتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ ہمیں ایسی باتوں پر آمادہ کرتے ہیں جو معصیت سے دور ہوتی ہیں اور انہیں نافذ فرماتے ہیں۔ وہ گویا چودھویں رات کا چاند ہیں کذب اور غیر واقفیت پر پیدا ہی نہیں کیے گئے جب وہ ہمارے اندر مبعوث ہوئے تو ہم تصدیق کر کے ان کے متبع بن گئے اور کفار نے ان کی تکذیب کی اور گمراہ ہو گئے لہٰذا ہم عرب میں سب سے زیادہ باسعادت بن گئے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ اپنی شان اور بڑائی بیان کرنے کے لیے مدح نہیں کرتے کیونکہ ایسی مدح سے دین اسلام منع کرتا ہے اور رسول کریم ﷺ بھی اس بات کو پسند نہیں فرماتے تھے کہ اور بادشاہوں کی طرح انعام واکرام دے کر اپنی جھوٹی تعریف کرائیں وہ صرف دین کی اشاعت اور دین اسلام کی تعریف پسند کرتے تھے۔یہی موقف ان کے بعد آنے والے

Marfat.com

خلفائے راشدین نے اختیار کیا۔ اسی لیے ان کے زمانے میں کوئی ندوۃ الشعراء قائم نہیں ہوئی اور نہ ہی کوئی شعر وشاعری کی محفل جمی۔ یہ لوگ اس بات کو اپنے لیے ہلاکت کا باعث سمجھتے تھے کہ کسی کو انعام وکرام دے کر اپنی تعریف کرائی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے اشعار میں اللہ تعالیٰ، رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور ملت اسلامیہ کے لیے مدحیہ اشعار ملتے ہیں جیسے کہ کعبؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں کہتے ہیں:

لم الا له به شعثا ورم به

امور امته والامر منتشر (۱۲۷)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعہ سے متفرق قوم کو اکٹھا کیا اور اس کی امت کے امور کو درست کیا جبکہ معاملہ منتشر تھا۔

اور اسی طرح کا قول ہے:

اطعناه لم نعدله فينا بغيره

شهابا لنا فی ظلمة اليل هاديا (۱۲۸)

ترجمہ: ہم نے ایک ایسے شخص کی اطاعت کی ہے جس کے برابر ہم کسی کو نہیں سمجھتے جو رات کی تاریکی میں شہاب ثاقب کی طرف راستہ بتانے والے ہیں۔

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں کہتے ہیں کہ بے شک ان کی مدد آسمان سے اللہ کے حکم سے کی جاتی ہے ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے روح القدس پیغام الٰہی لے کر نازل ہوتے ہیں۔ اس کے بارے میں فرماتے ہیں:

وفينا رسول الله نتبع امره اذا قال فينا القول لا نتظلع

تدلی عليه الروح من عند ربه ينزل من جوالسماء و يرفع (۱۲۹)

ترجمہ: اور ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ کے پیغمبر موجود ہیں۔ ہر معاملے میں ہم ان کا اتباع کرتے ہیں وہ ہمارے بارے میں جب کچھ فرماتے ہیں تو ہم

Marfat.com

احترام واجمال سے نظر بھی نہیں اٹھاتے۔ اللہ رب العزت کی طرف سے رسول اللہ ﷺ پر روح القدس حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوتے ہیں۔ وہ خدا کی طرف سے قضاء آسمانی سے اتارے پھر اوپر بلائے جاتے ہیں۔

حضرت کعبؓ ممدوح کی تعریف میں حق بات کو لازم رکھتے ہیں ایسی حق بات جس کے ذریعہ ہدایت ملے۔ اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات ملے۔ رسول اللہ ﷺ کی تعریف میں کہتے ہیں۔ کہ رسول کریم ﷺ کا کلام حق ہے جو بھی ان کی پیروی کرے گا نجات حاصل کرے گا۔

الحق منطقه والعدل سيرته

فمن يجبه اليه ينج من تبب (۱۳۰)

ترجمہ: ان کا کلام حق پر اور ان کی سیرت عدل وانصاف پر مبنی ہے۔ پس جو بھی شخص انہیں لبیک کہے گا نقصان وخسران اور تباہی وبربادی سے نجات پا جائے گا۔

رسول کریم ﷺ کے مناقب ہدایت اور رشد ہے کفر اور گمراہی سے روکنا ہے۔

فمن يتبعه يهد لكل رشدٍ

ومن يكفر به يجز الكفور (۱۳۱)

ترجمہ: پس جس نے آپ ﷺ کی اتباع کی وہ ہر ہدایت کو پانے والا ہوگا اور جس نے آپ ﷺ کا انکار کیا تمام کفر اس پر مسلط ہو جائیں گے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ کی تعریف کرتے ہوئے ان کے معجزوں کا ذکر کرتے اور انبیاء علیہم السلام میں ان کا مقام بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

وان تك نمل البر بالوهم كلمت

سليمان ذالملك ليس بالعمى

Marfat.com

فهذا نبی اللّٰه احمد سبحت ۔۔

صفار الحصی فی کفه بالترنم (۱۳۲)

ترجمہ: اگر آپؐ خشکی کی چیونٹی ہوتے تو بھی بادشاہ سلیمان علیہ السلام آپ کو دیکھنے پر قادر ہوتا۔ پس یہی وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ جس کی تسبیح ایک معمولی کیڑا بھی اپنے سوراخ میں ترنم کے ساتھ کرتا ہے۔

اسی طرح ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

فان یك موسی کلم اللّٰه جهرة

علی جبل الطور المنیف المعظم

فقد کلم اللّٰه النبی محمداً

علی المرضع الاعلی الرفیع السموم (۱۳۳)

ترجمہ: اگر موسیٰ علیہ السلام کو معظم و محترم کوہ طور پر بارگاہ خداوندی سے مشرف کلام حاصل ہے تو آپؐ نے کوہ طور سے زیادہ محترم جگہ سدرۃ المنتہیٰ پر بارگاہ الٰہی سے کلام کیا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ بہت ہمت والے ہیں۔ میدان جنگ میں آگے بڑھنے والے ہیں۔

نجد المقدم ماضی الهم معتزم

حین القلوب علی رجف من الرعب (۱۳۴)

ترجمہ: جب قلوب مارے ڈر کے تھرا جاتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت پیش قدمی کرنے والے باہمت اور صاحب عزم ثابت ہوتے ہیں۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی اسلام کے لیے وقف کر دی تھی اور اپنے فن کو بھی اسلام کے لیے وقف کر دیا تھا۔ آپؓ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت تھی۔ اسی لیے آپؓ نے زیادہ تر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کی ہے۔ کیونکہ آپؓ پسند کرتے ہیں کہ آپؐ پر اپنی جان و مال اور اولاد کو قربان کر دیں، کہتے ہیں:

Marfat.com

وانی و ان عتغتمونی لقائل
فدی لرسول اللّٰہ نفسی ومالیا (۱۳۵)

ترجمہ: اگر تم میرے بال نوچ لو گے تو تب بھی میں یہی کہوں گا کہ میری جان اور مال رسول اللہ ﷺ پر قربان ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے کلام میں پیچیدگی نہیں ہے۔ اسی مضمون کو باندھتے ہیں جس سے واقف ہوتے ہیں جب کسی کی مدح کرتے ہیں تو انہی اوصاف کا ذکر کرتے ہیں جو ممدوح میں موجود ہیں۔ وہ مدح میں مبالغہ نہیں کرتے اور ممدوح کے حقیقی اوصاف سے زائد بیان نہیں کرتے۔ جنگ بدر کے موقع پر سرور عالم ﷺ کی تعریف میں کہتے ہیں کہ ہمارے رسول شہاب ثاقب کی مانند ہیں۔ بہت اچھی سیرت والے ہیں کذب سے دور رہتے ہیں ایسے ہیں جیسے چودھویں رات کا چاند ہوتا ہے۔ ان کی انہی خوبیوں کو حضرت کعب رضی اللہ عنہ بن مالک نے اپنے اشعار میں جنگ احد کے موقع پر اس طرح بیان کیا ہے۔

نبی له فی قومه ارث عزة
و أعراق صدق هذبتها أرومها (۱۳۶)

ترجمہ: وہ ایسا نبی ہے کہ اسے قوم میں موروثی عزت حاصل ہے اور سچی صفات والا ہے۔ جنہیں اس کے اصول نے مہذب بنا دیا ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی مدح میں شاعرانہ مبالغہ نہیں ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ بن زہیر کی طرح آپ ﷺ کو شیر سے تشبیہ نہیں دیتے اور سرور کائنات ﷺ کی سخاوت کی تعریف ایسے شاعر کی طرح نہیں کرتے جو کاسہ گدائی ہاتھ میں لیے ہو بلکہ آپ رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ کی عادات آپ ﷺ کی رسالت اور آپ ﷺ کی صداقت کا ذکر کرتے ہیں۔ اس نور و ہدایت کو بیان کرتے ہیں جو اسلام کے ذریعے عربوں کو حاصل ہوئی اور اسے اسلام کا ایک احسان شمار کرتے ہیں۔ ساتھ ساتھ منکرین نبوت پر چوٹ بھی کرتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی مدح اپنے اندر ایک نیا رنگ لیے ہوئے ہے جس کے مطالب اور الفاظ بھی نئے ہیں۔ ساتھ ہی یہ مدح بالکل سادہ اور بے مبالغہ

Marfat.com

ہے جس کو دین اور ایمان نے ایک قوت عطا کر دی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ انذار و تہدید میں بھی صدق کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کرتے ہوئے کہتے ہیں:

نذیر صادق ادّی کتابًا و آیات مبیّنةً تنیر (۱۳۷)

ترجمہ: وہ ایسا نذیر ہے جو صادق القول ہے اور جس نے (اللہ کی طرف سے) کتاب اور ایسی کھلی اور واضح نشانیاں دی ہیں جو بالکل روشن ہیں۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بن مالک مدح خوب کہتے ہیں اور کذب سے محترز رہتے ہیں۔ مدح میں وہی امور بیان کرتے ہیں جو ممدوح میں واقعۃً پائے جاتے ہیں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں جنگ احد کے موقع پر یہ شعر پڑھا:

لنا حومة لا تستطاع یقودها نبیّ أتي بالحقّ عفّ مصدّق (۱۳۸)

ترجمہ: ہمارا ایک معظم مقام ہے جس پر کوئی حملے کی تاب نہیں لا سکتا۔ اس کی قیادت وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کر رہا ہے جو ہمارے پاس حق لایا ہے۔ عفیف ہے اور صادق و مصدوق ہے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بنو ہاشم کے چوٹی کے سردار تھے جن میں سخاوت، شقاوت سرداری اور بہادری جیسی صفات موجود ہیں۔ مہمانوں کے لیے مضبوط اونٹوں کو ذبح کرنے والے تھے اور بڑے بڑے حریفوں کو جنگ میں زیر کر دیتے تھے گویا ایسے بھورے شیر کی مانند تھے جس کی گردن پر بڑے بڑے بال ہوتے ہیں اور اس کے پنجے سخت ہوتے ہیں۔ لہٰذا حضرت کعب رضی اللہ عنہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی مدح میں فرماتے ہیں:

قرم تمکّن فی زؤابة هاشمٍ حیث النّبوّة والنّدی والسّؤرر
والعاقر الکسوم الجلاد اذا غدت ریح یکاد الماء فیها یجمد
والتّارك القرن الکمیّ مجدّلاً یوم الکریهة والقنا یتقصّد
وتراه یرفل فی الحدید کأنّه ذولبدةٍ شثن البراثن أربد
عمّ النّبیّ محمّدٍ وصفیّه ورد الحمام فطاب زاك المورد (۱۳۹)

Marfat.com

ترجمہ: حمزہ ایک ایسے سردار تھے جو بنو ہاشم میں چوٹی کے آدمی تھے۔ جن میں نبوت، عطا و بخشش اور سرداری کی صفات موجود تھیں۔

وہ ایسے وقت میں جب جاڑوں کی سخت ہوائیں صبح کے وقت چلتی تھیں اور پانی تک جم کر منجمد ہو جاتا تھا بڑے کوہان والے مضبوط اونٹوں کو ذبح کر کے لوگوں کی مہمان نوازی کرتے تھے۔

وہ بڑے بڑے بہادر حریفوں کی جنگ کے موقع پر جب نیزوں پر نیزے ٹوٹ رہے ہوتے زمین میں لتھڑ دیا کرتے تھے۔ اور تم انہیں دیکھتے کہ تلوار لے کر اس ناز و انداز اور فخر و مباہات سے چلتے گویا ایک ایسے بھورے رنگ کے شیر ہیں جس کی گردن پر بڑے بڑے بال اور اس کے پنجے سخت ہیں۔

وہ نبی کریم حضرت محمد ﷺ کے چچا اور ان کے چنے ہوئے آدمی تھے، انہوں نے موت کے چشمے سے پانی لیا اور یہ چشمہ ان کے لیے بہت اچھا ثابت ہوا۔

آل ہاشم کی فیاضی کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں:

بیض الوجوہ تری بطون أکف هم تندی ازاعتذر الزمان الممحل (۱۴۰)

ترجمہ: یہ روشن چہرے والے ہیں جس وقت زمانہ قحط کا عذر کرتا ہے ان کے فیاض ہاتھ داد و دہش کرتے نظر آتے ہیں۔

آل ہاشم کے سردار بننے کے بارے میں فرماتے ہیں:

قوم لأصلهم السيارة كلّها قدماً وفرعهم النبیّ مرسل (۱۴۱)

ترجمہ: یہ ایک ایسی قوم ہے کہ سرداری ساری کی ساری ہمیشہ ان کے آباء و اجداد کے پاس رہی ہے اور ان کی اولاد میں نبی مبعوث ہوئے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی مدح سادگی اور حقیقت بیانی کی حامل، تصنع و بناوٹ سے پاک ہے۔ جنگ احد کے موقع پر اپنے آپ کو اور مسلمانوں کو جنگجو قرار دیتے ہوئے

Marfat.com

فرماتے ہیں۔

ونحن أناس لا نرى القتل سبّةً ... على كلّ من يحمى الذّمار ويصنع
ولكننا نقلى الغرار ولا نرى ار ... نصرار لمن يرجو العواقب ينفع
بنو الحرب لانغيا بشيءٍ نقوله ... ولا نحن مما جرّت الحرب نجزع
جلاد على ريب الحوادث لا ترى ... على هٰالكٍ عينًا لنا الدّهر تدمع
بنو الحرب لانعيا بشيءٍ نقوله ... ولانحن مماجرت الحرب نجزع
بنو الحرب ان نظفر فلسنا بفحّشٍ ... ولا نحن من اظفارها نتوجّع
وكنّا شهابًا يتّقى النّاس حرّه ... ويفرج عنه من يليه ويسفع (۱۴۲)

ترجمہ: اور ہم وہ لوگ ہیں کہ اس شخص کے لیے قتل کو قابل الزام نہیں سمجھتے جو اپنے حقوق کی حمایت میں مارا جاتا ہے۔

ہم زبردست دائمی جنگجو لوگ ہیں جو بات کہہ دیتے ہیں اسے پورا کرنے میں قطعاً نہیں تھکتے۔ وہ ان مصائب وشدائد پر واویلا کرتے ہیں جو جنگ لاتی ہے۔

ہم زبردست جنگجو ہیں۔ اگر کامیابی حاصل کرتے ہیں تو زیادتی نہیں کرنے لگتے اور نہ جنگ کے پنجوں کے زخموں سے ہم دردمند ہی ہوتے ہیں۔

اور ہم جنگ کے وہ شعلے ہیں کہ لوگ ان کی حرارت سے بچتے اور ڈرتے ہیں اور جو اس حرارت سے قریب ہوتا ہے وہ کتنا ہی اس سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کرے بچ نہیں سکتا اور جل بھن کر خاک ہو جاتا ہے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے تمام ممدوحین شجاعت، سخاوت اور سیادت کے بلند مقامات پر فائز ہیں۔ مردانگی کے کمال میں آخری حد تک پہنچے ہوئے ہی نہیں بلکہ آپ رضی اللہ عنہ کا ممدوح دست الٰہی کی تلوار ہے جسے قدرت نے تیز کیا ہے اور ہر سرکش دشمن کے سر پر مسلط کر دیا ہے مسلمانوں کی مدح میں کہتے ہیں۔

ونحن وردنا خيبرا وفروضه ... بكلّ فتًى عارى الأشاجع مذود

Marfat.com

جوادٍ لدی الغایات لاواھن القوی جریءٍ علی الأعداء فی کلّ مشھد
عظیم رماد القدر فی کلّ شتوةٍ ضروبٍ بنصل المشرفیّ المھنّد
یری القتل مدحًا ان أصاب شھادةً من اللّٰہ یرجوھا وفوزاً بأحمد(۱۴۳)

ترجمہ: اور ہم نے خیبر اور اس کی نہروں کے گھاٹ پر جا کر اپنی پیاس بجھائی اور ایسے جوان مردوں کو ساتھ لے کر جن کی ہتھیلیوں کی رگیں (بوڑھوں کی طرح) ابھری ہوئی نہیں۔ جو ہر برائی کو روک دینے والے ہیں۔ سخی وفیاض ہیں اپنے نصب العین کے حصوں میں ضعف القوی نہیں ہر میدان میں دشمنوں پر بھاری پڑتے ہیں۔
ہر جاڑے کی موسم میں ان کے چولہوں میں (مہمان نوازی) کی وجہ سے راکھ کے ڈھیر لگے رہتے ہیں۔ مشرقی اور ہندی تلواروں کی دھاروں سے (دشمن کی گردنیں) کاٹ کر رکھ دینے والے ہیں۔
قتل ہو جانا قابل تعریف سمجھتے ہیں۔ اگر انہیں احمد (ﷺ) کو جیت لینا اور اس شہادت کا درجہ نصیب ہو جائے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے امیدیں کرتے رہتے ہیں۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی مدح شاہانہ، جلال سے مملو اور ہر حالت میں مزین ومرصع ہوتی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی مدح کے معنوی عناصر میں معرکوں اور جنگ کے ہنگاموں کا خصوصی مقام ہے۔ آپ ﷺ کی مدح میں شجاعت، حملہ آوری فیاضی سبھی کچھ شامل ہے۔ یہ ایسی شاعری ہے جس میں زندگی رواں دواں نظر آتی ہے اور ایک پرجوش دل دھڑکتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔

جنگ احد کے موقع پر مسلمانوں کے لشکر کی تعریف میں جو ہتھیاروں اور نیزوں سے پوری طرح لیس تھا اور اپنے قدموں کو کہیں نہیں روکتا تھا، فرماتے ہیں:

فسرنا المھم جھرةً فی رحالھم ضحیًّا علینا البیض لا نتخشّع
بملمومةٍ فیھا السّنوّر والقنا إذا ضربوا أقدامھا لا تورّع(۱۴۴)

Marfat.com

ترجمہ: چنانچہ یہ ارشادات سن کر ہم سب کفار کی طرف ان کے کجاووں کے رخ ڈنکے کی چوٹ چل دیے۔ ایک ایسے لشکر کے ساتھ جو ہتھیاروں اور نیزوں سے پوری طرح لیس تھا۔ یہ لشکر جب چلتا تھا۔ قدموں کو بالکل نہیں روکتا تھا (بلکہ بڑھا چلا جا رہا تھا)۔

جنگ احد کے موقع پر ایک اور قصیدے میں مسلمانوں کے لشکر کو سفید نر اونٹ بتاتے ہیں جو قطار کی صورت میں چلتے ہیں، کہتے ہیں:

يمشون تحت عمايات القتال كما تمشى العصاعبة الأرم المراسل
أو مثل مشى اسود الطّلّ ألثقها يوم رزاذٍ من الجوزاء مشمول (۱۴۵)

ترجمہ: یہ جماعتیں میدان قتال میں جنگ کی ہولناکیوں میں اس طرح چلتی ہیں جس طرح سفید نر اونٹ ایک کے پیچھے ایک قطار در قطار چلتے ہیں یا ان شیروں کی چال چلتی ہیں جنہیں شمالی ہوا کے ساتھ ستارہ جوزاء سے ہونے والی ہلکی بارش نے تر کر دیا اور وہ سائے چل رہے ہوں۔

واقعہ ذی قرد کے موقع پر مسلمان سواروں کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

اتحسب اولاد اللّقيطة أنّنا على الخيلد لسنا مثلهم فى الفوارس
وانّا أناس لا نرى القتل سبّةً ولا ننشنى عند الرّماح المداعس
وانّا لنقرى الضّيف من قمع الذّرى ونضرب رأس الأبلخ المتشاوس
نردّ كماة المعلمين اذا انتخوا بضربٍ يسلّى نخوة المتقاعس
بكلّ فتىً حامى الحقيقة ماجدٍ كريمٍ كسرخان الغضاة مخالس
يذودون عن أحسابهم وتلادهم ببيضٍ تقد الهام تحت القوانس (۱۴۶)

ترجمہ: کیا وہ لوگ جن کے باپ دادا کا بھی پتہ نہیں یہ خیال کرتے ہیں کہ گھوڑوں پر بیٹھ کر ہم شہسواری میں ان کے مماثل ہو سکتے حالانکہ ہم وہ لوگ ہیں جو قتل کو گالی نہیں سمجھتے اور نہ چلتے ہوئے نیزوں کے وقت پیٹھ کھاتے ہیں۔

Marfat.com

اور ہم (اونٹوں) کے کوہانوں کے بالائی حصے سے جو خوب چربی والا ہوتا ہے اپنے مہمانوں کی تواضع کرتے اور تلواروں سے مارے غرور کے ترچھی نگاہ سے دیکھنے والے متکبر کا سر قلم کر دیتے ہیں۔

نشان جنگ لگا کر چلنے والے بہادر جب اپنی نخوت کا اظہار کرتے ہیں تو ہم تلوار کی ایک ایسی ضرب سے ان کا منہ پھیر دیتے ہیں جو اقعس (اقعس سے مراد وہ شخص ہے جس کا سینہ غیر معتدل طور پر آگے کی طرف نکلا ہو) کی طرح اکڑ کر چلنے والے کے لیے خاصی تسلی بخش ہوتی ہے۔

(ہم دشمنوں کا منہ) ایسے نوجوانوں کے ذریعے سے (پھیر دیتے ہیں) جو حق کے حامی، شریف النسل فیاض اور (دشمنوں کو) درخت عضاۃ کی جھاڑیوں میں رہنے والے بھیڑیے (ایسا بھیڑیا بہت خطرناک ہوتا ہے) کی طرح اچک لینے والے ہیں۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے اشعار میں گھوڑوں، اونٹوں، زرہ، تلوار وغیرہ کی تعریف بھی ملتی ہے۔ اپنے گھوڑوں کو عربی نسل کے بتاتے ہیں جو بھیڑوں پر جھپٹ کر حملہ کرتے ہیں۔ بہادر اس قدر ہیں کہ دشمنوں کو ہلاک بھی کر دیتے ہیں اور مال غنیمت لے کر واپس بھی آجاتے ہیں۔ ان کی خوبیوں کو بیان کرتے ہوئے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ونزائعاً مثل السّراح نصی بها　　علف الشّعیر وجزّة المقضاب
عری الشّوی منها وأردف نحضها　　جرد المتون وسائر الآراب
قوراً تراح الی الصّباح اذا غدت　　فعل الضّراء تراح للکلّاب
وتحوط سائمة الدّیار وتارةً　　تردی العدی وتؤب بالأسلاب
حوش الوحوش مطارة عند الوغی　　عبس اللّقاء مبینة الانجاب
علفت علی رعةٍ فصارت بدّنا　　دخس البضیع خفیفة الأقصاب[۱۴۷]

ترجمہ: اور وہ عربی النسل گھوڑے جو بھیڑوں کی طرح جھپٹ کر حملہ کرنے

Marfat.com

والے ہیں ان کے کھانے کی وجہ سے جو کا چارا اور درانتی سے کاٹی ہوئی گھاس غائب ہوگئی ہے۔

ان کی ٹانگیں برہنہ ہوگئی ہیں اور ان کا گوشت چڑھ گیا ہے۔ان کی پیٹھیں اور تمام اعضاء (کم بال ہونے کے باعث) چکنے اور ملائم ہیں۔یہ گھوڑے دراز قامت ہیں جب صبح کرتے ہیں تو اسی طرح ہنہنانے کی آواز نکال کر خوش ہوتے ہیں جس طرح شکاری کتے اپنے شکاریوں کو دیکھ کر خوش ہو کر آوازیں نکالتے ہیں۔سارے دیار میں چرتے پھرتے ہیں اور کبھی کبھی ہماری خاطر دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں اور مال غنیمت لے کر واپس آجاتے ہیں۔

وحشی جانوروں کی مانند بدکنے والے اور جنگ میں انتہائی سبک رفتار و تیز رفتار، مقابلے کے وقت بے حد ترش رو اور شریف النسل گھوڑے ہیں۔

انہیں آسائش اور آسودگی سے چارا دیا جاتا ہے۔اس بنا پر موٹے تازے پر گوشت اور ہلکی آنتوں والے ہیں۔

جنگ خندق کے موقع پر ایک قصیدہ میں اپنے گھوڑوں کی تعریف اس طرح کی ہے کہ ہمارے ہر فرد کے پاس ایک سفید رنگ کا سبک گھوڑا تیار رہتا ہے۔

ونعدّ للأعداء كلّ مفلّصٍ وردٍ ومحجول القوائم أبلق (۱۴۸)

ترجمہ: اور ہمارا ہر فرد دشمنوں کے لیے ایک سفید ٹانگوں والا گلابی رنگ کا ابلق اور سبک گھوڑا تیار رکھتا ہے

ایک اور شعر میں کہتے ہیں کہ ہمارے ہر فرد نے ایک تیز رو، دراز قامت اور بہترین گھوڑا باندھ رکھا ہے۔

قصرنا كلّ ذى حضرٍ وطول على الغايات مقتدرٍ جوار (۱۴۹)

ترجمہ: ہم میں سے ہر شخص نے ایک تیز رو دراز قامت اور بہترین گھوڑا باندھ رکھا ہے جو اپنے منتہائے نظر پر پہنچنے کی پوری قدرت رکھتا ہے۔

Marfat.com

گھوڑے کی طرح اونٹ کی تعریف میں بیان کرتے ہیں کہ ہمارے اونٹ نہر فرات کے تلاطم کی مانند ہیں۔ان کی تعریف میں فرماتے ہیں:

ودقاع رجلٍ کموج الفرا تِ یقدم جأواء جولًا طحونا
تری لونها مثل لون النّجو م رجراجةً تبرق النّاظرینا(۱۵۰)

ترجمہ: اور یہ بہترین اونٹ گویا نہر فرات کے تلاطم کی مانند پیادہ چلنے والوں کا سیل ہیں جو ہر چیز کو روندتے، پیستے عظیم الشان لشکر کی طرح چلتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ ان کا رنگ وروغن ان موجیں مارتے اور جھلملاتے ہوئے ستاروں کا سا نظر آتا ہے جو ناظرین کی آنکھوں کو خیرہ کر رہے ہوں۔

زرہ کی تعریف میں کہتے ہیں کہ مسلمان ایسی زرہ میں ملبوس ہیں جو چمکیلی اور نہایت مضبوط ہے اور اس کی کیلین ٹڈیوں کی آنکھوں کی طرح چمکتی ہیں۔

بیضاء محکمةً کأنّ قتیرها حدق الجنادب ذات شلٍّ موثق(۱۵۱)

ترجمہ: ایسی زرہ میں ملبوس (مسلمان) جو چمکیلی اور نہایت مضبوط ہے جس کی بندش نہایت اچھی ہے اور جس کی کیلیں ٹڈیوں کی آنکھوں کی طرح چمک رہی ہیں۔

جنگ احد کے موقع پر ایک قصیدہ میں زرہ کی تعریف اس طرح کرتے ہیں۔

فی کلّ سابغةٍ کالنّهی محکمةٍ قیامها فلج کالسّیف بهلول
تردّ حدّ قران النّبل خاسئة ویرجع السّیف عنها وهو مغلول(۱۵۲)

ترجمہ: یہ جماعتیں ایسی زرہوں میں ملبس ہوتی ہیں جو نہایت مستحکم ہیں اور جو اس تالاب کی طرح ہیں جو تلوار کی طرح چمکدار نہر ''فلج'' کے قریب واقع ہوا ہے۔

یہ زرہیں موٹے تیروں کی دھاروں کو ناکام واپس کر دیتی ہیں اور تلواریں جب ان کے پاس سے لوٹتی ہیں تو ان میں دندانے پڑے ہوتے ہیں (ان

Marfat.com

پر نہ تیروں کا اثر ہوتا ہے نہ تلواروں کا)۔

اسی طرح کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہماری تلواریں بہادر کے ہاتھوں میں موسم خریف کی بجلی کی طرح آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی ہیں۔ لوگوں کے سروں کو کاٹنے میں بہت ماہر ہیں۔ ان تلواروں کی تعریف اپنے شعروں میں اس طرح بیان کرتے ہیں۔

فما ينفللن وما ينحنين وما ينتهين اذا ما نهينا
كبرق الخريف بأيدى الكماة يفجّعن بالظّلّ هامًا سكسونا(۱۵۳)

ترجمہ: پس یہ تلواریں نہ کند ہوئیں، نہ جھکیں، نہ مڑیں اور جب انہیں روکا گیا تو وہ رکی بھی نہیں۔ بہادروں کے ہاتھوں میں موسم خریف کی بجلی کی طرح آنکھوں کو خیر کر دینے والی روشنی پھیلا رہی تھیں اور اپنے سایوں کے نیچے سروں کو (کاٹ کر) بے حس و حرکت بنا رہی تھیں۔

مسلمانوں کی تلواریں اس قدر تیز ہیں کہ دشمنوں کو موت کی زیارت کراتی ہیں اور ہندوستان کے آہن گروں نے ان کو خالص لوہے سے بنایا ہے۔ ان کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

بأيديهم قواضب مرهفات يزدن المصطلين بها الحتوفا
كأمثال المقائق أخلصتها قيون الهند لم تضرب كتيفا(۱۵۴)

ترجمہ: ان کے ہاتھوں میں وہ تیز تلواریں تھیں جو ان کی آنچ سے تاپنے والوں کو موتوں سے زیارت کرا رہی تھیں۔

یہ تلواریں بجلی کی کرنوں کی مانند تھیں جنہیں ہندوستان کے آہن گروں نے خالص لوہے سے بنایا تھا۔ یہ دروازے کی چوکھٹوں کی طرح ہیں۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بن مالک کے مندرجہ بالا مدحیہ اشعار پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کو مدح میں نمایاں کمال حاصل ہے۔ مدح میں مبالغہ نہیں کرتے وہی اوصاف بیان کرتے ہیں جو ممدوح میں حقیقتاً موجود ہوتے۔ مدح میں مضمون آفرینی تو کرتے ہیں لیکن اس میں مبالغہ سے کام نہیں لیتے۔ وہی کچھ بیان کرتے ہیں جو

Marfat.com

حقیقت ہوتی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے مدحیہ اشعار زیادہ تر اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنے میں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور مسلمانوں کے بارے میں ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے اشعار میں سامان جنگ کی مختلف چیزوں کے بارے میں بھی مدح کرتے ہیں۔ مثلاً اونٹ، گھوڑے، تلواریں، زرہیں وغیرہ۔

مرثیہ گوئی

مرثیہ کا لفظ رثی سے مشتق ہے۔

لسان میں ہے:

رثی فلان فلانا یرثیه رثیاً و مرثیةً اذا بکاه بعد موته۔ قال فإن مدحه بعد موته۔ قیل رثاه یرثیه۔ ترثیةً۔ ورثیت المیّت رثیاً ورثاء ومرثاةً ومرثیةً ورثیتة: مدحة بعد الموت وبکیته۔ (۱۵۵)

تاج العروس میں ہے:

رثی (کسمع) رثی (ورثیت المیت رثیا) بالفتح (ورثاء ورثایة بکسرهما ومرثاة ومرثیة مخففة) وعلی الاخیر اقتصر الجوهری (ورثوته) ایضا اذا (بکیته وعددت محاسنه کرثیة ترثیه) وقیل الرثی والمرثیة البکاء علی المیت بعد الموت والترثیة مدحه بعد الموت (وترثیة) کرثیة (و) کذالك اذا (نظمت فیه شعرا) نقله الجوهری والمرار به المدح۔ (۱۵۶)

اصلاحی مفہوم

اصطلاحی طور پر مرثیہ سے مراد ایسی نظم ہے جس میں مرنے والے پر ماتم اور افسوس کا اظہار کیا جائے یا اس کے اوصاف بیان کیے جائیں چنانچہ عربوں کے ابتدائی مراثی میں انہی دو چیزوں کا وجود ہے۔

Marfat.com

جواھرالادب میں ہے:

والرثاء: وھو تعداد مناقب المیت، واظھار التفجع والتلھف علیه، واستعظام المصیبة فیه۔ (۱۵۷)

ترجمہ: مرثیہ میت کے مناقب کی تعداد، اس کی وفات پر اظہار افسوس ورنج اوراس کے مرنے کوعظیم آفت قرار دینے کو کہتے ہیں۔

حسن درویش صاحب ''رثاء'' کا اصطلاحی مفہوم بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''ھو بکاء المیت واظھار الفجیعة فیه والحسرة لغرافة، وتعداد محاسنة، وأمجاده فی اسلوب من الأسی والجزع مع استعظام المصیبة والخسارة لفقده'' (۱۵۸)

ترجمہ: مرثیہ، میت پر رونے، چیخنے چلانے اور اس کی جدائی پر افسوس کرنے کے انداز میں اس کے محاسن اوراس کی بزرگیوں کے بیان کرنے اوراس کے چلے جانے کوعظیم مصیبت اورنقصان قرار دینے کو کہتے ہیں۔

کتاب ''الرثاء'' میں اس کی تعریف اس طرح بیان کی گئی ہے۔

''الندب ھو النواح والبکاء علی المیت بالعبارات المشجیة والالفاظ المخزدة التی تصدع القلوب القاسیة وتذیب العیون الجامدة'' (۱۵۹)

ترجمہ: مرثیہ میت پر گریہ وافسوس کے ساتھ اثر کرنے والی عبارت اور غمزدہ کرنے والے الفاظ کو کہتے ہیں جوسخت سے سخت دلوں کو بھی غمگین اور جامد سے جامد آنکھوں کونم کردیتی ہے۔ معلوم ہوا مرثیہ کی بنیادی خصوصیت یہ ہونی چاہیے کہ وہ ہرسخت سے سخت دل پراثر رکھنے کی قدرت رکھتا ہو۔

ابتدائے آفرینش سے ہی ہم مرثیہ کا وجود پاتے ہیں کیونکہ انسان کی سرشت میں داخل ہے کہ وہ ہرقسم کے اثرات سے متاثر ہوتا ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ آدم علیہ السلام

Marfat.com

سے لے کر آج تک تمام جاندار موت وحیاۃ کا سامنا کرتے آئے ہیں۔ خوشی کے موقع پر ان کے تاثرات کچھ اور ہوتے ہیں اور غم کے موقع پر کچھ اور۔ عموماً ایسا ہوتا ہے کہ کسی کے دوست یا عزیز کا انتقال ہو جاتا ہے تو اس کے جذبات کو اتنی ٹھیس لگتی ہے کہ اس کا جذبہ شاعری جوش میں آجاتا ہے اور وہ ایسے شعر کہنے لگتا ہے جو درد سے معمور ہوتے ہیں یہی درد سے معمور اشعار مرثیہ کہلاتے ہیں۔

انسانیت عظمیٰ کے علمبردار حضرت محمد ﷺ کی تعلیم ہے کہ ہر ذی روح کی خدمت صدقہ ہے۔

اسی طرح رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

الْمُسْلِمُ مَنْ سلم المسلمون من لسانه ويديه (۱۶۰)

ترجمہ: مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور اس کی زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ (۱۶۱)

ترجمہ: دوسرے مسلمان کو کھانا کھلائیں اور سلام کریں

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ۔ (۱۶۲)

ترجمہ: تم میں سے اس وقت تک کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لیے کرتا ہے۔

ان احادیث میں رسول کریم ﷺ نے مسلمانوں سے محبت اور ان کی خدمت کی تعلیم دی ہے۔ اسی کے پیش نظر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے سب مسلمان بھائیوں سے حسن وسلوک کرتے تھے۔ ان سے محبت سے پیش آتے، مشکل وقت ایک دوسرے کی مدد کرتے کوئی بیمار ہو جاتا تو اس کی عیادت کو جاتے، کوئی مرجاتا تو اس کے جنازے میں شریک ہوتے۔ ان صحابہ کرام کا حسن سلوک صرف مسلمانوں تک ہی قائم نہیں تھا بلکہ غیر مسلموں سے بھی بہت اچھا سلوک کرتے اگر ان کو کوئی مشکل پیش آجاتی تو ان کی مدد فرماتے۔

Marfat.com

رسول کریم ﷺ نے مریضوں کی عیادت کی بھی تلقین فرمائی ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطْعِمُوْا الجَائِعَ، وَعُودُوا المَرِيضَ وَفُكُّوا العَانِي (۱۶۳)

ترجمہ: آنحضرت ﷺ نے فرمایان بھوکوں کو کھانا کھلاؤ، بیمار کی عیادت کرو اور قیدیوں کو چھڑاؤ۔

قال رسول اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَتْبَعَ الجَنَائِزَ وَنَعُودَ المَرِيضَ وَنُفْشِيَ السَّلَامَ۔ (۱۶۴)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے جنازوں کے پیچھے چلنے، مریض کی عیادت کرنے اور سلام عام کرنے کا حکم دیا۔

رسول اللہ ﷺ جہاں مریضوں کی عیادت کرنے کی دوسروں کو تلقین کرتے وہیں پر خود بھی اس پر عمل فرماتے۔

عائشہ بنت سعد کے والد نے کہا کہ میں مکہ میں بہت سخت بیمار ہوا تو آنحضرت ﷺ میری عیادت کو تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ میری پیشانی پر رکھا پھر میرے چہرے اور پیٹ پر اپنا ہاتھ پھیرا اور دعا فرمائی کہ اللہ سعد کو شفا دے۔ (۱۶۵)

آپ ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور صحابیات رضی اللہ عنہا بھی اس پر عمل پیرا ہوتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعُكَ أَبُوبَكْرٍ وَبِلَالٌ، قَالَتْ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا فَقُلْتُ: يَا أَبَتِ كَيْفَ تَجِدُكَ، وَيَا بِلَالُ كَيْفَ تَجِدُكَ۔ (۱۶۶)

ترجمہ: حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو حضرت ابوبکر اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما کو بہت تیز بخار ہوگیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں دونوں کے پاس گئی اور پوچھا اے والد بزرگوار آپ کا کیا حال ہے اور اے

Marfat.com

بلال آپ کا کیا حال ہے۔

حضور ﷺ نے مریضوں کی عیادت کے ساتھ ساتھ جنازوں میں شریک ہونے کی تلقین فرمائی۔

قَالَ رَسُوَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ: رَدُّ السَّلَامِ، وَعَيَادَةُ الْمَرِيضِ وَاِتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ، وَاجَابَةُ الدَّعْوَةِ،، وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ۔ (۱۶۷)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں۔ سلام کا جواب دینا، بیمار ہو تو اس کو جا کر پوچھنا اور اس کے جنازے کے ساتھ جانا، دعوت قبول کرنا، چھینک کا جواب دینا۔

حضور ﷺ اور صحابہ کرام کو کسی کے مرنے پر شدید رنج پہنچتا تھا۔ جب کوئی مرجاتا تو آپ ﷺ اور صحابہ کرام اس پر رنج کا اظہار کرتے اس کے کفن دفن میں مدد کرتے اور اس کے جنازے کے ساتھ جاتے اور اس کی نماز جنازہ پڑھتے۔ ایک مرتبہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی صاحبزادی نے کہلا بھیجا کہ میرا ایک بیٹا مر رہا ہے آپ ﷺ تشریف لائیں۔ اس بچے کو آنحضرت ﷺ کے پاس اٹھا کر لائے اور وہ دم توڑ رہا تھا۔ یہ حال دیکھ کر آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ رونا کیسا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو اللہ کی رحمت ہے جو اس نے اپنے (نیک) بندوں کے دلوں میں رکھی ہے اور اللہ انہی بندوں پر رحم کرے گا جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں۔ (۱۶۸)

جب حضرت ابراہیم کی وفات کا وقت قریب آیا تو آنحضرت ﷺ نے ابراہیم کو گود میں لیا اور ان کو پیار کیا اور سونگھا دیکھا تو ابراہیم دم توڑ رہے تھے۔ یہ دیکھ کر حضور ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ﷺ بھی بے صبری کرنے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا عوف کے بیٹے یہ بے صبری نہیں رحمت ہے پھر دوسری بار روئے اور فرمایا آنکھ تو آنسو

Marfat.com

بہاتی ہے اور دل کو رنج ہوتا ہے پر زبان سے ہم وہی کہتے ہیں جو ہمارے پروردگار کو پسند ہے۔ بے شک ابراہیم ہم تیری جدائی میں غمگین ہیں۔ (۱۶۹)

حضرت محمد ﷺ کے رنج اور مسلمانوں سے محبت کی مثال اس حدیث سے بھی ملتی ہے۔

سعد رضی اللہ عنہ بن عبادۃ کو ایک بیماری ہوئی تو آنحضرت ﷺ وہاں گئے جب وہاں پہنچے دیکھا تو ان کی خدمت کرنے والے اور گھر والے سب جمع ہیں آپ ﷺ نے فرمایا ''کیا گزر گئے''؟ لوگوں نے کہا نہیں یا رسول اللہ ﷺ۔ یہ سن کر آپ ﷺ روئے لوگوں نے آپ ﷺ کو روتے دیکھا تو وہ بھی رو دیئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سن لو آنکھ سے آنسو نکلنے پر اور دل کے رنجیدہ ہونے پر اللہ عذاب نہیں کرے گا وہ تو اس پر عذاب کرے گا آپ ﷺ نے زبان کی طرف اشارہ کیا۔ (۱۷۰)

آپ ﷺ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کا یہ عالم تھا کہ ان کی ذرا سی تکلیف سے پریشان ہو جاتے تو ان کے انتقال پر آپ ﷺ پر کیا گزرتی ہوگی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ کہ جب زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ، جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ کے شہید ہونے کی خبر آئی تو آپ ﷺ (مسجد) میں بیٹھ رہے۔ آپ ﷺ کے چہرے پر رنج معلوم ہوتا تھا۔ (۱۷۱)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی مسلمانوں سے شدید محبت کرتے تھے اور ان کے دکھ درد میں شریک ہوتے۔ حضور ﷺ سے بھی ان کو شدید محبت تھی۔ جب آپ ﷺ کی وفات ہوگئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے مکان سے جو سنح میں تھا گھوڑے پر سوار ہو کر آئے گھوڑے سے اتر کر مسجد میں گئے کسی سے بات نہیں کی پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں گئے وہاں آنحضرت کو دیکھنے لگے آپ ﷺ کو ایک یمنی چادر سے ڈھانپ دیا گیا تھا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا منہ کھولا اور آپ ﷺ کا بوسہ لیا پھر روئے۔ (۱۷۲)

اسی طرح عبداللہ بن عمر نے سعید بن زید کے بچے کو (جو مر گیا تھا) خوشبو لگائی اس کو اٹھایا اور جنازے کی نماز پڑھی۔ (۱۷۳)

ان احادیث پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو ایک دوسرے سے کس

Marfat.com

قدر محبت تھی۔ وہ ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک ہوتے اگر کوئی ان میں بیمار ہوتا تو اس کی عیادت کرتے کسی کے انتقال پر رنج کرتے اور اس کے جنازے میں شریک ہوتے۔ پھر حضرت کعب رضی اللہ عنہ بن مالک شاعر رسول کیسے پیچھے رہ جاتے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں سے شدید محبت تھی۔ ان کی مشکل میں کام آتے۔ مسلمانوں کی خوشیوں میں شریک ہوتے اور ان کی وفات پر صدمہ سے دوچار ہوتے جس کا اظہار اپنے اشعار کے ذریعہ سے کرتے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بن مالک انہی خوش نصیب لوگوں میں سے تھے جن کا دل شفقت عظیم، رقت ومحبت ہمدردی واخلاص کا مسکن تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں یگانوں، بیگانوں کے دکھ سے پرنم ہو جانے والی تھیں۔ کعب رضی اللہ عنہ کے حموم واحزان ذاتی نہ تھے بلکہ اجتماعی تھے۔ کہیں رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرما لینے پر آنسو بہاتے ملتے ہیں کہیں صحابہ کرام پر خاص طور پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے رحلت فرمانے پر آنسو بہاتے نظر آتے ہیں۔ ان کے مرثیہ صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں ہی نہیں بلکہ آپ رضی اللہ عنہ کے آنسو اپنے زمانہ میں ہر مسلمان کی موت پر بہتے نظر آتے ہیں۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ اپنے مرثیوں کو اس قدر خوبصورتی سے پیش کرتے ہیں کہ جو پڑھتا ہے آپ رضی اللہ عنہ کے غم کو اپنے سینہ میں محسوس کرتا ہے۔ السامی المعانی لکھتے ہیں۔

"كان كعب رقيق الاحساس، جياش العاطفه، تهزة الماساة، وتتيرة الفاجعة، فيسيل دمعه عزيزا، وتذب نفسه حسرات، ويتفجر شعره الما وحزنا ولوعة وأسى" (۱۷۴)

ترجمہ: حضرت کعب رضی اللہ عنہ بہت حساس، بڑے مہربان، زیادہ رنج کو محسوس کرنے والے، بہت دردمند بہت آنسوؤں کے بہانے والے اور حسرات میں دل کو پگھلانے والے ہیں، ان کے اشعار سے دل میں رنج وغم پیدا ہوتا ہے۔

Marfat.com

اپنے مرثیوں میں شدت غم و کثرت الم کا اظہار ایسے دلسوز اور جان گداز الفاظ میں کرتے ہیں کہ انسان کا دل بے تاب ہو جاتا ہے اور پڑھتے پڑھتے اشکباری کرنے لگتا ہے آپ رضی اللہ عنہ کے اشعار انسان کو غمگین کر دیتے ہیں اور دل کو متاثر کرتے ہیں چونکہ محزون کے دل سے نکلتے ہیں اس لیے دل میں اتر جاتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مراثی کہتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کے دل میں ایک ہیجان پیدا ہو جاتا ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی زندگی میں سب سے بڑا سانحہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا سے پردہ فرمانے کا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اس قدر سانحہ آئے لیکن رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا سانحہ ایسا تھا جس نے بڑے بڑے صحابہ کے ہوش گم کر دیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کا یقین کرنے کو تیار ہی نہیں تھے۔ جس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور لوگ اس کی تصدیق کرنے کے لیے جمع ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات نہیں ہوئی جیسے موسیٰ بن عمران اپنی قوم سے چالیس رات تک غائب رہے اور پھر اپنی قوم میں لوٹ آئے اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی واپس آجائیں گے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس دن اپنے اہل خانہ کے پاس مقام سخ گئے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر ملی تو آئے۔ حضرت عائشہ کے گھر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر گھر کے ایک گوشے میں رکھا ہوا تھا اور ایک یمنی چادر سے ڈھکا ہوا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ کھولا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا۔

بِاَبِی اَنْتَ وامی، أمَّا المَوْتَةُ الَّتِ کتب اللّٰہ علیك فقد زقتها، ثم لن تصیبك بعدها موته ابدا۔ (۱۷۵)

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر میرے ماں باپ قربان جو وفات اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مقدر فرمائی تھی وہ تو آگئی، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم موت کی تکلیف کبھی نہ اٹھائیں گے۔

Marfat.com

رسول کریم ﷺ کے انتقال کی خبر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے باحوصلہ آدمی کے ہوش اڑا دیئے۔ پھر اور صحابہ کا کیا کہنا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو تو اس قدر صدمہ ہوا کہ وہ مدینہ کا شہر چھوڑ کر چلے گئے اور آپ ﷺ کے انتقال کے بعد اذان دینی بھی چھوڑ دی تھی۔ پھر حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو اس کا صدمہ کیسے نہ پہنچتا کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کو رسول کریم ﷺ سے بے پناہ محبت تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پورے ایک گروہ کو آپ ﷺ کی وفات کی خبر سنائی اور خود غم سے نڈھال ہو گئے جس کے نتیجہ میں آپ رضی اللہ عنہ کی زبان سے یہ شعر ادا ہوئے۔

با عین فابکی بدمع قری لخیر البریّة والمصطفی
وبکی الرسول وحق البکاء علیه لدی الحرب عندللقا
علی خیر من حملت ناقة واتقی البریة عندالنتقی
علی سید ماجد حجفل وخیر الانام واخیرللّها
له حسب فوق کل الانا من هاشم ذلك المرتجی
نخض بما کان من فضله وکان سرا جالنا فی الدجا
وکان بشّرا لنا منذرا ونو الناصوعة قد أضا
فانقذ اللّٰه فی نوره ونجی برحمته من لظا(۱۷۶)

ترجمہ: اے آنکھ اپنے بہترین آنسوؤں کے ساتھ اشکبار ہو۔ اس مرنے والے کے لیے جو مخلوقات میں سب سے اچھے اور برگزیدہ تھے۔
رسول اللہ ﷺ کو روا اور جب لڑائی سر پر آ گئی تو حضرت محمد ﷺ پر رونا ہی چاہیے۔
ان پر رو جو اونٹنی پر سوار ہو چکے ہیں وہ ان سب سے اچھے اور سب سے زیادہ پرہیز گار تھے۔ وہ جو سردار تھے بزرگ تھے اور قوم جہان میں سب سے بڑھ چڑھ کے تھے۔ ان کے سردار اور مناقب سب پر فائق تھے۔ ہاشم کی یادگار تھے جن پر سب کی لو لگی ہوئی تھی۔

Marfat.com

ان کی فضیلت کی بنا پر ہم خاص طور پر ان کے ماتمی ہیں جو تاریکی میں ہمارے لیے چراغ تھے۔

ہمارے حق میں وہ بشیر بھی تھے نذیر بھی تھے اور ایسے نور تھے جس کی شعاع نے ہم کو روشن کر رکھا تھا۔

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ مندرجہ بالا اشعار میں خود بھی روتے ہیں دوسروں کو بھی رلاتے ہیں۔ سب سے بہترین مرثیہ وہ ہوتا ہے جو مدح کے ساتھ ہو۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے ان اشعار میں اپنے غم کے اظہار کے ساتھ ساتھ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح بھی بیان کی ہے۔

ان کے مشہور مرثیوں میں سے ایک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مرثیہ ہے۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ بن مالک نے نہایت حزن وملال کی حالت میں مسجد نبوی میں انصار کے سامنے کھڑے ہو کر ان کا مرثیہ پڑھا۔ اس مرثیہ کو سن کر انصار بے اختیار رونے لگے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے لگے۔ ابو الفرج اصفہانی نے ''الاغانی'' میں ہاشم بن محمد الخزاعی سے روایت بیان کی ہے۔

كان كعب بن مالك رضی اللہ عنہ احد من عاون عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ على المصريين وشهر۔ سلاحه۔ فلما ناشد عثمان رضی اللہ عنہ الناس ان يغمدوا سيوفهم انصرف فلم يران الامر يخلص اليه ولا يجرى القوم الى قتله فلما قتل وقف كعب على مجلس الانصار فى مسجد رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم۔ فانشدو هو يرثى۔ (۱۷۷)

ترجمہ: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کے مددگاروں میں سے تھے اور انہوں نے اپنی تلوار نیام سے باہر کر لی تھی۔ جب انہیں (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) نے نصیحت کی کہ اپنی تلواروں کو میان میں کر لو۔ جب ان کو یقین ہو گیا کہ لوگ اب ان کو قتل نہیں کریں گے تو وہ لوٹ گئے۔ لیکن جس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل کر دیئے گئے تو حضرت

Marfat.com

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر انصار کی مجلس میں ان کی شہادت پر مرثیہ پڑھا جسے سن کر لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے لگے۔

من مبلغ الانصار عنّی آیةً رسلا تقصّ علیهم التّبیانا
ان قد فعلتم فعله مذکورة کست الفضوح وأبدت الشنّانا
بقعودکم فی دورکم وامیرکم تحشی ضواحی داره النبراط
بینا برجّی دفعکم عن داره ملئت حریقا کابیًا ودخانا
حتی اذا خلصوا الی ابوابه دخلوا علیه صائما عطشانا
یعلون قلّته السیوف وانتم متلبثّون مکانکم رضوانا
اللّٰه یعلم اننی لم أرضه لکم صنیعا یوم ذاك وشانا
بالهف نفسی اذا یقول:ألا اری نغرا من الانصار لی اعوانا
واللّٰه لو شهد ابن قیسٍ ثابت ومعاشر کانوا له اخوانا
وابو دجانه وابن ارقم ثابت واخو المشاهد من بنی عجلانا
ورفاعة العمریّ وابن معازهم واخو معاوی لم یخف خزلانا
قوم یرون الحق نصرامیرهم ویرون طاعة أمره ایمانا
ان یترکوا فوضی یروا فی دینهم أمراً یضیّق عنهم البلدانا
فلیغلینّ اللّٰه کعب ولیه ولیجعلنّ عدوّه الذلانا
انی رایت محمدا اختاره صهرا وکان یعده خلصانا
محض الضرائب ما جدا أعراقه من خیر خنذف منصبا ومکانا
عرفت له علیا معبد کلها بعد النبی الملك السلطان
من معشر لا یغدرون بجارهم کانوا لمکة یرتعون زمانا
یعطون سائلهم ویامن جارهم فیهم ویردون الکماة طعانا
فلو انکم مع نصرکم لنبیکم یوم اللتعاء نصرتم عثمانا

Marfat.com

انسیتم عهد النبیّ الیکم ولقد ألظّ و وکّد الأیمانا(۱۷۸)

ترجمہ: انصار کو میرا پیغام کون پہنچائے گا ایسا پیغام جوان پر حالات واضح کردے کہ تم نے ایک ایسا کام کیا ہے جس نے بے عزتی کی چادر اڑھادی ہے اور بغض وعداوت ظاہر کردی ہے تمہارے گھروں میں بیٹھے رہنے سے اس حالت میں کہ تمہارے امیر کے گھر کو چاروں طرف سے آگ نے گھیر رکھا تھا اور اس حالت میں کہ جب یہ امید کی جاتی تھی کہ تم اس کے گھر کی مدافعت کروگے اس کا گھر نذر آتش ہوکر دھویں سے بھر گیا یہاں تک کہ وہ لوگ اس کے گھر کے دروازوں تک پہنچ گئے اور اس امیر پر داخل ہوکر حملہ کرنے لگے جبکہ وہ روزہ کی حالت میں بھوکے پیاسے تھے۔ دشمنوں نے ان کے سر پر تلواروں سے وار کردیے۔ اور تم اپنے ٹھکانوں میں خوش وخرم بیٹھے رہے اللہ جانتا ہے کہ اس دن تمہارا یہ کردار مجھے قطعاً پسند نہیں آیا۔

ہائے افسوس جب وہ یہ کہہ رہا تھا کاش مجھے انصار کے کچھ لوگ مدد کے لیے نظر آتے کاش ثابت بن قیس اور دوسرے لوگ موجود ہوتے جو میرے دوست تھے اور کاش کہ ابو دجانہ اور ثابت بن ارقم اور بنو عجلان کے معن بن عدی وغیرہ موجود ہوتے اور رفاعہ بن عبدالعزیز اور سعد بن معاذ اور منذر بن ساعدی موجود ہوتے تو اسے کسی ذلت اور بے بسی کا ڈر نہ ہوتا۔ یہ ایسے لوگ ہیں جو اپنے امیر کی مدد کو اپنا حق سمجھتے ہیں۔ اگر وہ انتشار کی حالت میں چھوڑ دیے جائیں تو اپنے دین میں ایسی بات سمجھتے ہیں جس سے کہ ان کے لیے شہر تنگ ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے دوست کعب رضی اللہ عنہ کو غلبہ عطا کرے گا اور اس کے دشمن کو ذلت اور رسوائی سے دو چار کرے گا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنا داماد بنایا اور وہ ان کو خالص اور مخلص دوست شمار کرتے تھے۔ نہایت مخلص کردار اور بہت معزز خاندانی تھے۔ منصب ومقام کے اعتبار سے بنو خندق میں سے

Marfat.com

بہترین شخص تھے۔ نبی ﷺ کے بعد ملک وسلطنت میں ان کا مقام بڑا بلند تسلیم کیا گیا۔ وہ ایسے قبیلہ میں سے تھے جو اپنے پڑوسی سے کبھی بے پروائی نہیں کرتے تھے۔ مکہ میں ایک مدت تک وہ سرداری کرتے رہے جو کوئی سائل مانگنے آیا اس کو وہ عطا کرتے ان کا پڑوسی ان کے درمیان امن وامان سے رہتا تھا اور وہ مسلح بہادروں کو نیزہ زنی سے ہلاک کرتے۔ کاش کہ تم جس طرح جنگ میں اپنے نبی ﷺ کی مدد کیا کرتے تھے اسی طرح تم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مدد کی ہوتی۔ کیا تم نبی ﷺ کا وہ عہد بھول گئے جو انہوں نے تم سے کیا تھا حالانکہ یہ عہد و پیمان محمد ﷺ نے بڑا روشن اور مقعد (پکا) کیا تھا۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے مرثیوں میں غم کا شدید تاثر پایا جاتا ہے۔ وہ خود بھی شدید غم میں مبتلا ہوتے ہیں اور پڑھنے والے کو بھی غم میں مبتلا کرتے ہیں۔ خود بھی روتے ہیں دوسروں کو بھی رلاتے ہیں۔ لیکن ان کے مرثیوں میں یہ کمال ہے کہ ایک طرف وہ خود روتے ہیں اور دوسروں کو رلاتے ہیں تو دوسری طرف ان کے مراثی میں تشفی وتسکین کے الفاظ بھی پائے جاتے ہیں۔ ساتھ ہی وہ انسان کے اندر بہادری اور حوصلہ پیدا کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ حضرت حمزہ کے مرثیہ میں آہ وبکا کرتے نظر آتے ہیں۔

پھر خود ہی بلند پروازی کا درس دینے لگتے ہیں۔

طرقت همومك فالرّقار مسهّد وجزعت أن سلخ الشّباب الأغيد
ودعت فؤادك للهوى ضمريّة فهواك غوريّ وصحبك منجد(۱۷۹)

ترجمہ: تیرے افکار نے رات کو آ کر کھٹکھٹایا اور نیند اچاٹ ہوگئی اور اس شخص کی سی حالت ہوگئی جس کی نیند اڑ گئی ہو۔ پھر تو نے اس بات پر واویلا کیا کہ پر کیف اور راحت افزا شباب چھین لیا گیا اور ضمریۃ نے تیرے

Marfat.com

دل کو محبت و الفت کی دعوت دی۔ پس تیرا یہ عشق پست ہے اور اب تیرے ہوش میں آجانے ہی سے بلندی کی پرواز حاصل ہو سکتی ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ اپنے مرثیہ میں اس شخص کی وہی صفات بیان کرتے ہیں جو ان میں پائی جاتی ہیں۔ اسی شخص کا تصور بار بار آپ رضی اللہ عنہ کی نظروں کے سامنے آتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے وہی انسانی کمال ہوتا ہے جو اس شخص میں موجود ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے اشعار اور مرثی لہ کی صفات کا بیان آپ رضی اللہ عنہ کے جذبات کی صحیح ترجمانی کرتا نظر آتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو مرثیہ گوئی پر ملکہ حاصل ہے آپ رضی اللہ عنہ کے کلام میں مرے ہوئے انسان کی مردانگی، شجاعت، فیاضی وغیرہ کی صفات عام ملتی ہیں۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مرثیہ میں کہتے ہیں۔

فکلّهم مات حرّ البلاء على ملّة اللّٰه لم يحرج
كحمزة لمّا وفى صادقًا بذى هبّةٍ صارمٍ سلحج
فلا قاه عبد نبى نوفلٍ يبربر كالجمل الأرعج
فأوجره حربةً كالشّهاب تلهّب فى اللّهب الموهج (۱۸۰)

ترجمہ: ان میں ہر شخص نے آزادانہ طور پر اللہ تعالیٰ کے دین پر بغیر کسی گناہ کا ارتکاب کیے جان دے دی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی طرح جنہوں نے ہڈیوں کو بھی کاٹ ڈالنے والی تیز تلوار کا حق ادا کر دیا۔ لیکن بنو نوفل کے غلام (حبشی) نے سیاہ اونٹ کی طرح چلاتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا۔ پس اس نے شعلے مارتی آگ میں جلنے والے سرخ پتھر کی طرح کا حربہ پھینک کر آپ رضی اللہ عنہ کی جان لے لی۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بن مالک کے مراثی جو ہم تک پہنچے ہیں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مسلمانوں کے بارے میں ہیں۔ وہ ایک گرم آنسو کی مانند ہیں جو کعب رضی اللہ عنہ بن مالک نے بہایا ہے۔ ان میں سرتاپا رقت انگیزی ہے۔ جس میں عبارتوں اور الفاظ نے روپ بھر دیا ہے۔ ایک ایسی آہ ہے جو ان کے درد بھرے دل سے بلند

Marfat.com

ہوتی ہے۔ اسلام لانے کے بعد حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے بڑے کارناموں میں سے ایک کارنامہ یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے مرثیوں میں فخر بیان کرتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ شہیدوں کے مرثیوں میں مسلمانوں اوران کے شہیدوں کی بہادری پرفخر کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کافروں کے اشعار کا جواب بھی انہی مرثیوں میں دیتے ہیں۔ کعب رضی اللہ عنہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے پر ایسی آہ بکا کرتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ساتھ ہمارا دل بھی خون کے آنسو رو رہا ہو۔

ولقد هددت لفقد حمزة هدّةً ظلّت بنات الحوف منها ترعد

ولوانه فجعت حراء بمثله لرائيت راسى صخرها يتبدّر (۱۸۱)

ترجمہ: اوراب حمزہ رضی اللہ عنہ کو کھوکر بالکل شکستہ اور بوڑھا ہوگیا ہوں کہ اس کے باعث اعضاء باطنی قلب وجگر وغیرہ بھی کانپنے لگے ہیں۔

اس جیسے صدمے سے اگر حراء پہاڑ کو درد والم پہنچتا تو ہم اس کے مضبوط سے مضبوط جمے ہوئے پتھر کو بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوتے ہوئے دیکھتے۔

آگے ان کی بہادری پرفخر کرتے ہوئے ان کے مرثیہ میں ان کی مدح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قدم تمكّن فى تؤابة هاشمٍ حيث النّبوّة والنّدى والسّؤدد

والعاقر الكوم الجلاد اذا غدت ريح يكاد الماء فيها يجمد

والتّارك القرن الكمىّ مجدّلًا يوم الكريهة والقنا يتقصّد

وتراه يزفل فى الحديد كأنّه ذو لبدةٍ شتن البراثن أربد (۱۸۲)

ترجمہ: حمزہ ایک ایسے سردار تھے جو بنو ہاشم کے چوٹی کے آدمی تھے جن میں نبوت عطا وبخشش اور سرداری کی صفات موجود تھیں۔ وہ ایسے وقت میں جب جاڑوں کی سخت ہوائیں صبح کے وقت چلتی ہیں اور پانی تک جم کر منجمد ہو جاتا تھا بڑے کوہان والے مضبوط اونٹوں کو ذبح کر کے لوگوں کی مہمان نوازی کرتے تھے۔

Marfat.com

وہ بڑے بڑے بہادروں حریفوں کو جنگ کے موقع پر جب، نیزوں پر نیزے ٹوٹ رہے ہوتے زیر کر دیا کرتے تھے۔ اور تم انہیں دیکھتے کہ تلوار لے کر اس ناز و انداز اور فخر و مباہات سے چلتے گویا ایک ایسے بھورے رنگ کے شیر ہیں جس کی گردن پر بڑے بڑے بال ہوں اور اس کے پنجے بہت سخت ہوں۔

آگے ہم کو مخاطب کر کے کہتے ہیں جس نے حبشی غلام کے ذریعہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کرایا تھا۔

ولقد إخال بذاك هندًا بشّرت لتميت داخل غصّةٍ لا تبرد
ممّا صبحنا بانعقنقل قومها يومًا تغيّب فيه عنها الأسعد
وببئر بدرٍ اذ يردّ وجوههم جبريل تحت لوائنا ومحمّد (۱۸۳)

ترجمہ: اور میں خیال کرتا ہوں اگر ہم کو اس چیز کی بشارت دی جائے کہ ریت کے ٹیلوں پر ہم نے اس کی قوم کے لوگوں کو جنگ کا مزہ چکھا دیا اور اس میں اسعد بھی غائب ہو گیا ہے اور اگر اس بات کی بھی بشارت دے دی جائے کہ جنگ بدر میں جبریل علیہ السلام اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے جھنڈے کے نیچے ان کے چہرے کو پھیر رہے تھے تو وہ اپنے اس اندرونی غصے کو خود ہی ٹھنڈا کر لے گی جو ٹھنڈا ہونے کا نام نہیں لیتا۔

مسلمانوں کی بہادری پر فخر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

حتّى رأيت لدى النّبيّ سراتهم قسمين يقتل من نشاء ويطرد
فأقام بالعطّن المعطّن منهم سبعون عتبة منهم والأسود
وابن المغيرة قد ضربنا ضربةً فوق الوريد لها رشاش مزبد
وأميّة الجمحى قوّم ميله غضب بأيدى بالمؤمنين مهنّد
فأتاك فل المشركين كأنّهم والخيل تثفنهم۔ نعام شرّد (۱۸۴)

ترجمہ: یہاں تک کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کے چنے ہوئے

Marfat.com

آدمیوں کو دو قسموں میں بٹے ہوئے دیکھا۔ ایک وہ لوگ جنہیں ہم نے چاہا رسول اللہ ﷺ نے انہیں قتل کر دیا۔ اور دوم وہ جنہیں رسول اللہ ﷺ نے دفع کر دیا۔

پس ان میں سے ستر آدمی اس اونٹ کی طرح وہیں ڈھیر ہو گئے جو پانی کے قریب اپنی جگہ عادۃً بیٹھا کرتے تھے۔ ان ستر آدمیوں میں عتبہ اور ان کے بڑے بڑے شیر شامل ہیں۔

اور ابن مغیرہ کی شہ رگ پر ہم نے تلوار کی ایسی ضرب لگائی جس سے خون بہنے لگا اور اس خون سے جھاگ اٹھا رہا تھا اور امیہ جمحی کا رخ اس ہندی تلوار نے سیدھا کر دیا جو ارباب ایمان کے ہاتھ میں تھی۔ پس تیرے پاس مشرکوں میں سے وہ شکست خوردہ لوگ پہنچے جن کا عالم یہ تھا کہ بدکے ہوئے شتر مرغوں کی طرح بھاگ رہے تھے اور ہمارے گھوڑے ان کا پیچھا کر رہے تھے۔

ان کے مرثیہ محزن پر نشتر کا کام کرتے ہیں درد و غم سے بھرے ہوئے ہیں۔ الفاظ کی سادگی، معنی کی وضاحت اور اوج کے تخیل پر ہیں۔ ایسے انداز سے اپنے غم کو بیان کرتے ہیں کہ ایسا گمان ہوتا ہے جیسے سب کچھ ہماری نظروں کے سامنے ہوا ہے اور دل پر ایسے رنج کا احساس ہوتا ہے گویا ہمارے اوپر بیتا ہے۔ جنگ موتہ کے شہیدوں پر آنسو بہاتے ہوئے فرماتے ہیں:

نام العیون ودمع عینك یهمل سحًّا کما وکف الطّباب المخضل
فی لیلةٍ وردت علیّ همومها طورًا أخنّ وتارةً أتعلمل
واعتاد نی حزن فبتّ کأنّنی ببنات نعش والسّماك موکّل
وکأنّما بین الجوانح والحشا ممّا تأ وّبنی شهاب مدخل
وجداً علی النّفر الّذین تتابعوا یوماً بمؤتة أسندوا لم ینقلوا(۱۸۵)

ترجمہ: دنیا کی آنکھیں سو رہی ہیں اور تیری آنکھوں سے آنسوں کی لڑیاں

Marfat.com

اس طرح جاری ہیں جیسے تر بتر بادل سے قطروں کی لڑیاں برستی ہیں۔ایک ایسی رات کو جس میں مجھ پر غم والم نے ہجوم کرلیا ہے۔کبھی چپکے چپکے روتا ہوں اور کبھی کروٹیں بدلنے لگتا ہوں۔حزن وملال بری طرح مجھ پر طاری ہے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا میں بنات النعش اور ستارہ سماک کے حوالہ کردیا گیا ہوں (کہ ساری رات اختر شماری میں گزر رہی ہے) اور گویا پسلیوں اور اندرونی اعضاء کے درمیان ایک شہاب ثاقب داخل کردیا گیا ہے جو اندر ہی اندر بھڑک رہا ہے اور یہ ساری کیفیت ان لوگوں کے غم واندوہ کے باعث ہے جو کہ موتہ میں ایک کے بعد ایک مسلسل شہید ہوکر رہ گئے اور انہیں یہاں منتقل بھی نہ کیا جاسکا۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ مرثیہ میں بھی ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے مرثیہ کا ایک خاص انداز ہے جو اپنی جگہ اچھوتا اور پر اثر ہے۔کسی کے غم میں اس انداز سے شعر بیان کرتے ہیں کہ دل رنجیدہ ہو جاتا ہے۔آنکھ سے خود بخود آنسو بہنے شروع ہو جاتے ہیں۔اتنے پر درد انداز سے غم کا منظر کھینچتے ہیں کہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قاری اس موقع پر خود موجود ہے۔اپنے مرثیہ میں جہاں دوسرے کو رنجیدہ کرتے ہیں وہیں اس کا حوصلہ بھی بڑھانا شروع کردیتے ہیں۔جس سے اس کے اندر ایک نیا حوصلہ جنم لیتا ہے۔اور وہ زیادہ جوش وخروش سے اپنا کام انجام دیتا ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے مرثیہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مسلمانوں کے بارے میں ملتے ہیں۔

ہجو گوئی

ہجو کے لغوی معنی کسی کے عیب گنوانے کے ہیں۔عربوں میں خود پسندی اور تفاخر کے جذبہ نے ہجو کو جنم دیا۔فطرت انسانی کی کتنی بڑی لغزش ہے کہ اپنی خوبی اور بڑائی

Marfat.com

کے اظہار کے لیے دوسروں کے عیب گنوائے جائیں۔

اصناف سخن میں ہجو ایک قبیح صنف ہے۔ عرب میں عہد جاہلی سے لے کر عہد اسلام اور مابعد کے تاریخی ادوار تک اس کثرت سے ہجویہ اشعار ملتے ہیں کہ ان کی کثرت اور ادبی بلندی کے پیش نظر ابوتمام نے مقدیم کے ہجویہ اشعار کو جمع کر کے حماسہ کا ایک ایک باب مرتب کیا۔

ابن منظور اس کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

هجاء: هجیء الرجل هجا: التهب۔ (۱۸۶)

ترجمہ: ہجاء: انسان کی برائی، عیب جوئی۔

جواہر الادب میں ہے:

والهجاء: وهو تعداد مثالب المرء وقبيله، ونغى المكارم والمحاسن عنه۔ (۱۸۷)

ترجمہ: ہجو کسی شخص یا قبیلہ کی برائیوں کے بیان اور اچھائیوں کی نفی کا نام ہے۔

حسن درویش "الهجاء" کی تعریف میں لکھتے ہیں:

ضد المدح، وهو ذكر نقائض الممدوح واهله، وسلب الفضائل والمكارم منهم، والمدح والهجاء من طبيعة البشر، فان الانسان اذا إليه أحسن شكر۔ والهج بحمد المحسن، واذا أسى اليه غضب وكفر النعمة وربما فخر فى الانتقام اذا كان سقيم الفطرة لئيم الطبع حقودا۔ (۱۸۸)

ترجمہ: ہجو، مدح کی ضد ہے، یہ ممدوح اور اس کے اہل کے نقائص کے بیان اور اس کی فضیلتوں کو اور مکارم کو ختم کر دینے کا نام ہے۔ مدح اور ہجو، انسانی خصائل میں سے ایک خصلت ہے کیونکہ انسان کے ساتھ اگر کوئی نیکی کی جائے تو وہ شکر گزار ہوتا ہے اور اپنے محسن کی تعریف کرتا ہے۔ لیکن

Marfat.com

جب مایوس ہو جاتا ہے تو غصہ کرتا ہے اور نعمتوں کا انکار کرتا ہے اور اگر وہ گھٹیا طبیعت اور ذلیل فطرت کا مالک ہو تو انتقام کی آگ اس میں بھڑک جاتی ہے۔

نفرت وعناد کے اظہار کے لیے ہجویہ شاعری نے ممتاز مقام پیدا کیا۔ اس صنف قبیح کے ذریعہ انسان دوسروں کے افعال وکردار پر نکتہ چینی کرتا ہے ''الھجاء'' کی تمہید میں ڈاکٹر سامی العانی بیان کرتے ہیں کہ انسان کی فطرت میں خیر کے ساتھ ساتھ شر بھی ودیعت کیا گیا ہے۔ اس شر کے مظاہر کینہ، حسد، نفرت، بغض اور جھگڑا ہیں۔ شعراء کے پاس ان جذبات کے اظہار کا ایک طریق ہجو ہے۔ (۱۸۹)

ڈاکٹر سامی کہتے ہیں:

فالھجاء سوق رائجه منذ القديم وفن مطروق منذ فجر الادب العربی۔ (۱۹۰)

ترجمہ: جب سے عربی ادب کا آغاز ہوا اس میں ہجو کا عنصر شامل ہے۔

زمانہ قدیم میں ہجو کئی رنگ کی تھی۔ کبھی مدمقابل کے خلقی عیوب بیان کیے جاتے کبھی اس کے دین اس کے آباؤ اجداد اور کبھی اس کے رفقاء کی تضحیک کی جاتی اور اسے لوگوں کی نظروں میں ذلیل کرنے کی کوشش کی جاتی۔ دشمن اور مدمقابل پر طعن وتشنیع کر کے اپنے آپ کو معزز بیان کیا جاتا اور یہ فن عربوں کی نظر میں بہت وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا۔

کتاب الھجاء میں لکھا ہے۔

ان لهجاء فن من فنون الادب المرفيعه فی ادب العربی قديعين على تصور الحيوة عند الافراد وفی المجتمع وقد يساعد على التاريخ الحياة العربية حين تصدق الشاعر (۱۹۱)

ترجمہ: ہجاء بلند فنون ادب میں سے ایک فن ہے جو انفرادی واجتماعی تصور حیاۃ سے متعین ہوتا ہے۔ یہ صنف بھی عربی ادب کی زندگی میں ایک نمایاں

Marfat.com

مقام رکھتی ہے۔

خلقی عیوب بیان کرتے ہوئے اس کے بخل، حرص، حماقت، ذلت، عہد شکنی ان کے نزدیک ادبی خوبی تھی۔ اس کے منہ، دانت، ناک، آنکھ، ٹھوڑی، بال، مونچھیں، گنجے پن، داڑھی، کوتاہ قد وغیرہ کا مذاق اڑایا جاتا تھا۔

یہی وجوہات تھیں کہ اسلام نے کسی کی ہجو کہنے سے منع کر دیا تھا تاکہ مسلمان کسی کے لیے فحش وعریان بات منہ سے نہ نکالیں اور نہ کسی کی تضحیک کریں۔ اسلام اتفاق کا درس دیتا ہے اور اس قسم کی باتیں کرنے سے اس کی بجائے دلوں میں کینہ بیٹھتا ہے۔

جب کفار قریش کے شاعروں نے رسول کریم ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مسلمانوں کی ہجو کہنی شروع کی تو اس سے رسول اللہ ﷺ کو بہت تکلیف ہوئی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے مسلمانوں کو کفار کے جواب میں ہجو کہنے کی اجازت دے دی۔ کفار قریش کی طرف سے تین شخص حضور ﷺ کی ہجو کہتے تھے۔ وہ تھے ابن زبعری، عمرو بن العاص اور ابو سفیان بن الحارث۔ (۱۹۲) بعض روایات میں ضرار بن الخطاب کا نام بھی آیا ہے۔ (۱۹۳) ان کا جواب مسلمانوں کی طرف سے انصار کے تین اشخاص نے دیا۔ حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت، کعب رضی اللہ عنہ بن مالک اور عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ۔ (۱۹۴)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بن مالک ہجو کی صنف میں مہارت رکھتے ہیں۔

جنگ احد کے موقع پر عمرو بن العاص کے اشعار کا جواب دیتے ہوئے جو قصیدہ کہا اس کے آخری دو شعر یہ ہیں۔

لنا حومة لا تستطاع يقودها نبی أتی بالحق عف مصدق

ألاهل أتی افناء فهر بن مالك مقطع اطراف وهام مغلق (۱۹۵)

ترجمہ: ہمارا ایک معظم مقام ہے جس پر کوئی حملے کی تاب نہیں لا سکتا اس کی قیادت وہ نبی (ﷺ) کر رہا ہے جو ہمارے پاس حق لایا ہے عفیف اور صادق ومصدوق ہے۔

کیا یہ واقعہ نہیں کہ فہر بن مالک کے مختلف قسم کے قبائل کے پاس کٹے ہوئے

Marfat.com

ہاتھ پہنچے ہیں۔

بزدلی کو عربوں میں عیب سمجھا جاتا تھا اور خود جنگوں کے مواقع فراہم نہ کرنا بھی خامی شمار ہوتی تھی۔ اسی حرب وضرب کو موضوع بنا کر شعراء جس کو چاہتے اس کی ہجو کہہ دیتے۔ کبھی ان کو بزدلی کا طعنہ دیا جاتا کبھی ان کے نسبوں پر حملہ کیا جاتا اور اپنے نسبوں کی ان پر فوقیت بیان کی جاتی۔ چنانچہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ ابن زبعری کی ہجو کرتے ہوئے کہتے ہیں:

فخرت علی ابن الزبعری وقد سری لکم طلب من آخر اللیل متبع
فسل عنك فی علیا معد وغیرها من الناس من أخزی مقاما وأشنع
ومن هو لم تترك له الحرب مفخرا ومن خده یوم الکریهة اضرع(۱۹۶)

ترجمہ: اے ابن زبعری اپنی فوقیت ظاہر کرکے تو ہم پر فخر کر رہا ہے۔
حالانکہ تم لوگ فرار ہوگئے تھے اور ہمارے آدمی تمہارے تعاقب میں
آخری شب تک دوڑ دھوپ کرتے رہے۔
تجھے چاہیے کہ معد کی بلندیوں اور دیگر مقامات پر جا کر دریافت کرے کہ
اپنے مرتبہ ومقام کے لحاظ سے ہم دونوں میں کون ذلیل وخوار اور بدحال
ہوا اور وہ کون ہے جس کے لیے جنگ نے کوئی بات فخر کرنے کی نہ
چھوڑی۔ اور وہ کون ہے جو خسارہ جنگ کے موقع پر (پٹ پٹ کر) خوب
ذلیل ہوا۔

جنگ بدر کے موقع پر کفار مکہ کی ہجو کرتے ہوئے انہیں بزدلی کا طعنہ دیتے ہیں۔

قولوا ودسناهم ببعض صوارم سواء علینا حلفها وصمیمها(۱۹۷)

ترجمہ: پس انہوں نے پیٹھ پھیری اور ہم نے چمکتی تلواروں سے انہیں
پامال کیا۔ ہمارے لیے ان میں اصلی افراد اور ان کے حلیف دونوں برابر
تھے۔ (ہم نے دونوں کو پامال کیا)۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی نہ صرف کفار قریش کی ہجو کہتے تھے بلکہ اور

Marfat.com

قبائل کی ہجو کا جواب بھی دیتے تھے جیسے کہ قبائل ضالعہ اور جو رسالت مآب ﷺ کی ہجو کہتا اس کا ایسا منہ توڑ جواب دیتے جو کفار پر ہتھیاروں سے زیادہ شدید اثر انداز ہوتا اور انہی اشعار کو سننے کے بعد رسول کریم ﷺ نے فرمایا "لهذا اشد عليهم من وقع النبل" (۱۹۸)

ترجمہ: وہ (ہجویہ اشعار) ان کے اوپر نیزے کی نوک سے بھی زیادہ سخت ہیں۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مرثیہ میں ابن زبعری سے مخاطب ہوکر رحمۃ للعالمین کے دفاع میں بیان کرتے ہیں۔

تبجست تهو رسول الملیـ كِ قاتلك اللّٰه جلفا لعينا
تقول الغنا ثم ترمی به نقی الثياب تقيا أمينا(۱۹۹)

ترجمہ: تو انتہائی گنوار پن اور ملعونیت کے ساتھ مالک الملک کے رسول کی ہجو و مذمت کرتے ہوئے بکواس کرتا چلا گیا، اللہ تجھے ہلاک کرے تو فحش کلام بک رہا تھا، پھر اس فحش کلامی کا تیر ایک ایسی ہستی پر پھینک رہا تھا جو پاکیزہ جوانی والی متقی اور امین ہے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی ہجو میں اپنے حریف کی مردانہ صفات پر حملہ کرتے ہیں۔ وہ انسانیت کے بنیادی جوہر اور مخالف کی اعلیٰ صفات میں تہی دستی کو اپنے طعن وتشنع کا نشانہ بناتے ہیں۔ وہ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ان کا حریف بہادری، شرافت، سخاوت، انسانی ہمدردی، صداقت اور دیانت سے عاری ہے۔ ابن زبعری سے مخاطب ہوکر فرماتے ہیں۔

نشب وهلك اباؤنا وبينا نربی بنينا فنينا
سألت بك ابن الزبعری فلم أنباء ك فی القوم إلا هجينا
خبيثا تطيف بك المنديات مقيما على اللوم حينا فحينا(۲۰۰)

ترجمہ: ہم جوان ہو رہے ہیں اور ہمارے آباؤ اجداد ہم سے جدا ہو رہے ہے

Marfat.com

ہیں اس خیال سے جب ہم اپنے بیٹوں کوفنون جنگ کی تربیت دے رہے تھے تو اسی دوران میں اے ابن زبعری! ہم نے تیرے بارے میں سوال کیا تو بجز اس کے کچھ نہ بتایا گیا کہ تو ایک ناقص الکلام اور خبیث شخص ہے۔ رسوا کن باتیں تجھے ادھر ادھر گھمایا کرتی ہیں اور تو ایک ایسا شخص ہے جو کمینگی پر وقتاً فوقتاً جم جاتا ہے۔

جنگ احد کے موقع پر عمرو بن العاص کو جواب دیتے ہوئے فرمایا:

ابلغ قريشا وخير القول أصدقه والصدق عند ذوى الأرباب مقبول
أن قد قتلنا بقتلا نا سراتكم اهل اللواء فنيما يكثر القيل (۲۰۱)

ترجمہ: قریش کو میرا یہ پیغام پہنچا دو اور سب سے بہتر قول وہی ہوتا ہے جو سب سے سچا ہوتا ہے۔ اور اہل عقل وہوش کے نزدیک سچائی ہی مقبول ہے کہ ہم نے اپنے مقتولین کے عوض میں تمہارے چنے ہوئے علمبرداروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ پس بتاؤ لوگوں میں کس معاملے کا زیادہ ذکر از کار رہتا ہے۔ (یہی کہ تم لوگوں کے بڑے بڑے علمبردار مار دیے گئے ہیں)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا ہجویہ کلام اخلاقی معیار سے گرا ہوا نہیں ہے۔ شرمناک وعریاں مضامین کو نظم کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ عریان الفاظ کا استعمال بھی نہیں کرتے اور نہ لغو باتیں کرتے نظر آتے ہیں۔ سب وشتم بھی نہیں کرتے۔ اپنی ہجو میں بھی مہذب الفاظ استعمال کرتے ہیں جیسے لفظ خبیث ہے۔ ابو عامر عبد عمرو بن صیفی ابن النعمان کی ہجو میں کہتے ہیں۔

معاذ الله من عمل خبيث كسعيك فى العشيره عبد عمرو (۲۰۲)

ترجمہ: اللہ کی پناہ کسی گندے اور غلط کام سے جیسے اے عبد عمرو (ہمارے) قبیلہ میں تیری کوشش (گندی اور خبیث) ہے۔

اس کے علاوہ وہ اپنے کلام میں لفظ احزی، اشنع کے لفظ استعمال کرتے ہیں جن کا

Marfat.com

مطلب یہ ہے بہت ذلیل، بہت رسوا، بہت شرم سار، بہت برا۔ ایک جگہ ابن زبعری کی ہجو میں ایسے ہی الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

فسل عنك فی علیا معد وغیرها من الناس من أخزی مقاما وأشنع (۲۰۳)

ترجمہ: پس اپنے بارے میں خاندان معد کے شرفا سے پوچھ کہ لوگوں میں کون رسوا کن اور قابل نفرت مقام کا حاصل ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی ہجو سخت دردناک اور کاٹنے والی ہے مگر سچی ہے اس میں تکلف کو دخل نہیں۔ اس سے حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو کوئی لالچ یا صلہ لینا مقصود نہ تھا۔ بلکہ صرف دین کی حمایت، رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کا دفاع مقصود تھا۔

کعب رضی اللہ عنہ اپنی ہجو میں فخر اور بہادری بیان کرتے ہیں اور یہ ہجو کا سب سے اچھا طریقہ ہے۔ ہجو مدح کی ضد ہوتی ہے۔ مدح میں ممدوح کی اوصاف بیان کئے جاتے ہیں۔ لیکن ہجو میں اس کی برائی بیان کی جاتی ہے جیسا کہ قدامہ بن جعفر کہتے ہیں:

وطبیعی ان تکون هذه المعانی مما یأنفه العربی۔ وتنکره بیته ومن هذه المعانی التی تبر بها خصومة، الاعجاب والتکبر، واقترادهما بالهزیمة فی الحرب۔ (۲۰۴)

ترجمہ: اور طبعی معنی یہ ہیں کہ عربی لوگ اس معانی کو پسند کرتے ہیں۔ اور برا سمجھتے ہیں۔ ان معانی کو تعبیر کیا جاتا ہے دشمنی کے ساتھ، تعجب اور تکبر کے ساتھ اور اس سے لڑائی میں شکست مراد لی جاتی ہے۔

قریش کی ہجو کرتے ہوئے کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

لعمر أبیکما یا ابنی لؤی علی زهو لدیکم وانتخاء
لما حامت فوار سکم ببدر ولا صبروا به عمد اللقاء (۲۰۵)

ترجمہ: اے بنی لوی کے دونوں لڑکو! تم دونوں کے باپ کی قسم! باوجود اس کے کہ تم میں (اپنی قوتوں پر) گھمنڈ اور تکبر تھا۔
(مقام) بدر میں تمہارے سواروں نے (تمہاری) کوئی حفاظت نہ کی اور

Marfat.com

نہ مقابلے کے وقت وہاں جم سکے۔

اور ہجو کے ایک معنی ''نقض عہد'' بھی ہے اسی لیے بنی جعفر کو بئر معونہ کے حادثہ میں عار دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

ترکتم جارکم لبنی سلیم فحافة حربهم عجزا وهونا
فهلو جلا تناول من عقیل لمن بحبلها جلامتینا
او القرطاء ما ان اسلموه وقد ما ما وفوا از لا تفونا(۲۰۶)

ترجمہ: اے بنو جعفر! جنگ سے ڈر کر نہایت عاجزی اور انکساری کے ساتھ تم نے اپنے ہمسائے کو بنو سلیم کے ہاتھوں میں دے دیا۔

اگر وہ ہمسایہ قبیلہ عقیل کے عہد کی رسی پکڑتا تو ان کا عہد اس کے لیے ایک مضبوط و مستحکم پہاڑ تھا۔

یا اگر وہ قبیلہ قرطاء کے عہد کی رسی پکڑتا تو وہ اسے یوں نہ چھوڑ دیتے بلکہ وہ اپنا عہد برابر پورا کرتے جب کہ تم اپنا عہد پورا نہیں کر سکتے۔

ہجو میں ایک چیز یہ ہے کہ دشمن کو بزدل اور کمزور کہا جائے۔ قریش کو مخاطب کر کے کہتے ہیں:

عمدنا الی أهل اللواء ومن یطر بذکر اللواء فهو فی الحمد أسرع
فخانوا وقد أعطوا یدا وتخازلوا ابی اللّٰه الا أمره وهو أصنع(۲۰۷)

ترجمہ: جو علمبردار جھنڈے کا ذکر کرا کثر کرتے رہتے۔ سب سے پہلے ہم نے انہیں کا رخ کیا۔ ہمارا دھرخ کرنا تھا کہ جھنڈا فوراً سرنگوں ہو کر ہماری تعریف میں پیش پیش ہو گیا۔ پھر یہ کہ ان علمبرداروں نے جھنڈے سے خیانت و بے وفائی کرتے ہوئے ہار مان لی۔ اس طرح ذلت آمیز شکست اٹھائی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حلم اور منشا کے سوا ہر چیز کو رد کر دیا اور وہی اپنی بات چلانے والا ہے۔

آگے قریش کو یوم بدر میں مسلمان بہادروں کی یاد دلاتے ہوئے کہتے ہیں:

Marfat.com

ولكن ببدر سائلوا من لقيتم من الناس والانباء بالغيب تنفع (۲۰۸)

ترجمہ: ذرا دریافت کر کے دیکھو کہ مقام بدر میں تم کو کن بہادروں سے واسطہ پڑا تھا۔ جب غیب سے رسول اللہ ﷺ کے پاس بذریعہ وحی خبریں آرہی تھیں اور ان کا فائدہ مل رہا تھا اور اسی طرح کا ایک اور قول ہے۔

فسائل بنی بدر اذا ما لقيتهم بما فعل الاخوان يوم التمارس (۲۰۹)

ترجمہ: پس بنو بدر سے ملو تو ان سے پوچھو کہ جنگ کی شمشیر زنی کے وقت بھائیوں نے کیا کیا۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ اپنے اشعار میں کفار کو بتوں کی عبادت کی عار دلاتے ہوئے ابو جہل کے متعلق کہتے ہیں:

فكب ابو جهل صريعا لوجهه وعتبة قد غادربه وهو عاثر

وشيبة التيمى غادرن فى الوغى وما منهم الا بذى العرش كافر

فأمسوا وقود النار فى مستقرها وكل كفور فى جهنم صائر (۲۱۰)

ترجمہ: آخر ابو جہل نے منہ کے بل پٹخنی کھائی اور عتبہ کو انہوں نے ایسی حالت میں چھوڑا کہ وہ ٹھوکر کھا چکا تھا۔

اور شیبہ کو اور تیمی کو انہوں نے چیخ وپکار میں چھوڑ دیا اور یہ دونوں کے دونوں عرش والے کے منکر تھے۔

غرض آگ کی قرارگاہ میں وہ آگ کا ایندھن بن گئے اور ہر منکر جہنم ہی میں منتقل ہونے والا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ کا وہ قصیدہ بہت مشہور ہے جس میں آپ رضی اللہ عنہ نے بنی نظیر اور کعب بن الاشرف کی ہجو کی ہے۔ اس میں ان کو یاد دہانی کراتے ہیں کہ ان کو اللہ نے کتاب کا علم دیا تھا اور رسول اللہ ﷺ کا دنیا میں آنے کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

لقد خزمت بغدرتها الحبور كذاك الدهر زو صرف يدور

وذلك انهم كفروا برب عزيز أمره أمر كبير

Marfat.com

وقد أوتوا معافهما وعلما وجاء هم من اللّٰه النذير
نذير صادق أدى كتابا وآيات مبينة تثير
فقالوا: ما أتيت بأمر صدق وآيات مبينة تثير
فقال: بلى لقد أريت حقا يصدّقنى به الفهم الخبير
فمن يتبعه يهد لكل رشد ومن يكفر به يجز الكفور
فلما أشربوا غدرا وكفرا وجدت بهم عن الحق النفور
أرى اللّٰه النبى برأى صدق وكان اللّٰه يحكم لا يجور
فأيده وسلطه عليهم وكان نصيره نعم النصير
فغودر منهم كعب صريعا فذلت بعد مصوعه النضير (۲۱۱)

ترجمہ: احبار یہود (علماء یہود) اپنی غداری کی وجہ سے ذلیل وخوار ہوکر رہ گئے۔ یہ زمانہ حوادث کو لے کر اسی طرح گردش کرتا ہے۔

اور یہ اس لیے ہوا کہ ان حبار یہود نے ایسے پرودگار کا کفر کیا جو غلبے والا ہے اور جس کا حکم بہت بڑا حکم ہے۔

حالانکہ انہیں علم بھی دیا گیا اور فہم بھی اور ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نذیر (آخرت سے ڈرانے والا) بھی آیا تھا۔

وہ ایسا نذیر تھا جو صادق القول تھا اور جس نے (اللہ کی طرف سے) کتاب اور ایسی کھلی اور واضح نشانیاں دی تھیں جو بالکل روشن ہیں۔

پھر بھی ان یہود نے کہا کہ تم امر حق نہیں لائے اور یہ کہ تم ایسی چیز کے لائق ہو جو ہیں بالکل عجیب ونادر معلوم ہوتی ہے۔

اس نذیر ہے جواب دیا۔ بھائی! میں تو اپنا وہ حق ادا کر چکا جس کو دانشمند اور سمجھ بوجھ والے لوگ کرتے ہیں۔

بس جو بھی اس کی اتباع کرے گا ہر قسم کی ہدایت کی طرف اس کی رہنمائی ہوگی اور جو اسے نہ مانے گا تو نہ ماننے والے ضدی کو ضرور سزا ملے گی۔

Marfat.com

بس جب ان کے رگ وریشہ میں غداری اور کفر پلا دیا گیا اور ان کی نفرت نے حق سے ان کا منہ موڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو ایک صحیح رائے دے دی اور وہ ٹھیک فیصلہ کرتا ہے۔ ظلم وجور نہیں کرتا۔ اور اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو تقویت پہنچا دی، انہیں ان احبار یہود پر مسلط کر دیا اور وہی نبی کریم ﷺ کا مددگار رہے اور کیا ہی اچھا مددگار رہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان یہود میں سے کعب کو قتل کر دیا گیا اور اس کے ساتھ کوئی وفاداری نہیں کی گئی۔ پھر اس کے پھٹ جانے اور قتل ہو جانے کے بعد بنو نضیر بھی ذلیل وخوار ہو گئے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ بات ممتاز کرتی ہے کہ ان کے ہجویہ اشعار میں فحش گوئی اور گالی گلوچ نہیں ہوتی۔ ان کی ہجو اس سبب سے بچی ہوئی ہے۔ وہ اپنی ہجو میں کبھی مذاق کا رنگ اختیار کرتے ہیں کبھی ہتک کا کوئی لفظ استعمال کر لیتے ہیں۔ زیادہ تر اپنی ہجو میں ملامت کرتے نظر آتے ہیں۔ غزوہ سویق کے موقع پر جو ابوسفیان کی ہجو کہی ہے اس میں ان کا یہی رنگ نظر آتا ہے۔ کہتے ہیں:

يا لحف ام المسبحين على جيش ابن حرب بالحرة الفشل
انظر حون الرجال من سنم الناهر ترقى فى قنة الجبل
جاوا بجيش لو قيس منزلة ما كان الاكه كمعوس الدئل (۲۱۲)

ترجمہ: ابوسفیان بن حرب کے وادی حرہ میں بزدلی دکھانے والے لشکر پر ام المسلمین کا افسوس جبکہ لوگ اپنی پشتوں سے، پہاڑ کی بلندی پر چڑھنے کے لیے سامان پھینک رہے تھے۔ وہ ایسا لشکر لے کر آئے تھے کہ اگر قیس ان کی منزل ہوتا تو تب بھی ان کا سنگخور رکے اپنے بل میں گھسنے سے مشابہ بھی ہوتا۔

اور بنی لحیان کو صغیر الضعیف سے تشبیہ دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ ایسے سوراخ میں داخل ہو جائیں جہاں سے نکل نہ سکیں۔

Marfat.com

لو ان بنی لحیان کانوا تناظروا لقوا عصبا فی دارهم ذات مصدق
لقوا سرعاناً یملأ السرب رومه امام طحون کالمجرة فیلق
ولکنهم کانوا وبارا تتبعت شعاب حجاز غیر ذی متفقق (۲۱۳)

ترجمہ: بنولحیان انتظار کرتے تو وہ اپنے گھروں ہی میں صداقت پسند جماعتوں سے دوچار ہوتے اور اس مقدمۃ الجیش سے دوچار ہوتے جس کا خوف تمام قلوب پر طاری ہو جاتا اور اس کے پیچھے وہ عظیم الشان لشکر ہوتا جو راستوں کو روند کر رکھ دیتا اور ان میں سے بے شمار تاروں کی طرح چمکتی تلواروں کی ملی جلی روشنی ہوتی۔ لیکن یہ نیولے تھے حجاز کی ان گھاٹیوں میں جا کر چھپ گئے جن کا کوئی دروازہ بھی نہ تھا۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے اپنی ہجو کا نشانہ صرف ان لوگوں کو بنایا جو اسلام کے دشمن ہیں یعنی کفار قریش اور یہودی انہوں نے ابو براء، ابوسفیان ابن حرب، ابن زبعری، بنو لحیان، ہند بنت عتبہ بنو جعفر ابن کلاب ابو عامر الملقب، وحشی (قاتل حمزہ) بنو قریظہ، ابو سفیان بن الحارث اور ابو جہل کی ہجو کہی ہے

جب ابوسفیان مکہ سے مدینہ پر چڑھائی کر رہا تھا تو اس نے یہ شعر پڑھے:

کروا علی یثرب وجمعهم فان ما جمعوا لکم نفل
ان یك یوم القلیب کان لهم فان ما بعده لکم دول
آلیت ان لا اقرب النساء ولا یمس راسی وجلدی الغسل
حتی بتیرو قبائل الاوس والخزرج ان الفراد مشتعل (۲۱۴)

ترجمہ: یثرب اور مسلمانوں کی جماعت پر پیش قدمی کرو کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ جو کچھ انہوں نے جمع کیا ہے وہ تم کو مل جائے۔
اگر بدر میں ان کو کامیابی ہوئی تو اب آئندہ تم کو کامیابی ہوگی۔
میں نے قسم کھائی ہے کہ نہ میں عورتوں کے پاس جاؤں گا اور نہ اب نہاؤں گا جب تک کہ تم قبائل اوس اور خزرج کو فنا نہ کر دو گے۔ اور میرا دل آتش

Marfat.com

انتقام سے شعلہ زن ہے۔

اس کے جواب میں کعب رضی اللہ عنہ بن مالک نے یہ شعر کہے:

تلهف ام السبحين على جيش ابن حرب بالحرة الفشل
از يطرف حرف الرجال من شيم الطير ترقى القنة الجبل
جاؤ والجمع لوقيس مبركه ما كان الا لمفحص الدول
عار من النصرو والثروا ومن ابطال اهل البطحاء والاسل (۲۱۵)

ترجمہ: حوت ابن حرب کے لشکر پر سنگلاخ میدان میں نوحہ کر رہی ہے جبکہ مرد وہاں مقتول پڑے تھے اور ان کو سونگھ کر مردار خوار پرندے پہاڑ کی چوٹی پر جا کر بیٹھ رہے تھے۔ اگرچہ وہ اتنی جماعت کے ساتھ آئے تھے کہ ان کا پڑاؤ انسانوں اور جانوروں کی کثرت سے ایسا منفقش ہو گیا تھا جیسے کہ وہاں رسیاں بٹی گئی ہوں۔ مگر یہ جماعت اللہ کی نصرت اور مدد سے محروم تھی اور اس میں بطحا اور اصل کے دلاور بھی تھے۔

اسلام نے ہجویہ شاعری سے منع فرمایا ہے لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں سے تکلیف کو دور کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے بھی ہجویہ شاعری اسی مقصد کے لیے کی ہے لیکن آپ رضی اللہ عنہ کے ہجویہ اشعار جاہلیت کے زمانہ کے اور شاعروں کی طرح فحش نہیں ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ عریاں الفاظ استعمال نہیں کرتے اور نہ ہی سب وشتم کرتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ہجویہ اشعار بھی مہذب ہوتے ہیں۔ ان میں فحش وعریاں مضامین بیان نہیں کرتے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ہجویہ اشعار دشمنوں پر اس قدر اثر انداز ہوتے کہ وہ تلملا اٹھتے۔ ان کا زخم دشمنوں پر تلوار سے زیادہ اثر انداز ہوتا تھا۔

نقض: القض۔ افساد ما ابرمت من عقد او بناء، وفی الصحاح، القض قض البغاء والحبل والعهد غيره۔ (۲۱۶)

ترجمہ: نقض کسی بھی عہد یا بنیاد کے توڑنے یا منہدم کرنے کو کہتے ہیں۔ صحاح میں ہے کہ نقض کسی بنیاد رسی یا عہد کے توڑنے کو کہتے ہیں۔ نقض

Marfat.com

ابرام کی ضد ہے۔

شعر کے اور نقض بیان کرنے کا مطلب ہے کہ ایک شاعر اپنے کلام میں دوسرے شاعر کی کہی ہوئی بات جو اس نے اپنے کلام میں بیان کی ہے اس کی ضد بیان کرے۔ مناقضہ کے اصول مختلف قسم کے ہیں۔ اس لیے اس کو بھی ایک فن کا درجہ حاصل ہو گیا ہے۔ خاص طور پر اس فن نے اموی زمانے میں بہت شہرت حاصل کی۔ اس میں قافیہ کا خیال بھی رکھا جاتا ہے اور ساتھ اس کی بحروں کا بھی۔ اس کے بعد اس کی نقیض بیان کی جاتی ہے جو دوسرے شاعر نے کہا ہے۔

اسلام آنے کے بعد شاعر دو حصوں میں تقسیم ہو گئے تھے۔ ایک فریق تو رسول کریم ﷺ کے ساتھ مل گیا۔ اس فریق میں کعب رضی اللہ عنہ بن مالک، حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت اور عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ شامل تھے اور دوسرا فریق مشرکین کا تھا جو رسول کریم ﷺ کا مخالف تھا۔ لہٰذا ان دونوں فریقوں نے ایک دوسرے کے مناقضہ بیان کیے ہیں۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے بھی اس میدان میں چند قصائد ہیں جن کی تعداد چھ تک بیان کی جاتی ہے۔ (۲۱۷) ان قصائد میں سب سے لمبی نقیض چھیالیس شعروں کی ہے اور سب سے چھوٹی چار شعروں کی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یوم بدر کے موقع پر ضرار بن الخطاب کی نقیض بیان کی ہے، غزوہ سویق کے موقع پر ابوسفیان بن الحرب کی نقیض بیان کی ہے۔ یوم احد میں عمرو بن العاص کی، غزوہ بنی نظیر میں عباس بن مرداس کی اور غزوہ خندق میں عبداللہ بن الزبعری کی۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے نقائض کے موضوعات بھی وہی ہیں جو پہلے قصائد کے ہیں یعنی اسلام کی دعوت دینا، انسان کو تاریکی سے روشنی کی طرف کا راستہ دکھانا۔ آپ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ کفر تنگی ہے اور اسلام فراخی کی طرف لیے جاتے ہیں۔ مسلمان کا مقصد لڑائی کے موقع پر اللہ کا کلمہ بلند کرنا ہے اس کا نشان توحید ہے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے جو نقیض ضرار بن الخطاب کے لیے یوم بدر کے دن بیان کی ہے اس میں انہی باتوں کی طرف اشارہ کیا ہے فرماتے ہیں۔

Marfat.com

فلما لقينا هم وكل مجاهد لأصحابه مستبسل لنفس صابر
شهدنا بأن اللّٰه لا رب غيره وأن رسول اللّٰه بالحق ظاهر (۲۱۸)

ترجمہ: پھر جب ہم ان کے مقابل ہوئے تو ہر ایک کوشاں تھا کہ اپنے ساتھیوں کے لیے خود اپنے نفس سے دلیری کا طالب اور ثابت قدم ہو۔
ہم نے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کے سوا ہر کوئی پروان چڑھانے والا نہیں اور یہ کہ اللہ کا سچائی کا پیغام رسان غلبہ حاصل کرنے والا ہے۔

مسلمانوں نے جب دفاع کیا تو اپنے دین کا دفاع کیا۔ اسی کے متعلق کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

مجالدنا عن ديننا كل فخمة مدربة فيها القوانس تلمع (۲۱۹)

ترجمہ: یہ دین کے محافظ ماہرین جنگ کا ایک لشکر عظیم ہے، جس میں خودوں کی چرٹیاں ہیں اور جس میں ہر عسکری کے پاس گف بنی ہوئی ٹھوس اور مضبوط زرہ موجود ہے۔ اسلامی لحاظ سے مناقضہ کا مطلب ہے ایمان وکفر، جنت دوزخ، وحی اور فرشتے، جاہلیت کے لحاظ سے الماثر، احساب مثالب ایام، تہدید، وعید وغیرہ اس میں بیان کئے جاتے ہیں۔ پس اسلامی معنون میں ضرار بن الخطاب کے مناقضہ میں کہتے ہیں۔

فكب ابو جهل صريعا لوجهه وعتبة قد غادرنه وهو عاثر
وشيبة التيمى غادرن فى الوغى وما منهم الا بذى العرش كافر
فأمسوا وقود النار فى مستقرها وكل كفسور فى جهنم صائر (۲۲۰)

آخر ابوجہل نے منہ کے بل پٹخنی کھائی اور عتبہ کو انہوں نے ایسی حالت میں چھوڑا کہ وہ ٹھوکر کھا چکا تھا۔
شیبہ کو اور تیمی کو انہوں نے چیخ وپکار میں چھوڑ دیا اور یہ دونوں کے دونوں عرش والے کے منکر تھے۔ غرض آگ کی قرارگاہ میں وہ آگ کا ایندھن بن گئے اور ہر منکر جہنم ہی میں منتقل ہونے والا ہے۔

Marfat.com

اسی طرح ہبیرہ بن ابی وہب کے مناقضہ میں کہتے ہیں۔

وفینا رسول اللّٰہ نتبع امرہ اذا قال فینا القول لا نتظلع
تدلی علیہ الروح من عند ربہ ینزل من جو السما ویرفع (۲۲۱)

ترجمہ: اور ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ کے پیغمبر موجود ہیں۔ ہر معاملے میں ہم ان کا اتباع کرتے ہیں، وہ ہمارے بارے میں جب کچھ فرماتے ہیں تو ہم احترام واجمال سے نظر بھی نہیں اٹھاتے۔

اللہ رب العزۃ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ پر روح القدس حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوتے ہیں وہ خدا کی طرف سے قضاء آسمانی سے اتارے پھر اوپر بلائے جاتے ہیں۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے نقائض میں اسلامی معنی بھی پائے جاتے ہیں اور جاہلیت کے بھی۔ ہبیرہ کے مناقضہ میں فخر بھی کرتے ہیں، دھمکی بھی دیتے ہیں، خوف بھی دلاتے ہیں کہتے ہیں۔

وانا بأرض الخوف لو کان أھلھا سوانا لقد أجلوا بلیل فاقشعوا
إذا جاء منا راکب کان قولہ أعدوا لما یزجی ابن حرب ویجمع
فمھما یھم الناس مما یکیدنا فنحن لہ من سائر الناس اوسع
فلو غیرنا کانت جمیعا تکیدہ البریۃ قد اعطوا یدا وتورعوا
نحالد لا تبقی علینا قبیلۃ من الناس إلا أن یھابوا ویغظعوا
ولما ابتنوا بالعرض قال سراتنا علام اذا لم نمنع العرض نزرع (۲۲۲)

ترجمہ: اس میدان خوف وخطر (میدان جنگ) میں ہماری جگہ دوسرے لوگ ہوتے تو ایک ہی رات میں ان کے پاؤں اکھڑ جاتے اور ملک بدر ہوکر راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتے۔

جب ہمارا کوئی سوار آتا تو اس کا یہی قول ہوتا کہ ابوسفیان بن حرب نے جو ساز وسامان فراہم کیا ہے اور قبائل کو جو اس طرح کھینچ کھینچ کر لایا جا رہا ہے

Marfat.com

اس کے مقابلے کے لیے خوب خوب تیاری کرلو۔ جب بھی ابوسفیان ہمارے خلاف ترکیبوں اور تدبیروں سے اپنے آدمیوں کی ہمت بڑھاتا۔ ہم لوگ اتنے وسیع پیمانے پر اس کے مقابلے کے لیے تیار ہو جاتے کہ دوسرے ہو نہیں سکتے۔

جب ساری مخلوق اپنی تدابیر سے شکست دینے کے لیے اکٹھی ہوگئی تھی تو ہمارے سوا کون تھا جو ہار نہ مان جاتا اور ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو جاتا، مگر ہم بہادری سے مقابلہ کرتے رہے اور کوئی قبیلہ ایسا نہ بچا جو ہم سے محبت زدہ ہو کر بوکھلا نہ گیا ہو۔

اور جب مدینہ کے قرب میں ان کفار نے آ کر ڈیرے ڈالے تو ہمارے سر برآوردہ لوگوں نے کہا کہ تم اپنی عزت محفوظ نہ رکھ سکو گے۔ تو کس طرح پھل پھول سکو گے۔

مزید فرمایا:

ونحن اناس لا نرى القتل سبة على كل من يحمى النار ويمنع
جلاذ على ريب الحوادث لا ترى على هالك عينا لنا الدهر تدمع
بنو الحرب لا نعيا بشيء نقوله ولا نحن مما جرت الحرب نجزع
بنو الحرب ان نظفر فلسنا بفحش ولا نحن من اظفارها نتوجع[۲۲۳]

ترجمہ: اور ہم تو وہ لوگ ہیں کہ اس شخص کے لیے قتل کو قابل الزام نہیں سمجھتے جو اپنے حقوق میں مارا جاتا ہے۔ اور ہم تو وہ لوگ ہیں جو زمانے کے حوادث کو برداشت کرنے کی طاقت رکھتے ہیں، ایک آنکھ بھی نہیں جو ہمارے کسی ہلاک ہونے والے شخص پر کبھی آنسو بہاتی ہو۔

ہم زبردست دائمی جنگجو لوگ ہیں جو بات کہہ دیتے ہیں اسے پورا کرنے میں قطعاً نہیں تھکتے نہ ان مصائب وشدائد پر واویلا کرتے ہیں جو جنگ لاتی ہے۔

ہم زبردست جنگجو ہیں اگر کامیابی حاصل کرتے ہیں تو زیادتی نہیں کرنے

Marfat.com

لگتے اور نہ جنگ کے پنجوں کے زخموں سے ہم دردمند ہی ہوتے ہیں۔

عمرو بن العاص کے مناقضہ میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ فخر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

من جذم غسان مسترخ حمائلهم لا جبناء ولا ميل معاذيل
يمشون تحت عمايات القتال كما تمشى المصاعبة الادم المراسيل (۲۲۴)

ترجمہ: یہ جماعتیں قبیلہ غسان کی نسل سے ہیں، جن کی تلواروں کے پرتلے جنگ کے لیے ہر وقت ڈھیلے رہتے ہیں جو بزدل یا نہتے نہیں جن کے پاس نیزے وغیرہ نہ ہوں۔

یہ جماعتیں میدان قتال میں جنگ کی ہولناکیوں میں اسی طرح چلتی ہیں جس طرح سفید نر اونٹ ایک کے پیچھے ایک قطار در قطار چلتے ہیں۔

ان کے نقائض کا انداز یہ ہے کہ پہلے فخر کرتے ہیں پھر مدح کرتے ہیں اس کے بعد ہجو کرتے ہیں۔ پھر دوبارہ فخر کی طرف لوٹتے ہیں۔ ضرار بن الخطاب کے مناقضہ میں ایسے ہی بیان کیا ہے اور فخر کرتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہیں۔

وسائلة تسائل مالقيبنا ولو شهدت رأتنا صابرينا
صبرنا لا نرى الله عدلا على ما نابنا متوكلينا (۲۲۵)

ترجمہ: بہت سی پوچھنے والیاں پوچھتی ہیں کہ (ہم جنگ میں) کس چیز سے دوچار ہوئے؟ اور ہم نے کیا کیا کر دکھایا۔ (میرا جواب یہ ہے) کہ اگر وہ دیکھ لیتیں تو ہمیں اس موقع پر تاب مقابلہ رکھنے والے پاتیں۔ ہم نے پورے صبر و استقلال سے کام لیا، ہم اپنا ثانی نہیں پاتے جو ان شدائد ومصائب میں جو ہم پر پے در پے آئے۔ اللہ تعالیٰ پر ہم ایسا تحفظ وتوکل دکھا سکتے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وكان لنا النبى وزير صدق به نعلو البرية أجمعينا (۲۲۶)

ترجمہ: اور ہمارے لیے نبی تھے جو حق وصداقت میں ہمارے مددگار تھے۔

Marfat.com

ان کے توسط سے ہم ساری مخلوق پر فوقیت وتسلط حاصل کریں گے۔

اوراس کے بعد مشرکین کی ہجو کرتے ہیں جس میں ان کا ظلم، نافرمانی اور عداوت اسلام کے لیے بیان کرتے ہیں۔

نقاتل معشرا ظلموا وعفوا وكانوا بالعدواة مرصدينا(۲۲۷)

ترجمہ: وہ گروہ جو ظالم اور نافرمان ہے اور جس نے محض عداوت کی بنا پر (نہ کہ حق پرستی کی بنا پر) جنگ کی اتنی تیاریاں کی ہیں ہم اس سے (آخر وقت تک) لڑتے رہیں گے۔

پھر دوبارہ فخر کی طرف لوٹتے ہیں۔

ترانا فی فضافض سابغات كفدران الملا متسربلينا(۲۲۸)

ترجمہ: تم دیکھ رہے تھے کہ ہم میدان کے تالابوں جیسی بھرپور زرھوں میں ملبوس تھے۔

اور آخر میں پھر ہجو کرتے نظر آتے ہیں۔

كما قد ردكم فلا شريدا بغيظكم خزايا خائبينا
خزايا لم تنالوا ثم خيرا وكدتم أن تكونوا رامرينا(۲۲۹)

ترجمہ: جیسا کہ اس نے (اللہ تعالیٰ نے) تمہیں شکست خوردہ کر کے بھگوڑا بنادیا اور تم غصے میں گھسٹتے ہوئے ذلیل وخوار اور خائب وخاسر ہوکر دم دبائے واپس ہو گئے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے نقائض میں بنوامیہ کے قیود قائم کئے ہوئے نہیں ملتے۔ان کے نقائض بلند پائے کے ہیں جوانہوں نے بدر، غزوہ سویق، احد، غزوہ بنی نظیر اور غزوہ خندق میں کہے ہیں۔

کعب رضی اللہ عنہ نے اپنے نقائض میں وعید کا طرز بھی اپنایا ہے۔

عمرو بن العاص کا مناقضہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

خرجنا من الفيفا عليهم كائننا مع الصبح من رضوى الجيك المنطق

Marfat.com

تمنت بنو النجار جهلا لقائنا لدى جذب سلع والامانى تصدق
ما راعهم بالشر الافجاء ة كراديس خيل فى الازقة تمرق
ارادوا نكيما يستبيحوا قبابنا ودون القباب اليوم ضرب محرق
وكانت قبابا أمنت قبل ما ترى اذا رامها قوم ابيحوا واحنقوا
كان رؤدوس المخرجين عدوة وايمانهم بالمشرفية پروق (۲۳۰)

ترجمہ: ا۔ ہم بے آب وگیاہ صحراء سے اس طرح نکلے گویا کہ ہم رضوائی پہاڑ کے، پہاڑوں سے گھرے ہوئے دوہرے راستہ والے علاقہ سے نکلے ہوں۔

۲۔ بنونجار اپنی جہالت سے ہمارے ساتھ سلع کے دامن میں لڑنے کی آرزو کررہے ہیں، بعض خواہشات پوری بھی ہوجاتی ہیں۔

۳۔ پس ان کو گھوڑوں کے دستہ نے، جو گلیوں میں تن تن کر چل رہے تھے، اچانک لڑائی میں نمودار ہوکر ڈرادیا۔

۴۔ انہوں نے ہمارے خیموں کو لوٹنے کا قصد کیا (ان کو کیا علم تھا کہ) خیموں کے آگے چلنے والی شمشیر زنی حائل تھی۔

۵۔ گویا ہمارے خیموں کو، ان کے سامنے آنے سے پہلے ہی، پیاس لگ جاتی تھی۔ جب کوئی قوم (دستہ) اس کی طرف آتا تو وہ خیمے اس کا شکار کر لیتے اور شدید غضبناک ہوجاتے۔

۶۔ گویا اس دن بنوخزرج کے لوگ اور ان کے دائیں ہاتھوں میں پکڑی ہوئی تیز تلواریں بروق پودے کی طرح تھیں (جس کی زمین میں جڑیں ہی نہیں ہوتیں)۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ عمرو بن العاص کے مناقضہ میں فخر کرتے ہیں۔

الاهل اتى افناء فهر بن مالك مقطع اطراف وهام مغلق (۲۳۱)

ترجمہ: کیا یہ واقعہ نہیں کہ فہر بن مالک کے مختلف قسم کے قبائل کے پاس کٹے

Marfat.com

ہوئے ہاتھ پاؤں اور کٹے ہوئے سر پہنچے ہیں۔

یوم بدر میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے ضرار بن الخطاب کی نقیض بیان کی جبکہ ضرار نے دوسرے حملہ کی دھمکی دی تھی۔ اس نے فخر کیا تھا قریش پر اور انصار کو برا کہا تھا۔ ضرار یہ چاہتا تھا کہ جو فتح مسلمانوں کو حاصل ہوگئی قریش کے حق میں بدل جائے۔ انصار اور مہاجرین کو اس فضیلت سے نکال دے۔

ضرار کہتا ہے:

فإن تك قتلى غودرت من رجالنا فإنا رجالا بعدهم سنغادر
وتردى بنا الجرد العنا جيج وسطكم بنى الأوس حتى يشفى النفس ثائر
ووسط بنى النجار سوف نكرها لها بالقنا والدار عين زرافر (۲۳۲)

ترجمہ: اگر اس خاندان کے مردوں کی لاشیں بربادی کے لیے پڑی ہیں تو (کیا حرج ہے) کہ ان کے بعد ہم لوگ بھی تو ہیں جو عنقریب بربادی لانے والے ہیں۔

اور اے بنی اوس چھوٹے بالوں والے لمبے لمبے تیز گھوڑے ہمیں (اپنی پیٹھوں میں) لئے ہوئے تمہارا وسط کا حصہ پامال کرتے ہوں گے۔ حتی کہ بدلا لینے والا دل کو تسکین دے اور قریب میں ان گھوڑوں کے ذریعے سے دوسرا حملہ ہم بنی النجار کے درمیانی حصے پر کریں گے۔ جس کے لیے نیزوں اور زرہ پوشوں کے باربردار بھی ہوں گے۔

ضرار مزید کہتا ہے:

فان تظفروا فى يوم بدر فانما بأحمد أمسى جدكم وهو ظاهر
وبالنفر الأخيار هم اولياوه يحامون فى اللأواء والموت حاضر
بعد ابوبكر وحمزة فيهم ويدعى على وسط من أنت ذاكر
وردعى ابو حفص وعثمان منهم وسعد اذا ما كان فى الحرب حاضر
أولئك لامن نتجت فى ديارها بنو الأوس والنجار حين تفاخر (۲۳۳)

Marfat.com

ترجمہ: اگر تم نے بدر کے روز فتح پائی تو اس کا سبب بھی صرف یہی ہے کہ تمہارا نصیب (ہم میں ایک فرد) احمد کے ساتھ ہو گیا اور یہ بات ظاہر ہے۔

اور ان منتخب لوگوں کے ساتھ ہو گیا ہے جو اس کے رشتہ دار ہیں لیکن (آخر کار) موت تو موجود ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حمزہ رضی اللہ عنہ کا انہیں لوگوں میں شمار ہوتا ہے اور جن لوگوں کا تو ذکر کر رہا ہے ان میں سب سے بہتر تو وہ ہے جو علی رضی اللہ عنہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اور جو ابو حفص کے لقب سے مشہور ہے (عمر بن الخطاب) اور عثمان بھی انہیں افراد میں سے ہیں اور سعد ہے جب وہ کسی جنگ میں موجود ہو۔ یہ لوگ ہیں جن کے سبب سے فتح حاصل ہوئی نہ کہ وہ لوگ جو بنی الاوس اور بنی نجار والے ہیں جنہوں نے اپنے وطنوں میں بہت سی اولاد پیدا کر لی ہے جس پر وہ فخر کر رہے ہیں۔

پس اس کا جواب کعب رضی اللہ عنہ نے ایسا منہ توڑ دیا کہ ضرار کے چھکے چھوٹ گئے۔ فرماتے ہیں۔

عجبت لأمر الله والله قادر — على ما أراد ليس لله قاهر
قضى يوم بدران نلاقى معشرا — بغوا وسبيل البغى بالناس جائر
وقد حسدوا واستنفروا من يليهم — من الناس حتى جمعهم متكاثر
وسارت إلينا لا تحاول غيرنا — بأجمعها كعب جميعا وعامر (۲۳۴)

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کے کاموں پر حیران ہو گیا اور اللہ تو ان باتوں پر قادر ہے جن کا اس نے ارادہ کر لیا۔ اللہ کو کوئی مجبور کرنے والا نہیں۔ بدر کے روز اس نے یہ فیصلہ کر دیا کہ ہم ایک ایسے خاندان کے مقابل ہو جائیں جنہوں نے بغاوت کی اور بغاوت کی راہ لوگوں کو ٹیڑھا لے جانے والی

Marfat.com

ہے۔ حالانکہ انہوں نے لشکر جمع کرلیا تھا اور جولوگ ان کے نزدیک رہنے والے تھے انہوں نے ان سے جنگ کے لیے نکلنے کا یہاں تک مطالبہ کیا کہ ان کی جماعت کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی۔ اور وہ سب کے سب ہماری طرف چل پڑے۔ اوران کا قصد ہمارے سوا کسی دوسرے (کی طرف) نہ تھا جبکہ بنی کعب اور بنی عامر ہمارے مقابل آ گئے)۔

اپنی نقیض میں فخر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انصار نے رسول اللہ ﷺ کی مدد فرمائی اور قریش کو عار دلاتے ہیں کہ وہ سیدھے راستہ پر چلنا نہیں چاہتے یعنی خیر کے راستہ پر جس کی دعوت ان کو رسول اللہ ﷺ نے دی تھی، کہتے ہیں۔

وفينا رسول الله والأوس حوله له معقل منهم عزيز وناصر
وجمع بنيّ النجار تحت لوائه يميسون في المازى والنقع ثائر (۲۳۵)

ترجمہ: اور ہماری حالت یہ ہے کہ ہم میں اللہ کا رسول ہے اور اس کے اطراف بنی اوس ہیں۔ اس کے لیے وہ قلعہ بنے ہوئے ہیں اور غلبہ رکھنے والے اور مدد کرنے والے ہیں۔

بنی النجار کی جماعت اس کے پرچم کے نیچے ہے اور وہ سفید اور نرم زرھوں میں ناز سے چلے جارہے ہیں اور گردوغبار اڑا جارہا ہے۔

اوراس کے بعد مسلمانوں کی بہادری پر فخر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وكان رسول الله قد قال: أقبلوا فولوا وقالوا: إنما أنت ساحر (۲۳۶)

ترجمہ: اور رسول اللہ ﷺ ان سے فرما چکے تھے کہ (میری جانب) آگے بڑھو تو انہوں نے منہ پھیر لیا اور کہا کہ تو تو صرف ایک جادوگر ہے۔

حضرت حمزہ کی شہادت کے آہ وبکاء کرنے پر ضرار نے جو نقیض کہی ہے اس کا مطلع یہ ہے:

ايجزع كعب لا شياعه ويبكى من الزمن الاعرج (۲۳۷)

Marfat.com

ترجمہ: کیا کعب بن مالک اپنے ہم مشربوں کے لیے واویلا کرتا ہے اور کج روز مانے کا رونا روتا ہے۔

ابا براء کی ہجو میں فرمایا:

لقد طهارت شعا عاكل وجه خفارة ما أجار أبو براء
ممثل مسهب وبنى ابيه بجنب الرده من كعفى، سواء
بنى ام البنين اما سمعتم دعاء المستغيث مع المساء
وتنوبه الصريح بلى ولكن عفتم انه صدق اللقاء
فما صفرت عياب بنى كلاب ولا القرطاء من زم الوفاء
أعامر عامر السؤات قدما فلا بالعقل فزت ولا النساء
آاخفرت النبى وكنت قدما الى السوء ات تجرى بالعراء(۲۳۸)

ترجمہ: ا۔ ابو براء (عامر بن مالک بن جعفر، ملاعب السنۃ) کی بدعہدی سے ہر چہرے کی رونق ختم ہوگئی۔

۲۔ مسہب اور اس کے بھائیوں کی طرح جو ارتداد کی جانب دونوں بازوؤں سے برابر ہیں۔

۳۔ ام البنین (مادر عامر بن مالک) کے بیٹو! کیا تم نے شام کے وقت مدد کے لیے پکارنے والے کی آواز نہیں سنی۔

۴۔ اور (نہیں سنی) چیخنے والے کی چیخ، ہاں (ضرور سنی ہے) لیکن تم جانتے تھے کہ وہ بڑا ماہر حملہ آور ہے۔

۵۔ پس بنو کلاب اور بنو قریظہ کے دل وفا کی مذمت سے خالی نہ رہے۔

۶۔ اے عامر، جو قدیم برائی میں آگے رہتا ہے، پس تو نہ تو عقل سے کامیاب ہوا ہے اور نہ تیر سے۔

۷۔ کیا تو نے نبی کریم ﷺ سے غدر کیا ہے (ہاں کیونکہ) تیرا شر تو قدیمی اور ظاہری ہے۔

Marfat.com

اور اسی طرح ضرار نے سماک یہودی کی نقیض کہی جس میں بنی نظیر جلاوطنی کا بھی ذکر کیا اور کعب بن الاشرف کے قتل کا بھی۔ اس قصیدہ کا مطلع یہ ہے۔

ارقت وضافی هم كبير بليل عيره ليل قصير (۲۳۹)

ترجمہ: ایک ایسی رات کو کہ اس کے مقابلے میں تمام راتیں بالکل چھوٹی معلوم ہوتی ہیں ایک بہت بڑا غم آ کر مہمان ہوگیا، اور میں رات بھر جاگتا رہا۔

اس کے جواب میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ بن مالک نے جو قصیدہ کہا اس کا مطلع یہ ہے:

لقد خزيت بغدرتها ألجبور كذاك الدهر ذو صرف يدور (۲۴۰)

ترجمہ: احبار یہود (علماء یہود) اپنی غداری کی وجہ سے ذلیل وخوار ہو کر رہ گئے۔ یہ زمانہ حوادث کو لے کر اسی طرح گردش کرتا ہے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے دو رجز کہی ہیں، ایک اس وقت جب کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمہ بن اکوع سے کہا ''اتر'' تو سلمہ بن اکوع یہ رجز پڑھتے ہوئے اترے۔

لم يغذها مد ولا نصيف ولا تميرات ولا تعجيف
لكن غذاها اللبن الحريف المحض والقارص والصريف (۲۴۱)

ترجمہ: نہ اس کو غذا دی مد نے نہ نصیف نے (نہ اس نے بھرا ہوا پیمانہ کھایا نہ آدھا کھایا) نہ کھجوروں نے اور نہ آٹے نے (نہ کھجوریں کھائیں نہ آٹا کھایا) لیکن اس کی پرورش موسم خزاں کے دودھ مکھن روٹی اور درخت خرما کی خشک شاخ سے ہوئی۔

جب انصار نے سلمہ کو رجز کہتے سنا تو انہوں نے خواہش کی کہ کعب رضی اللہ عنہ اتریں اور اس کا جواب دیں پس کعب رضی اللہ عنہ بن مالک اترے اور سلمہ کے جواب میں یہ رجز پڑھی۔

لم يغذها مد ولانصيف ولا تميرات ولا تعجيف
لكن غذاها حنظل نقيف ومنقة كطره الخنيف

Marfat.com

تبیت بین الزرب والکنیف(۲۴۲)

ترجمہ: نہ اس کو غذا دی مدنے نہ نصیف نے (نہ اس نے بھرا ہوا پیمانہ کھایا نہ آدھا کھایا) نہ مدنے اور نہ آٹے نے۔ لیکن اس کی غذا پھٹا ہوا خظل ہے اور پانی ملے ہوئے دودھ کا گھونٹ جو کہ ردی قسم کی روٹی کے کنارہ کی طرح ہے جو باڑ کے درمیان اُگتا ہے۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ رجز سنی تو کہا۔ ارکبا۔ ارکبا۔ یعنی سوار ہو جا سوار ہو جا۔ اس خیال سے کہ کہیں اس نقیض سے انصار اور مہاجرین کے درمیان کوئی لڑائی نہ ہو جائے اور دوسری رجز مرحب یہودی کے جواب میں کہی جب مرحب یہودی اپنے قلعہ میں سے یہ رجز کہتا ہوا نکلا۔

قد علمت خیبر أنی مرحب شاکی السلاح بطل مجرب
أطمن احیانا وحینا أضرب اذا اللیوث أقبلت تحرب

ان حمای للحمی لایقرب(۲۴۳)

ترجمہ: خیبر کو معلوم ہے کہ میں مرحب ہوں۔ ہتھیار سجانے والا اور آزمودہ کار بہادر، جب جنگ جو شیر غیظ میں آگے بڑھتا ہے تو میں انہیں کبھی نیزوں سے مارتا ہوں اور کبھی تلوار سے۔ میرے مخصوص علاقے کے کوئی قریب نہیں جا سکتا۔

اس کا جواب حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فخر کے ساتھ دیا، فرماتے ہیں:

قد علمت خیبر انی کعب مفرج الغمی جریء صلب
إذ شهت الحرب تلقها الحرب معی حسام العقیق عضب
نلوکم حتی یذل الصعب نعطی الجزاء أو یفی النهب

بکف ماض لیس فیه عتب(۲۴۴)

ترجمہ: خیبر کو معلوم ہے کہ میں کعب رضی اللہ عنہ بن مالک ہوں۔ دشواریوں کو دور

Marfat.com

کرنے والا بہادر اور مضبوط جب جنگ کی آگ بھڑکتی ہے تو اس کے بعد جنگ آتی ہے میرے پاس کاٹنے والی تلوار ہے جو بجلی کی طرح چمکتی ہے۔ ہم تمہیں روند کر رکھ دیں گے یہاں تک کہ دشواری دشواری نہ رہے ہم تمہیں بدلے کی سزا دے کر رہیں گے۔ تا آنکہ مال غنیمت حاصل ہو جائے۔ ایسے تیز رو ہاتھ کے ساتھ جس میں ذرا کجی نہیں۔

اسی طرح یوم خندق کے موقع پر حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے ابن الزبعری کی نقیض بیان کی ہے، فرماتے ہیں:

ومواعظ من ربنا نهدى بها بلسان أزهر طهب الأثواب
عرضت علينا فاشتهينا ذكرها من بعد ما عرضت على الأحزاب
حكما يراها المجرمون يزعمهم حرجا و يفهمها ذورالالباب
جاءَت سخينة كى تغالب ربها وليغلبن مغالب الغلاب(۲۴۵)

ترجمہ: اور ہمیں اپنے رب کی جانب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ جواب وثواب دینے والی حسین زبان مبارک سے ایسے مواعظ ونصائح ملے جن سے ہماری ہدایت ورہنمائی ہوئی ہے۔

اس کے بعد کہ یہ مواعظ ونصائح ان قبائل اور ان جمعیتوں کو پیش کیے گئے تھے جب ہمارے سامنے پیش کیے گئے تو ہم نے انہیں انتہائی شوق سے یاد رکھا۔ اور ہمیں ایسی حکمت ودانائی کی باتیں ملیں جو مجرم بزعم خود حرام تصور کرتے ہیں جب انہیں صاحب دانش وبینش لوگ اچھی طرح سمجھ لیتے ہیں۔ یہ قریشی اس خیال سے آئے تھے کہ غلبہ حاصل کرنے میں اپنے رب سے مقابلہ کریں گے لیکن سب سے غلبے والی ہستی سے جو مقابلہ کرتا ہے وہ ضرور بالضرور مغلوب ہو کر رہتا ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بن مالک کے مندرجہ بالا اشعار پڑھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ

Marfat.com

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کسی بھی شاعری کی صنف میں پیچھے نہیں رہے جہاں انہوں نے اپنے اشعار میں فخر بیان کیا ہے تو اس کے ساتھ مدح بھی خوب کی ہے۔ اشعار کے ذریعہ سے دشمن کو ڈرانے کا تو ان کو کمال حاصل ہے۔ ہجو گوئی بھی خوب کرتے ہیں لیکن عریان باتیں بیان نہیں کرتے نہ ہی تضحیک آمیز الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ دوسرے شعراء کی طرح گالی گلوچ بھی نہیں کرتے، نقیض میں بھی یہی طرز اختیار کرتے ہیں۔ کہا گیا ہے ان کے اشعار قرآن کے تابع ہیں، دین اسلام سے ہٹ کر کوئی بات بیان نہیں کرتے اور اس بات کا خاص خیال رکھتے ہیں کہ ان کی کسی بات سے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ناراض نہ ہو۔ ان کے مرثیہ بھی بہت پر الم ہیں۔ پڑھ کر دل رنجیدہ ہو جاتا ہے۔ غم کی ایسی تصویر کھینچتے ہیں کہ سارا منظر نظروں کے سامنے پھر جاتا ہے۔ لیکن ان کے مرثیوں میں ایک خاص بات یہ ہے کہ جہاں غم کا تاثر بیان کرتے ہیں وہیں ساتھ ہی حوصلہ بڑھانا بھی شروع کر دیتے ہیں۔ اس لیے جہاں پڑھنے والا رنجیدہ ہو جاتا ہے وہیں پر بہادری اور حوصلہ کا ایک نیا جذبہ بھی اپنے اندر محسوس کرتا ہے۔

Marfat.com

حواشی

۱۔ ابن قدامہ، الاستبصار (دارالفکر)، ص ۱۶۱؛ الصفدی، نکت الھمیان فی نکت العمیان (مصر: مطبعۃ الجمالیہ، ۱۹۱۱ء)، ص ۲۳۱۔

۲۔ لسان العرب، ج ۶ (مصر: مطبعۃ الکبری)، ص ۷۶۔

۳۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج ۱۵ (دانش گاہ پنجاب لاہور، ۱۹۷۵)، ص ۵۲۸۔

۴۔ ابن رشیق، ابوعل الحسن، العمدہ، ج ۱ (مصر: السعادۃ، صفر الخیر ۱۳۸۳ھ-۱۹۶۳ء)، ص ۲۷۔

۵۔ ابوداؤد، کتاب السنن، ج ۴ (مصر: مکتبہ التجاریۃ الکبری، ۱۳۶۹ھ-۱۹۵۰ء)، ص ۴۱۵۔

۶۔ جواد علی، تاریخ العرب قبل الاسلام، ج ۹ (بیروت: دارالعلم بیروت، ۱۹۷۶ء)، ص ۶۴؛ زبید احمد، ادب العرب (بریلی: نوربک ڈپو، ۱۹۲۶ء)، ص ۱۱۷۔

۷۔ العمدہ، ۱: ۲۷۔

۸۔ العمدہ، ۱: ۳۰

۹۔ ابن خلدون، عبدالرحمٰن بن محمد، مقدمہ ابن خلدون بیروت، لبنان)، ص ۵۶۹

۱۰۔ العمدہ، ۱: ۶۵

۱۱۔ حسن زیات: تاریخ ادب العربی، ۳۱۔۳۲

۱۲۔ القرآن: ۱۹، الشعراء: ۲۲۴

۱۳۔ المراغی، احمد مصطفیٰ، تفسیر مراغی، ج ۱۹ (مصر، ۱۳۷۳ھ۔۱۹۵۲ء)، ص ۱۱۴

۱۴۔ تفسیر المراغی، ۱۹: ۱۱۵، الموازنہ بین الشعراء، ۲۶، ابن کثیر، اسماعیل بن کثیر القرشی، تفسیر القرآن العظیم، ج ۳ (لاہور ۱۴۰۳ھ۔۱۹۸۲ء)، ص ۳۵۴

۱۵۔ تفسیر ابن کثیر، ۳: ۳۵۴

۱۶۔ حوالہ بالا

Marfat.com

۱۷۔ شفیع محمد، معارف القرآن، ج۲ (ادارۃ المعارف کراچی)، ص۵۵۴

۱۸۔ تفسیر المراغی، ۱۱۵:۱۹

۱۹۔ تفسیر المراغی، ۱۱۵:۱۹

۲۰۔ القرآن الحکیم، ۱۹، الشعراء:۲۲۴

۲۱۔ العمدہ، ۱:۲۷

۲۲۔ ابی داؤد: کتاب السنن، ۴:۴۱۴

۲۳۔ العمدہ، ۱:۲۸

۲۴۔ تفسیر المراغی، ۱۱۶:۱۹

۲۵۔ القرآن الحکیم، یٰسین:۹۹

۲۶۔ ابن کثیر: تفسیر القرآن العظیم، ۵۷۹:۳

۲۷۔ حوالہ بالا

۲۸۔ ابن کثیر: تفسیر القرآن العظیم، ۵۷۸:۳

۲۹۔ حوالہ بالا

۳۰۔ مولانا ادریس کاندھلوی: سیرۃ المصطفیٰ، ج۲ (لاہور۔۱۴۰۰ھ۔۱۹۷۹ء)، ص۳۱۲

۳۱۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۵۷۹:۳

۳۲۔ حوالہ بالا

۳۳۔ ابن کثیر: تفسیر القرآن العظیم، ۵۷۹:۳

۳۴۔ ابن اثیر، اسد الغابۃ، ۳:۵، العقد الفرید، ۱۹:۲۳، ۲۰۔

۳۵۔ ابن اثیر، علی بن محمد عبدالکریم الجزری، اسد الغابہ، ۲۴۱:۴؛ العقد الفرید، ۲۰:۲۳۔

۳۶۔ ایضاً، ۳:۵۔

۳۷۔ العقد الفرید، ۳۴:۲۳۔

۳۸۔ عبدالسلام ندوی، اسوہ صحابہ، ج۲ (کراچی۔جون ۱۹۷۶ء)، ص۳۰۴۔

۳۹۔ اسوہ صحابہ، ۳۰۴:۲۔

۴۰۔ الاستیعاب، ۹۶۴:۳؛ جمہرۃ اشعار العرب، ۱۵۔

Marfat.com

۴۱۔ القرآن الحکیم، ۱۹:الشعراء:۲۲۴۔

۴۲۔ العمدہ، ۱:۳۳۔

۴۳۔ العمدہ، ۱:۸۶۔

۴۴۔ العمدہ، ۱:۳۲۔

۴۵۔ العمدہ، ۱:۳۴۔

۴۶۔ اسوہ صحابہ، ۲:۳۰۸۔

۴۷۔ العمدہ، ۱:۳۹۔

۴۸۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۳:۵۷۸۔

۴۹۔ محمد رضا، محمد رسول اللہ ﷺ (دار احیاء الکتب العربیہ، ۱۳۶۸ھ-۱۹۴۹م)، ص ۴۴۸۔

۵۰۔ تاریخ العرب قبل الاسلام، ۹:۶۵۵۔

۵۱۔ شوقی ضیف، تاریخ ادب العربی العصر الاسلامی (القاہرہ، ۱۹۶۳ء)، ص ۷۸۔

۵۲۔ ابن عبدالبر ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ج ۳ (مصر: مطبعۃ نھضۃ) ص ۱۳۲۴؛ الصفدی، الصلاح الدین خلیل بن ابیک، نکت الھمیان فی نکت العمیان (مطبعۃ الجمالیہ بمصر، ۱۳۲۹ھ-۱۹۱۱م)، ص ۲۳۱۔

۵۳۔ ابن اثیر۔ الکامل، ج ۱ (مصر، ۱۳۴۹ھ)، ص ۶۵۸-۶۸۰۔

۵۴۔ الاصفہانی، ابوالفرج، الاغانی، ج ۱۶ (بیروت)، ص ۲۲۶۔

۵۵۔ محمد خلیفہ، حضرت کعب بن مالک، الشرق (پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور)، ص ۱۸، ترجمہ عطا محمد
خلیفہ نے یہ بات انس بن مالک کی روایت سے نقل کی ہے۔

۵۶۔ بغدادی، صفی الدین عبدالمومن بن عبدالحق، خزانۃ الادب، ج ۱ (بولاق، ۱۸۸۲ء)، ص ۲۰۰؛ ابن قدامۃ المقدریسی، موفق الدین عبداللہ، الاستبصار فی نسب الصحابہ من الانصار (دارالفکر)، ص ۱۶۰؛ الاستیعاب، ۳:۱۳۲۴، نکت الھمیان، ۲۳۱؛ تاریخ العرب قبل الاسلام، ۹:۷۴۶۔

۵۷۔ تاریخ العرب قبل الاسلام، ۹:۷۴۶؛ الاستبصار، ۱۶۰۔

۵۸۔ الذہبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان، سیر اعلام النبلاء، ج ۲ (مصر، دارالمعارف)،

Marfat.com

ص۳۷۶؛ طبقات الشعراء، ۸۶؛ نکت الھمیان، ۲۳۱؛ المرزبانی، ابوعبیداللہ محمد بن عمران، معجم الشعراء (مکتبہ القدسی القاہرہ، ۱۳۵۴ھ)، ص۳۴۲۔

۵۹۔ ابن ہشام، ابومحمد، عبدالملک، سیرۃ النبی، ج۳ (دارالفکر)، ص۲۹۰؛ تاریخ العرب قبل الاسلام، ۹:۷۴۸؛ السیوطی، جلال الدین، الازہر، ج۲ (مصر)، ص۱۹۷؛ عبدالعزیز رفاعی، کعب بن مالک، ۴۷؛ ناصرالدین الاسد، مصادر الشعر الجاہلی (المؤسسۃ العصریۃ العامۃ)، ص۲۱۰۔

۶۰۔ عبدالعزیز رفاعی، کعب بن مالک (المکتبہ صغیر المحر م ۱۳۹۷ھ-۱۹۷۷م)، ص۵۱۔

۶۱۔ کعب بن مالک، ۴۷؛ الازہر، ۲:۱۹۷۔

۶۲۔ الاغانی، ۱۶:۲۳۴؛ الاعلام، ۶:۸۵؛ معجم الشعراء، ۳۴۲۔

۶۳۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۳:۳۸۴۔

۶۴۔ کعب بن مالک، ۵۴۔

۶۵۔ السامی العانی، دیوان کعب بن مالک (قاہرہ:۱۹۶۹)، ص۸۱۔

۶۶۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۳:۱۱۱۔

۶۷۔ ایضاً، ۳:۱۴۰۔

۶۸۔ ابن منظور، لسان العرب، ج۶ (مصر:۱۳۰۲ھ)، ص۳۵۴۔

۶۹۔ احمد ہاشمی، جواہر الادب (مکتبۃ المعارف بیروت)، ص۲۵

۷۰۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۳:۱۱۷، ۱۱۸۔

۷۱۔ ایضاً، ۲:۳۹۵-۳۹۶؛ دیوان کعب بن مالک، ۱۶۹۔

۷۲۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۳، ۲۹۴؛ دیوان کعب بن مالک، ۲۳۰۔

۷۳۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۲:۳۹۵؛ دیوان کعب بن مالک، ۱۶۹۔

۷۴۔ ایضاً، ۳:۲۹۰؛ معجم الشعراء، ۳۴۲؛ تاریخ العرب قبل الاسلام، ۹:۷۴۶۔

۷۵۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۳:۲۹۰۔

۷۶۔ ایضاً، ۳:۲۹۴۔

۷۷۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۳:۱۴۶-۱۴۷۔

Marfat.com

۷۸۔ ایضاً،۳،۱۱۲؛ دیوان کعب بن مالک ،۲۰۳۔

۷۹۔ دیوان کعب بن مالک ،۲۸۹۔

۸۰۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۲:۳۹۵؛ دیوان کعب بن مالک ،۲۶۷۔

۸۱۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۹۳؛ دیوان کعب بن مالک ،۲۲۶۔

۸۲۔ حوالہ بالا، حوالہ بالا، ۲۲۷۔

۸۳۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۲۹۲؛ دیوان کعب بن مالک ،۲۴۶۔

۸۴۔ ایضاً،۳:۱۴۰؛ ایضاً،۲۷۴۔

۸۵۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳،۱۱۷؛ دیوان کعب بن مالک ،۲۵۵۔

۸۶۔ الاغانی،۱۶:۲۳۴؛ معجم الشعراء ،۳۴۲۔

۸۷۔ کعب بن مالک ،۴۶۔

۸۸۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳،۳۸۴؛ دیوان کعب بن مالک ،۱۸۳۔

۸۹۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۳۸۴۔

۹۰۔ حوالہ بالا

۹۱۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۴۰۴؛ دیوان کعب بن مالک ،۱۹۶-۱۹۷۔

۹۲۔ دیوان کعب بن مالک ،۲۶۸۔

۹۳۔ دیوان کعب بن مالک ،۲۱۵۔

۹۴۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۱۴۴-۱۴۵؛ دیوان کعب بن مالک ،۲۷۶-۲۷۷۔

۹۵۔ دیوان کعب بن مالک ،۲۶۵۔

۹۶۔ دیوان کعب بن مالک ،۲۶۸-۲۶۹۔

۹۷۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۱۴۶۔

۹۸۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۲۹۷-۲۹۸۔

۹۹۔ ایضاً،۳:۹۴؛ دیوان کعب بن مالک ،۲۲۸۔

۱۰۰۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۳:۱۱۸؛ دیوان کعب بن مالک ،۲۵۶۔

۱۰۱۔ دیوان کعب بن مالک ،۱۷۸،۱۷۹۔

Marfat.com

۱۰۲۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳،۹۲؛ دیوان کعب مالک ،۲۲۶۔

۱۰۳۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۲،۳۷۹؛ ادب العرب ،۱:۳۷؛ عبدالرحمٰن رافت باشا، الادب الحیاۃ والعقیدہ (ریاض: کلیۃ اللغۃ العربیۃ،۱۳۸۹ھ)،ص ۲۴۱؛ دیوان کعب مالک ،۲۰۰۔۲۰۱۔

۱۰۴۔ ایضاً،۲۶۶۔

۱۰۵۔ دیوان کعب بن مالک ،۲۷۶۔

۱۰۶۔ دیوان کعب بن مالک ،۲۷۹۔

۱۰۷۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۲۹۱؛ دیوان کعب بن مالک ،۲۴۵۔

۱۰۸۔ ایضاً،۳:۹۵؛ ایضاً،۲۲۹۔

۱۰۹۔ ابن حجر العسقلانی، محمد بن علی الکنانی، الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ،ج۱ (مصر: مکتبہ التجاریۃ،۱۳۵۸ھ-۱۹۳۹م)،ص ۳۳۷؛ الاستیعاب،۱:۳۴۴؛ الاستبصار،۵۳؛ سیر اعلام النبلاء،۲:۳۷۶؛ ابن اثیر، عزالدین ابی الحسن علی محمد، اسد الغابۃ ، ج۴ (طہران: مکتبہ اسلامیہ)،ص ۲۴۸؛ شوقی ضیف، التطور والتجدید (مصر: دارالمعارف)،ص ۱۶۔

۱۱۰۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۴:۱۲۲؛ العقد الفرید ،۲۳:۲۳؛ دیوان کعب بن مالک ،۲۳۴؛ طبقات الشعراء،۸۶؛ سعید انصاری، سیر انصار ،ج۲ (اعظم گڑھ: مطبعہ معارف،۱۳۶۶ھ/ ۱۹۴۷ء)،ص ۱۵۳-۱۵۴؛ تاریخ العرب قبل الاسلام ،۹:۴۶۷-۴۷۷؛ زکی مبارک، زھر الادب، ج۱ (بیروت-لبنان،۱۹۷۲ء)،ص ۶۵۔

۱۱۱۔ زھرالادب،۱:۶۵۔

۱۱۲۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۲:۳۹۵-۳۹۶۔

۱۱۳۔ ایضا،۳:۲۹۲؛ دیوان کعب بن مالک ،۲۴۶۔

۱۱۴۔ دیوان کعب بن مالک ،۵۱۔

۱۱۵۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۳۸۴۔

۱۱۶۔ ایضاً،۳:۹۴۔

۱۱۷۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۱۱۸؛ دیوان کعب بن مالک ،۲۵۵-۲۵۶۔

۱۱۸۔ لسان العرب ،۳:۴۲۶۔

Marfat.com

۱۱۹۔ ادباء الاقطار العربیہ ، المدیح (دار المعارف)، ص ۵۔

۱۲۰۔ جواہر الادب ، ۲:۲۶

۱۲۱۔ حسن درویش، تاریخ الادب العربی ، ۱۴۰۔

۱۲۲۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ، ۳:۲۹۰۔

۱۲۳۔ کعب بن مالک ، ۴۵، ۴۶؛ معجم الشعراء، ۳۴۲؛

۱۲۴۔ ابن ہشام؛ سیرۃ النبی ، ۳:۲۹۷؛ الشعر الدعوۃ الاسلامیہ ، ۲۰۳۔ الفہمی، جابی زادہ علی، حسن الصحابۃ ، ج ۱ (قاہرہ المطبعۃ المصریۃ، ۱۳۲۴ھ)، ص ۳۲۹۔

۱۲۵۔ کعب بن مالک ، ۵۰۔

۱۲۶۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ، ۳:۱۴۶-۱۴۷۔

۱۲۷۔ دیوان کعب بن مالک ، ۹۳۔

۱۲۸۔ دیوان کعب بن مالک ، ۲۹۱۔

۱۲۹۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ، ۳:۹۱۔

۱۳۰۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ، ۳:۱۴۶۔

۱۳۱۔ ایضاً، ۳:۲۰۵؛ الباشا، عبدالرحمٰن رافت، شعر الدعوۃ الاسلامیہ (ریاض: کلیۃ اللغۃ العربیۃ)، ص ۲۶۱۔

۱۳۲۔ دیوان کعب بن مالک ، ۹۵۔

۱۳۳۔ دیوان کعب بن مالک ، ۹۵۔

۱۳۴۔ ایضاً، ۱۷۴۔

۱۳۵۔ دیوان کعب بن مالک ، ۹۶۔

۱۳۶۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ، ۲:۳۹۵۔

۱۳۷۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۳:۲۰۵

۱۳۸۔ ایضا، ۳:۱۱۲: دیوان کعب بن مالک، ۲۰۳

۱۳۹۔ سیرۃ النبی: ۳:۱۳۷-۱۳۸؛ دیوان کعب بن مالک، ۱۹۰ دیوان میں ''مکھا'' ہے۔

۱۴۰۔ دیوان کعب بن مالک، ۲۶۳

Marfat.com

۱۴۱۔ ایضا،۲۶۲

۱۴۲۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی،۳:۹۴؛ دیوان کعب بن مالک، ۲۲۷۔۲۲۸

۱۴۳۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی،۳:۴۰۳؛ دیوان کعب بن مالک، ۱۹۶

۱۴۴۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی،۳:۹۱؛ دیوان کعب بن مالک، ۲۲۵

۱۴۵۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی،۳:۱۱۹۔۱۲۰؛ دیوان کعب بن مالک، ۲۵۷

۱۴۶۔ ایضا،۳:۳۳۱۔۳۳۲؛ ایضاً، ۲۱۷۔۲۱۸

۱۴۷۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی،۳:۲۸۶۔۲۸۷؛ حسن الصحابۃ،۱:۱۳۲۔۱۳۴۔

۱۴۸۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی،۳:۲۹۲؛ شعر الدعوۃ الاسلامیہ:۲۲۰: دیوان کعب بن مالک، ۲۴۶

۱۴۹۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی،۳: ۲۹۵؛ حسن الصحابۃ فی الاشعار الصحابۃ؛ ۱:۳۳۷، دیوان کعب بن مالک، ۱۹۳۔

۱۵۰۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی،۳:۱۹۴۲؛ دیوان کعب بن مالک، ۲۷۵۔

۱۵۱۔ ایضا،۳:۲۹۱؛ ایضاً، ۲۴۵

۱۵۲۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی،۳:۱۲۰؛ دیوان کعب بن مالک، ۲۷۵۔

۱۵۳۔ ایضاً،۳:۱۴۴؛ ایضاً، ۲۷۶

۱۵۴۔ سیرۃ النبی، ج۴:ص۱۲۳: النبہانی یوسف بن اسماعیل، المجموعۃ النبہانیہ فی المدائح النبویۃ، ج۱، (بیروت، ۱۳۲۰ھ)۔ص۶۵؛ دیوان کعب بن مالک، ۲۳۵

۱۵۵۔ لسان العرب، ۱۹:۲۲

۱۵۶۔ تاج العروس، محمد مرتضی الحسینی الزبیدی، ج۱۰ (قاہرہ: بالمطبعۃ الخیریہ مصر، ۱۳۰۷ھ) ص۱۴۴۔

۱۵۷۔ جواہر الادب،۲:۲۶

۱۵۸۔ حسن درویش، تاریخ الادب العربی، ۱۳۶۔

۱۵۹۔ ادباء الاقطار العربیہ، الرثاء (مصر: دار المعارف، ۱۹۵۷م) ص۱۲

۱۶۰۔ امام بخاری، بشرح الاکرمانی، کتاب الصحیح، ج۱، (مصر، ۱۹۳۷م۔۱۳۵۶ھ) ص۸۸، ۸۹۔

۱۶۱۔ ایضاً، ۱:۹۲، ۹۳؛ ابن ماجہ، کتاب السنن،۲:۱۰۸۳

۱۶۲۔ ایضاً: ۹۵، کتاب الایمان

Marfat.com

۱۶۳۔ امام بخاری، کتاب الصحیح، ۲۰:۱۸۰

۱۶۴۔ ایضاً، ۲۰:۱۸۱

۱۶۵۔ ایضاً، ۲۰:۱۸۹

۱۶۶۔ امام بخاری، کتاب الصحیح، ۲۰:۲۰۲

۱۶۷۔ ایضاً، ۷:۵۲

۱۶۸۔ امام بخاری، کتاب الصحیح، ۷:۸۰، ۸۱

۱۶۹۔ ایضاً، ۷:۹۷

۱۷۰۔ امام بخاری، کتاب الصحیح، ۷:۹۸

۱۷۱۔ ایضاً، ج ۷:۹۲۔۹۳

۱۷۲۔ ایضاً، ۷:۵۲۔۵۳

۱۷۳۔ ایضاً، ۷:۶۱

۱۷۴۔ دیوان کعب بن مالک، ۱۲۱

۱۷۵۔ امام بخاری، کتاب الصحیح، ۷:۵۳؛ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۴:۳۳۵

۱۷۶۔ دیوان کعب بن مالک، ۱۷۳

۱۷۷۔ الاغانی، ۱۶:۲۲۸

۱۷۸۔ دیوان کعب بن مالک، ۲۸۴۔۲۸۵؛ الاغانی، ۱۶:۲۲۸۔۲۲۹

۱۷۹۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۳:۱۳۶؛ دیوان کعب بن مالک، ۱۸۹

۱۸۰۔ ایضاً، ۳:۱۰۱، ۱۰۲؛ دیوان کعب بن مالک، ۱۸۸

۱۸۱۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۳:۱۳۷؛ حسن الصحابۃ، ۱:۳۴۵۔ دیوان کعب بن مالک، ۱۸۹

۱۸۲۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۳:۱۳۷؛ حسن الصحابۃ، ۱:۳۴۵؟ دیوان کعب بن مالک، ۱۹۰

۱۸۳۔ ایضاً، ۳:۱۳۸؛ حسن الصحابۃ ۱:۳۴۶؛ دیوان کعب بن مالک، ۱۹۰

۱۸۴۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۳:۱۳۸۔۱۳۹؛ حسن الصحابہ، ۱:۳۴۸؛ دیوان کعب بن مالک، ۱۹۱۔

۱۸۵۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۳:۴۴۳؛ دیوان کعب بن مالک، ۲۶۰

۱۸۶۔ لسان العرب، ۱:۱۷۵

Marfat.com

۱۸۷۔ جواہر الادب،۲:۲۶

۱۸۸۔ حسن درویش، تاریخ ادب العربی،۱۴۲

۱۸۹۔ ادباء اقطار العربیۃ، الھجاء (مصر: دار المعارف) ص ۵۔

۱۹۰۔ ایضاً، الھجاء،۶

۱۹۱۔ ایضاً، الھجاء،۱۱

۱۹۲۔ تاریخ العرب قبل الاسلام،۹:۳۸۷

۱۹۳۔ حوالہ بالا: الاستیعاب، ج۳:۱۳۲۴؛ سیر اعلام النبلاء،۲:۳۷۵

۱۹۴۔ ابن حجر العسقلانی، محمد بن علی الکنانی، تہذیب التہذیب ج۸، (بیروت: دار صادر) ص ۴۴۰؛ حوالہ بالا؛ التطور والتجدید،۱۶۔

۱۹۵۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی۳:۱۱۲؛ دیوان کعب بن مالک،۲۴۲

۱۹۶۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی،۳:۹۴۔۹۵؛ دیوان کعب بن مالک،۲۲۸

۱۹۷۔ ایضاً،۲:۳۹۵؛ ایضاً،۲۶۷؛

۱۹۸۔ کعب بن مالک،۵۱

۱۹۹۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی،۳:۱۴۵؛ دیوان کعب بن مالک،۲۷۷

۲۰۰۔ ایضاً،۳:۱۱۷؛ ایضاً ۲۵۵۔

۲۰۱۔ دیوان کعب بن مالک،۲۰۷

۲۰۲۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی۳:۹۵؛ دیوان کعب بن مالک،۲۲۸

۲۰۳۔ دیوان کعب بن مالک،۹۷

۲۰۴۔ دیوان کعب بن مالک،۱۶۹

۲۰۵۔ ایضاً،۲۷۸

۲۰۶۔ دیوان کعب بن مالک،۲۲۹؛ ابن ہشام، سیرۃ النبی،۳:۹۵۔

۲۰۷۔ ایضاً،۲۲۳: ایضاً،۳:۹۰

۲۰۸۔ دیوان کعب بن مالک،۲۱۸؛ ابن ہشام: سیرۃ النبی،۳:۳۳۲

۲۰۹۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی،۲:۳۷۹؛ دیوان کعب بن مالک،۲۰۱

Marfat.com

۲۱۰۔ دیوان کعب بن مالک، ۲۰۳؛ ابن ہشام، سیرۃ النبی ۳:۲۰۴-۲۰۵، ابن ہشام میں ''وانت'' ہے۔

۲۱۱۔ دیوان کعب بن مالک، ۱۰۲

۲۱۲۔ ایضاً، ۲۴۳

۲۱۳۔ طبری، تاریخ الامم والملوک، ج ۱، ح ۲:۳۰۰

۲۱۴۔ دیوان کعب بن مالک، ۲۵۱؛ حوالہ بالا

۲۱۵۔ لسان العرب، ۹:۱۱۰

۲۱۶۔ دیوان کعب بن مالک، ۱۰۴

۲۱۷۔ دیوان کعب بن مالک، ۲۰۰؛ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۳:۳۷۹

۲۱۸۔ ایضاً، ۲۲۳؛ ایضاً، ۳:۸۹

۲۱۹۔ ایضاً، ۲۰۱؛ ایضاً، ۳:۳۷۹

۲۲۰۔ دیوان کعب بن مالک، ۲۲۴؛ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۳:۹۱

۲۲۱۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۳:۹۰

۲۲۲۔ ایضاً، ۳:۹۴

۲۲۳۔ دیوان کعب بن مالک، ۲۵۷

۲۲۴۔ احمد تائب، تاریخ النقائض فی الشعر العربی (مصر: مکتبۃ النہضۃ) ص ۴۱۳؛ دیوان کعب بن مالک، ۲۷۹؛ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۳:۲۷۷

۲۲۵۔ حوالہ بالا؛ حوالہ بالا

۲۲۶۔ حوالہ بالا، حوالہ بالا

۲۲۷۔ دیوان کعب بن مالک، ۲۷۹؛ ابن ہشام، سیرۃ النبی ۳:۳۷۸

۲۲۸۔ ایضاً، ۲۸۰؛ ایضاً، ۳:۳۷۹

۲۲۹۔ دیوان کعب بن مالک، ۱۰۹

۲۳۰۔ ایضاً ۲۴۲

۲۳۱۔ دیوان کعب بن مالک، ۱۱۰؛ ابن ہشام، سیرۃ النبی ۲:۳۷۷

Marfat.com

۲۳۲۔ دیوان کعب بن مالک،،۱۱۰۔۱۱۱؛ابن ہشام،سیرۃ النبی،۲:۳۷۷،۳۷۸

۲۳۳۔ ایضاً۲۰۰؛ایضاً،۲:۳۷۸

۲۳۴۔ دیوان کعب بن مالک،۲۰۰؛ابن ہشام،سیرۃ النبی،۲:۳۷۸،۳۷۹

۲۳۵۔ ایضاً،۲۰۱؛ایضاً،۲:۳۸۰

۲۳۶۔ ابن ہشام،سیرۃ النبی،۳،۱۰۲

۲۳۷۔ دیوان کعب بن مالک،۱۷۰،۱۷۱

۲۳۸۔ دیوان کعب بن مالک،۱۱۲

۲۳۹۔ ایضاً،۲۰۳،ابن ہشام،سیرۃ النبی۳:۲۰۴

۲۴۰۔ ایضاً،۱۱۲

۲۴۱۔ دیوان کعب بن مالک،۱۱۲

۲۴۲۔ ایضاً،۱۱۲

۲۴۳۔ النقائض بین الشعراء،۱۴۷؛ابن ہشام،سیرۃ النبی،۳:۳۸۳۔۳۸۴

۲۴۴۔ النقائض بین الشعراء۱۴۷؛ابن ہشام،سیرۃ النبی،۳:۳۸۴

۲۴۵۔ زکی مبارک، الموازنۃ بین الشعراء (مصر، مطبعۃ مصطفیٰ البابی العلبی۔۱۳۵۵ھ۔۱۹۳۶م) ص۳۹۱؛دیوان کعب بن مالک،۱۸۱،۱۸۲

Marfat.com

باب چہارم

حضرت کعبؓ کی شاعری کی خصوصیات

Marfat.com

Marfat.com

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی شاعری کی خصوصیات

کسی قوم کی تہذیب، تمدن اور ثقافت کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے دو بڑے ذرائع ہوتے ہیں۔ اولاً اس قوم کا جغرافیائی محل وقوع کہ وہ قوم دنیا کے کس خطہ میں آباد ہے، اس خطہ کی تہذیب وثقافت کے مظاہر کس قسم کے تمدن کو ظاہر کرتے ہیں، ثانیاً اس قوم کی علمی وادبی صلاحیتوں کا جائزہ لیا جائے کہ قوم کے علماء وخیار کی سوچ کا انداز کیا ہے، وہ اپنی تحریروں میں کس قسم کے تمدن کی غمازی کررہے ہیں۔ تمدن وادب کا چولی دامن کا ساتھ ہے وہ ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم بلکہ ایک دوسرے کے وجود وبقاء کا سبب ہیں کہ تمدن سے ادب ابھرتا اور پیدا ہوتا ہے اور ادب سے تمدن پھلتا پھولتا، اور بڑھتا ہے۔ پھر اصناف ادب میں شاعری ایک ایسی صنف ہے کہ جو تمدن وثقافت کو عیاں وظاہر کرنے میں اس کے بیان کرنے میں سب سے بڑا کردار ادا کرتی ہے۔ شاعر کے تخیلات، اس کے اردگرد کے ماحول ومعاشرت کو جب جامہ الفاظ پہناتے ہیں تو وہ معاشرت اشعار کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔ کیونکہ انسانی فطرت اپنے اردگرد رونما ہونے والے واقعات کو دیکھنے، انہیں ذہن میں محفوظ رکھنے کی صلاحیت رکھتی ہے، لیکن اگر اس صلاحیت کو بروئے کار لانے کے بجائے، اس کو بے توجہی کا شکار بنا دیا جائے تو آہستہ آہستہ ایک مرحلہ پر آکر یہ مفقود ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر زبان وبیان کا سلسلہ جاری رہے تو وہ صلاحیت ترقی وارتقاء کی منزلیں طے کرتی ہے اور الفاظ جب ایک خاص ترتیب وزن اور پیرائے کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں، تو وہ اشعار کی صورت اختیار کر جاتے ہیں۔

چنانچہ ایک شاعر کے کلام کا جائزہ لیتے ہوئے سب سے پہلے اس بات کا جائزہ لیا جائے گا کہ شاعر کے الفاظ کیا ہیں، وہ کن تخیلات کو جامع الفاظ پہنا رہا ہے؟ ثانیاً ان حالات

Marfat.com

وواقعات کا جائزہ لیا جائے گا جنہوں نے ایک انسان کو شعر کہنے پر مجبور کیا، اور پھر یہ دیکھا جائے گا کہ تہذیب وثقافت اور تمدن ومعاشرت کے کس حصہ سے متاثر ہو کر اس نے اظہار و بیان کے لیے شعر کا راستہ اختیار کیا اور آخر میں یہ بھی معلوم کیا جائے گا کہ اس کے اشعار کے نتیجہ میں کس قسم کا اخلاق، تہذیب وتمدن اور معاشرت ابھر کر سامنے آ رہے ہیں؟

اس حوالہ سے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی شاعری کی خصوصیات کا جائزہ لیتے وقت آپ رضی اللہ عنہ کی شاعری کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(۱) زمانہ جاہلیت کی شاعری۔

(۲) بعد از اسلام کی شاعری۔

زمانہ جاہلیت کی شاعری معاشرہ کی ان اقدار کو، اقوام کے ان اعمال اور افراد کے اس کردار کو ظاہر کرتی ہے جو قبل از اسلام اہل عرب اختیار کیے ہوئے تھے۔ حضرت کعبؓ کی زمانہ جاہلیت کی شاعری ضائع ہو چکی ہے اس لیے اب موجودہ نہیں ہے۔

اسلام نے اقوام عالم میں عموماً اور قوم عرب میں خصوصاً، ایک فکری و ذہنی انقلاب برپا کیا کہ ذہن وفکر اور تمدن ومعاشرہ جس کا رخ تباہی و بربادی کی طرف اور اقوام عالم بربادی کے اس کنارہ تک پہنچ گئی تھیں۔ "وکنتم علی شفا حفرة من النار"۔ کہ تم لوگ آگ کے گڑھے کے کنارہ پر پہنچ چکے تھے۔

اسلام نے تمدن وتہذیب کا رخ اس تباہی و بربادی سے موڑ کر ترقی وارتقاء کی طرف کیا۔ ذہن وفکر میں انقلاب کعب رضی اللہ عنہ کی شاعری میں بھی ظاہر ہوا۔ کیونکہ کعبؓ کے ذہن میں انقلاب بھی پیدا ہوا اور جس تمدن ومعاشرہ کی غمازی وترجمانی کعب رضی اللہ عنہ کر رہے تھے۔ اس میں بھی انقلاب رونما ہو رہا تھا۔

تعلیمات قرآنی سے ہم آہنگی

قرآن کریم نازل ہونے کے بعد عربوں نے اپنا پسندیدہ اسلوب ثقیل ومشکل الفاظ، نادر تراکیب اور غیر شائستہ انداز کو ترک کر کے عام فہم، آسان، شائستہ اور سہل ممتنع قسم کا

Marfat.com

اسلوب اختیار کیا۔ حضرت کعبؓ بن مالک کوتو اللہ تعالیٰ، رسول کریم ﷺ، دین اسلام اور قرآن کریم سے بہت محبت تھی ایسے میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ قرآن کے معجزانہ اسلوب سے کیونکر متاثر نہ ہوتے۔ لہٰذا اسلام آنے کے بعد آپؓ کا اسلوب بیان بھی سلیس، آسان، شائستہ اور سہل ممتنع قسم کا ہوگیا۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا شمار سید الشعراء میں ہوتا ہے۔ کعب رضی اللہ عنہ کا کلام خوبصورت بندشوں، پاکیزہ الفاظ، مناسب اسلوب، ایمان واہل اسلام اور سرور عالم ﷺ کی محبت سے لبریز ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا شعر اس چراغ کی مانند ہے جو بھٹکے ہوئے مسافر کو صحیح راستہ کی نشاندہی کرتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا کلام پاکیزگی، ایجاز الفاظ، وعظ وتلقین سے پر ہے۔ ان اشعار میں صداقت، سنجیدگی، عقلمندی اور دانائی کی باتوں سے رغبت کا اظہار ہوتا ہے۔ فحش اور عریاں الفاظ سے پرہیز کرتے ہیں فضول امور زیر بحث نہیں لاتے۔ آپؓ کے اسلوب بیان اور طرز ادا میں حلاوت وشیرینی پائی جاتی ہے۔ حسن الفاظ ومعنی، حسن وجمال کی منظر کشی، صنعت لفظی کے ذریعہ آپ رضی اللہ عنہ کا کلام دل وروح پر اثر انداز ہوتا ہے۔ غرابت الفاظ، تنقید لفظی ومعنی، مشکل پسند اسلوب بیان کی پیچیدگی، طرز نگارش میں دقت اور دیگر ادبی نقائص وعیوب آپ رضی اللہ عنہ کے کلام میں نہیں پائے جاتے۔

کعب رضی اللہ عنہ ایک بے مثال اور نادر الکلام شاعر ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نرمی وہمواری اور سہل آفرینی کے ساتھ اپنے فن کے تمام نصوص اور قریبی مآخذ کا راستہ اختیار کرتے ہیں۔ شعر گوئی میں کعب رضی اللہ عنہ کے اعلیٰ مرتبہ اور بلند مقام سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا کلام آسان اور سہل ترین ہے۔ فصیح وبلیغ اور بلند پایہ شاعر ہیں۔ آپؓ کے اشعار عمدہ وپاکیزہ اور فصیح وبلیغ الفاظ پر مبنی ہوتے ہیں۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے کلام کی اہم خصوصیات حقائق نگاری، منظر نگاری، غزوات کشی وغیرہ ہیں۔ آپؓ کے کلام میں ایجاز، فصاحت وبلاغت جیسی اصناف جلیلہ پائی جاتی ہیں۔

مولانا سعید انصاری لکھتے ہیں:

"مشہور شاعر تھے۔ طبیعت اچھی پائی تھی اور اشعار میں جدت تھی۔ جاہلیت میں

Marfat.com

شاعری کے انتساب سے مشہور ہو چکے تھے''۔ (۱)

آپؓ کے بعض قصائد بہت لمبے اور طویل ہیں اور بعض قصائد بہت مختصر ہیں۔ لیکن اختصار کے باوجود ان کے مفہوم و معنی کی جامعیت کاملہ درجہ کی پائی جاتی ہے۔

چونکہ زمانہ اسلام میں شاعری اپنی پرانی روش کو چھوڑ کر ان خیالات کی حامل نہ ہو سکتی تھی جن کی تبلیغ اور تلقین اسلام کے پیش نظر تھی۔ جھوٹ اور مبالغہ شاعری کا وہ جزو لاینفک تھا جس کے فقدان سے شعرا اپنی قدر کھو دیتا تھا۔ کلام کے تمام محاسن یعنی ندرت خیال، جدت الفاظ، عمدہ تشبیہات اور دیگر محاکات دراصل جھوٹ اور مبالغہ ہی کے مرہون منت تھے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حقیقت کو وضعیت پر ترجیح دی اور شعراء کو کذب و مبالغہ سے دور رکھا پھر کعب بن مالک رضی اللہ عنہ تو شاعر رسول تھے کیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات پر عمل نہ کرتے۔ لہٰذا آپؓ نے اپنی شاعری میں جھوٹ اور مبالغہ سے اجتناب کیا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد قرآن مجید پڑھا تو آپؓ کی شاعری میں الفاظ آسان اور اسلوب سہل ہو گیا اور آپؓ کے کلام میں قرآن کی تعلیمات کا عکس نظر آنے لگا۔

حسن الفاظ

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے اشعار میں سلاست زور بیان اور حسن الفاظ کا استعمال پایا جاتا ہے۔ الفاظ کا مناسب استعمال آپؓ کی ایک امتیازی خصوصیت ہے۔ الفاظ کی شان و شوکت اور تراکیب کی بندش آپؓ کے کلام کا خاصہ ہے۔ بلاغت الفاظ کے ساتھ ساتھ معنی کا حسن بھی آپؓ کی شاعری میں موجود ہے۔ ایجاز سے کام لیتے ہیں۔ محاوراتی گروہ بندیوں اور دقیق الفاظ سے پرہیز کرتے ہیں۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ اشعار میں معنی و مطالب اور خوبصورت الفاظ کا جامہ پہنا کر زیب و زینت کے ساتھ قاری کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ گویا الفاظ کے استعمال پر آپؓ کو کمال عبور حاصل ہے۔ آپؓ الفاظ سے کسی واقعہ کی ایسی منظر کشی کرتے ہیں کہ وہ واقعہ ایک متحرک اور جاندار شکل اختیار کر جاتا ہے۔ جنگ احد کے موقع پر کفار مکہ کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے لشکر اور بے پناہ ہتھیاروں کی جھنکار کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

Marfat.com

فجئنا إلى موج من البحر وسطه احابيش منهم حاسر و مقنع
ثلاثة آلافٍ و نحن هية ثلاث مئين إن كثرنا فاربع (۲)

ترجمہ: ہم سمندر کی ایسی موج کے پاس آئے جس کے درمیان میں احابیش تھے۔ بعض کھلے چہرے اور بعض سر پر خود رکھے ہوئے تھے۔ ان کی تعداد تین ہزار تھی اور ہم کل نوسو یا زیادہ سے زیادہ ہزار تھے۔

شاعری میں شوکت الفاظ، مضامین کی دلکشی، حلاوت وفصاحت آپ رضی اللہ عنہ کا خاص اسلوب ہے جس میں آپ رضی اللہ عنہ کو کمال حاصل ہے۔ اپنے الفاظ سے کسی چیز کا نقشہ اس طرح کھینچتے ہیں جیسے ایک مصور اپنی تصویر میں رنگ بھرتا ہے۔

جنگ احد کے موقع پر میدان جنگ کی تصویر پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

نغاورهم تجرى المنية بيننا نشارعهم حوض المنايا و نشرع
تهادى قسّى النبع فينا و فيهم وما هو إلا اليشربى المقطع (۳)

ترجمہ: جنگ ہمارے اور ان کے درمیان یلغار کھانے لگی (کبھی موافق ہوتی اور کبھی مخالف) اور موت اپنا کھیل کھیلنے لگی، موتوں کے حوض کا پانی ہم انہیں پلا رہے تھے اور خود بھی پی رہے تھے۔ درخت نبع کی کمانیں ہمارے اندر بھی ٹوٹ رہی تھیں اور ان کے اندر بھی یہ یثرب کی بنی ہوئی تھیں۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت پر دنیا پر چھائے ہوئے غم کا نقشہ کتنے خوبصورت الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

فتغير القمر المنير لفقده والشمس قد كسفت و كادت تأفل (۴)

ترجمہ: پھر جعفرؓ کے نہ رہنے سے سارے عالم کو منور کرنے والے چاند کا رنگ اڑ گیا اور اس سورج کو گہن لگ گیا جو قریب تھا کہ ڈوب جاتا۔

جیسا کہ ابن سلام نے بیان کیا ہے۔

وتر عرع فى أسرة لها شأن فى الشعر كما رأينا، فلا غرو أن يشب فصيح اللسان، واضح البيان، و ان تكون الفاظه خالية من

Marfat.com

الغرابة والشذوذ، وتنافر الحروف، فلغة سهلة لينة، لانه لم يتوغل فى الصحراء، ولم يترعرع بين الاعراب۔ (۵)

ترجمہ: آپؓ ایسے خاندان میں جواں ہوئے جس میں شعروشاعری کا چرچا تھا جیسا کہ ہم نے دیکھا ہے اس لیے اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں کہ آپؓ فصیح اللسان تھے واضح البیان تھے۔ آپؓ کے الفاظ غرابت سے خالی تھے یعنی شاذ و نادر باتوں اور متافرہ حروف سے آپؓ کی لغت آسان اور نرم تھی اس لیے کہ وہ صحرانوردی نہیں کرتے تھے اور نہ آپؓ دیہاتیوں کے درمیان جوان ہوئے تھے۔

الفاظ کا استعمال

جب مدینہ منورہ میں اسلام کی روشنی پھیلی تو کعبؓ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے بلاتاخیر اسلام قبول کیا۔ اسی لیے آپؓ کے اشعار کی عبارت قرآن اور حدیث کے خوشنما الفاظ سے مزین تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جب ہم کعبؓ کے اشعار کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس میں آسان اور اچھے الفاظ پاتے ہیں۔ ساتھ ہی آپؓ عمدہ اصطلاحات استعمال کرتے ہیں جیسے ایک شعر میں ''رسول اللہ'' کا لفظ استعمال کیا ہے۔ یہ ایک اسلامی اصطلاح ہے:

وفينا رسول الله والاوس حوله
له معقل منهم عزير و ناصر (۶)

ترجمہ: اور ہم میں اللہ کا رسول ہے اور اس کے اطراف بنی اوس ہیں۔ اس کے لیے وہ قلعہ بنے ہوئے ہیں اور غلبہ رکھنے والے اور مدد کرنے والے ہیں۔

ایک شعر میں لفظ ''فاجر'' استعمال کرتے ہیں۔

بهن ابدنا جمعهم فتبددوا
وكان يلاقى الحين من هو فاجر (۷)

ترجمہ: انہیں تلواروں کے ذریعہ سے ہم نے ان کی جماعت برباد کردی اور وہ پریشان ہوگئے اور جو نافرمان تھا وہ موت سے ملاقات کررہا تھا۔

انہوں نے شعر میں لفظ ''جہنم'' اور ''کفور'' کا استعمال کثرت سے کیا ہے۔

Marfat.com

فامسوا وقود النار فی مستقرها
و کل کفور فی جهنم صائر (۸)

ترجمہ: غرض آگ کی قرارگاہ میں وہ آگ کا ایندھن بن گئے اور ہر منکر جہنم ہی میں منتقل ہونے والا ہے۔

اور لفظ ''مجاہد'' بہت استعمال کرتے ہیں۔

فلما لقیناهم وکلّ مجاهد
لاصحابه مستبسل النفس صابر (۹)

ترجمہ: ''پھر جب ہم ان کے مقابل ہوئے تو ہر ایک کی شان یہ تھی کہ اپنے ساتھیوں کے لیے خود اپنے نفس سے دلیری کے طالب اور ثابت قدم تھے''۔

لفظ ''نبوۃ'' بھی اپنے شعر میں استعمال فرماتے ہیں۔

قرم تمکّن فی زوابة هاشم
حیث النبوة والندی والسودد (۱۰)

ترجمہ: حمزہ ایک ایسے سردار تھے، جو بنو ھاشم میں چوٹی کے آدمی تھے۔ جن میں نبوت، عطا و بخشش اور سرداری کی صفات موجود تھیں۔

حضرت جبریل کا اپنے شعر میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

وببئر بدر اذا یرد وجوههم
جبریل تحت لوائنا ومحمد (۱۱)

ترجمہ: جنگ بدر میں جبریل علیہ السلام اور محمد مصطفیٰ ﷺ ہمارے جھنڈے کے نیچے ان کے چہروں کو چیر رہے تھے۔

اور لفظ ''المؤمنون'' بھی استعمال کیا ہے۔

وأمیة الجمحی قوم میله
عضب بایدی المومنین مهند (۱۲)

ترجمہ: اور امیۃ جمحی کا رخ اس ھندی تلوار نے سیدھا کر دیا، جو ارباب ایمان کے

Marfat.com

ہاتھ میں تھی۔

ان کے شعر میں ''جنت'' کا لفظ بھی آیا ہے۔

كذلك حتى دعاهم مليك

الى جنة دوحة المولج(۱۳)

ترجمہ: یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا تا آنکہ انہیں تمام بادشاہوں کے بادشاہ، خداوند تعالیٰ نے اس جنت کی طرف بلالیا، جس میں داخل ہونے کی جگہ ایک نہایت شاداب گھنی شاخوں والا درخت ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فی البدیہہ شعر کہنے والوں میں سے ہیں۔ ایسے پرزور الفاظ استعمال کرتے ہیں جو انسان کی طبیعت میں جوش پیدا کردیتے ہیں۔ ان کے اکثر شعر قطعات کی شکل میں ہیں جو مقدمات کے محتاج نہیں ہوتے۔ اس میں شاعر براہ راست اپنے موضوع کو بیان کرتا ہے۔

انھوں نے اپنے قصیدوں کے مطلعوں کی ابتداء لفظ ''الاَ'' سے کی ہے۔

ألاَ هل أتى غسان عنا ودونهم

من الارض خرق سيره متنعنع (۱۴)

ترجمہ: سن لو۔ ہمارے اور قبیلہ غسان کے درمیان اتنا طویل وعریض جنگل حائل ہے کہ اس میں چلنے والے بھٹک جاتے ہیں۔

ایک اور قصیدہ میں کہتے ہیں:

ألاهل أتى غسان فى نای دارها

وأخبر شیء بالأمور علیها(۱۵)

ترجمہ: ذرا سنو تو! کیا بنی غسان کو ان کے گھروں کی دوری کے باجود یہ خبر پہنچی ہے؟ اور کسی چیز کی خبر تو وہی شخص اچھی طرح دے سکتا ہے جو اسے خوب جانتا ہو۔

اور دو جگہ ''الا'' کو ابلغ کے ساتھ استعمال کیا ہے:

ألا ابلغا فهراً على نأى دارها

Marfat.com

وعندهم من علمنا اليوم مصدق (۱۶)

ترجمہ: میرے دونوں دوستو! سن لو، قبیلہ فہر کو میرا پیغام ان کے گھر کی دوری کے باوجود پہنچا دو اور آج انہیں کے پاس ہمارے علم کی صداقت کا معیار موجود ہے۔

دوسرے قصیدہ میں فرمایا:

ألا أبلغ قريشا ان سلعا

وما بين العريض الى الصماد (۱۷)

ترجمہ: ہاں دیکھو! قریش کو یہ پیغام پہنچا دو کہ پہاڑ سلع اور وہ علاقہ جو وادی عریض اور صماد پہاڑ کے درمیان واقع ہے۔ یہ سب کے سب علاقے نخلستان سے لبریز ہیں۔

جاہلی زمانہ میں ''اَلا'' سے ابتداء کی جاتی تھی۔ اس کو بشیر بن ابی حازم، عبد الشارق، عازق الطائی اور سعید بن العریض وغیرہ نے اپنے قصیدوں میں استعمال کیا ہے۔

حضرت کعبؓ بن مالک ایک لفظ ''ابلغ'' اور ''من مبلغ'' کا استعمال بھی اپنے مطلع کے شروع میں کرتے ہیں، کہتے ہیں:

أبلغ قريشا على نايها

أتفخر منا بما لم تلى (۱۸)

ترجمہ: قریش ہم سے دور ہیں، مگر پھر بھی انہیں میرا پیغام پہنچا دو کہ کیا تم ہم سے ان چیزوں میں تفاخر کر سکتے ہو، جن کے تم (کفر کی وجہ سے) قریب بھی نہیں جا سکتے۔

ایک دوسرے قصیدے میں فرماتے ہیں:

أبلغ قريشاً وخير القول أصدقه

والصدق عند ذوى الالباب مقبول (۱۹)

ترجمہ: قریش کو میرا یہ پیغام پہنچا دو اور سب سے بہتر قول وہی ہوتا ہے جو سب سے سچا ہوتا ہے۔ اور اہل عقل و ہوش کے نزدیک سچائی ہی مقبول ہے۔

''من مبلغ'' سے قصیدہ کی ابتداء کرتے ہوئے فرمایا:

من مبلغ الانصار عنى آيةً

Marfat.com

رسلاً نقص علیهم التبیانا (۲۰)

ترجمہ: انصار کو میرا پیغام کون پہنچائے گا ایسا پیغام جو ان پر حالات واضح کردے۔

وزن کا لحاظ

حضرت کعبؓ اپنے اشعار میں وزن کا بہت لحاظ رکھتے ہیں۔ ان کا مدعا یہ ہوتا ہے کہ شعر وزن کے لحاظ سے لطیف ہوں۔ ذیل کے اشعار کس درجہ سبک رفتار اور ڈھلے ہوئے ہیں۔

ولما ابتنوا بالعرض قال سراتنا علام اذا لم نمنع العرض تزرع
وفینا رسول الله نتبع أمره اذا قال فینا القول لانطلع
تدلی علیه الروح من عند ربه ینزل من جو السماء ویرفع
نشاوره فیما نرید و قصرنا اذا ما اشتهی أنا نطیع ونسمع (۲۱)

ترجمہ: اور جب مدینہ کے قرب میں ان کفار نے آ کر ڈیرے ڈالے تو ہمارے سربرآوردہ لوگوں نے کہا کہ تم اپنی عزت محفوظ نہ رکھ سکو گے تو کس طرح پھل پھول سکو گے۔

اور ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ کے پیغمبر موجود ہیں۔ ہر معاملے میں ہم ان کا اتباع کرتے ہیں وہ ہمارے بارے میں جب کچھ فرماتے ہیں تو ہم احترام واجمال سے نظر بھی نہیں اٹھاتے۔

اللہ رب العزۃ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ پر روح القدس حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوتے ہیں وہ خدا کی طرف سے قضاء آسمانی سے اتارے پھر اوپر بلائے جاتے ہیں۔

ہم جس چیز میں چاہتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے صلاح مشورہ کرتے ہیں پھر آپ کی جو مرضی اور خواہش ہوتی ہے اسے نہایت توجہ سے سن کر اطاعت کرتے ہیں۔

حضرت کعبؓ نے اپنے اشعار کو جاہلیت کے زمانہ کے شعراء کے انداز میں ڈھالا ہے اور انہی کے وزن کا لحاظ رکھا ہے۔ جیسے کہ جاہلیت کے زمانہ کے شعراء بحر طویل، وافر، کامل

Marfat.com

وغیرہ میں اپنے قصیدے کہتے تھے۔اسی طرح کعبؓ نے بھی اپنے قصیدے انہیں بحروں میں بیان کیے ہیں جتنے اشعار حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے ہم تک پہنچے ہیں ان میں اشعار انتیس (۲۹) مرتبہ بحر طویل میں نظم کیے ہیں۔ دس مرتبہ وافر میں، نو مرتبہ کامل میں، بسیط میں نو مرتبہ، متقارب میں آٹھ مرتبہ، الرجز میں تین مرتبہ، خفیف اور منسخ میں ایک ایک مرتبہ اور اہل النظم ہے دوسری بحروں میں۔

حضرت کعبؓ نے بھی اسی انداز میں شعر کہے ہیں جس میں جاہلیت کے ممتاز شعراء نے کہے ہیں۔آپؓ جن بحروں میں زیادہ اشعار کہتے ہیں وہ طویل، بسیط، کامل اور موَثر السجور (جس کے مقطع زیادہ ہوں) ہیں۔ان کے اشعار میں ظاہر عروضیہ بھی شامل ہے اور انتشار الزخامات بھی جس کو بہت سے جاہلیت کے مشہور شاعر اپنے شعروں میں استعمال کرتے تھے اور اسلامی شعروں میں بھی استعمال ہوا ہے:

لقد عجبت لقوم اسلموا بعد عزهم
امامهم للمنكرات و للغدر (۲۲)

ترجمہ: مجھے اس قوم پر فخر ہے کہ جو اپنی عزت کے بعد اسلام لائی، حالانکہ ان کے سامنے برائیاں اور نافرمانیاں کثیر تعداد میں موجود تھیں۔

اس شعر میں خزم (۲۳) کی وجہ سے لقد کو زیادہ کیا ہے۔

قافیہ بندی

حضرت کعب رضی اللہ عنہ جہاں وزن کا لحاظ رکھتے ہیں وہیں قافیہ بندی بھی خوب کرتے ہیں۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ اشعار کو قافیہ کی خوبصورت و متوازن لڑی میں پرونے کی کمال صلاحیت اپنے اندر رکھتے ہیں۔

فنلنا ونال القوم منا و ربما فعلنا ولكن مالدى الله أوسع
ودارت رحانا و استدارت رحاهم وقد جعلوا كل من الشر يشبع
ونحن أناس لا نرى القتل سبة على كل من يحمى الدمار و يمنع (۲۴)

ترجمہ: پھر ہمیں کفار سے اور کفار کو ہم سے جو کچھ پانا تھا پالیا اور ہم نے تو بہت حد

Marfat.com

تک کارہائے نمایاں کر دکھائے، مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو طے ہوتا ہے وہ وسیع تر ہوتا ہے۔ اور ہماری چکی ان پر اور ان کی چکی ہم پر خوب چلی اور واقعہ یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک نے پیٹ بھر کر ایک دوسرے کا مقابلہ کیا۔

اور ہم تو وہ لوگ ہیں کہ اس شخص کے لیے قتل کو قابل الزام نہیں سمجھتے جو اپنے حقوق کی حمایت میں مارا جاتا ہے۔

ایک اور قصیدہ کے اشعار میں حضرت کعبؓ کی قافیہ بندی کا کمال دیکھیے:

تلقا کم عصب حول النبی لهم مما یعدون للهیجا سرابیل
من جذم غسان مسترخ حمائلهم لا جبناء ولا میل ممازیل
یمشون تحت عمایات القتال کما تمشی المصاعبة الادم المراسیل (۲۵)

ترجمہ: اور تمہیں رسول اللہ ﷺ کے گرد جمع ہونے والی ایسی جماعتیں ملیں گی، جن کے پاس زرہیں موجود ہیں۔ یہ زرہیں ان اسلحہ میں سے ہیں جنہیں انہوں نے جنگ کے لیے تیار کر رکھا ہے۔ یہ جماعتیں قبیلہ غسان کی نسل سے ہیں، جن کی تلواروں کے پر جنگ کے لیے ہر وقت ڈھیلے رہتے ہیں۔ جو بزدل یا نہتے نہیں، جن کے پاس نیزے وغیرہ نہ ہوں۔

یہ جماعتیں میدان قتال میں جنگ کی ہولناکیوں میں اسی طرح چلتی ہیں جس طرح سفید نر اونٹ ایک کے پیچھے ایک قطار در قطار چلتے ہیں۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے اپنے قصیدوں میں بہت سی جگہ قافیہ استعمال کیا ہے۔ انہوں نے تصریع (۲۶) کا استعمال بھی کیا ہے۔ اپنے اشعار میں تصریع کا استعمال سولہ مرتبہ کیا ہے قصیدوں میں آٹھ مرتبہ اور مقطوعات میں آٹھ مرتبہ۔

روی کا استعمال حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے چودہ حروف پر کیا ہے۔ روی کی الراء کا استعمال اپنے قصائد میں بارہ مرتبہ کیا ہے۔ النون نو مرتبہ، اللام آٹھ مرتبہ، الباء چھ مرتبہ، الدال، العین اور المیم ہر ایک پانچ مرتبہ۔ الھمزہ، الفاء، القاف ہر ایک چار مرتبہ۔ الکاف اور الباء دو مرتبہ۔ التاء، الجیم، الزاء اور السین ہر ایک ایک مرتبہ۔

Marfat.com

تشبیہ واستعارہ کا استعمال

تشبیہ کے لغوی معنی کسی ایک چیز کو دوسری کے ساتھ ایک یا ایک سے زیادہ معنوں میں برابر قرار دینا اور علم بیان کی اصطلاح میں تشبیہ کا مفہوم

و أما التشبيه فهو الدلاله على اشتراك شيئين فى وصف هو من أوصاف الشئى فى نفسه۔ (۲۸)

ترجمہ: تشبیہ کسی ایسی مشترک صفت کے بیان کو کہتے ہیں جو کسی شے میں بذات پائی جائے۔

استعارہ کے لغوی معنی ''ادھار لینے'' کے ہیں۔ علم بیان کی اصطلاح میں استعارہ کا مفہوم۔

''واما الاستعاره هى ادعاء معنى الحقيقة فى الشئى للمبالغة فى التشبيه مع طرح ذكر المشبة من البين لفظاً و تقديراً''۔ (۲۹)

ترجمہ: استعارہ مبالغہ کی بنا پر مشبہ میں مشبہ بہ کے معنی کے پائے جانے کا دعوی اس طرح کہ لفظی وتقدیری اعتبار سے وہ عین مشبہ بہ بن جائے اور مشبہ کا ذکر نہ کیا جائے۔

تشبیہ واستعارہ شعرائے عرب کا خاص طرہ امتیاز رہا ہے۔ جدت استعارہ شعراء کا محبوب اسلوب ہے۔ کلام میں اشارہ کی لطافت، کنایہ کی بداعت کلام کے حسن کو اور زیادہ نکھار دیتی ہے۔ چنانچہ جاہلی اور اسلامی ہر دور کے شعراء اس میں اکثر دلچسپی لیتے رہے ہیں۔ حضرت کعبؓ نے بھی اس صنف میں طبع آزمائی کی ہے۔ اپنے اشعار میں ایسی خوبصورت اور عمدہ تشبیہات دیتے ہیں کہ پڑھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ جنگ احد کے موقع پر مسلمانوں کی بہادری کو شیر سے تشبیہ دیتے ہیں کیونکہ شیر کے لیے مشہور ہے کہ وہ بہت بہادر ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں:

ورحنا واخرانا بطاء كأننا
أسود على لحم ببيشة ضلع (۳۰)

ترجمہ: اور ہم لوگ شام کے وقت اس شان سے واپس ہوئے کہ ہم میں جو لوگ

Marfat.com

آخری صفوں میں تھے وہ باطمینان خراماں چلے آرہے تھے۔ گویا ایسے شیر تھے جو اپنی کچھار پر اٹھلا اٹھلا کر گوشت کھا رہے تھے۔ اسی طرح ایک اور جگہ مسلمانوں کو شیروں سے اور کفار قریش کو چیتوں سے تشبیہہ دیتے ہوئے کہتے ہیں:

سائل قریشاً غداۃ السفح من أحد ما زا لقینا وما لا قوا من الهرب
کنا السود و کانوا النمر اذ زحفوا ما ان نراقب من إل ولا نسب (۳۱)

ترجمہ: قریشیوں سے دامن احد کے واقعہ کے متعلق ذرا پوچھو کہ ہم نے کس چیز کا سامنا کیا اور کیا ان کے لیے بھاگنا ناگزیر نہیں ہوگیا تھا، ہم اس وقت شیر تھے اور قریش چیتوں کی مانند چپکے چپکے چھپ کر کھسک گئے تھے اور ہمارا حال یہ تھا کہ خاندان اور نسب کا بھی کچھ خیال نہیں کر رہے تھے۔

جنگ خندق کے موقع پر فرماتے ہیں:

بباب الخندقین کان اسدا
شوا بکهن یحمین العرینا (۳۲)

ترجمہ: خندق کے دروازے پر گویا شیر تھے جو گتھ کر اپنی کچھار کی مدافعت کر رہے تھے۔

تشبیہہ ایک عام چیز ہے اس لیے ہر شخص اس کو اپنے استعمال میں لاتا ہے لیکن جب تک تشبیہہ میں ندرت نہ ہو تو وہ کوئی اثر پیدا نہیں کر سکتی۔ اسی بنا پر شعراء نادر اور اچھوتی تشبیہات تلاش کر کے اپنے اشعار میں استعمال کرتے ہیں۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ تشبیہہ و استعارہ کے ذریعہ کلام میں جو زور اور وسعت پیدا ہوتی ہے وہ کسی اور طریقہ سے پیدا نہیں ہو سکتی۔ جب شاعر کوئی غیر معمولی بات کہتا ہے تو اس کے ممکن الوجود ہونے کو ثابت کرنے کے لیے تشبیہہ کی ضرورت پڑتی ہے۔ کسی نہایت نازک اور لطیف چیز یا حالت کو بیان کرتے وقت جہاں عبارت کام نہ دے سکے تو تشبیہہ و استعارہ کام دیتا ہے۔ اسی کے پیش نظر اکثر شعراء اس میں دلچسپی لیتے ہیں۔ یہاں حضرت کعب رضی اللہ عنہ ایک قصیدہ میں مسلمانوں کو باز پرندوں سے تشبیہہ دیتے ہیں۔

اذا ما نحن أشرجنا علیها جیاد الجدل فی الارب الشداد

Marfat.com

قذفنا فی السوابغ کل صقر کریم غیر معتلث الذناد
اشم کانه اسد عبوس غداة بدا ببطن الجزع غاد
یغشی هامة البطل المذکی صبّی السّیف مستوخی النجاد (۳۳)

ترجمہ: جب ہم اس جماعت کے جسموں پر سخت گرمیوں والی بہترین زرہیں باندھتے ہیں تو ہم ان بھرپور زرہوں میں گویا ایسے باز پرندے ڈالتے ہیں جو شریف النسل ہیں اور جو جنگ کے چقماق سے انجان طریقے سے چنگاری نہیں نکالتے۔ بلکہ وہ ایک ماہر کی حیثیت سے اس میں حصہ لیتے ہیں ناک والے ہیں اور جب ان کے پاس وادی کے کنارے صبح کے وقت کوئی سائل فریاد لے کر آتا ہے۔ تو اس کی مدد کے لیے اس وقت یہ ترش روشیر کی مانند ہو کر جب بڑے زور و طاقت رکھنے والے بہادر پر حملہ کر کے چھا جاتے ہیں تو اس وقت ان بہادروں کی تلواریں بچوں کی تلواریں معلوم ہوتی ہیں اور ان کی تلواروں کے پرتلے ڈھیلے ہو جاتے ہیں۔

ایک اور جگہ مسلمانوں کو شتر نر کہتے ہیں:

فمضوا أمام المسلمین کأنهم
فنق علیهن الحدید العرفل (۳۴)

ترجمہ: پس یہ مردان خدا مسلمانوں کے سامنے سے نکل کر میدان کارزار میں اس طرح کود پڑے گویا شتر نر ہیں جن پر لوہے کی مضبوط زرہیں زمین پر گھسٹتی ہوئی پڑی ہیں۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی ایک اور نادر تشبیہ ملاحظہ کیجیے۔

وخیل تراها بالفضاء کأنها
جراد صباً فی قرة یتریع (۳۵)

ترجمہ: اور گھوڑے اس طرح چل رہے ہیں گویا کہ وہ پوربی ہوا کی ٹھنڈک میں آگے پیچھے حرکت کرنے والی ٹڈیاں ہیں۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی جماعتوں کو اونٹوں کی قطاروں سے تشبیہ دیتے ہیں کیونکہ اونٹ کو اس زمانے میں عربوں کی زندگی کا ستون سمجھا جاتا تھا۔ یہاں مسلمانوں کو نر

Marfat.com

اونٹ سے تشبیہہ دیتے ہوئے کہتے ہیں:

يمشون نحو عمايات القتال كما
تمشى المصاعبة الادم المراسيلى (۳۶)

ترجمہ: یہ جماعتیں میدان قتال میں جنگ کی ہولناکیوں میں اسی طرح چلتی ہیں جس طرح سفید نر اونٹ ایک کے پیچھے ایک قطار در قطار چلتے ہیں۔

لڑائی کو صفت ناقہ سے تشبیہہ دیتے ہوئے کہتے ہیں۔

انا بنو الحرب نمريها وننتجها
وعندنا لذوى الأضغان تنكيل (۳۷)

ترجمہ: دیکھو ہم بڑے جنگجو لوگ ہیں جنگ کو ہم اونٹنی کی طرح دوھتے ہیں اور اس سے بچے پیدا کرا دیتے ہیں اور ہمارے پاس کینہ پرور لوگوں کے لیے بڑی دردناک سزا ہے۔

اور حمزہ کو قرما کہتے ہیں۔

قرم تمكن فى ذوابة هاشم
حيث النبوة والندى والسؤدد (۳۸)

ترجمہ: حمزہ ایک ایسے سردار تھے جو بنو ھاشم میں چوٹی کے آدمی تھے جن میں نبوت، عطا و بخشش اور سرداری کی صفات موجود تھیں۔

اور حمزہؓ کے قاتل کو کالے اونٹ سے تشبیہہ دیتے ہیں۔

فلا قاه عبد بنى نوفل
يبربر كالجمل الأدعج (۳۹)

ترجمہ: تو بنو نوفل کا وہ غلام ان سے بھڑ گیا جو سیاہ اونٹ کی طرح بلبلا رہا تھا۔

اسی طرح حضرت کعبؓ مختلف جگہ مسلمانوں کو حیوانوں اور پرندوں سے تشبیہہ دیتے ہیں جیسے شیر، چیتا، بھیڑیا اور شتر مرغ وغیرہ۔

مسلمانوں کو شیروں سے تشبیہہ دیتے ہوئے فرمایا:

Marfat.com

فساروا و سرنا فالتقينا كأننا

أسود لقاء لا يرجى كليمها (۴۰)

ترجمہ: پس وہ بھی چلے اور ہم بھی چلے اور ان سے ہم اس طرح مقابل ہوئے گویا مقابلے کے لیے ایسے شیر ہیں جن کے زخم خوردہ (کے بچنے) کی امید نہیں کی جاتی۔

یہاں حمزہؓ کو شیر کہتے ہیں۔

وتراه يرفل فى الحديد كأنه

ذولبدة ششن البرائن أربد (۴۱)

ترجمہ: اور تم انہیں دیکھتے کہ تلوار لے کر اس ناز و انداز اور فخر و مباہات سے چلتے گویا ایک ایسے بھورے رنگ کے شیر ہیں جس کی گردن پر بڑے بڑے بال ہوں اور اس کے پنجے بہت سخت ہوں۔

اسی طرح مسلمانوں کے سواروں کو بھیڑیوں سے تشبیہ دی ہے۔

وترائعاً مثل السراح نمى بها

علف الشعير و جزة المقضاب (۴۲)

ترجمہ: اور وہ عربی النسل گھوڑے جو بھیڑیوں کی طرح جھپٹ کر حملہ کرنے والے ہیں ان کے کھانے کی وجہ سے جو کا چارا اور درانتی سے کاٹی ہوئی گھاس غائب ہوگئی۔

اور کتوں سے بھی تشبیہ دی ہے:

قودا تراح إلى الصياح اذا غدت

فعل الضراء تراح للكلاب (۴۳)

ترجمہ: یہ گھوڑے دراز قامت ہیں، جب صبح کرتے ہیں تو اسی طرح ہنہنانے کی آواز نکال کر خوش ہوتے ہیں جس طرح شکاری کتے اپنے شکاروں کو دیکھ کر خوش ہو کر آوازیں نکالتے ہیں۔

اور شتر مرغ سے بھی تشبیہ دیتے ہیں:

Marfat.com

فأتاك فل المشركين كأنهم

والخيل شفنهم نعام شرد(۴۴)

ترجمہ: پس تیرے پاس مشرکوں میں سے وہ شکست خوردہ لوگ پہنچے جن کا عالم یہ تھا کہ بدکے ہوئے شتر مرغوں کی طرح بھاگ رہے تھے اور ہمارے گھوڑے ان کا پیچھا کر رہے تھے۔

یثرب کی مختلف جگہوں سے بھی تشبیہہ دیتے ہیں۔ اس شعر میں اونٹ کی جگہوں کو فتین سے تشبیہہ دی۔

معاطن تهوى اليها الحقو

ق يحسبها من رآها الفتينا(۴۶)

ترجمہ: وہ وہ اونٹ ہیں جن میں لوگوں کے حقوق ہیں اور جنہیں کوئی دیکھتا ہے تو انہیں (موٹا تازہ اور تیار مال ہونے کے سبب) پانی کے پاس پڑی ہوئی سیاہ پتھروں کی چٹانیں سمجھ لیتے ہیں (کیونکہ یہ اونٹ وہی ہیں جو پانی کے پاس بیٹھنے کے عادی ہیں۔

مدینہ کے اردگرد جو تالاب پھیلے ہوئے ہیں ان کو زرہ کے ساتھ تشبیہہ دیتے ہیں۔

وكل صموت فى الصوان كانها

اذا لبست نهى من الماء مترع (۴۷)

ترجمہ: جب وہ (ٹھوس اور مضبوط زرہ) پہنی جاتی ہے تو گویا تالاب کو پانی سے بھر دیا جاتا ہے۔ (یعنی جسم پر زرہ اس طرح چسپاں ہو جاتی ہے جیسے تالاب میں اس کا پانی۔

اسی طرح ایک اور شعر میں بیان کرتے ہیں:

فى كل سابغة كالنهى محكمة

قيامها فلج كالسيف بهلول(۴۸)

ترجمہ: یہ جماعتیں ایسی زرہوں میں ملبس ہوتی ہیں جو نہایت مستحکم ہیں اور جو اس تالاب کی طرح ہیں جو تلوار کی طرح چمکدار نہر "فلج" کے قریب واقع ہوا ہو۔

اور یہی بات ایک اور شعر میں فرماتے ہیں:

Marfat.com

ترانا فی فضافض سابغات

کغدران الملا متسر بلینا (۴۹)

ترجمہ: تم دیکھ رہے تھے کہ ہم میدان کے تالابوں جیسی بھرپور زرھوں میں ملبوس تھے۔عربوں میں قمر، بدر، شہاب نجوم وغیرہ سے تشبیہہ دینا بہت اچھا سمجھا جاتا ہے۔''

اس شعر میں رسول اللہ ﷺ کو بدر سے تشبیہہ دے رہے ہیں۔

یمضی ویذمرنا عن غیر معصیۃ۔

کأنہ البدر لم یطبع علی الکذب(۵۰)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ ہمیں ایسی باتوں پر آمادہ کرتے ہیں جو معصیت سے دور ہوتی ہیں اور انہیں نافذ فرماتے ہیں۔وہ گویا چودھویں رات کا چاند ہیں۔جو کذب اور غیر واقفیت پر پیدا نہیں کیے گئے۔

مسلمانوں کی جماعتوں کو شہاب سے تشبیہہ دیتے ہیں۔

وکنا شھابا یتقی الناس حرہ

ویفرج عنہ من یلیہ ویسفع(۵۱)

ترجمہ: اور ہم جنگ کے وہ شعلے ہیں کہ لوگ ان کی حرارت سے بچتے اور ڈرتے ہیں اور جو اس حرارت سے قریب ہوتا ہے وہ کتنا ہی اس سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کرے، بچ نہیں سکتا اور جل بھن کر خاک ہو جاتا ہے۔

حربہ کو شہاب سے تشبیہہ دیتے ہوئے فرمایا:

فاؤجرہ حربۃ کالشھاب

تذھب فی اللھب المرھج(۵۲)

ترجمہ: بنونوفل کا وہ غلام ان سے بھڑ گیا جو سیاہ اونٹ کی طرح بلبلا رہا تھا) اس غلام نے شعلہ آتش کی مانند حربہ کو حمزہؓ کے سینے پر پھینک کر مار دیا۔یہ ایسا شعلہ تھا جو بھڑکتی ہوئی آگ میں بہت زیادہ مشتعل ہو رہا ہو۔

رنج کو بھی شہاب سے تشبیہہ دیتے ہیں:

Marfat.com

وکان مابین الجوانح والحشا

مما تاؤ بینی شهاب مناخل (۵۳)

ترجمہ: (حزن و ملال مجھ پر طاری ہے) گویا پسلیوں اور اندرونی اعضاء کے درمیان ایک شہاب ثاقب داخل کر دیا گیا ہے۔

اور سفید چمکتی ہوئی تلواروں کو شعلے سے تشبیہہ دیتے ہوئے کہتے ہیں:

وقد عریت بیض خفاف کأنها

مقابیس یزهیها لعینیك شاهر (۵۴)

ترجمہ: اور سفید (چمکتی ہوئی) ہلکی (تلواریں) برہنہ کر لی گئیں گویا شعلے ہیں کہ تلوار کھینچنے والا تیری آنکھوں کے سامنے انہیں حرکت دے رہا ہے۔

ایک اور شعر میں زرہ کی کیلوں کو ٹڈیوں کی آنکھوں سے تشبیہہ دیتے ہیں۔ یہ تشبیہہ اپنے اندر کس قدر جدت لیے ہوئے ہے، فرماتے ہیں:

بیضاء محکمة کأن قتیرها

حدق الجنادب ذات شك موثق (۵۵)

ترجمہ: ایسی زرہ میں ملبوس جو چمکیلی اور نہایت مضبوط ہے جس کی بندش نہایت اچھی ہے اور جس کی کیلیں ٹڈیوں کی آنکھوں کی طرح چمک رہی ہیں۔

نیزے کی سنان کو رات کی تاریکی میں شہاب ثاقب کی روشنی سے تشبیہہ دی ہے۔

یصل الیمین بعارن متقارب وکلت وقیعته الی خباب

واغرا زرق فی القنات کأنه فی طخیة الظلماء ضوء شهاب (۵۶)

ترجمہ: ہر ہاتھ ایک ایسا سبقت لے جانے والا سبک نیزہ لے کر حملہ آور تھا جو خباب (لوہار) کا بنایا ہوا تھا اور نیزے میں لگی ہوئی ایسی صاف و شفاف سنان کے ساتھ حملہ کر رہا تھا، جو گویا رات کی تاریکی میں شہاب ثاقب کی روشنی تھی۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے اشعار میں جہاں عمدہ اور نادر تشبیہات ملتی ہیں، وہیں استعارہ کی لطافت بھی نظر آتی ہے۔

Marfat.com

جنگ بدر کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا نور کہتے ہیں:

وردناہ بنورِ اللّٰہ یجلوا
دجی الظلماء عنا والغطاء (۵۷)

ترجمہ: ہم اپنے ساتھ اللہ کا نور لے کر اس مقام پر پہنچے ہیں جو اندھیری رات کی تاریکی اور پردے ہم سے دور کر رہا تھا۔

ایک شعر میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شیر کہتے ہیں:

فقد کان عزاً لأیتامنا
ولیث الملاحم فی البزة (۵۸)

ترجمہ: وہ ہمارے یتیموں کے لیے دوسروں پر غالب آ جاتا تھا اور بڑے بڑے معرکوں میں اسلحہ جنگ کے ساتھ کود جانے والا شیر تھا۔

عربوں کی زندگی میں نجوم، نور، قمر، شہاب وغیرہ بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ اسی وجہ سے عقبہ کے نقباء کو ستاروں سے تشبیہہ دی ہے، فرماتے ہیں:

أولاك نجوم لا یغبك منهم
علیك بنحس فی دجی اللیل طالع (۵۹)

ترجمہ: یہ ایسے ستارے ہیں کہ تجھ پر نحوست لے کر نکلنے میں کوئی اندھیری رات میں ناغہ نہ ہونے دیں گے۔

اور اپنے شعر میں ہدایت اسلام کے لیے کلمہ نور کو استعارہ کے طور پر استعمال کرتے ہوئے فرمایا:

واشیاع احمد از شایعوا
علی الحق ذی النور والمنهج (۶۰)

ترجمہ: اور اسی طرح احمد مرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر متبعین سب نے اپنی تلواروں سے کفار کا جواب دیا تھا اور یہ سب مسلمان واضح و روشن حق کی پیروی کر رہے تھے۔

Marfat.com

فصاحت و بلاغت

دنیا کی دیگر اقوام کی طرح عربوں کی شاعری پر بھی تمدن کا اثر ہے۔ تمدن عرب کی حقیقی صبح صادق قرآن مجید اور آنحضرت ﷺ کی ذات بابرکات سے طلوع ہوئی۔ قرآن مجید فصاحت و بلاغت کا سرچشمہ ہے۔ اس نے بڑے بڑے فصیح گو شاعروں کو خاموش کر دیا تھا۔ چنانچہ جو شاعر مسلمان ہوئے ان کے اشعار میں بھی فصاحت و بلاغت کی روح پیدا ہو گئی۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے کلام میں فصاحت و بلاغت، پورے طور پر جلوہ گر ہے۔ تخیل کی بلند پروازی، ندرت خیال، جدت الفاظ، عمدہ تشبیہات اور بہترین استعارات آپؓ کی شاعری میں جا بجا نظر آتے ہیں۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ بہت قابل تعریف اور بڑے وصف والے تھے۔ ان کے خیالات کی بلند پروازی بہت اونچی تھی۔ یہاں تلوار کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وقد عريت بيض خفاف كأنها
مقابيس، يُزهيها لعينيك شاهر (۶۱)

ترجمہ: اور سفید چمکتی ہوئی ہلکی تلواریں برہنہ کر لی گئیں گویا شعلے ہیں کہ تلوار کھینچنے والا تیری آنکھوں کے سامنے انہیں حرکت دے رہا ہے۔

السامی العانی لکھتے ہیں:

"فكعب شاعر مطبوع، لهم يعرف عنه قوم شعره بالشقاف او نقحة باعادة النظر فيه فهو يجرى فى شعره على سجيه" (۶۲)

ترجمہ: کعب طبعی شاعر ہیں وہ اپنے شعر کی روانی کی وجہ سے مشہور ہوئے۔ اس میں کاٹ چھانٹ نہیں کرتے اور نہ اس میں دوبارہ نظر کرتے ہیں۔ ان کی طبیعت کی روانگی کے ساتھ شعر جاری ہوتا ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی ترکیب بھی طبعی ہے تعقیدی (۶۳) یا التوائی نہیں ہے۔ آپؓ الفاظ کی ایسی ترتیب و ترکیب قائم کرتے ہیں کہ زبان تسلسل کے ساتھ اس کا تلفظ ادا کرتی ہے

Marfat.com

جیسا کہ آپؓ کے ان اشعار سے ظاہر ہے:

عبیدہ أمی ولا نرتجیه
لعرف عرانا ولا منکر (۶۴)

ترجمہ: عبیدہ میں ایسی کوئی عادت نہیں جو ہمیں شرمسار کرے، برائی نہ ہوئی ہے اور نہ آئندہ ایسی توقع ہے۔

ایک اور شعر میں فرماتے ہیں:

وهام بنی ربیعة سائلوها
ففی اسیافنا منها فلول (۶۵)

ترجمہ: اور بنو ربیعہ کی کھوپڑیوں سے دریافت کرو۔ ان کھوپڑیوں کی وجہ سے ہماری تلواریں دندانہ دار ہوگئی تھیں۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی زبان بڑی ٹیکسالی اور بڑی مستند ہے۔ بڑے بڑے لغت نویسوں نے ان کے اشعار کو لفظوں کے معنی کی تشریح کے سلسلہ میں بطور سند پیش کیا ہے۔ اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔ یہ مثالیں عربی زبان کی ضخیم ترین اور نہایت مستند لغات ''لسان العرب'' مؤلفہ ابن منظور المرصی سے لی گئی ہیں۔

۱۔ خدب:

قال کعبؓ بن مالک الانصاری

خدباء یحفزها بخاد مهند
صافی الحدیدة صارم ذی رونق (۶۶)

ترجمہ: ایسی زرہ، جس کی بناوٹ مستحکم ہے اس کی رونق و عظمت چمکیلی کاٹ کر رکھ دینے والی شفاف لوہے کی ہندی تلوار کے پرتلے سے دوبالا ہو جاتی ہے۔

۲۔ ذرب:

قال کعبؓ بن مالک:

بمذربات بالاکف نواهل
وبکل أبیض کالغدیر مهند (۶۷)

Marfat.com

ترجمہ: ہاتھوں میں تیز تیر ہیں جو خون کے پیاسے ہیں اور حوض کی طرح سفید تر چمکدار تلواریں ہیں۔

۳۔ ریب (۶۸)

قال کعب رضؓ بن مالک الانصاری:

قضينا من تهامة كل ريب
وخيبر ثم اجمعنا السيوفا (۶۹)

ترجمہ: خیبر اور تہامہ سے ہر شک کو دور کر کے ہم نے تلواروں کو جمع کر دیا ہے۔

۴۔ غلب: (۷۰)

قال کعب رضؓ بن مالک الانصاری:

همت سخينة أن تغالب ربها
وليغلبن مغالب الغلاب (۷۱)

ترجمہ: یہ قریش اس خیال سے آئے تھے کہ غلبہ حاصل کرنے میں اپنے رب سے مقابلہ کریں گے، لیکن سب سے غلبے والی ہستی سے جو مقابلہ کرتا ہے وہ ضرور بالضرور مغلوب ہو کر رہتا ہے۔

۵۔ شعث:

قال کعب بن مالک الانصاری:

لم ألا له به شعثا ورم به
امور أمته والأمر منتشر (۷۳)

ترجمہ: ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ان کی امت کے منتشر اور کمزور معاملات کو دوبارہ جمع کیا۔

۶۔ رضح: (۷۴)

قال کعب رضؓ بن مالک الانصاری:

Marfat.com

وترعی الرّضح والورقا

وتقول رضحت الحصی فترضح (۷۵)

ترجمہ: اوروہ رعایت رکھتی ہے تھوڑی سی بخشش اورروپے پیسے کی بخشش میں اوروہ کنکریاں توڑتی ہے،تووہ ٹوٹ جاتی ہیں۔

۷۔بجد (۷۶):

قال کعبؓ بن مالک الانصاری:

تلوذ الیجود بأدرائنا

من الضرفی أزمات السنینا (۷۷)

ترجمہ: سخت قحط سالیوں میں، بھوک سے نڈھال ہوکر جماعتیں ہمارے صفوں کی پناہ لیتی ہیں۔

۸۔اخر:(۷۸)

قال کعبؓ بن مالک الانصاری:

أن لا ترالوا ما تفرد طائر

اخری المنون موالیا اخوانا (۷۹)

ترجمہ: جب تک کہ کوئی گانے والا پرندہ ہے اس وقت تک تم ہمیشہ دوست اور بھائی بنے رہو۔

۹۔جبر:(۸۰)

قال کعبؓ بن مالک انصاری:

شھدنا فما تلقی لنا من کتیبة

ید الدّھر الاجبرئیل امامھا(۸۱)

ترجمہ: ہم حاضر ہوئے، پس زمانے کے ہاتھ سے ہمیں کوئی لشکر نہ ملا، مگر یہ کہ

Marfat.com

جبرئیل اس کے آگے آگے تھا۔

۱۰۔ حبر: (۸۲)

قال کعبؓ بن مالک الانصاری:

لقد خزیت بغدوتها الحبور
كذالك الدهر ذو صرف يدور (۸۳)

ترجمہ: احبار یہود اپنی غداری کی وجہ سے ذلیل وخوار ہوکر رہ گئے۔ یہ زمانہ حوادث کو لے کر اسی طرح گردش کرتا ہے۔

۱۱۔ معع: (۸۴)

المع الذوبان والمعمعة صوت الحريق يوفى القصب و نحو

قال کعبؓ بن مالک الانصاری:

من سره ضرب يرعبل بعضه
بعضا لمعمعة الاباء المحرق (۸۵)

ترجمہ: جن لوگوں کو شمشیر زنی کی وہ جھنکار پسند آئے جو تلواروں کے آپس میں ٹکرانے سے اسی طرح پیدا ہوتی ہے جیسے بانسوں کو جلاتے وقت چٹخنے کی آواز نکلتی ہے۔

۱۲۔ رأف: (۸۶)

قال کعبؓ بن مالک الانصاری:

نطيع نبينا و نطيع ربا
هو الرحمن كان بنا رؤوفا (۸۷)

ترجمہ: ہم اپنے نبی کا اتباع کرنے والے ہیں اور اس رب عالم کے فرمان بردار ہیں جو بڑا مہربان اور ہم پر بڑی عنایت کرنے والا ہے۔

۱۳۔ غطرف: (۸۸)

قال کعبؓ بن مالک الانصاری:

Marfat.com

الحمد للّٰہ الذی قد شرفا

قومی و أعطاهم معاً و غطرفا(۸۹)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے میری قوم کو شرف بخشا اور انہیں سرداری اور بڑائی دی۔

۱۴۔دال:(۹۰)

قال کعبؓ بن مالک الانصاری:

جاؤا بجیش لوقیس معرسه

ما کان الاکمعرس الدئل(۹۱)

وانشد اصمعی بیت کعبؓ بن مالک

ماکان الاکمعرس الدئل (۹۲)

ترجمہ: وہ ایسا لشکر لے کر آئے تھے کہ اگر قیس ان کی منزل ہوتا تو تب بھی ان کا سنگخور کے اپنے بل میں گھسنے سے مشابہ ہی ہوتا۔

۱۵۔ذال:(۹۳)

واما أن یکون فی معنی مذل أنشد سیوبه لکعبؓ بن مالك

لقد لقیت قریظة ماساها

وحل بدارهم زل ذلیل (۹۴)

ترجمہ: بنوقریظہ نے اس قوم کو پالیا، جس نے ان کے ساتھ نرمی نہ کی اور ان کے گھر میں ذلت ڈیرہ ڈال چکی ہے۔

۱۶۔قتل:(۹۵)

قال کعبؓ بن مالک الانصاری:

اقاتل حتی لأاری لی مقاتلا

وأنجو اذا غم الجبان من الکرب (۹۶)

Marfat.com

ترجمہ: میں لڑتا ہوں، جب کہ بزدل اپنی بزدلی سے چھپا ہوا، یا غمگین ہوتا ہے۔

۱۷۔ سخن: (۹۷)

قال کعبؓ بن مالک الانصاری:

زعمت سخينة أن ستغلب ربها

وليغلبن مغالب الغلاب (۹۸)

ترجمہ: یہ قریشی اس خیال سے آئے تھے کہ غلبہ حاصل کرنے میں اپنے رب سے مقابلہ کریں گے لیکن سب سے غلبہ والی ہستی سے جو مقابلہ کرتا ہے وہ ضرور بالضرور مغلوب ہوکر رہتا ہے۔

۱۸۔ منن: (۹۹)

قال کعبؓ بن مالک الانصاری:

انسيتم عهد النبى اليكم

ولقد اسط وأكد الايمانا

ان لاتزالوا ما تغرد طائر

أخرى المنون مواليا اخوانا (۱۰۰)

ترجمہ: کیا تم اپنا حضور ﷺ کے ساتھ گزرا ہوا زمانہ بھول گئے ہو، کہ حضور ﷺ نے تمہیں ایمان پر قائم اور پختہ کیا۔ جب تک کہ کوئی گانے والا پرندہ ہے، اس وقت تک تم ہمیشہ دوست اور بھائی بنے رہو۔

۱۹۔ بلة: (۱۰۱)

قال کعب رضی اللہ عنہ بن مالک الانصاری:

نصل السيوف إذا قصرن بخطونا

تدما و نلحقها اذا لم تلحق

Marfat.com

تذر الجما جم ضاحيا هاماتها

بله الأكف كأنها لم تخلق (۱۰۲)

ترجمہ: ہمارا یہ ہمیشہ کا معمول رہا ہے کہ اگر تلواریں ہمارے قدم کے ساتھ نہیں چلتیں اور آگے بڑھنے میں کوتاہی کرتی ہیں تو ہم ان کے پاس پہنچتے ہیں اور انہیں آگے بڑھا دیتے ہیں اور دشمن سے بھڑا دیتے ہیں (یعنی اگر شمشیر زن کوتاہی کرتے ہیں تو ہم ان میں جوش پیدا کر دیتے ہیں) پس تم دیکھو گے کہ دشمن کے سروں کی کھوپڑیاں آفتاب کی روشنی میں صاف نظر آ رہی ہیں۔ ہتھیلیوں اور ہاتھوں کا ذکر چھوڑو، وہ تو گویا پیدا ہی نہیں کیے گئے۔

۲۰۔(ابی) الاباء:(۱۰۳)

قال كعبؓ بن مالك يوم حفر الخندق:

من سره ضرب سره ضرب يرعبل بعضه

بعضا كعصعة الأباء المحرق

فليأت مأ سدة تسن سيوفها

بين المذاد و بين جزع الخندق (۱۰۴)

ترجمہ: جن لوگوں کو شمشیر زنی کی وہ جھنکار پسند آئے جو تلواروں کے آپس میں ٹکرانے سے اسی طرح پیدا ہوتی ہے جیسے بانسوں کو جلاتے وقت چٹخنے کی آواز نکلتی ہے۔ انہیں شیروں کو اس میدان جنگ میں آ جانا چاہیے۔ جو مقام مذاد اور خندق کے پہلو کے درمیان واقع ہے، یہاں تلواریں خوب تیز کی جا رہی ہیں۔

۲۱۔نصا(۱۰۹)

وقال كعبؓ بن مالك الانصاری

ثلاثه آلاف ونحن نصية

ثلاث منين ان كثرنا واربع (۱۱۰)

ترجمہ: ان کی تعداد تین ہزار تھی۔ اور ہم کل نو سو، زیادہ سے زیادہ ہزار تھے۔ مگر ہم

Marfat.com

چیدہ لوگ تھے۔

فی البدیہہ شعر گوئی

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی شاعری کی بڑی خصوصیات میں سے ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ آپؓ فی البدیہہ شعر کہتے تھے اور آپؓ کے فی البدیہہ شعر کہنے کی وجہ سے آپؓ کی قوم انصار آپؓ کی بہت عزت کرتی تھی کیونکہ آپؓ ان شعروں کے ذریعہ اپنے اور اپنی قوم کے اوپر فخر کرتے تھے۔ ان کے ذریعہ اپنی قوم کی عزت بڑھاتے تھے اور انہی کے ذریعہ مسلمانوں کا اور سرور کائنات رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے تھے۔

ان کے فی البدیہہ شعر کہنے کی سب سے بڑی مثال یوم خیبر کے موقع پر ملتی ہے جب مرحب یہودی یہودیوں کے قلعہ سے یہ رجز پڑھتا ہوا نکلا

قد علمت خيبر انی مرحب　　شاكی السلاح بطل مجرب

أطعن احيانا وحينا أضرب　　اذا الليوث أقبلت تحرب (111)

إن حماى للحمي لايقرب

ترجمہ: خیبر کو معلوم ہے کہ میں مرحب ہوں۔ پوری طرح مسلح اور آزمودہ کار بہادر جب جنگ جو شیر غیظ میں آگے بڑھتے ہیں تو میں انہیں کبھی نیزوں سے مارتا ہوں اور کبھی تلواروں سے۔ میرے مخصوص علاقے کے کوئی قریب نہیں آسکتا۔

ان اشعار کا جواب حضرت کعبؓ بن مالک نے فی البدیہہ دیا فرماتے ہیں:

قد علمت خيبر أنی كعب　　مفرج الغمى جرثٌ صلب

اذ شبت الحرب تلتها الحرب　　معی حسام كالعقيق عضب

نطوكم حتى يذل الصعب　　نعطى الجزاء أو يفى النهب

بكف ماض ليس فيه عتب (112)

ترجمہ: خیبر کو معلوم ہے کہ میں کعب بن مالک ہوں۔ دشواریوں کو دور کرنے والا بہادر اور مضبوط۔ جب جنگ کی آگ بھڑکتی ہے تو اس کے بعد جنگ آتی ہے۔ میرے پاس کاٹنے والی تلوار ہے جو بجلی کی طرح چمکتی ہے۔ ہم تمہیں روند کر رکھ دیں گے۔ یہاں تک

Marfat.com

دشواری دشواری نہ رہے ہم تمہیں بدلے کی سزا دے کر رہیں گے تا آنکہ مال غنیمت حاصل ہو جائے۔ایسے تیز رو ہاتھ کے ساتھ جس میں ذرا کجی نہیں۔

آپؓ کے فی البدایہہ شعر کہنے کا ایک اور واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ سفر میں تھے۔آپؐ نے سلمہ بن اکوع سے کہا ''اتر'' تو سلمہ بن اکوع یہ رجز پڑھتے ہوئے اترے۔

لم یغذها مد ولا نصیف ولا تمیرات ولا تعجیف
لکن غذاها اللبن الحریف المحض والقارص والصریف (۱۱۳)

ترجمہ: نہ اس کو غذا دی مد نے نہ نصیف نے (نہ اس نے بھرا ہوا پیمانہ کھایا نہ آدھا کھایا)۔نہ غذا دی کھجوروں نے اور نہ آٹے نے (نہ کھجوریں کھائیں نہ آٹا کھایا) لیکن اس کی پرورش موسم خزاں کے دودھ، مکھن، روٹی اور درخت خرما کی خشک شاخ سے ہوئی۔

قوم انصار نے سلمہ بن اکوع کو رجز پڑھتے ہوئے سنا تو خواہش کی کہ کعبؓ اس کا جواب دیں۔لہٰذا کعبؓ اترے اور اس کے جواب میں فی البدایہہ یہ شعر پڑھے:

لم یغذها مد ولانصیف ولا تمیرات ولا تعجیف
لکن غذاها حنظل نقیف ومذقة کطره الحنیف
تبیت بین الزرب والکنیف (۱۱۴)

ترجمہ: نہ اس کو غذا دی، مد نے نہ نصیف نے (نہ اس نے بھرا ہوا پیمانہ کھایا نہ آدھا کھایا) نہ غذا دی کھجوروں نے اور نہ آٹے نے (نہ کھجوریں کھائیں نہ آٹا کھایا)۔لیکن اس کی غذا پھٹا ہوا حنظل ہے اور پانی ملے ہوئے دودھ کا گھونٹ جو کہ ردی قسم کی روٹی کے کنارہ کی طرح ہے جو باڑ کے درمیان اگتا ہے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اپنے فی البدیہہ اشعار کے ذریعہ کفار کی ہجو کا دندان شکن جواب دیتے رہے۔آپؓ اشعار کی ایک نہر سلسبیل تھے۔آپؓ کی طبیعت شعر سے پر اور ذہن رسا تھا۔آپؓ کے شاعرانہ جذبات ہمیشہ بیدار رہے یہاں تک کہ آپؓ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔

Marfat.com

بدیع گوئی:

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی شاعری کی ایک بڑی صفت ''بدیع گوئی'' ہے۔ اپنے خیالات سے ایک نئی چیز ایجاد کر لیتے ہیں۔ آپؓ کی بدیع گوئی کی ایک مثال ملاحظہ فرمائیں۔ ایک گھوڑا جو دبلا پتلا ہے اور اس کے اندر کا حصہ متحرک ہے۔ آپؓ نے اس گھوڑے کو ایک زرد ٹڈی سے تشبیہہ دی ہے جس نے انڈے دیے ہوئے ہیں۔ پھر وہ انڈے پرندوں سے تیز اڑنے والے ہو گئے۔

وکل طیرة حفق حشاها

تدف ذفیف صفراء الجراد (۱۱۵)

ترجمہ: اور ہر لمبی ٹانگوں والا، دبلا پتلا گھوڑا، جو زرد رنگ کی ٹڈی (دل) کی طرح (لمبے سفر) کے لیے تیار رہتا ہے۔

ایک اور شعر میں قتل ہوئے کافروں کو پچھاڑی ہوئی لکڑیاں کہا ہے:

ضربنا هم حتی ترکنا سراتهم

کانهم بالقاع خشب مصرع (۱۱۶)

ترجمہ: ہم نے انہیں تلواروں سے اتنا مارا اور ان میں چنے ہوئے لوگوں کی یہ حالت کر دی گئی گویا نشیبی زمین میں پچھاڑی ہوئی لکڑیاں پڑی ہیں۔

کلام کعب کا قرآن کریم سے تعلق

قرآن کریم نے عربوں کے عام اسلوب بھاری بھر کم الفاظ، نادر تراکیب، غیر شائستہ انداز کو ترک کر کے سلیس، آسان، شائستہ اور سہل ممتنع قسم کا اسلوب اختیار کیا تھا۔ پھر حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ جو شاعر رسول تھے کیسے قرآن مجید سے متاثر نہ ہوتے۔ اسی لیے آپؓ کے شعر کے معنی فطری ہیں۔ ان میں کوئی جھوٹ اور مبالغہ نہیں۔ لیکن اس کے باوجود آپؓ کے اشعار میں جدت ہے۔ اپنے اشعار کے ذریعہ اسلام کی دعوت دیتے ہیں اس لیے کہ ان کے روح پر دین اسلام نقش ہو گیا ہے۔

Marfat.com

قرآنی تعلیمات کی روشنی میں اشعار:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی شاعری کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ اس کا قرآن مجید سے کیا تعلق ہے۔ اس سلسلے میں اگر دیوان کعب پر نظر ڈالیں تو متعدد مقامات پر قرآنی تراکیب بیان کی ہوئی نظر آتی ہیں۔ مثلاً اس شعر میں اللہ تعالیٰ کی قدرت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

عجبت لامر الله والله قادر
على ما اراد ليس اللّٰه قاهر (۱۱۷)

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کے کاموں پر حیران ہو گیا اور اللہ تو ان باتوں پر قادر ہے جن کا اس نے ارادہ کر لیا۔ اللہ کو کوئی مجبور کرنے والا نہیں۔ بے شک ہم یہ معنی بڑی حد تک اللہ تعالیٰ کے اس قول میں پاتے ہیں جو قرآن مجید میں بیان ہوا ہے۔

وَ اِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ وَ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ (۱۱۸)

ترجمہ: جب ارادہ کرتا ہے اللہ کسی قوم کو تکلیف پہنچانے کا تو کوئی اس تکلیف کو دور نہیں کر سکتا۔ سوائے اللہ کے۔

اسی قصیدہ کے آخری شعر میں کہتے ہیں:

لامر أراد اللّٰه ان يهلكوا به
وليس لامر حمه اللّٰه زاجر (۱۱۹)

ترجمہ: (ان کی مذکورہ حالت) اس سبب سے تھی کہ اللہ نے چاہا تھا، وہ اسی میں ہلاک ہوں اور جس بات کا اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا، اسے روکنے والا بھی کوئی نہیں۔

اس شعر کا مطلب قرآن کریم کی اس آیت سے ماخوذ ہے:

وَ لَا يُرَدُّ بَاْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ (۱۲۰)

ترجمہ: اور نہیں ہٹاتا (اللہ) اپنی تکلیف کو مجرم قوم سے

کفار کے متعلق کعبؓ فرماتے ہیں:

Marfat.com

فأمسوا وقود النار فی مستقرها

وكل كفور فی جهنم صائر (۱۲۱)

ترجمہ: غرض آگ کی قرارگاہ میں وہ آگ کا ایندھن بن گئے اور ہر منکر جہنم ہی میں منتقل ہونے والا ہے۔

یہ شعر قرآن کریم کی اس آیت کے ہم معنی معلوم ہوتا ہے۔

وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ (۱۲۲)

ترجمہ: اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اپنے رب کے پاس ان کے لیے عذاب ہے جہنم کا اور بری لوٹنے کی جگہ ہے۔

اس شعر میں رسول کریم ﷺ کے متعلق بیان کرتے ہیں جس کے متعلق قرآن مجید میں بھی آیت نازل ہوئی ہے۔

وكان رسول الله قد قال: أقبلوا

فولّوا، وقالوا: انما انت ساحر (۱۲۳)

ترجمہ: اور رسول اللہ ﷺ ان سے فرما چکے تھے کہ (میری جانب) آگے بڑھو تو انہوں نے منہ پھیر لیا اور کہا کہ تو تو صرف ایک جادوگر ہے۔

اس شعر میں آیت ذیل کا مفہوم بیان ہوا ہے:

وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ (۱۲۴)

ترجمہ: اور تعجب کیا انہوں نے کہ آیا ان کے پاس انہی لوگوں میں سے ڈرانے والا ہے اور کہا کافروں نے یہ تو جادوگر جھوٹا ہے۔

اور ان کے باقی قصیدے فخریہ ہیں، اس شعر میں دوسرے انبیاء ورسل کے متعلق بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

فان يك موسى كلم الله جهرة

على جبل الطور المنيف المعظم

Marfat.com

فقد كلم اللّٰه النبی محمداً

علی الموضع الاعلی الرفیع المسوم (۱۲۵)

ترجمہ: اگر موسیٰ علیہ السلام کو معظم و محترم کوہ طور پر بارگاہ خداوندی سے شرف کلام حاصل ہے تو آپؐ نے کوہ طور سے زیادہ محترم جگہ سدرۃ المنتہیٰ پر بارگاہ الٰہی سے کلام کیا۔

اللہ تعالیٰ کے اس قول سے متاثر ہو کر کعب رضی اللہ نے یہ اشعار کہے ہیں۔

وَ رُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَ رُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا۔ (۱۲۶)

ترجمہ: اور بھیجے ایسے رسول کہ جن کا احوال ہم نے سنایا تجھ کو اس سے پہلے اور ایسے رسول جس کا احوال تجھ کو نہیں سنایا اور اللہ نے موسیٰ سے بول کر باتیں کیں۔

اور اسی طرح ایک اور شعر میں کہتے ہیں:

نطیع نبینا ونطیع ربا

هو الرحمن كان بنا روفا (۱۲۷)

ترجمہ: ہم اپنے نبیؐ کا اتباع کرنے والے ہیں اور اس رب عالم کے فرماں بردار ہیں جو بڑا مہربان اور ہم پر بڑی عنایت کرنے والا ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ماخوذ ہے۔

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ..... (۱۲۸)

ترجمہ: اور بعض لوگ وہ ہیں جنہوں نے بیچا اپنے نفس کو اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اور اللہ مہربان ہے بندوں کے ساتھ۔

قرآن مجید میں حضرت سلیمانؑ کے لشکر کی بابت بیان ہوا ہے جس کا گزر ایک ایسے میدان سے ہوا جہاں چیونٹیوں کی بھاری بستی تھی۔ جہاں چیونٹیاں مل کر خاص سلیقہ سے اپنا گھر بناتی ہیں۔ اسے زبان عرب میں "قریۃ النمل" کہتے ہیں۔ جب حضرت سلیمان کے

Marfat.com

لشکر کا وہاں سے گزر ہوا تو خطرہ کی آہٹ پا کر ایک چیونٹی باہر نکلی اور واپس جا کر اپنی قوم کو اس کی اطلاع دی اس واقعہ کو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے اپنے شعر میں اس طرح نظم کیا ہے:

وان تك نمل البر بالوهم كلمت

سليمان ذا الملك الذى ليس بالعمى (۱۲۹)

ترجمہ: اگر آپ خشکی کی چیونٹی ہوتے تو بھی بادشاہ سلیمان آپ کو دیکھنے پر قادر ہوتا۔

حَتّٰى اِذَا أَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ (۱۳۰)

ترجمہ: یہاں تک کہ جب پہنچے چیونٹیوں کے میدان میں کہا ایک چیونٹی نے اے چیونٹیو۔ گھس جاؤ اپنے گھروں میں نہ پیس ڈالے تم کو سلیمان اور اس کی فوجیں اور ان کو خبر بھی نہ ہو۔

اس شعر میں اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

بأن اللّٰه ليس له شريك

وان اللّٰه مولى المومنينا (۱۳۱)

ترجمہ: اہل مکہ اور وہ گروہ جو جتھا بندی کر کے آئے تھے، جب رخصت ہونے لگے تو انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ واقعی اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں اور واقعی اللہ مومنین کا دوست اور مددگار ہے۔

یہ شعر اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ماخوذ ہے:

لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ أَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ (۱۳۲)

ترجمہ: کوئی نہیں اس کا شریک اور یہی مجھ کو حکم ہوا اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں۔ اس طرح ایک اور قول ہے:

وَ اللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ (۱۳۳)

ترجمہ: اور اللہ ولی ہے مسلمانوں کا۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ اس شعر میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے انعام کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

Marfat.com

تلکم مع التقوی تکون لباسنا
یوم الهیاج وکل ساعة مصدق (۱۳۴)

ترجمہ: جنگ میں ہر سچائی کے موقع پر تقوی و پرہیز گاری (اور خوف خدا) کے ساتھ یہ زرہ ہمارا لباس بنتی ہے۔

قرآن مجید میں اس مضمون کی یہ آیت موجود ہے:

یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْكُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِكُمْ وَ رِیْشًا وَ لِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِكَ خَیْرٌ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ یَذَّكَّرُوْنَ ۔ (۱۳۵)

ترجمہ: اے اولاد آدم کی ہم نے اتاری تم پر پوشاک جو ڈھانکے تمہاری شرمگاہوں کو اور اتارے آرائش کے کپڑے اور لباس پرہیز گاری کا وہ سب سے بہتر ہے۔ یہ نشانیاں ہیں اللہ کی قدرت کی تا کہ وہ لوگ غور کریں۔

ان اشعار میں حضرت کعبؓ جہاد فی سبیل اللہ اور اس میں لڑنے والے گھوڑوں کے متعلق بیان کرتے ہیں:

ونعد للأغداء کل مقلص ورد و محجول القوائم أبلق
أمر الإله بربطها لعدوه فی الحرب ان اللّٰه خیر موفق
لتکون غیظا للعدو و حیطا للدار إن دلفت خیول النزق (۱۳۶)

ترجمہ: اور ہمارا ہر فرد دشمنوں کے لیے ایک سفید ٹانگوں والا گلابی رنگ کا ابلق اور سبک گھوڑا تیار رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جگ میں اپنے دشمنوں کے مقابلے کے لیے ان گھوڑوں کے رکھنے اور پرورش کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر توفیق دینے والا ہے تا کہ یہ گھوڑے ان دشمنوں کے لیے غیظ و غضب کا باعث بن جائیں اور اگر ان غصہ ور بد خلق لوگوں کے گھوڑے قریب آئیں تو ان کے مقابل ہو کر اپنے گھروں کے لیے محافظ اور دیوار بن جائیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ جہاد فی سبیل اللہ اور جہاد میں لڑنے والے گھوڑوں کی بابت قرآن مجید میں بیان کرتے ہیں:

Marfat.com

وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ وَ اٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ج لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ..... (۱۳۷)

ترجمہ: اور تیار کرو ان کی لڑائی کے واسطے جو کچھ جمع کر سکو قوت سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے کہ اس سے دھاک پڑے اللہ کے دشمنوں پر اور تمہارے دشمنوں پر اور دوسروں پر ان کے سوا جس کو تم نہیں جانتے اللہ ان کو جانتا ہے۔ اور جو کچھ تم خرچ کرو گے اللہ کی راہ میں وہ پورا ملے گا تم کو اور تمہارا حق نہ جائے گا۔

غزوات کی منظر نگاری

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سوائے جنگ بدر اور تبوک کے باقی تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ غزوات میں آپؓ نے تلوار کے ساتھ ساتھ زبان سے بھی جہاد کیا ہے۔ اسی لیے آپؓ کو بیک وقت صاحب سیف و صاحب قلم کہا جاتا ہے۔ جہاں آپؓ نے غزوات میں بہادری کے جوہر دکھائے وہاں ان غزوات کی تصویر کو بھی اشعار میں پیش کر دیا۔ جنگ کے نقشہ کی ایسی تصویر کشی کرتے ہیں کہ جنگ کا پورا نقشہ نظروں کے سامنے پھر جاتا ہے۔ غزوہ بدر کے بارے میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وقد عريت بيض خفاف كأنها مقابيس يزهيها لعينيك شاهر
فكب أبو جهل صريعاً لوجهه وعتبة قد غادر نه و هو عاثر
فأمسوا وقود النار فی مستقرها وكل كفور فی جهنم صائر
وكان رسول الله قد قال أقبلوا فولوا و قالوا انما أنت ساحر (۱۳۸)

ترجمہ: اور ہلکی سفید تلواریں ننگی ہو گئیں گویا کہ وہ شعلے ہیں جنہیں تیری آنکھوں کے سامنے جھکانے والا چمکا رہا ہے۔ ابو جہل منہ کے بل قتل ہو کر گرا اور عتبہ کو تلواروں نے خاک میں لتھڑا ہوا چھوڑ دیا۔ وہ جہنم رسید ہونے والا ہے اور اللہ تعالیٰ کے رسول اللہؐ نے فرمایا تھا کہ اسلام قبول کر لو لیکن وہ پیٹھ پھیر گئے اور کہا تو تو جادوگر ہے۔

Marfat.com

حضرت کعب رضی اللہ عنہ ایک قادر الکلام شاعر ہیں جو الفاظ کے موزوں استعمال کی قدرت رکھتے ہیں، الفاظ کی حسن ترتیب سے کسی واقعہ کی ایسی منظر کشی کرتے ہیں کہ وہ واقعہ ایک متحرک اور جاندار شکل اختیار کر جاتا ہے۔ جنگ بدر کے موقع پر جنگ کا جو منظر پیش کرتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے قاری میدان جنگ میں موجود خود فوجوں کو لڑتا دیکھ رہا ہے، فرماتے ہیں:

فساروا وسرنا فالتقينا كأننا اسود لقاء لا يرجى كليمها
ضربنا هم حتى هوى فى مكرنا لمنخر سوء من لوى عظيمها
فولوا و دسناهم ببيض صوارم سواءً علينا حلفها وصميمها (۱۳۹)

ترجمہ: پس وہ بھی چلے اور ہم بھی چلے اور ان سے ہم اس طرح مقابل ہوئے گویا مقابلے کے لیے ایسے شیر ہیں جن کے زخم خوردہ (کے بچنے) کی امید نہیں کی جاتی۔

ہم نے ان پر یہاں تک شمشیر زنی کی کہ ہمارے حملے میں بنی لوَی کا بڑا سردار اوندھے منہ بری طرح گڑھے میں جا گرا۔

پس انہوں نے پیٹھ پھیری اور ہم نے چمکتی تلواروں سے انہیں پامال کیا۔ ہمارے لیے ان میں اصلی افراد اور ان کے حلیف دونوں برابر تھے (ہم نے دونوں کو پامال کیا)۔

حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ اپنے مشاہدہ کی چیز کی منظر کشی پیش کرنے پر قادر ہیں۔ کسی منظر کی مکمل تصویر پیش کر دیتے ہیں تا کہ قاری بھی اس منظر سے اسی طرح لطف اندوز ہو جس طرح وہ خود لطف اندوز ہوئے۔ جنگ احد کے موقع پر کفار کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے لشکر اور ہتھیاروں کی جھنکار کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فجئنا الى موج من البحر وسطه أحابيش منهم حاسر و مقنع
ثلاثه آلاف و نحن نصية ولاث مئين ان كثرنا فاربع (۱۴۰)

ترجمہ: ہم سمندر کی ایسی موج کے پاس آئے جس کے درمیان میں احابیش تھے۔ بعض کھلے چہرے اور بعض سر پر خود رکھے ہوئے تھے۔ ان کی تعداد تین ہزار تھی اور ہم کل نو سو یا زیادہ سے زیادہ ہزار تھے۔

Marfat.com

یہ مشرکین کے تین ہزار سورماؤں کا منظر حضرت کعبؓ نے بیان کیا ہے جو قوت وتعداد میں ناقابل تسخیر معلوم ہوتا تھا اور اس کے بعد مسلمانوں کے بارے میں بیان کیا ہے کہ نو سو یا زیادہ سے زیادہ ہزار تھے۔

مزید فرماتے ہیں:

نغاورهم تجری المنية بيننا نشارعهم حوض المنايا و نشرع
تهادى قسى النبع فينا وفيهم وما هو الا اليثربى المقطع (۱۴۱)

ترجمہ: جنگ ہمارے اور ان کے درمیان پلٹے کھانے لگی (کبھی موافق ہوتی اور کبھی مخالف) اور موت اپنا کھیل کھیلنے لگی، موتوں کے حوض کا پانی ہم انہیں بھی پلا رہے تھے اور خود بھی پی رہے تھے۔ درخت نبع کی کمانیں ہمارے اندر بھی ٹوٹ رہی تھیں اور ان کے اندر بھی یہ یثرب کی بنی ہوئی تھیں۔

طما تلاقينا ودارت بنا الرحى وليس لا مرحمه الله مدفع
ضربنا هم حتى تركنا سراتهم كأتهم بالقاع خشب مصرع
لدن غدوة حتى استفقنا عشية كأن زكانا حر نار تلفع (۱۴۲)

ترجمہ: پس جب ہم دونوں حریف ایک دوسرے سے متصادم ہوئے اور جنگ کی چکی ہم پر خوب چلنے لگی اور جو بات اللہ تعالیٰ مقدر کر دیتا ہے اس سے کوئی بچ نہیں سکتا تو ہم نے انہیں تلواروں سے اتنا مارا اور ان میں چنے ہوئے لوگوں کی یہ حالت کر دی گئی گویا نشیبی زمین میں پچھاڑی ہوئی لکڑیاں پڑی ہیں۔ یہ شمشیر زنی صبح کے وقت شروع ہوئی اور شام کو ہم نے ہوش لیا۔

میدان جنگ میں گھڑ سواروں کے لشکر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ گھوڑے فضا میں ایسے اڑتے ہوئے نظر آتے ہیں جیسے مشرقی ہوا میں ٹڈیاں آگے پیچھے آ جا رہی ہوتی ہیں۔ کہتے ہیں:

وخيل تراها بالفضاء كأنها
جراد صبا فى قرة يتريع (۱۴۳)

Marfat.com

ترجمہ: اور گھوڑے اس طرح چل رہے ہیں گویا کہ وہ موسم سرما کی مشرقی ہوا میں اڑنے والی ٹڈیاں ہیں جو آ جا رہی ہیں اور گر رہی ہیں۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی منظر نگاری صداقت پر مبنی ہوتی ہے۔ اس میں کسی قسم کی مبالغہ آرائی نہیں کرتے، ماحول سے متاثر ہو کر لکھتے ہیں اور حقیقت میں جو ہوتا ہے اسی کو بیان کرتے ہیں۔ آپؓ منظر کو اس طرح اپنے اشعار میں پیش کرتے ہیں جس طرح ایک مصور اپنی تصویر میں رنگ بھرتا ہے اور جو کچھ بیان کرتے ہیں وہ آنکھوں کے سامنے اس طرح پھر جاتا ہے کہ گویا ہم دیکھ رہے ہیں۔ آپؓ نے جنگ احد کے موقع پر ھبیرۃ بن ابی وھب کے اشعار کے جواب میں جو قصیدہ کہا اس کے شروع کے چند اشعار پیش ہیں جس میں جنگل کا منظر پیش کرتے ہیں جس میں ہرن اور شتر مرغ چلتے پھرتے نظر آتے ہیں۔ ان اشعار میں مسلمانوں کے لشکر کا ذکر بھی کرتے ہیں:

ألا هل أتى غسان عنا و دونهم من الارض خرق سيره متنعنع
صحار و اعلام كان قتامها من البعد نقع هامد منقطع
نظل به البزل العراميس رزخا ويخلو به غيث السنين فيمرع
به جيف الحسرى يلوح صليبها كما لاح كتان لاالتجار الموضع
به العين والآرام يمشين خلفة وبيض نعام قيضه تتقلع
مجالد نا عن ديننا كل فخمة مدربه فيها القوانس تلمع
وكل صموت فى صعوان كأنها إذا لبست نهى من الماء مترع (۱۳۴)

ترجمہ: سن لو۔ ہمارے اور قبیلہ غسان کے درمیان اتنا طویل وعریض جنگل حائل ہے کہ اس میں چلنے والے بھٹک جاتے ہیں اور وہ صحرا اور پہاڑ حائل ہیں جن کا سیاہی مائل رنگ دور سے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا جا بجا گرد وغبار کے ستون کھڑے ہیں۔ وہاں قوی سے قوی اونٹ چلتے ہیں تو برباد ہو جاتے ہیں۔ بارش وہاں سے ہر سال ٹل جاتی ہے اور دوسری زمینوں کو سیراب کرتی ہے۔ اس میں رونق آتی ہے تو حسرت زدہ لوگوں کے متعفن لاشوں سے جن کی چربی اس طرح چمکتی ہے جس طرح کسی تاجر کا، منقش ریشمی کپڑا چمکتا ہے۔ اس

Marfat.com

میں ہرن نیل گائے ایک کے پیچھے ایک قطار در قطار چلتے ہیں اور اس میں شتر مرغ کے انڈوں کے چھلکوں کے ٹکڑے اڑے اڑے پھرتے ہیں۔ اس بعید اور دشوار گزار راستہ کے باوجود کیا قبیلہ غسان کے پاس ہمارے (دین اسلام) کے محافظ و مدافع نہیں پہنچے؟ یہ دین کے محافظ ماہرین جنگ کا ایک لشکر عظیم ہیں جس میں خودوں کی چوٹیاں ہیں اور جس میں ہر عسکری کے پاس گف بنی ہوئی ٹھوس اور مضبوط زرہ موجود ہے۔ جب وہ پہنی جاتی ہے تو گویا تالاب کو پانی سے بھر دیا جاتا ہے۔ (یعنی زرہ جسم پر بالکل اسی طرح چسپاں ہو جاتی ہے جیسے تالاب میں اس کا پانی)۔

غزوہ خندق کے موقع پر بہت سی جماعتوں نے اکٹھے مل کر مسلمانوں پر حملہ کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی غیب سے مدد کی اور آندھی کی صورت میں کفار پر خوفناک عذاب نازل کیا۔ اس سے وہ عبرتناک شکست سے دوچار ہوئے۔ اس واقعہ کو حضرت کعبؓ بن مالک اس طرح بیان کرتے ہیں:

وسائلة تسائل مالقينا ولو شهدت راتنا صابرينا
صبرنا لانرى لله عدلا على مانابتا متوكلينا (۱۴۵)

ترجمہ: بہت سی پوچھنے والیاں پوچھتی ہیں کہ ہم جنگ میں کس چیز سے دوچار ہوئے اور ہم نے کیا کیا کر دکھایا اور میرا جواب یہ ہے کہ اگر وہ دیکھ لیتیں تو ہم کو اس موقع پر تاب مقابلہ رکھنے والے پاتیں۔ ہم نے پورے صبر و استقلال سے کام لیا، ہم اپنا ثانی نہیں پاتے جوان شدائد و مصائب میں جو ہم پر پے در پے آئے، اللہ پر ہم ایسا تحمل و توکل دکھا سکتے ہیں۔

مزید اس قصیدے میں بیان کرتے ہوئے فرما رہے ہیں کس طرح مسلمان زرہوں میں ملبوس تھے کس طرح تلواروں سے وہ کفار پر حملہ کر رہے تھے اور خندق کے دروازے پر شیروں کی طرح موجود تھے۔

ترانا فى فضافض سابغات كغدران الملا متسر بلينا
وفى ايماننا بيض خفاف بها نشفى مزاح الشاغبينا

Marfat.com

بباب الخندقين كان اسدا شوا بكهن يحمين العرينا (۱۴۶)

ترجمہ: تم دیکھ رہے تھے کہ ہم میدان جنگ میں تالابوں جیسی بھرپور زرہوں میں ملبوس تھے۔ ہمارے ہاتھوں میں ہلکی پھلکی تلواریں تھیں جن سے ہم ان فتنہ پروروں اور شورو شر کرنے والوں کے اوچھے پن کی پیاس بجھا رہے تھے۔

خندق کے دروازے پر گویا شیر تھے جو گھ کر اپنی کچھار کی مدافعت کر رہے تھے۔

اس قصیدے میں آگے بیان کرتے ہیں:

كما قد ردكم فلا شريدا بغيظكم خزايا خائبينا
خزايا لم تنالوا ثم خيراً وكد تم أن تكونوا دامرينا
بريح عاصف هبت عليكم فكنتم تحتها منكمهينا (۱۴۷)

ترجمہ: جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں شکست خوردہ کر کے بھگوڑا بنا دیا اور تم غصہ میں گھسٹتے ہوئے، ذلیل وخوار اور خائب وخاسر ہو کر دم دبائے واپس ہو گئے اور تمہیں اس جگہ کچھ حاصل نہ ہوا، بلکہ قریب تھا کہ ہوا کے اس طوفان سے جو تم پر آیا اور اس سے تم اندھے اور اوندھے ہو گئے صفحہ ہستی سے تمہارا نام ونشان مٹ جاتا۔

غزوہ خندق کے موقع پر کہے گئے ایک قصیدہ میں مسلمان حملہ آوروں کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں:

تغدون بالزعف المضاعف شكه وبمترصات فی الشقاف صئياب
وصوارم ترع الصياقل غلبها وبكل أروع ماجد الانساب
يصل اليمين بصارن منقارب وكلت وقيمته الى خباب
واغر أزرق فی القنات كأنه فی طخية الظلماء ضوء شهاب
وكتيبة ينفی القران قتيرها وترد حد واحز النشاب
جاوی ملمّلمة كان رماحها فی كل ملحمة صريمة غاب
تاوی الی ظل اللواء كأنه فی صعدة الخطی فی ءٍ عقاب (۱۴۸)

ترجمہ: ان گھوڑوں کے سوار دھری بنی ہوئی زرہوں میں ملبوس ٹھیک ٹھیک نشانے

Marfat.com

پر لگنے والے سیدھے سیدھے ٹھوس نیزے لے کر صبح ہی صبح حملہ آور ہو رہے تھے۔

اور ایسی تلواریں لے کر حملہ آور ہو رہے تھے جن کے رنگ اور خشونت کو صیقل کر دیا تھا۔ان سواروں میں ہر سوار شریف النسل اور دل پسند آ جانے والا آدمی تھا۔

ہر ہاتھ ایک ایسا سبقت لے جانے والا سبک نیزہ لے کر حملہ آور تھا جو خباب (لوہار) کا بنایا ہوا تھا اور نیزے میں لگی ہوئی ایسی صاف وشفاف سنان کے ساتھ حملہ آور تھا جو گویا رات کی تاریکی میں شہاب ثاقب کی روشنی تھی۔

اور ایسا لشکر لے کر حملہ آور ہوئے جس کی زرہیں نیزوں کی مار کی نفی کر دیتی تھیں اور رانوں میں لگنے والے نیزوں کی دھاریں الٹ دیتی تھیں اس لشکر میں اتنا بڑا ہجوم تھا کہ بالکل سیاہ پڑ گیا تھا۔

اس کے نیزے ہر مجمع میں گویا جھاڑی میں بھڑکنے والی آگ تھی۔

اس کے جھنڈے کے سایے میں پناہ لی جا رہی تھی گویا اس کا سایہ خطی نیزوں کے باعث باز کا سایہ تھا۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے شہداء کے مرثیہ بھی کہے ہیں۔انہی مرثیوں میں آپؓ نے غزوات کے منظر بھی کھینچے ہیں۔حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مرثیہ میں غزوہ احد کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں:

ویوم له رهج دائم شدید التهاول حامی الإرینا
طویل شدید أورارلقتا ل تنفی قواخره المقرفینا
تخال الکماة باعراضه ثما لا علی لذة منزفینا
تعاور ایمانهم بینهم کنسوس المنایا بحد الظبینا
شهدنا فکنا اولی بأسه وتحت العمایة والمعلمینا
بخرس الحسیس حسان رواء وبصریة قد أجمن الجفونا (۱۴۹)

ترجمہ: اور وہ دن جس میں ایک نہ ختم ہونے والی جنگ ہو رہی تھی، سخت ہولناک اور شعلہ بار تھا۔اس میں قتل وخونریزی نہایت سرگرمی سے ہو رہی تھی اور اس کے تھپیڑے

Marfat.com

ذلیل کمینہ لوگوں کو دور پھینک رہے تھے۔

اس کے اطراف میں بڑے بڑے بہادر شراب کے نشے میں لڑکھڑاتے معلوم ہوتے تھے۔خیال ہوتا تھا،ان کی عقلیں زائل ہو چکی تھیں۔

جنگجوؤں کے ہاتھ تلواروں کی دھاروں سے موت کا پیالہ ایک دوسرے کو دے رہے تھے۔اس جنگ میں ہم شریک ہوئے تو گویا اس کے امنڈتے ہوئے بادلوں اور نشان جنگ لگانے والے فوجیوں کی سختیاں جھیل سکتے تھے۔

ہم آئے اور خاموش تلواروں کے ساتھ آئے جو نہایت چمکیلی اور خون سے آلودہ تھیں اور نیام میں رہنے سے اکتا گئی تھیں۔

تاریخی واقعات کی منظر نگاری

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے اشعار کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے کہ وہ ایک دیانت دار مؤرخ کی طرح اس زمانے کے مختلف واقعات کو اپنے اشعار میں بیان کرتے ہیں۔آپؓ کو اشعار میں تاریخی واقعات بیان کرنے میں کمال حاصل ہے۔یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ آپؓ تاریخی واقعہ کو اس خوبی سے بیان کرتے ہیں کہ اشعار کے الفاظ واقعہ کی تمام جزئیات کو واضح کر دیتے ہیں۔

چونکہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بیعت عقبہ میں شرکت کی تھی جو کہ تاریخ اسلام کا بنیادی واقعہ ہے۔آپؓ نے اس کے متعلق ایک طویل قصیدہ کہا ہے جس میں ان بارہ نقیبوں کا ذکر بھی کیا ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمائے تھے۔اس کے علاوہ اپنے مختلف قصیدوں میں غزوہ بدر،غزوہ احد،غزوہ خندق،غزوہ خیبر،غزوہ موتہ،غزوہ طائف،کعب بن اشرف کا قتل،بئر معونہ کا واقعہ،طائف وغیرہ کے بارے میں اشعار کہے ہیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا سانحہ،شہادت عثمان کا واقعہ اور موتہ کے شہیدوں کی بابت اپنے اشعار میں ذکر فرمایا ہے۔ان میں سے مختلف واقعات کے بارے میں چیدہ چیدہ اشعار مثال کے طور پر نیچے درج کیے جاتے ہیں۔

حج کے موقع پر مدینہ سے پانچ سو افراد مکہ کی طرف روانہ ہوئے جن میں پچھتر (۷۵)

Marfat.com

مسلمان شریک تھے۔انہوں نے ایام تشریق کے وسط میں مقام عقبہ پر رسول کریم ﷺ سے ملاقات کی۔ اس موقع پر رسول کریم ﷺ نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور اس بات پر بیعت لی کہ مدینہ کے مسلمان آپ کی ہر چیز سے ایسے ہی حفاظت کریں گے جیسی اپنی عورتوں اور بچوں کی کرتے ہیں۔انہوں نے عہد کیا اور خدشہ ظاہر کیا کہ جب اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو غلبہ عطا فرمائے گا تو کہیں ایسا تو نہیں ہوگا کہ آپ ﷺ ہمیں چھوڑ کر واپس مکہ لوٹ جائیں۔اس پر رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔میں ہمیشہ تمہارے ساتھ رہوں گا۔پھر آپؐ نے ہر قبیلہ میں سے بارہ نقیب مقرر فرمائے۔

حضرت کعبؓ بن مالک رضی اللہ عنہ بھی ان پچھتر خوش نصیبوں میں شامل تھے اور ساری زندگی اس میں شریک ہونے پر فخر کرتے رہے کہتے تھے کہ بیعت عقبہ میں شریک ہونے کی جنگ بدر میں شریک ہونے سے زیادہ فضیلت ہے۔اسی لیے بیعت عقبہ اور بارہ نقیبوں پر فخر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فأبلغ أبيا انه قال رأيه — وحان غداة الشعب ولحين واقع
أبى اللّٰه ما منتك نفسك إنه — بمرصاد أمر الناس راءٍ و سامع
وأبلغ أبا سفيان أن قد بدالنا — بأحمد نور من هدى اللّٰه ساطع
فلا ترعين فى جشد امر تريده — وألّب و جمع كل ما انت جامع
ودونك فاعم أن نقض عهودنا — أباه عليك الرهط حين تبايعوا
أباه البراء وابن عمرو كلا هما — واسعد يا باه عليّك و رافع
وسعد اباه الساعدى و منذر — لأنفك إن حاولت ذلك، جادع
وما ابن ربيع إن تناولت عهده — بمسلمه لا يطمعن ثم طامع
وايضا فلا يعطيكه ابن روحة — وإخفاره من دونه السم ناقع
وفاء به والقو قلى ابن صامت — بمندوحه عما تحاول يافع
أبوهيثم أيضا وفى بمثلها — وفاء بما أعطى من العهد خانع
وما بن حضير ان أردت بمطمع — فهل انت عن أحموقة الغى نانع

Marfat.com

وسعد أخوا عمرو بن عوف فانه ضروح لما حاولت ملأمر مانع
أولاك نجوم لا يغبك منهم عليك بنحس فی دجی اللیل طالع (۱۵۰)

ترجمہ: ابی کو یہ پیغام پہنچا دے کہ اس کا خیال غلط ثابت ہو گیا اور شعب (ابی طالب) کی صبح گزر گئی اور (اب) موت آنے والی ہے۔

تیرے نفس نے (تجھے خوش کرنے کے لیے) جن چیزوں کا آرزومند بنا دیا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس سے انکار فرما دیا وہ تو لوگوں کے معاملوں کا نگران (بھی ہے) دیکھنے والا بھی اور سننے والا بھی۔

ابوسفیان کو یہ پیغام بھی پہنچا دے کہ احمد (ﷺ) کے سبب سے ہم پر اللہ تعالیٰ کی ہدایت کا چمکتا ہوا نور ظاہر ہو گیا ہے۔

لوگوں کو فساد پر ابھارا اور جن جن چیزوں کو تو جمع کرنا چاہتا ہے کر لیکن جو بات تو چاہتا ہے اس کے اسباب جمع ہونے کی امید نہ رکھ۔

اس بات کو گرہ میں باندھ لے اور اچھی طرح جان لے کہ ہمارے عہد کو توڑنے سے مسلسل جماعتوں نے تیرے آگے انکار کر دیا ہے۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے جو عہد کیا ہے ہم اس کے توڑنے والے نہیں۔ براءؓ اور ابن عمرؓ دونوں نے اس سے انکار کر دیا اور اسعدؓ و رافع رضی اللہ عنہ بھی تیرے روبرو انکار کر رہے ہیں۔ اور اسعدؓ نے بھی جس کا جد اعلیٰ ساعدی ہے انکار کیا اور منذر نے بھی پھر بھی اس معاملے میں (تو نے) کوشش کی تو (یاد رکھ کہ) تیری ناک کٹ جائے گی (اس میں تو بہت رسوا ہو گا)۔

اور ابن ربیع بھی ایسا شخص نہیں کہ اگر تو اس سے عہد بھی لے لے تو وہ نبی کریم ﷺ کو تیرے حوالے کر دے۔ غرض کسی کو اس معاملے میں کسی طرح کا لالچ نہیں۔

اور ابن رواحہ بھی نبی کریم ﷺ کو تیرے حوالے نہیں کرے گا اور آپؐ کے لیے سینہ سپر ہونے کے عہد کا توڑنا اس کے لیے زہر قاتل ہو گا۔

آپؐ کے ساتھ وفاداری کرنے کے لیے قوقلی بن الصامت کو بھی وسعت و قدرت ہے کہ تو ان چالبازیوں سے بچنے کے لیے جو کر رہا ہے اس سے وہ بلند تر ہے۔

Marfat.com

ابوہیثم نے جوعہد کیا ہے اس کے پورا کرنے میں وہ بھی ویسا ہی وفادار اور اپنے اقرار کا پابند ہے۔ اگر تو (کوئی چالبازی نہ کرنا چاہے) تو ابن حضیر کے پاس بھی کسی امید کی گنجائش نہیں تو کیا تو اپنی احمقی اور گمراہی سے (اب بھی) الگ ہوگا (یا نہیں)؟ اور عمرو بن عوف کے بھائی سعد کی بھی یہی حالت ہے کہ تیرے ارادوں کو ٹھکرانے والا اور اس بات کو تو نہ ہونے دینے والا ہے۔ یہ ایسے ستارے ہیں کہ تجھ پر نحوست لے کر نکلنے میں کوئی اندھیری رات ناغہ نہ ہونے دے گی۔

جنگ بدر کے تاریخی واقعات کو اپنے اشعار میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

لما حامت فوار سكم ببدر ولا صبروا به عند اللقاء
وردناه بنور اللّٰه يجلو دجى الظلماء عنا والغطاء
رسول اللّٰه يقد منا بأمر من امر اللّٰه احكم بالقضاء
فما ظفرت فوارسكم ببدر ومارجعوا إليكم بالسواء
فلا تعجل ابا سفيان وارقب جياد الخيل تطلع من كداء
بنصر اللّٰه روح القدس فيها وميكال فياطيب الملاء (۱۵۱)

ترجمہ: بدر میں تمہارے سواروں نے تمہاری کوئی حفاظت نہ کی اور نہ مقابلے کے وقت وہاں وہ جم سکے۔ ہم اپنے ساتھ اللہ کا نور لے کر اس مقام پر پہنچے ہیں جو اندھیری رات کی تاریکی اور پردے ہم سے دور کر رہا تھا۔

(وہ نور) اللہ تعالیٰ کا رسول تھا جو اللہ تعالیٰ کے احکام میں سے کسی حکم کے تحت ہمارے آگے چل رہا تھا۔ جو قضا وقدر سے مستحکم کر دیا گیا ہے۔

بدر میں تمہارے سواروں نے نہ فتح حاصل کی اور نہ وہ تمہاری جانب صحیح وسالم لوٹے پس اے ابوسفیان جلدی نہ کر اور مقام کداء سے بہترین گھوڑوں کے چڑھ آنے کا انتظار کر۔

(وہ سوار) خدائی مدد ساتھ لئے ہوئے ہوں گے۔ ان میں روح القدس اور میکائیل ہوں گے۔ پس یہ کیسی بہترین جماعت ہے۔

غزوہ احد کا ذکر کرتے ہوئے اپنے اشعار میں فرمایا:

Marfat.com

سائل قريشا غداة السفح من أحد ماذا لقينا وما لاقوا من الهرب
كنا الاسود و كانوا النمو إذ زحفوا ما إن نراقب من ال ولا نسب
فكم تركنا بها من سيدٍ بطل حامى الذمار كزيم الجد والحسب
فينا الرسول شهاب ثم يتبعه نور مضى له فضل على الشهب (۱۵۲)

ترجمہ: قریشیوں سے دامن احد کے واقعے کے متعلق ذرا پوچھو کہ ہم نے کس چیز کا سامنا کیا اور کیا ان کے لیے بھاگنا ناگزیر نہیں ہو گیا تھا، ہم اس وقت شیر تھے اور قریشی چیتوں کے مانند جو چپکے چپکے چھپ چھپ کر کھسک گئے تھے اور ہمارا حال یہ تھا کہ خاندان اور نسب کا بھی کچھ خیال نہیں کر رہے تھے۔

پھر ہم نے کتنے ہی بہادر سرداروں کو وہاں مار کر چھوڑ دیا، جو اپنے حقوق کے بہترین محافظ، شریف النسب اور جید الحسب لوگ تھے۔ ہمارے اندر ایک ایسے رسول موجود تھے جو شہاب ثاقب کی طرح روشن تھے اور روشنی پھیلانے والا ان کا ذاتی نور مستزاد تھا۔ اس شہاب ثاقب کو دوسرے ستاروں پر فضیلت حاصل تھی۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے غزوہ خندق کی بابت فرمایا:

لقد علم الاحزاب حين تالبوا علينا و راموا ديننا ما نوادع
أضاميم من قيس بن عيلان أصغقت وخندف لم يدروا بما هو واقع
يذو دوننا عن ديننا و نذودهم عن الكفر والرحمن راء وسامع
اذا غايظونا فى مقام أعاننا على غيظهم نصر من الله واسع (۱۵۳)

ترجمہ: جس وقت ان احزاب (جمعیتوں) نے ہمارے دین پر حملہ کرنے کا قصد کیا تھا اور اس مقصد کے لیے انہوں نے ہمارے خلاف بہت بڑا مجمع اکٹھا کیا تھا۔ اس وقت انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ ہم ان سے کسی طرح مصالحت کے لیے تیار نہیں۔

قیس ابن عیلان اور خندف کے قبائل کی مخلوط جماعتوں نے ہاتھ مار مار کر عہد و پیمان کیا اور ہماری مخالفت پر متفق ہو کر مجتمع ہو گئے اور یہ نہ جانا کہ ہونے والا کیا ہے۔

وہ ہمارے دین کی مخالفت میں ہم سے مدافعت کر رہے تھے۔ ہم ان کی مخالفت میں

Marfat.com

ان سے مدافعت کررہے تھے اور پروردگار دیکھ اور سن رہا تھا۔

جنگ موتہ کے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے کہتے تھے:

صبروا بموتة للاله نفوسهم
حذر الردي و مخافة أن ينكلوا (۱۵۴)

ترجمہ: ان مردان خدا نے موتہ کے میدان جنگ میں اپنے آپ کو خدا کے واسطے باندھ دیا کہ کہیں بربادی کا منہ نہ دیکھنا پڑے اور کہیں راہ فرار اختیار نہ کرلیں۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کعب بن اشرف کے واقعہ کو بھی اپنے اشعار میں بیان کیا ہے۔ کعب بن اشرف یہودی تھا جو جنگ بدر کے بعد لوگوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے خلاف ابھارتا اور شعر سناتا تھا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو شدید تکلیف پہنچی۔ لہٰذا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ محمد بن مسلمہ اور اس کے ساتھیوں نے مل کر اس کو قتل کردیا۔ اسی واقعہ کی بابت آپؓ نے ان اشعار میں بیان فرمایا:

فغودر منهم كعب صريعاً فذلت بعد مصرعه النضير
على الكفين ثم و قد علته بايدينا مشهرة ذكور
بامر محمد إذا دس ليلا إلى كعب أخا كعب يسير
فما كره فانزله بمكر و محمود أخو ثقة جسور (۱۵۵)

ترجمہ: آخر ان میں سے کعب پچھاڑ دیا گیا اور اس کے پچھڑنے کے بعد بنی نضیر ذلیل ہوگئے۔ وہ وہاں ہتھیلیوں کے بل پڑا تھا اور ہمارے ہاتھ کی برہنہ تیز (تلواریں) اس پر چھائی ہوئی تھیں۔ وہ وقت یاد کرو جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے بنی کعب کا ایک شخص رات کے وقت خفیہ طور پر کعب بن اشرف کی طرف چلا جارہا تھا۔

پس اس نے اس کے ساتھ چالبازی کی۔ چالبازی سے اتارا۔ اپنی ذات پر بھروسہ کرنے والا اور جرأت والا شخص قابل تعریف ہوتا ہے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے اہم ترین واقع کو اس انداز سے اشعار میں بیان کیا ہے کہ قاری کا دل خون کے آنسو رونے لگتا ہے

Marfat.com

فرماتے ہیں:

من مبلغ الانصار عنی آیة رسلا نقص علیهم التبیانا
ان قد فعلتم فعله مذکورة کست الفضوح و ابدت الشنانا
بینا یرجی دفعکم عن داره ملئت حریقا کابیا و دُخانا
حتیٰ إذا خلصوا إلی أبوابه دخلوا علیه صائماً عطشانا
یعلونُ قتلة السیوف و أنتم متلبثون مکانکم رضوانا (۱۵۶)

ترجمہ: انصار کو میرا پیغام کون پہنچائے گا ایسا پیغام جوان پر حالات واضح کردے کہ تم نے ایک ایسا کام کیا ہے جس نے بے عزتی کی چادر اڑھا دی ہے اور بغض وعداوت ظاہر کردی ہے۔ تمہارا گھروں میں بیٹھے رہنے سے اس حالت میں کہ تمہارے امیر کے گھر کو چاروں طرف سے آگ نے گھیر رکھا تھا۔ اور اس حالت میں کہ جب یہ امید کی جاتی تھی کہ تم اس کے گھر کی مدافعت کروگے اس کا گھر نذر آتش ہوکر دھویں سے بھر گیا یہاں تک کہ وہ لوگ اس کے گھر کے دروازوں تک پہنچ گئے اور اس امیر پر داخل ہوکر حملہ کرنے لگے جبکہ وہ روزہ کی حالت میں بھوکے پیاسے تھے۔ دشمنوں نے ان کے سر پر تلواروں سے وار کردیے اور تم اپنے ٹھکانوں میں خوش وخرم بیٹھے رہے۔

مبالغہ آرائی سے اجتناب

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اپنے اشعار میں مبالغہ آرائی نہیں کرتے۔ کسی کی مدح بیان کرتے وقت جو خصوصیت اس میں موجود ہوتی ہیں وہی بیان کرتے ہیں۔ ممدوح کی تعریف میں مبالغہ سے کام لینا یا اس کے اندر وہ محاسن ثابت کرنے کی سعی کرنا جو اس کے اندر فی الحقیقت نہیں پائے جاتے، کعب کے اشعار میں ان چیزوں سے اجتناب نظر آتا ہے۔ ایک شعر میں حضرت جعفرؓ کی مدح بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

قرم علی بنیانه من هاشم
فرعاً أشم و سوداً ما ینقل (۱۵۷)

Marfat.com

ترجمہ: جعفر وہ سردار تھے جن کی بنیاد بلندی، الفت اور سرداری او قیادت کے اعتبار سے بنو ہاشم سے اٹھی تھی جس کی نقل نہیں کی جاسکتی۔

کسی واقعہ کی منظر کشی کرتے وقت بھی صداقت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑتے۔ اس میں کسی قسم کی مبالغہ آرائی سے کام نہیں لیتے۔ آپؓ ماحول سے متاثر ہوتے ہیں اور پھر یہی تأثر اشعار کی صورت میں ڈھال کر قاری کے سامنے پیش کردیتے ہیں۔ ان اشعار میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا منظر بیان کرتے ہیں:

از یھتدون بجعفر ولوائه قدام اوّلھم فنعم الاوّل
حتی تفرجت الصفوف و جعفر حیث التقی وعث لصفوف مجدل (۱۵۸)

ترجمہ: جب مردان خدا جعفرؓ سے جوان سب میں اول سپہ سالار اور سب سے آگے آگے تھے اور مسلمان ان کے جھنڈے سے شہادت کا صحیح راستہ پا رہے تھے۔ پھر یہ اول سپہ سالار بھی کتنے اچھے سپہ سالار تھے یہاں تک کہ ادھر مردان خدا کی صفیں آگے بڑھیں اور ادھر جعفرؓ اسی جگہ گر کر شہید ہوگئے۔ جہاں دونوں فریق کی صفیں ایک دوسری سے نبرد آزما ہوئی تھیں۔

جغرافیائی مقامات کا ذکر

علمائے لغت اور علمائے جغرافیہ نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے ان اشعار کو بطور سند پیش کیا ہے جن میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے جغرافیائی مقامات کا ذکر کیا ہے۔

۱۔ الاضوج (۱۵۹)

الاضوج مدینہ میں احد پہاڑ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے۔ اس کی تائید میں یاقوت حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے شعر کا ذکر کرتا ہے جس میں آپؓ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا ہے۔

کعبؓ بن مالک حضرت حمزہؓ کے مرثیہ میں کہتے ہیں:

نشجت، وھل لك من منشج وکنت متی تذکر تلجج

Marfat.com

بما صبروا تحت ظل اللواء لواء الرسول بذی الاضوج (۱۶۰)

ترجمہ: شاعر اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے تو رو پڑا! کیا تیرے رونے کا کوئی موقع بھی ہے اور تو وہ تھا کہ جب میں اس قوم کا ذکر کرتا تو انہیں کا ذکر کرتا چلا جاتا تھا۔ اس قوم کا ذکر جس کی خبریں اس کج رو زمانے میں میرے پاس پہنچی ہیں۔

یہ اس لیے جنت میں پہنچے ہیں کہ انہوں نے وادی احد میں رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے کے نیچے اس وقت صبر و استقلال سے کام لیا۔

حسیکۃ: (۱۶۱)

یہ مدینہ، ذباب اور مسجد فتح کے درمیان ایک جگہ ہے جس کا ذکر کعبؓ بن مالک نے اپنے شعر میں کیا ہے۔

العرض: (۱۶۲)

مدینہ کے پاس ایک وادی کا نام جرف ہے جسے العرض بھی کہتے تھے۔ اس کے لیے یاقوت نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا یہ شعر بطور سند نقل کیا ہے:

اذا ما هبطنا العرض قال سراتنا

علام اذا لم نمنع المرض تزرع (۱۶۳)

اس کا ذکر ''الجرف'' میں بھی کیا گیا ہے۔ (۱۶۴)

ترجمہ: اور جب مدینہ کے قرب میں ان کفار نے آ کر ڈیرے ڈالے تو ہمارے سربرآوردہ لوگوں نے کہا کہ تم اپنی عزت محفوظ نہ رکھ سکو گے تو کس طرح پھل پھول سکو گے۔

المذاد: (۱۶۵)

یہ مدینہ میں ایک جگہ ہے اس مقام کے نزدیک جہاں نبی کریم ﷺ نے خندق کھودی تھی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ المذاد سلع اور خندق مدینہ کے درمیان وادی ہے۔

کعبؓ بن مالک فرماتے ہیں:

فليات ما سدة تسل سيوفها

Marfat.com

بين المذاد وبين جزع الخندق (۱۶۶)

ترجمہ: انہیں شیروں کو اس میدان جنگ میں آ جانا چاہیے۔ جو مقام مذاد اور خندق کے پہلو کے درمیان واقع ہے۔ یہاں تلواریں خوب تیز کی جا رہی ہیں۔

وج: (۱۶۷)

وج ایک جگہ کا نام ہے اور اس سے مراد طائف ہے۔ حضرت کعبؓ بن مالک نے اس کا ذکر اپنے اشعار میں کیا ہے:

قضينا من تهامنة كل ارب بخيبر ثم اعمدنا السيوفا
نسائلها ولونطقت لقالت قواطعهن دوسا أو ثقيفا
فلست المالك ان لم نركم بساحة داركم منّا الوفا
وننتزع العروش يطن وج تصبح دوركم منا خلوفا (۱۶۸)

ترجمہ: خیبر اور تہامہ سے ہر شک کو دور کر کے ہم نے تلواروں کو جمع کر دیا۔ (تا کہ وہ آرام کریں) ساتھ ہی ہم نے انہیں اختیار دے دیا تھا (کہ چاہیں آرام کریں اور چاہیں مقابلہ کریں) اور اگر انہیں قوت گویائی حاصل ہو جاتی تو ان میں دشمنوں کو کاٹ کر رکھ دینے والی تلواریں بول اٹھتیں کہ اب دوس اور ثقیف کا رخ کرو۔ اے دوس وثقیف! اگر تم نے انہیں اپنے دیار کے وسط میں ہزاروں کی تعداد میں نہیں دیکھا تو میں انہیں چھپانے والا نہیں اور ہم بطن وج میں مکانوں کی چھتیں اکھاڑ کر پھینک رہے تھے اور تمہارے مکانات تم سے خلاف ہو گئے تھے (جبھی تم انہیں خالی کر کے بھاگ گئے)

خزبی: (۱۶۹)

یہ جگہ مسجد قبلتین اور مذداد کے درمیان سند الحرہ میں ہے۔ یہ انصار کے قبیلہ بنی سلمہ کے گھر ہیں۔ ان کا نام رسول اللہ ﷺ نے "صالحة" رکھا۔

کعبؓ بن مالک اپنے شعر میں کہتے ہیں:

Marfat.com

فلولا ابنة العیسی لم تلق ناقتی
کلا لا ولم توضع الی غیر موضع (۱۷۰)

ترجمہ: پس اگر عیسی کی بیٹی نہ ہوتی تو (اے مخاطب) تو میری ناقہ سے نہ مل سکتا۔ جو تھکی ہوئی ہے۔ مگر مجھے میری صحیح جگہ کے سوا کسی اور جگہ نہیں اتارتی۔

وعظ و نصیحت:

چونکہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر صحابی تھے اور شاعر رسول بھی تھے۔ اس لیے آپؓ کی شاعری میں وعظ و نصیحت، اعلی اخلاق، اسلام کی تبلیغ اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر اعتماد کرنے کی تلقین جیسے موضوع بھی ملتے ہیں۔

جنگ احد کے موقع پر کہے ہوئے ایک شعر میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ولکن خذوا أسیافکم و توکّلوا
علی اللّٰہ ان الأمر للّٰہ أجمع (۱۷۱)

ترجمہ: اپنی تلواروں کو سنبھال لو اور اللہ پر بھروسہ کرو کیونکہ تمام امور اللہ ہی کی مشیت کے تابع ہیں۔

ایک شعر میں اسلام کی اطاعت اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی تلقین کرتے ہوئے کہتے ہیں:

ولقد أنی لك أن تنا هی طائعاً
أو تستفیق اذا نهاك المرشد (۱۷۲)

ترجمہ: اور اب تیرے لیے وقت آ گیا ہے کہ اطاعت کر کے باز آ جائے تا کہ جب تجھے ہادی مرشد کسی بات سے منع کرے تو تو ہوش میں آ جائے۔

حضرت کعبؓ ایک شعر میں اللہ تعالیٰ سے ہدایت کے راستہ پر چلنے کی دعا فرماتے ہیں:

لنظر دینك اللّٰهم انا
بکفك فاهدنا سبل الرشاد (۱۷۳)

Marfat.com

ترجمہ: یہ سب کچھ ہم اس لیے کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم تیرے دین کو غالب کرسکیں۔ یہ سب تیرے قبضہ قدرت میں ہیں۔ پس اے اللہ تو ہم کو رشد و ہدایت کے راستوں پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔

دین اسلام کی اور شہادت کی فضیلت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

ویوم بدر لقینا کم لنا مدد فیه مع النصر میکال و جبریل
إن تقتلونا فدین الحق فطرتنا والقتل فی الحق عنداللّٰه تفضیل
وإن تروا أمرنا فی رأیکم سفهاً فرای من خالف الاسلام تضلیل (۱۷۴)

ترجمہ: جنگ بدر میں ہماری اور تمہاری مڈبھیڑ ہوئی۔ ہمیں ایسی کمک پہنچ رہی تھی جس میں میکائیل اور جبریل علیہ السلام نصرت کو ساتھ لیے موجود تھے۔ تم اگر ہمیں قتل بھی کردو گے (تو کیا پرواہے) اس لیے کہ دین حق ہماری سرشت میں داخل ہو چکا ہے اور حق کے معاملے میں قتل ہو جانا اللہ کے نزدیک بڑی فضیلت کی چیز ہے۔

اور اگر تم اپنی رائے کے مطابق یہ سمجھتے ہو کہ ہمارا معاملہ بیوقوفی پر مبنی ہے تو سمجھ لو کہ اس شخص کی رائے جو اسلام کا مخالف ہے گمراہی اور بے راہ روی کی رائے ہے۔

آراء

چونکہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ بن مالک ایک بلند پائے کے شاعر تھے۔ زمانہ اسلام اور زمانہ جاہلیت دونوں زمانوں میں آپ رضی اللہ عنہ نے بہت شہرت حاصل کی۔ اس لیے آپ رضی اللہ عنہ کے مشہور شاعر ہونے پر بہت سی آراء دی گئی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

قرآن کریم کی رائے:

اللہ تعالیٰ نے قرآن کی شکل میں انسان کو ایک مکمل ضابطہ حیات اور جامع دستور العمل عطا کیا۔ قرآن کی تعلیمات چند مخصوص لوگوں کے لیے نہیں بلکہ وہ سب انسانوں کی بھلائی اور ہدایت کے لیے دنیا میں بھیجا گیا ہے۔ لہٰذا اس کی تعلیمات نے انسان کو ذلت و گمراہی کے عمیق گڑھے سے نکال کر عظمت کی انتہاء تک پہنچا دیا۔ اس نے شعراء کے ذہن و فکر کو بھی

Marfat.com

بدل ڈالا لہٰذا ان کی شاعری اسلام کی ہمہ گیر تحریک سے وابستہ ہوگئی۔ اسلام میں دروغ گوئی، مبالغہ آرائی اور بے جا ہجو کی سختی سے ممانعت کی جو زمانہ جاہلیت کی شاعری میں خصوصی نظر آتی ہیں۔ ایسی شاعری پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

والشعرآء یتبعھم الغاون[۱۷۵]

ترجمہ: اور شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کرتے ہیں۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت حسانؓ بن ثابت، کعبؓ بن مالک اور عبداللہؓ بن رواحہ روتے ہوئے حضور ﷺ کے پاس آئے۔

ابن کثیر اور المراغی نے اس واقعہ کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

"انه انزلت هذه الاية جاء حسان بن ثابت و عبدالله بن رواحه و كعبؓ بن مالك الى رسول اللهﷺ۔ وهم يبكون، قالوا قد علم الله حين انزل هذه الاية أنا شعراء فتلا النبیﷺ (الا الذين آمنوا و عملوا الصالحات) قال انتم (وذكر الله كثيرًا) قال: انتم (وانتصروا من بعد ما ظلموا) قال انتم (اى بالرد على المشركين) ثم قال النبیﷺ اننصروا ولا تقولوا الا حقاء ولا تذكروا الآباء والامهات"۔[۱۷۶]

ترجمہ: جب یہ آیت نازل ہوئی تو حسانؓ بن ثابت، عبداللہؓ بن رواحہ اور کعبؓ بن مالک روتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا بے شک اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ ہم بھی شاعر ہیں۔ تب رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی (وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے) فرمایا یہ تم ہو (اور اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرتے ہیں) فرمایا یہ تم ہو (اور مدد کرتے ہو ظالموں کے خلاف) فرمایا یہ تم ہو (جو مشرکین کو رد کرتے ہو) فرمایا یہ تم ہو۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا مدد کرو اور حق کے سوا کچھ نہ کہو اور اپنے باپ دادوں، ماؤں اور نانیوں کا ذکر نہ کرو۔

Marfat.com

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ اس لیے مختلف اوقات میں آپ رضی اللہ عنہ کا کلام بھی سنتے رہتے تھے اور آپؓ کے اشعار کی تعریف بھی فرماتے تھے۔ ایک موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"انك لحسن الشعر" (۱۷۷)

ترجمہ: بے شک تیرا شعر بہت اچھا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے اشعار کی ان الفاظ میں تعریف فرمائی:

"لهذا اشد عليهم من وقع النبل" (۱۷۸)

ترجمہ: وہ (اشعار) ان (کافروں) کے اوپر نیزے کی نوک سے بھی زیادہ سخت ہیں۔

ام المؤمنینؓ کی رائے:

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں:

"الشعر منه حسن و منه قبيح، خذ الحسن ودع القبيح" (۱۷۹)

ترجمہ: آپؓ کے شعر اچھے بھی ہیں اور برے بھی۔ اچھے لے لو اور برے چھوڑ دو۔

شعراء اور ادباء کی رائے:

خیر الدین الزرکلی اپنی کتاب "الاعلام" میں لکھتے ہیں:

"كعبؓ بن مالك بن عمرو بن القين البدرى الانصارى السلمى الخزرجى: صحابى من اكابر الشعراء من اهل المدينة اشتهر فى الجاهلية۔ وكان فى الاسلام من شعراء النبى" (۱۸۰)

ترجمہ: کعب بن مالکؓ بن عمرو بن القین بدری ہیں، انصاری ہیں، بنو سلمہ سے تعلق رکھتے ہیں، خزرجی ہیں، صحابی ہیں۔ اھل مدینہ کے مشہور شاعروں میں سے ہیں۔ آپؓ نے زمانہ جاہلیت میں ہی شہرت حاصل کر لی تھی اور زمانہ اسلام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

Marfat.com

شعراء میں سے تھے۔

ابن السلام کی رائے کے مطابق:

"وأن يكون من فحول شعراء القرى العربية" (۱۸۱)

ترجمہ: وہ عرب کی بستی کے فحول شعراء میں سے تھے۔

ابن السلام مزید کہتے ہیں:

"وكعب بن مالك شاعراً مجيداً"۔ (۱۸۲)

ترجمہ: کعب بن مالک مشہور شاعر تھے۔

عبداللہ بن قدامہ، الصفدی، بغدادی اور عبدالبر لکھتے ہیں:

"هو احد شعراء رسول الله ﷺ الذين كانوا يردون الاذى عنه، وكان شاعراً مجوداً مطبوعاً"۔ (۱۸۳)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کے شعراء میں سے ایک شاعر تھے۔ جو آپ ﷺ کی طرف سے رد کرتے تھے۔ آپ مشہور و معروف شاعر تھے۔

عبدالبر، الصفوی اور بغدادی مزید کہتے ہیں:

"كان مجوداً مطبوعاً قد غلب عليه فى الجاهلية امر الشعر و عرف به"۔ (۱۸۴)

ترجمہ: آپؓ مشہور و معروف شاعر تھے۔ آپؓ نے شعر پر جاہلیت کے زمانہ میں ہی غلبہ حاصل کر لیا تھا۔

ابن عبدالبر حضرت کعبؓ کے اشعار کے متعلق کہتے ہیں:

"له اشعار احسانا جدا فى المغازى وغيرها"۔ (۱۸۵)

ترجمہ: مغازی وغیرہ میں آپؓ کے خوبصورت اشعار ہیں:

ابن المرزبانی لکھتے ہیں۔

"و هو شاعر رسول الله ﷺ"۔ (۱۸۶)

ترجمہ: آپؓ رسول اللہ ﷺ کے شاعر تھے۔

Marfat.com

محمد رضا کہتے ہیں:

"وکان من شعراء رسول اللّٰہ ﷺ۔ وکان یخوف المشرکین"۔(۱۸۷)

ترجمہ: آپؓ رسول اللہ ﷺ کے شعراء میں سے تھے اور مشرکین کو خوف دلاتے تھے۔

عزالدین ابی الحسن علی محمد بن عبدالکریم الجزری اور عبدالحیٔ بن العماد الحنبلی لکھتے ہیں:

"واحد الشعراء النبی"(۱۸۸)

ترجمہ: آپ حضرت محمد ﷺ کے شاعروں میں سے ایک شاعر تھے۔

فرخ عمر "تاریخ ادب العربی میں لکھتے ہیں:

"کعبؓ بن مالك من فحول الشعراء، مکثر مجید، وخصوصاً فی الحماسة و وصف الحرب"(۱۸۹)

ترجمہ: کعبؓ بن مالک فحول شعراء میں سے تھے بہت مشہور تھے خصوصاً حماسہ اور وصف الحرب میں۔

ابن عبدالبر النمری کی رائے کے مطابق۔

"کان احد شعراء رسول اللّٰہ ﷺ الذین کانو یردون الاذی عنه۔ وکان مجوداً مطبوعاً قد غلب علیه فی الجاهلیة امر الشعر وعرف به"(۱۹۰)

ترجمہ: آپؓ رسول اللہ ﷺ کے شاعروں میں سے ایک تھے جو آپؐ کی طرف سے رد کرتے تھے۔ آپؓ مشہور و معروف شاعر تھے۔ زمانہ جاہلیت میں ہی شعر پر غلبہ حاصل کرلیا تھا۔

عبدالعزیز رفاعی لکھتے ہیں:

شعر کعب فی الجاهلیة..... فقد کان ابانها شاعراً شایاً وان شعره انذاك علی شهرته فی المجتمع الیثربی"، والمکی"۔(۱۹۱)

Marfat.com

ترجمہ: آپ رضی اللہ عنہ نے زمانہ جاہلیت میں شعر کہنے کی ابتداء کی۔ بے شک آپؓ کے شعر یثربی اور مکی اجتماع میں مشہور تھے۔

مزید لکھتے ہیں:

"واذ اتبتعنا مواقف کعب الشعریة، نجد معظمها فی الرد علی شتائم شعراء قریش قبل الفتح، وفی الدفاع عن الاسلام، ودحض مزاعم خصومة، وامدح الرسول صلی اللہ علیہ وسلم"۔ (۱۹۲)

ترجمہ: جب ہم نے کعبؓ کی شعری صلاحیتوں کو تلاش کیا تو ہم نے انہیں فتح مکہ سے قبل قریش مکہ کے طعن و تشنیع کے جواب میں، اسلام کی طرف سے دفاع میں کسی جھگڑے کے دفع کرنے میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں عظیم ترین پایا۔

السامی العانی حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"فصدرت قصائده صدر و اطبیعاء، کمابصدر الضیاء عن الشمس "والعطر عن الزهر"۔ (۱۹۳)

ترجمہ: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے جتنے قصیدے ہیں سب طبع زاد ہیں جیسے سورج سے روشنی خود بخود پیدا ہوتی ہے یا جیسے پھولوں سے خوشبو نکلتی ہے۔

اردو ادباء کی رائے

مولانا سعید انصاری کی رائے کے مطابق:

"مشہور شاعر تھے، طبیعت اچھی پائی تھی اور اشعار میں جدت تھی۔ جاہلیت میں شاعری کے انتساب سے مشہور ہو چکے تھے۔ (۱۹۴)

قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری لکھتے ہیں:

"کعب بن مالک بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شعرائے خاص میں سے تھے"۔ (۱۹۵)

سید جلال الدین احمد جعفری زینبی اپنی کتاب "انصار" میں لکھتے ہیں:

"آپؓ اپنی شاعری میں کفار کو ڈراتے تھے اور ان کے دلوں پر مسلمانوں کا رعب پیدا کرتے تھے"۔ (۱۹۶)

Marfat.com

سید نصیر احمد جامعی کی رائے میں:

''حضرت کعب رضی اللہ عنہ مشہور شاعر تھے۔ان کی شاعری کا موضوع کافروں کو لڑائی سے ڈرانا اور مسلمانوں کا ان کے دلوں پر سکہ جمانا تھا''۔ (۱۹۷)

طالب ہاشمی حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''حضرت کعبؓ نہ صرف صاحب سیف تھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں قاطع شرک زبان بھی عطا کر رکھی تھی۔ان کا شمار مشہور شعرائے مخضرمین میں ہوتا ہے۔یعنی وہ زمانہ جاہلیت میں بھی مشہور شاعر تھے اور زمانہ اسلام میں بھی''۔ (۱۹۸)

R. Basset نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی شاعری کے مطابق یہ رائے دی:

''کعبؓ بن مالک، حسانؓ بن ثابت اور عبداللہؓ بن رواحہ کی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائش پر مسلمانوں کے جنگی کارناموں کا ذکر کرتے ہیں اور دشمنوں کے معاندانہ اشعار کے جواب میں شعر کہتے ہیں''۔ (۱۹۹)

R. Basset مزید کہتا ہے:

''کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے کلام میں جذبہ حب الوطنی کے ساتھ اسلام کے لیے بھی حقیقی جوش پایا جاتا ہے''۔ (۲۰۰)

اُردو ادباء کی رائے کے مطابق:

''بہت قادر الکلام شاعر تھے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایما پر شعر کہتے تھے۔ان کا شمار اسلام کے اولین شعراء میں ہوتا ہے۔ان کے اشعار بہت پر جوش ہوتے ہیں۔ (۲۰۱)

ان سب آراء پر نظر ڈال کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بہت پائے کے شاعر تھے۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپؓ کے اشعار کو پسند فرماتے تھے۔ام المومنین حضرت عائشہؓ نے بھی آپؓ کی تعریف فرمائی ہے اور وہ آپؓ کے اشعار کو زبانی یاد کرتی تھیں۔آپؓ کے اشعار کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ آپؓ عام شعراء کی طرح اپنی شاعری میں مبالغہ آرائی نہیں کرتے بلکہ وہی کچھ بیان کرتے ہیں جو حقیقت میں موجود ہوتا ہے۔

Marfat.com

حواشی

۱۔ سعید انصاری، مولانا، سیر انصار، ج۲ (اعظم گڑھ: مطبع معارف، ۱۳۶۶ھ-۱۹۴۷ء)، ص۱۵۳۔

۲۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ج۳ (دار الفکر)، ص۹۲؛ سامی مکی العانی، دیوان کعب بن مالک (القاہرہ، ۱۳۸۵ھ-۱۹۶۵ء)، ص۲۲۵۔

۳۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۳:۹۲؛ دیوان کعب بن مالک، ۲۲۵-۲۲۶۔

۴۔ ایضاً، ۳:۴۴۴؛ ایضاً، ۲۶۱۔

۵۔ دیوان کعب بن مالک، ۱۲۵؛ الجمحی، ابو عبداللہ محمد بن سلام، طبقات الشعراء (مدینۃ لیدن، ۱۹۱۳م)، ص۸۴۔

۶۔ دیوان کعب بن مالک، ۲۰۰؛ الشعر الدعوۃ الاسلامیہ میں "منھم" کی جگہ "فیھم" ہے۔ الباشا عبدالرحمٰن رافت، شعر الدعوۃ الاسلامیۃ (ریاض: کلیۃ اللغۃ العربیہ)، ص۲۴۔

۷۔ ایضاً، ۲۰۱۔

۸۔ دیوان کعب بن مالک، ۲۰۱؛ الشعر الدعوۃ الاسلامیہ، ۲۴۱۔

۹۔ ایضاً، ۲۰۰۔

۱۰۔ ایضاً، ۱۹۰، الشعر الدعوۃ الاسلامیۃ، ۴۴۷۔

۱۱۔ دیوان کعب بن مالک، ۱۹۱۔

۱۲۔ ایضاً، ۹۱۔

۱۳۔ ایضاً، ۱۸۸؛ الشعر الدعوۃ الاسلامیہ، ۴۶۰۔

۱۴۔ دیوان کعب بن مالک، ۲۲۲۔

۱۵۔ ایضاً، ۲۶۶؛ ابن ہشام: سیرۃ النبی، ۲:۳۹۴۔

۱۶۔ ایضاً، ۲۴۲۔

۱۷۔ دیوان کعب بن مالک، ۱۹۲۔

۱۸۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۳:۱۴۹؛ دیوان کعب بن مالک، ۲۵۴۔

۱۹۔ دیوان کعب بن مالک، ۲۵۵۔

۲۰۔ دیوان کعب بن مالک، ۲۸۴۔

۲۱۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۳:۹۰-۹۱؛ دیوان کعب بن مالک، ۲۲۴۔

Marfat.com

۲۲۔ دیوان کعب بن مالک ،۱۴۴۔

۲۳۔ خزم=شعر کے شروع میں شاعر ایک زیادہ لفظ لے آئے اگر اس لفظ کو گرا دیا جائے تو معنی میں کوئی خرابی نہ ہو اور وزن پر کوئی اثر نہ پڑے اور بعض دفعہ تو دو دو تین تین حرف زیادہ لاتے ہیں۔

۲۴۔ ابن ہشام: سیرۃ النبی ،۳:۹۳۔۹۴؛ دیوان کعب بن مالک ،۲۲۷۔

۲۵۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۱۱۹؛ دیوان کعب بن مالک ،۲۵۷۔

۲۶۔ تصریح=شعر کے پہلے مصرع میں قافیہ لانا۔

۲۷۔ روی=شعر کے قافیہ کا آخری حرف۔

۲۸۔ النویری، شہاب الدین احمد، نہایۃ الارب ،ج ۷ (المؤسسۃ المصریۃ العامۃ)،ص ۳۷۔

۲۹۔ ایضاً، ۷:۴۹۔

۳۰۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۹۳۔

۳۱۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۱۴۶؛ دیوان کعب بن مالک ،۱۷۴۔

۳۲۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۲۷۸؛ ایضاً، ۲۷۹۔

۳۳۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۲۹۷-۲۹۸؛ دیوان کعب بن مالک ،۱۹۴-۱۹۵۔

۳۴۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۴۴۳؛ دیوان کعب بن مالک ، ۲۶۱؛ الشعر الدعوۃ الاسلامیہ ،۴۶۵۔

۳۵۔ ایضاً،۳:۹۳؛ ایضاً، ۲۲۶۔

۳۶۔ دیوان کعب بن مالک ،۲۵۷۔

۳۷۔ دیوان کعب بن مالک ،۲۵۶۔

۳۸۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۱۳۷؛ دیوان کعب بن مالک ،۱۹۰؛ الشعر الدعوۃ الاسلامیہ ،۴۴۷۔

۳۹۔ دیوان کعب بن مالک ،۱۸۸۔

۴۰۔ دیوان کعب بن مالک ،۲۶۶۔

۴۱۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۱۳۷؛ دیوان کعب بن مالک ،۱۹۰۔

۴۲۔ دیوان کعب بن مالک ،۱۷۸۔

۴۳۔ ایضاً، ۱۷۹۔

۴۴۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۱۳۹۔

۴۵۔ فتین: ایک زمین ہے جس میں کالے پتھر ہوتے ہیں۔

۴۶۔ دیوان کعب بن مالک ،۲۷۵۔

Marfat.com

۴۷۔ دیوان کعب بن مالک ،۳۲۳۔
۴۸۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی،۳:۱۲۰۔
۴۹۔ دیوان کعب بن مالک ،۲۷۹۔
۵۰۔ ایضاً،۱۷۵۔
۵۱۔ ایضاً،۲۲۸۔
۵۲۔ دیوان کعب بن مالک ،۱۸۸۔
۵۳۔ ایضاً،۱۳۴۔
۵۴۔ ایضاً،۱۳۴۔
۵۵۔ دیوان کعب بن مالک ،۲۴۵۔
۵۶۔ ایضاً،۱۸۰۔
۵۷۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۲:۳۹۵۔
۵۸۔ ایضاً،۳:۱۴۰؛ الشعر الدعوۃ الاسلامیہ ،۴۴۳۔
۵۹۔ دیوان کعب بن مالک ،۲۲۱۔
۶۰۔ دیوان کعب بن مالک ،۱۸۷؛ الشعر الدعوۃ الاسلامیہ ،۴۶۰۔
۶۱۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۲:۳۷۹۔
۶۲۔ دیوان کعب بن مالک ،۱۲۷۔
۶۳۔ تعقیدی- کلام کے اندر ایسی لفظی یا معنوی الجھنیں ڈال دینا جو معنی مرادی کے سمجھنے میں مخل ہوں۔
۶۴۔ دیوان کعب بن مالک ،۱۲۷۔
۶۵۔ دیوان کعب بن مالک ،۱۲۷۔
۶۶۔ لسان العرب ،۱:۳۳۳۔
۶۷۔ لسان العرب ،۱:۳۷۱۔
۶۸۔ لسان العرب ،۱:۴۲۶۔
۶۹۔ لسان العرب ،۱:۴۲۷۔
۷۰۔ ایضاً،۲:۱۴۳۔
۷۱۔ ایضاً،۲:۱۴۴۔
۷۲۔ ایضاً،۲:۴۶۶۔
۷۳۔ ایضاً،۲:۴۶۶۔
۷۴۔ لسان العرب ،۳:۲۷۶۔

Marfat.com

۷۵۔ ایضاً،۳:۲۷۶۔

۷۶۔ ایضاً،۴:۴۳۔

۷۷۔ ایضاً،۴:۴۳۔

۷۸۔ ایضاً،۵:۶۷۔

۷۹۔ ایضاً،۵:۷۰۔

۸۰۔ لسان العرب ،۵:۱۸۲۔

۸۱۔ ایضاً،۵:۱۸۴

۸۲۔ ایضاً،۵:۲۲۸۔

۸۳۔ ایضاً،۵:۲۲۸۔

۸۴۔ ایضاً،۱۰:۲۱۶۔

۸۵۔ ایضاً،۱۰:۲۱۶۔

۸۶۔ لسان العرب ،۱۱:۱۱۔

۸۷۔ ایضاً،۱۱:۱۱

۸۸۔ ایضاً،۱۱:۱۷۶۔

۸۹۔ ایضاً،۱۱:۱۷۶۔

۹۰۔ ایضاً،۱۳:۲۴۸۔

۹۱۔ لسان العرب ،۱۳:۲۴۸۔

۹۲۔ ایضاً،۱۳:۲۴۹۔

۹۳۔ ایضاً،۱۳:۲۷۲۔

۹۴۔ ایضاً،۱۳:۲۷۳۔

۹۵۔ ایضاً،۱۴:۶۴۔

۹۶۔ ایضاً،۱۴:۶۶۔

۹۷۔ لسان العرب ،۱۷:۶۶۔

۹۸۔ ایضاً،۱۷:۶۷۔

۹۹۔ ایضاً،۱۷:۳۰۳۔

۱۰۰۔ ایضاً،۱۷:۳۰۴۔

۱۰۱۔ ایضاً،۱۷:۳۶۹۔

۱۰۲۔ ایضاً،۱۷:۳۷۱۔

Marfat.com

۱۰۳۔ ایضاً، ۱۸:۳۔

۱۰۴۔ ایضاً، ۱۸:۵۔

۱۰۵۔ ایضاً، ۲۰:۱۹۹۔

۱۰۶۔ ایضاً، ۲۰:۲۰۱۔

۱۰۷۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۳:۳۸۳-۳۸۴۔

۱۰۸۔ دیوان کعب بن مالک :۱۸۳؛ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۳:۳۸۴۔

۱۰۹۔ دیوان کعب بن مالک، ۱۱۲

۱۱۰۔ حوالہ بالا

۱۱۱۔ دیوان کعب بن مالک، ۶۲۔

۱۱۲۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۳:۹۳؛ دیوان کعب بن مالک، ۲۲۶۔

۱۱۳۔ دیوان کعب بن مالک، ۲۰۰۔

۱۱۴۔ القرآن الحکیم، ۱۳: الرعد:۱۱۔

۱۱۵۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۲:۳۸۰؛ دیوان کعب بن مالک، ۲۰۱۔

۱۱۶۔ القرآن الحکیم، ۶: الانعام:۱۴۷۔

۱۱۷۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۲:۳۷۹؛ دیوان کعب بن مالک، ۲۰۱۔

۱۱۸۔ القرآن، ۶۷: الملک:۶۔

۱۱۹۔ دیوان کعب بن مالک، ۲۰۱؛ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۲:۳۸۰۔

۱۲۰۔ القرآن الحکیم، ۳۸: ص:۴۔

۱۲۱۔ دیوان کعب بن مالک، ۲۷۰۔

۱۲۲۔ القرآن الحکیم، ۴: النساء:۱۶۴۔

۱۲۳۔ دیوان کعب بن مالک، ۲۳۶؛ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۴:۱۲۴۔

۱۲۴۔ القرآن الحکیم، ۲: البقرۃ:۲۰۷۔

۱۲۵۔ دیوان کعب بن مالک، ۱۳۹۔

۱۲۶۔ القرآن الحکیم، ۲۷: النمل:۱۸۔

۱۲۷۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۳:۲۷۹۔

۱۲۸۔ القرآن الحکیم، ۲: البقرہ:۲۰۷۔

۱۲۹۔ القرآن الحکیم، ۳: آل عمران:۶۸۔

۱۳۰۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۳:۲۹۱۔

Marfat.com

۱۳۱۔ القرآن الحکیم ۷؛الاعراف:۲۶۔

۱۳۲۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۲۹۲؛ دیوان کعب بن مالک ،۲۴۶۔۲۴۷

۱۳۳۔ القرآن الحکیم ،۸:الانفال:۶۰

۱۳۴۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۲:۳۷۹-۳۸۰؛ دیوان کعب بن مالک ،۲۰۰-۲۰۱۔

۱۳۵۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۲:۳۹۵۔

۱۳۶۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۹۲؛ دیوان کعب بن مالک ،۲۲۵۔

۱۳۷۔ حوالہ بالا؛ ایضاً،۲۲۵-۲۲۶۔

۱۳۸۔ دیوان کعب بن مالک ،۲۲۶۔

۱۳۹۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۹۳؛ دیوان کعب بن مالک ،۲۲۶۔

۱۴۰۔ دیوان کعب بن مالک ،۲۲۲-۲۲۳۔

۱۴۱۔ دیوان کعب بن مالک ،۲۷۹۔

۱۴۲۔ دیوان کعب بن مالک ،۲۷۹۔

۱۴۳۔ ایضاً،۲۸۰۔

۱۴۴۔ دیوان کعب بن مالک ،۱۸۰۔

۱۴۵۔ دیوان کعب بن مالک ،۲۷۶؛ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ج۳:ص۱۴۳،۱۴۴۔

۱۴۶۔ دیوان کعب بن مالک ،۲۱۹-۲۲۱۔

۱۴۷۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۲:۳۹۵-۳۹۶؛ دیوان کعب بن مالک ،۱۶۹۔

۱۴۸۔ دیوان کعب بن مالک ،۱۷۴۔

۱۴۹۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۲۹۳-۲۹۴۔

۱۵۰۔ ایضاً،۳:۴۴۳؛ الشعر الدعوۃ الاسلامیۃ ،ص۴۶۵۔

۱۵۱۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۲:۴۳۹؛ دیوان کعب بن مالک ،۲۰۴۔

۱۵۲۔ الاصبہانی، ابوالفرج الاصبہانی علی بن الحسین، الاغانی، ج۱۶ (بیروت-لبنان: دارالکتب)، ص۲۲۸؛ دیوان کعب بن مالک ،۲۸۴۔

۱۵۳۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۴۴۴؛ دیوان کعب بن مالک ،۲۶۲۔

۱۵۴۔ حوالہ بالا؛ ایضا،۲۶۱۔

۱۵۵۔ یاقوت، شہاب الدین ابی عبداللہ، معجم البلدان، ج۱ (بیروت، ۱۳۷۵ھ-۱۹۵۶ء)، ص۲۱۵۔

۱۵۶۔ حوالہ بالا۔

۱۵۷۔ معجم البلدان ،۲،۲۶۱؛ البکری، ابو عبداللہ بن عبدالعزیز، معجم ما استعجم ، ج۲ (مطبعۃ لجنۃ

Marfat.com

التالیف، شعبان ۱۳۶۴ھ-۱۹۴۵ء)، ص ۲۷۱۔

۱۵۸۔ معجم البلدان، ۴، ۱۰۳۔

۱۵۹۔ معجم البلدان، ۴، ۱۰۳۔

۱۶۰۔ معجم البلدان، ۲: ۱۲۸۔

۱۶۱۔ ایضاً، ۵: ۸۸؛ البغدادی، صفی الدین عبدالمومن بن عبدالحق، مراصد الاطلاع علی اسماء الامکنہ والبقاع، ج ۳ (بیروت: دارالمعرفۃ۔ لبنان، ۱۳۷۴ھ-۱۹۵۵ء)، ص ۱۲۴۷۔

۱۶۲۔ حوالہ بالا۔

۱۶۳۔ ایضاً، ۵: ۳۶۱۔

۱۶۴۔ معجم البلدان، ۵: ۳۶۲۔

۱۶۵۔ البکری، ابوعبداللہ، عبداللہ بن عبدالعزیز، معجم استعجم، ص ۴۹۸۔

۱۶۶۔ ایضاً، ص ۴۹۹۔

۱۶۷۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۳: ۹۱؛ دیوان کعب بن مالک، ۲۲۵۔

۱۶۸۔ ایضاً، ۳: ۱۳۶؛ ایضاً، ۱۸۹۔

۱۶۹۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۳: ۲۹۸؛ دیوان کعب بن مالک، ۱۹۵۔

۱۷۰۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۳: ۱۱۷-۱۱۸؛ دیوان کعب بن مالک، ۲۵۵۔

۱۷۱۔ القرآن الحکیم، ۲۶: الشعراء: ۲۲۴۔

۱۷۲۔ المراغی، احمد مصطفیٰ، تفسیر المراغی، ج ۱۹ (مصر ۱۳۷۳ھ-۱۹۵۳م)، ص ۱۱۵؛ ابن کثیر، اسماعیل بن کثیر القرشی، تفسیر القرآن العظیم، ج ۳ (لاہور، ۱۴۰۳ھ-۱۹۸۲م)، ص ۲۵۴۔

۱۷۳۔ دیوان کعب بن مالک، ۵۳۔

۱۷۴۔ دیوان کعب بن مالک، ۵۱۔

۱۷۵۔ عبدالعزیز رفاعی، کعب بن مالک (المکتبہ صغیر، المحرم ۱۳۹۷ھ-۱۹۷۷م)، ص ۴۷۔

۱۷۶۔ خیرالدین الزرکلی، الاعلام، ج ۶: ۸۵۔

۱۷۷۔ طبقات الشعراء، ۸۴۔

۱۷۸۔ حوالہ بالا۔

۱۷۹۔ خزانۃ الادب، ۱: ۲۰۰؛ ابن عبدالبر ابو یوسف بن عبداللہ بن محمد، الاستیعاب، فی معرفۃ الاصحاب، ج ۳ (مصر: مطبعہ نھضۃ)، ص ۱۳۲۳؛ الصفوی، الصلاح الدین خلیل بن ابیک، نکت الھمیان (مصر: مطبعۃ الجمالیہ، ۱۳۲۹ھ-۱۹۱۱م)۔ ص ۲۳۱؛ قدامہ المقدریسی، الاستبصار فی نسب الصحابۃ من الانصار (دارالفکر)، ص ۱۶۰۔

Marfat.com

۱۸۰۔ الاستیعاب،۳:۱۳۲۴؛ نکت الھمیان ،۳۳۱؛ خزانۃ الادب ،۱:۲۰۰۔

۱۸۱۔ الاستیعاب،۳:۱۳۲۴۔

۱۸۲۔ المرزبانی،ابوعبیداللہ محمد بن عمران،معجم الشعراء (القاھرہ: مکتبہ القدسی،۱۳۵۴ھ)،ص۳۴۲۔

۱۸۳۔ محمد رضا، محمد (ﷺ) (حیاء الکتب العربیۃ،۱۳۶۸ھ-۱۹۴۹ء)،ص۴۴۹۔

۱۸۴۔ عبدالحیٔ بن المعاد الحنبلی، شذرت الذھب اخبار من ذھب ، ج۱ (القاھرہ: مکتبۃ القدسی،۱۳۵۰ھ)،ص۵۶؛ ابن اثیر،عزالدین ابی الحسن علی محمد، اسعدالغابۃ، ج۴ (حیدرآباد دکن،۱۳۱۵ھ)،ص۲۴۷۔

۱۸۵۔ فرخ عمر، تاریخ ادب العربی ، ج۱ (بیروت: دارالعلم للملایین، ۱۳۸۵ھ- ۱۹۶۵ء)، ص۳۲۴۔

۱۸۶۔ ابن عبدالبر، ابوعمر یوسف بن عبداللہ، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ،ج۳ (مصر: مکتبہ نھضۃ)،ص۱۳۲۳،۱۳۲۴۔

۱۸۷۔ کعب بن مالک ،۵۵۔

۱۸۸۔ ایضاً،۴۹-۵۰۔

۱۸۹۔ دیوان کعب بن مالک ،۸۱۔

۱۹۰۔ سعید انصاری، سیر انصار، ج۲ (مطبع اعظم گڑھ،۱۳۶۶ھ-۱۹۴۷م)،ص۱۵۲۔

۱۹۱۔ قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری، رحمۃ للعالمین ،ج۲ (لاہور،۱۹۶۲م)،ص۳۰۲۔

۱۹۲۔ سید جلال الدین احمد جعفری ذینبی، انصار (الہ آباد: مطبع انوار احمدی)،ص۷۴۔

۱۹۳۔ سید نصیر احمد جامعی، مہاجرین وانصار (لاہور، مارچ ۱۹۶۳ء)،ص۲۶۳۔

۱۹۴۔ طالب ہاشمی، خیرالبشر کے چالیس جانثار (لاہور،۱۹۸۰ع)،ص۲۳۰۔

۱۹۵۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ ،ج۱۷ (پنجاب یونیورسٹی لاہور)،ص۳۱۸۔

۱۹۶۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ ،ج۱۷ (پنجاب یونیورسٹی، لاہور)،ص۳۱۸۔

۱۹۷۔ اردو انسائیکلوپیڈیا (لاہور: فیروز سنز)،ص۱۱۴۷۔

Marfat.com

باب پنجم

شاعر رسول

Marfat.com

Marfat.com

شاعر رسول

لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ [1]۔

ترجمہ: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تمہارے واسطے بہترین نمونہ ہے۔

قرآن کریم نے اس آیت کی رو سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو امت کے واسطے ایک بہترین مکمل اور جامع نمونہ قرار دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہمہ جہتی اوصاف کی حامل نظر آتی ہے۔ آپ ﷺ بہترین قائد، معلم، سیاست دان، سپہ سالار اور اعلیٰ درجہ کے مربی ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمہ جہتی صفات صحابہ کرام میں نظر آتی ہیں۔ بنیادی واساسی طور پر تو تمام صحابہ کرام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام صفات کی جھلک موجود ہے لیکن صحابہ کی جماعت کے ہر فرد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خاص خصوصیت زیادہ نمایاں طور پر ملتی ہے۔ کوئی صحابی بہترین قائد بنا، کوئی اعلی درجہ کا سپہ سالار۔

زبان وادب پر قدرت بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صفت تھی۔ بعض صحابہ کرام میں آپ ﷺ کی یہ صفت زیادہ نمایاں وممتاز نظر آتی ہے۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بھی اسی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں کہ جسے زبان وبیان پر قدرت حاصل ہوئی۔ آپؓ جلیل القدر صحابی اور مشہور شاعر تھے۔ زمانہ جاہلیت کے ساتھ ساتھ زمانہ اسلام میں بھی بہت شہرت حاصل کی اور شاعر رسول کے معزز لقب سے نوازے گئے۔ اسی لیے ابن کثیر نے آپ رضی اللہ عنہ کو ''شاعر اسلام'' کے خطاب سے نوازا [2] اور انجمی نے آپ رضی اللہ عنہ کو ''شاعر مجید'' کہا ہے۔ [3] ابن سیرین نے آپ رضی اللہ عنہ کو ''شاعر رسول سے یاد کیا ہے [4]۔

Marfat.com

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ قرآن وسنت کی تعلیمات کی روشنی میں شعر کہتے ہیں۔ لایعنی اور لغو باتوں سے گریز کرتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تقریباً ہر صفت پر طبع آزمائی کی ہے۔ اور کسی صفت میں اور شاعروں سے پیچھے نہیں رہے مثلاً فخر، مدح، رثاء، ہجر وغیرہ وغیرہ۔ غرض ہر صفت میں کمال حاصل ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا شمار سید الشعراء میں ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا کلام خوبصورت بندشوں، پاکیزہ الفاظ، مناسب اسلوب، ایمان واہل اسلام اور سرور کائنات کی محبت سے لبریز ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کعب رضی اللہ عنہ کے اشعار پسند فرماتے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت کعب رضی اللہ عنہ بن مالک کے اشعار بہت پسند تھے اور اکثر آپ صلی اللہ علیہ وسلم آپ رضی اللہ عنہ سے فرمائش کر کے ان کے اشعار سنتے تھے۔ ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت کعب رضی اللہ عنہ بن مالک کے گھر تشریف لے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خبر ملی تو فرط مسرت سے بے خود ہو گئے۔ بے تابانہ گھر سے باہر آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا:

''ابو عبداللہ اپنے کچھ شعر سناؤ''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم کعب رضی اللہ عنہ کے لیے باعث شرف وسعادت تھا۔ چنانچہ اپنے متعدد اشعار جذبہ وذوق کے ساتھ پڑھ دیے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو سن کر بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا۔ ''مزید''۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے پھر اپنے کئی شعر سنائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمائش کر کے اشعار سنے اور پھر ان کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

''ھذا اشد علیھم من وقع النبل'' (۵)

ترجمہ: کفار پر ان کی زد تیر سے بھی زیادہ سخت ہے۔

باوجود اس کے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت فطرتاً اشعار کی طرف مائل نہ تھی۔ اور بفحوائے فرمان الٰہی وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ (کہ نہ ہم نے

Marfat.com

آپ ﷺ کو شعر سکھائے نہ یہ آپ ﷺ کی شان کے مناسب ہے) آپ ﷺ کا کعب رضی اللہ عنہ کے اشعار سننا، کعب رضی اللہ عنہ کے گھر جانا اور کعب رضی اللہ عنہ سے اشعار کی فرمائش کرنا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے اشعار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے حد پسند تھے۔

ایک بار حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔

"یارسول اللّٰہ، قد انزل اللّٰہ فی الشعر ما انزل"
قال: ان المجاهد، یجاهد بسیفه ولسانه: والذی نفسی بیده ترمونهم به نضح النبل" (۶)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا بے شک مجاہد جہاد کرتا ہے اپنی تلوار اور زبان سے اور قسم خدا کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم مارتے ہو ان کو (کفار) نیزے کی نوک سے"۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تین شعراء میں سے ایک شاعر تھے۔ جو آپ ﷺ کی طرف سے کفار کی ہجو کا جواب دیتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائش پر مسلمانوں کے جنگی کارناموں کا ذکر کرتے، دشمنوں کے معاندانہ اشعار کا جواب دیتے اور ساتھ ہی دشمنوں کو اپنے اشعار میں دھمکی بھی دیتے تھے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کعب رضی اللہ عنہ کے اشعار بہت پسند تھے۔ جب کبھی کعب رضی اللہ عنہ شعر پڑھتے تھے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتے تھے اور خواہش کرتے تھے کہ وہ سفر میں بھی آپ رضی اللہ عنہ سے شعر سنیں۔ ابن سیرین نے بیان کیا کہ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنی اونٹنی کی نکیل کو کھینچا اور کہا "اے کعب حدی پڑھیے، پس کعب رضی اللہ عنہ نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے۔

قضینا من تهامة کل حق وخیبر ثم اجعمنا السیوفا
نخبرها ولو نطقت لقالت قواطعهن دوسا او ثقیفا

Marfat.com

یہ سن کر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"والذی نفسی بیدہ لھی اشد علیھم من رشق النبل"(۷)

سیر اعلام النبلاء میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عمرۃ القضاء کے لیے تشریف لے گئے تو حضرت عبداللہ بن رواحہ نے ان کے آگے یہ شعر پڑھے۔

خلوا بنی الکفار بن سبیلہ الیوم نضربکم علی تنزیلة
ضرباً یزیل الھام عن مقیلہ ویذھل الحلیل عن خلیلہ (۸)

حضرت عمر نے کہا اے ابن رواحہ تو اللہ کے حرم میں ہے اور اللہ کے رسول کے سامنے شعر کہتا ہے۔ یہ سن کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑ دے اے عمر

فھو اسرع فیھم من نضح النبل

ترجمہ: "وہ نیزے کی نوک سے بھی زیادہ اثر کرنے والے ہیں۔"

اور دوسرے الفاظ میں یہ فرمایا:

"فوالذی نفسی بیدہ، لکلامہ علیھم اشد من وقع النبل"

ترجمہ: "قسم خدا کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بے شک اس کا کلام ان کے اوپر نیزے کے گرنے سے بھی زیادہ سخت ہے"۔

روایت کرتے ہیں معمر زہدی سے اور وہ انس سے ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ عمرۃ القضاء میں یہ اشعار حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے پڑھے۔ حضرت انس نے کہا کہ بعض علماء کے نزدیک یہ زیادہ صحیح ہے کیونکہ حضرت عبداللہ بن رواحہ تو جنگ موتہ میں شہید ہو گئے تھے (۹)۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بعثت کے بعد قریش مکہ کو حق کی دعوت دی تو ہر

Marfat.com

طرف تلواروں کی جھنکار سنائی دینے لگی۔ قوم قریش آپ ﷺ کے خون کے پیاسے ہو گئے۔ وہی لوگ جو کچھ عرصہ پہلے آپ ﷺ کو صدیق اور امین کہتے تھے آپ ﷺ کے جان لیوا بن گئے۔ لہٰذا ان لوگوں نے اپنی مشق کی ہوئی ساکھ کو بحال کرنے اور اسلام کو مٹانے کے لیے ایک طرف تو طاقت کا جارحانہ استعمال کیا اور دوسری طرف اپنے شعراء کے ذریعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں پر کیچڑ اچھالنا شروع کیا۔ کتاب الاغانی میں سماک بن حرب سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور کہا کہ ابو سفیان بن الحارث بن عبدالمطلب آپ ﷺ کی ہجو کہتا ہے۔ یہ سن کر عبداللہ بن رواحہ کھڑے ہوئے اور کہا ''مجھ کو اجازت دیجئے اس معاملے میں''۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو وہی ہے جو تو کہتا ہے۔ اللہ تجھ کو ثابت قدم رکھے۔ عبداللہ بن رواحہ نے کہا ہاں یارسول اللہ میں وہی ہوں جو میں کہتا ہوں۔

فثبت اللّٰه ما أعطاك من حسن
تثبيت موسى ونصرا كالذى نصروا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے تیرے ساتھ اس جیسا کیا۔

کعب رضی اللہ عنہ بن مالک نے کہا ''یارسول اللہ مجھ کو اجازت دیجئے، رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پس تو وہی ہے جو تو کہتا ہے ''ہمت'' کہا ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں وہی شخص ہوں، جو کہتا ہوں۔

همت سخينة أن تغالب ربها
وليغلبن مغالب الغلاب(۱۰)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کعب رضی اللہ عنہ سے محبت

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جن صحابہ سے بہت محبت تھی ان میں سے ایک کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اس قدر عزیز رکھتے تھے کہ آپ ﷺ تمنا کرتے تھے کہ کعب رضی اللہ عنہ ان سے جدا نہ

Marfat.com

ہوں (۱۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی ایک مثال یہ ہے کہ جب غزوہ تبوک کے موقع پر غزوہ میں شریک نہ ہونے پر کعب رضی اللہ عنہ کو سزا ملی کہ کوئی مسلمان آپ رضی اللہ عنہ سے بات نہ کرے۔ ایسے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان آپ رضی اللہ عنہ سے بات کرنے سے گریز کرتے تھے لیکن جب کعب رضی اللہ عنہ مسجد میں نماز پڑھتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کعب رضی اللہ عنہ کو دیکھتے رہتے تھے اور جب سلام پھیرتے تو منہ دوسری طرف کر لیتے تھے اور جس دن خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ رضی اللہ عنہ کی معافی کا اعلان ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر خوشی ہوئی کہ کعب رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ چاند کی طرح چمک رہا تھا (۱۲)۔

کعب رضی اللہ عنہ کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید محبت تھی۔ آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ذرا سی بھی تکلیف میں نہیں دیکھ سکتے تھے۔ اور نہیں چاہتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذرا سا بھی نقصان پہنچے۔ جنگ احد کے موقع پر قریش مکہ نے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی جھوٹی خبر مشہور کر دی تو آپ رضی اللہ عنہ دیوانہ وار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زخمیوں اور شہیدوں میں ڈھونڈتے پھرے۔ یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھا اور پکار کر مسلمانوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی بشارت دی (۱۳)۔

اسی غزوہ میں ابن قمیہ نے تلوار سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کو زخمی کر دیا۔ جب کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو یہ برداشت نہ کر سکے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک زخمی ہو جائے اور آپ رضی اللہ عنہ کا صحیح سلامت ہے لہٰذا آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اپنا چہرہ بھی زخمی کر لیا (۱۴)۔

واقدی نے بھی آپ رضی اللہ عنہ کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت کی ایک روایت بیان کی ہے کہ غزوہ بنی مصطلق سے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کی طرف لوٹنے والے تھے تو حارث (مشرک) نے قسم کھائی کہ جب تک رسول کریم صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم اور مسلمانوں کو قتل نہیں کرے گا واپس نہیں جائے گا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نعمان بن حارث کو لوگوں پر پہرہ دینے کا حکم دیا، کہا آپ سب لوگ سو جائیں میں آپ سب کی حفاظت کے لیے کافی ہوں اس دوران وہ پڑھتے رہے اور باقی اصحاب سو گئے۔ حارث ابن ضرار قریب آ گیا اور مسلمان اس کو نہ پکڑ سکے۔ نعمان بن حارث سے کہا کہ تو غافل رہا یہاں تک کہ اس نے تیر پھینکا۔ نعمان بن حارث نے جواب دیا نہیں بلکہ میں نے ارادہ کیا کہ جب مجھے تیر کا احساس ہوگا تو میں تم کو مطلع کروں گا۔ اس قسم کے حالات جب کعب رضی اللہ عنہ نے دیکھے تو اپنے سونے کا ارادہ ترک کر دیا اور تلوار لے کر ساری رات آپ ﷺ کے سرہانے کھڑے رہے کہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی گزند نہ پہنچا دے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو اپنے سرہانے تلوار لئے کھڑے دیکھا تو فرمایا کہ کعب کیا معاملہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ جب مجھ کو یہ خیال آیا کہ حارث آپ ﷺ کو ضرر نہ پہنچا دے تو میری نیند اڑ گئی اور میں تلوار لے کر یہاں آپ ﷺ کی حفاظت کے لیے کھڑا ہو گیا۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کی تعریف فرمائی (۱۵)۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ کعب رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عشق تھا۔ آپ ﷺ کو کعب اس قدر عزیز رکھتے تھے کہ آپ ﷺ کی حفاظت کے لیے اپنی جان تک کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔

ابتداء میں جن لوگوں نے مدینہ منورہ میں اسلام قبول کیا ان میں کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ عقبہ ثانیہ میں بھی آپؓ نے شرکت فرمائی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ اس بیعت پر ساری عمر فخر کرتے تھے کہ میں ان چند خوش نصیبوں میں سے ہوں جنہوں نے عقبہ ثانیہ میں رسول کریم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی (۱۶)۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت عزت کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کا یہ عالم تھا کہ کبھی آپ ﷺ کے سامنے غلط بات نہ کہتے۔ خود کہتے ہیں کہ جب غزوہ تبوک میں شرکت نہ کرنے پر رسول

Marfat.com

کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وجہ دریافت فرمائی تو میں نے آپ ﷺ سے کہا کہ اگر میں دنیا کے کسی اور بادشاہ کے سامنے ہوتا تو ایک سے ایک بات بنالیتا کیونکہ میں ایک شاعر ہوں بات کرنا خوب جانتا ہوں لیکن آپ ﷺ کے سامنے جھوٹ نہ بولوں گا(۱۷)۔

اطاعت رسول میں کعب رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ آپ ﷺ کی خاطر جان، مال، اولاد کی بھی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ اس کی سب سے بڑی مثال یہ ہے کہ جب غزوہ تبوک میں نہ جانے پر جو سزا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی اس کو بخوشی منظور کرلیا۔ یہاں تک کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیوی سے علیحدگی کا حکم بھیجا تو آپ رضی اللہ عنہ سمجھے کہ اس کو طلاق دے دی جائے لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں آپ رضی اللہ عنہ اپنی عزیز ترین بیوی کو طلاق دینے پر بھی تیار ہو گئے (۱۸) اور جب شاہ غسان نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلا کر آپؓ کی عزت کرنی چاہی اور دولت سے آپ رضی اللہ عنہ کو مالا مال کرنا چاہا تو آپ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی محبت اور اطاعت میں سب چیزوں کو ٹھکرا دیا اور اپنی ذات پر اتنی سخت سزا جھیلتے رہے (۱۹)۔

آپ ﷺ کی اطاعت کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے ایک صحابی سے قرض کا تقاضا کیا۔ دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں تو آواز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ تک پہنچی۔ آپ ﷺ نے کاشانہ اقدس کا پردہ اٹھا کر فرمایا۔ کعب آدھا قرض معاف کردو۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فوراً جواب دیا یا رسول اللہ معاف کر دیا (۲۰)۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر محبت تھی کہ آپ ﷺ کی اطاعت کرنے میں مال و جان کسی کی بھی پرواہ نہیں کرتے تھے۔

رسول کریم ﷺ کا کعب رضی اللہ عنہ کے اشعار میں تصحیح کرنا:

کتاب الاغانی میں ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی طرف چلے۔ کعب رضی اللہ عنہ نے جب آپ ﷺ کو اپنی طرف آتے دیکھا تو جھکے۔

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم شعر پڑھ رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں میں شعر پڑھ رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ ''شعر سناؤ''۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اشعار پڑھنے شروع کیے۔ یہاں تک کہ اس شعر پر پہنچے۔

مقاتلنا عن جزمنا کل مخمةٍ۔

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس طرح نہ کہو بلکہ اس طرح کہو۔''

''مقاتلنا عن دیننا'' (۲۱)

''اس تصحیح کرنے پر حضرت کعب رضی اللہ عنہ فخر کرتے اور کہتے ہیں''۔

''ما امان رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم احد فی شعرہ غیری'' (۲۲)

ترجمہ: ''رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے میرے اور کسی کے شعر میں تصحیح نہیں کی''۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے اشعار بہت پسند تھے اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلامی طرز پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی بھی کرتے تھے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں اشعار:

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید محبت تھی اسی لیے آپ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں بہت سے اشعار کہے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

لانا عبدنا اللّٰہ لم نرج غیرہ رجاء الجنان اذا لقانا زعیمها

نبی له فی قومه ارث عزة واعراق صدق هذبتها أرومها (۲۳)

''ترجمہ: اس لیے کہ جب ہمارے پاس اللہ کا رسول آیا تو ہم نے جنت کی امید میں اللہ کے سوا کسی اور سے امید نہ رکھی اور اسی کی غلامی اختیار کر لی۔ وہ ایسا نبی ہے کہ اسے اپنی قوم میں موروثی عزت حاصل ہے اور سچے صفات والا ہے جنہیں اس کے اصول نے مہذب بنا دیا ہے''۔

Marfat.com

غزوہ بدر کے موقع پر ایک قصیدہ میں بیان کرتے ہیں۔

وردناہ بنور اللّٰہ یجلو دجی الظلما عنا والغطاء
رسول اللّٰہ یقدمنا بأمر من امر اللّٰہ احکم بالقضاء (۲۴)

ترجمہ: ''ہم اپنے ساتھ اللہ تعالیٰ کا نور لے کر اس مقام پر پہنچے ہیں جو اندھیری رات کی تاریکی اور پردے ہم سے دور کر رہا تھا''۔

وہ (نور) اللہ تعالیٰ کا رسول تھا جو اللہ تعالیٰ کے احکام میں سے کسی حکم کے تحت ہمارے آگے چل رہا تھا، جو قضا (وقدر) سے مستحکم کر دیا گیا ہے۔

غزوہ احد کے موقع پر آپ ﷺ کی تعریف میں کہتے ہیں کہ وہ عفیف اور صادق ہیں۔

لنا حومة لا تستطاع یقودها
نبی أتی بالحق عف مصدق (۲۵)

ترجمہ: ہمارا ایک معظم مقام ہے، جس پر حملے کی کوئی تاب نہیں لا سکتا۔ اس کی قیادت نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کر رہا ہے جو ہمارے پاس حق لایا، عفیف اور صادق ومصدوق ہے۔

آپ ﷺ کی بہادری بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وببشر بدر اذ یرد وجوههم
جبریل تحت لوائنا و محمد (۲۶)

ترجمہ: ''جنگ بدر میں جبریل علیہ السلام اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے جھنڈے کے نیچے ان (کفار) کے چہرے کو پھیر رہے تھے''۔

حتی رأیت لدی النبی سراتهم
قسمیں نقتل من نشاء ونطرد (۲۷)

ترجمہ: ''یہاں تک کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

Marfat.com

پاس ان کے چنے ہوئے آدمیوں کو دو قسموں میں بٹے ہوئے دیکھا ایک وہ لوگ جنہیں ہم نے چاہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قتل کر دیا اور دوم وہ جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دفع کر دیا''۔

غزوہ احد کے موقع پر ایک اور قصیدے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فینا الرسول شهاب ثم نتبعه نور مضی له فضل علی الشهب
الحق منطقه والعدل سیرته فمن یجبه الیه ینج من تبب (۲۸)

ترجمہ: ''ہمارے اندر ایک ایسے رسول موجود تھے جو شہاب ثاقب کی طرح روشن تھے اور روشنی پھیلانے والا ان کا ذاتی نور مستزاد تھا، اس شہاب ثاقب کو دوسرے ستاروں پر فضیلت حاصل تھی''۔

ان کا کلام حق پر اور ان کی سیرت عدل و انصاف پر مبنی ہے۔ پس جو بھی شخص انہیں لبیک کہے گا، نقصان و خسران اور تباہی و بربادی سے نجات پا جائے گا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جرأت و بہادری بیان کرتے ہوئے فرمایا:

نجد المقدم ماضی الهم معتزم حین القلوب علی رجف من الرعب
یمضی ویذمرنا عنی غیر معصیة کأنه البدر لم یطبع علی الکذب
بدا لنا فاتبعناه نصدقه وکذبوه فکنا أسعد العرب (۲۹)

ترجمہ: ''جب قلوب مارے ڈر کے تھرا جاتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت پیش قدمی کرنے والے باہمت اور صاحب عزم ثابت ہوتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ایسی باتوں پر آمادہ کرتے ہیں جو معصیت سے دور ہوتی ہیں اور انہیں نافذ فرماتے ہیں۔ وہ گویا چودھویں رات کا چاند ہیں کذب اور غیر واقفیت پر پیدا ہی نہیں کیے گئے۔ وہ ہمارے اندر مبعوث ہوئے تو

Marfat.com

ہم تصدیق کر کے ان کے متبع بن گئے اور کفار نے ان کی تکذیب کی اور گمراہ ہو گئے، لہٰذا ہم عرب میں سب سے زیادہ باسعادت بن گئے''۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق پر ثابت قدم رہنے کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

تقاتل عن دينها، وسطها
نبی عن الحق لم ينكل(۳۰)

ترجمہ: ''یہ اپنے دین کی مدافعت میں لڑ رہے ہیں۔ ان کے درمیان وہ نبیؐ موجود ہیں جو حق کے راستے میں ایک قدم پیچھے نہیں ہے''۔

کعب بن اشرف کے قتل کے بارے میں جو قصیدہ کہا اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

نذير صادق أدى كتابا وآيات مبينة تنير
فقالوا : ماأتيت بأمر صدق وأنت بمنكر منا جدير
فقال : بلى لقد أديت حقا يصدقنى به الفهم الخبير
فمن يتبعه لكل رشد ومن يكفر به يجز الكفور(۳۱)

ترجمہ: ''وہ ایسا نذیر تھا جو صادق القول تھا اور جس نے (اللہ کی طرف سے) کتاب اور ایسی کھلی اور واضح نشانیاں دی تھیں جو بالکل روشن ہیں۔ پھر بھی ان یہود نے کہا کہ تم امر حق نہیں لائے اور یہ کہ تم ایسی چیز کے لائق ہو جو ہمیں بالکل عجیب و نادر معلوم ہوتی ہے''۔

اس نذیر نے جواب دیا: بھائی! میں تو اپنا وہ حق ادا کر چکا، جس کی دانشمند اور سمجھ بوجھ والے لوگ کرتے ہیں۔

پس جو بھی اس کا (حق کا) اتباع کرے گا، ہر قسم کی ہدایت کی طرف اس کی رہنمائی ہو

Marfat.com

گی اور جو اسے نہ مانے گا تو نہ ماننے والے ضدی کو ضرور سزا ملے گی۔

جنگ خندق کے موقع پر فرماتے ہیں۔

وکان لنا النبی وزیر صدق
به نعلو البریة أجمعینا(۳۲)

ترجمہ: ''اور ہمارے لئے نبی ﷺ جو حق وصداقت میں ہمارے مددگار تھے۔ ان کے توسط سے ہم ساری مخلوق پر فوقیت و تسلط حاصل کریں گے''۔

غزوہ طائف کے موقع پر جو قصیدہ کہا اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

رئیسهم النبی وکان صلبًا نقی القلب مصطیراً عزوفا
رشید الامر ذاحکم وعلم وحلم لم یکن ترقا خفیفا(۳۳)

ترجمہ: ''اس لشکر کے سردار اعلیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو ریڑھ کی ہڈی ہیں۔ جو پاکیزہ دل نہایت صابر اور نہایت زاہدانہ زندگی گزارنے والے ہیں۔ سیدھے سیدھے معاملے والے ہیں۔ قوت فیصلہ رکھنے والے صاحب علم اور بردبار ہیں۔ ہلکی طبیعت کے یا جلد غصے میں آجانے والے نہیں''۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں اشعار:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے دل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت عزت تھی اس لئے آپ ﷺ کی مدح اور اطاعت میں بہت اشعار کہے۔ فرماتے ہیں:

وفینا رسول اللّٰه نتبع امره انا قال فینا القول لا نتظلع
تدلی علیه الروح من عند ربه ینزل من جو السماء ویرفع
نشاوره فیما نرید وقصرنا إذا ما اشتهی أنا نطیع ونسمع (۳۴)

Marfat.com

ترجمہ: اور ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ کے پیغمبر موجود ہیں۔ ہر معاملے میں ہم ان کا اتباع کرتے ہیں وہ ہمارے بارے میں جب کچھ فرماتے ہیں تو ہم احترام واجلال سے نظر بھی نہیں اٹھاتے۔ اللہ رب العزۃ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر روح القدس حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوتے ہیں، وہ خدا کی طرف سے قضاء آسمانی سے اتارے پھر اوپر بلائے جاتے ہیں۔

ہم جس چیز میں چاہتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے صلاح مشورہ کرتے ہیں پھر آپ ﷺ کی جو مرضی اور خواہش ہوتی ہے، اسے نہایت توجہ سے سن کر اطاعت کرتے ہیں:

مزید فرماتے ہیں:

وقال رسول اللّٰه لما بدوا لنا ذروا عنكم هول المنيات واطمعوا
وكونوا كمن يشرى الحياة تقربا إلى ملك يحيا لديه ويرجع
ولكن خذوا اسيافكم و توكلوا على اللّٰه إن الأمر للّٰه أجمع
فسرنا اليهم جهرة فى رحالهم ضحيا علينا البيض لاتتخشع
بعلومة فيها السنور والقنا إذا ضربوا أقدامها لا تورع (۳۵)

ترجمہ: جب دشمن ہمارے سامنے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: ''موت کا خوف دلوں سے نکال دو بلکہ موت کی طمع وخواہش کرو اور ان لوگوں کی طرح ہو جاؤ جو اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کے لئے زندگیاں بھی فروخت کر دیتے ہیں۔ اس اللہ کا تقرب حاصل کرنا جس کے پاس ہر انسان کو زندہ کیا جائے گا۔ اور اسی کی طرف کو لوٹ کر جانا ہے''۔

اپنی تلواروں کو سنبھال لو اور اللہ پر بھروسہ کرو کیونکہ تمام امور اللہ ہی کے مشیت کے تابع ہیں۔

چنانچہ یہ ارشادات سن کر ہم سب کفار کی طرف ان کے کجاووں کے رخ ڈنکے کی چوٹ چل دیے ایک ایسے لشکر کے ساتھ جو ہتھیاروں سے پوری طرح لیس تھا۔ یہ لشکر جب

Marfat.com

چلتا تھا تو قدموں کو بالکل نہیں روکتا تھا۔ (بلکہ بڑھتا چلا جارہا تھا)۔

غزوہ خندق کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت و رہنمائی کرنے پر فرماتے ہیں:

ومواعظ من ربنا نهدى بها بلسان أزهر طيب الأثواب
عرضت علينا فاشتهينا ذكرها من بعد ما عرضت على الأحزاب (۳۶)

ترجمہ: ''اور ہمیں اپنے رب کی جانب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ جواب وثواب دینے والی حسین زبان مبارک سے ایسے مواعظ ونصائح ملے جن سے ہماری ہدایت و رہنمائی ہوئی ہے۔ اس کے بعد کہ یہ مواعظ ونصائح ان قبائل کو ان جمعیتوں کو پیش کیے گئے تھے جب ہمارے سامنے پیش کئے گئے تو ہم نے انہیں انتہائی شوق سے یاد رکھا''۔

ایک اور قصیدہ میں فرماتے ہیں۔

ونطيع أمر نبينا ونجيبه وإذا دعا لكريهة لم نسبق
ومتى ينادِ إلى الشدائد ناتها ومتى نر الحومات فيها نعنق
من يتبع قول النبى فإنه فينا مطاع الأمر حق مصدق
فبذاك ينصرنا ويظهر عزنا ويصيبنا من نيل ذاك بمرفق
ان الذين يكذبون محمداً واكفر وضلو عن سبيل المتقى (۳۷)

ترجمہ: ''اور ہم اپنے نبی ﷺ کے حکم کی اطاعت کرتے ہیں اور اس کی آواز پر لبیک کہتے ہیں۔ اور جب وہ جنگ کے لئے دعوت دیتے ہیں تو ہم کسی سے پیچھے نہیں رہتے''۔

اور جب آپ ﷺ شدائد کے وقت آواز دیتے ہیں تو ہم فوراً حاضر ہو جاتے ہیں۔ اور جب ہم بڑے بڑے معرکے دیکھتے ہیں تو دوڑ کر ان میں شریک ہوتے ہیں جو بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کا اتباع کرتا ہے یا کرے گا (اسے تو ایسا کرنا ہی چاہیے)

Marfat.com

کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے اندر واجب الاحترام اور واجب الاطاعت ہیں (جن کا حکم ماننا ہی چاہیے) اوران کا اتباع کرنا تصدیق کردہ نبی ﷺ کا واجبی حق ہے۔

پھر اسی بناء پر وہ ہماری مدد فرماتے ہیں اور عزت بڑھاتے ہیں اور اس چیز کے حصول کی وجہ سے وہ ہمیں اپنا دست وبازو پاتے ہیں۔

جولوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں وہ منکر حق ہیں اور پرہیز گاروں کے راستے سے بھٹکے ہوئے ہیں۔

غزوہ طائف کے موقع پر کہتے ہیں:

یطیع نبینا و نطیع رباً
هو الرحمن كان بنا روفا(۳۸)

ترجمہ: ''ہم اپنے نبی کا اتباع کرنے والے ہیں اور اس رب عالم کے فرماں بردار ہیں جو بڑا مہربان اور ہم پر بڑی عنایت کرنے والا ہے''۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدافعت میں اشعار:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ان دو صحابہ میں سے ایک ہیں جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار اور زبان دونوں سے حفاظت کی۔ آپ رضی اللہ عنہ تقریباً تمام غزوات میں شریک ہوئے سوائے بدر اور تبوک کے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدافعت میں کفار کے شاعر ابن زبعریٰ کو مخاطب کر کے بیان کرتے ہیں۔

تبجست تهجو رسول الملـيـ ك قاتلك اللّٰه جلفًا لعينا
نقول الخنا ثم ترمی به نقی الثياب تقيا أمينا(۳۹)

ترجمہ: ''انتہائی گنوار بن کر ملعونیت کے ساتھ مالک الملک کے رسول کی ہجو و مذمت کرتے ہوئے بکواس کرتا چلا گیا۔ اللہ تجھے

Marfat.com

ہلاک کرے تو فحش بک رہا تھا۔ پھر اس فحش کلامی کا تیر ایک ایسی ہستی پر پھینک رہا تھا جو پاکیزہ جوانی والا متقی اور امین ہے''۔

یوم خیبر کے موقع پر حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے جو قصیدہ کہا اس میں یہ اشعار بھی بیان فرمائے۔

يرى القتل مدحا إن أصاب شهادة من اللّٰه يرجوها وفوزاً بأحمد
يذود يحمى عن ذمار محمد ويدفع عنه باللسان وباليد
وينصره من كل أمر يريبه يجود بنفس دون نفس محمد (۴۰)

ترجمہ: ''قتل ہو جانا قابل تعریف سمجھتے ہیں، انہیں احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو جیت لینا اور اس شہادت کا درجہ نصیب ہو جائے۔ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے امیدیں کرتے رہتے ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کے لئے ہر طرح مدافعت وحمایت کرتے ہیں اور خود ان کی مدافعت وحفاظت کے لئے اپنی زبان، اپنا ہاتھ سب استعمال کرتے ہیں اور ہر ایسی چیز میں ان کا تعاون کرتے ہیں۔ جس میں انہیں ذرا بھی شبہ ہو جاتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کی حفاظت میں اپنی جان تک نچھاور کر دیتے ہیں''۔

Marfat.com

شاعران رسول کے اشعار کا تقابلی جائزہ

كان شعراء النبى صلى اللّٰه عليه وسلم حسان بن ثابت و كعب بن مالك و عبداللّٰه بن رواحه (۴۱)

(ابن سرین)

جس دور سے یہ تینوں شاعر تعلق رکھتے ہیں۔اس کو مخضرمی دور کہا جاتا ہے۔بمعنی اس دور میں وہ شعراء شمار ہوتے ہیں جنہوں نے زمانہ جاہلیت کے ساتھ زمانہ اسلام بھی پایا ہو۔ ان شعراء کی شاعری اگرچہ زمانہ جاہلیت کے طرز پر ہی تھی لیکن اسلام نے اور قرآن کی زبان کی فراست نے ان کی شاعری میں خیالات کو زیادہ بلند کر دیا۔مطالب میں آسانی اور زود فہمی آ گئی۔وہ ساخت کے اعتبار سے مضبوط اور مضمون کے اعتبار سے زیادہ اعلی پائے کے مقاصد بیان کرنے کے قابل ہو گئے۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں بہت سے مسلمان شعراء تھے جن میں زیادہ مشہور کعبؓ بن زہیر، خنساءؓ، حسانؓ بن ثابت، کعبؓ بن مالک، عبداللہؓ بن روحہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ وغیرہ ہیں۔اگرچہ کعبؓ بن زہیر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی مدح میں بہت کچھ کہا ہے لیکن چونکہ یہ کافی عرصہ کے بعد اسلام لائے تھے۔اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی مدافعت کرنے والے خاص تین شعراء حضرت حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت، عبداللہؓ بن رواحہ اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں جن کو شاعران رسول کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت شعراء کے دوسرے طبقے یعنی مخضرمین سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام دونوں کو پایا تھا۔وہ ایک مشہور و معروف شاعر تھے اور شاعری ان کی رگ و پے میں سمائی ہوئی تھی۔شاعری کے لحاظ سے آپ رضی اللہ عنہ کا رتبہ بہت بلند ہے۔آپ رضی اللہ عنہ بالاتفاق اہل مدر یعنی شہری شاعروں میں سب سے افضل

Marfat.com

ہیں (۴۲)۔ ابوعبیدہ مشہور نقاد سخن کا قول ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ میں تین فضیلتیں تھیں۔ یعنی زمانہ جاہلیت میں انصار کے، زمانہ نبوت میں رسول اللہ کے اور زمانہ اشاعت اسلام میں تمام یمن کے بہترین شاعر تھے (۴۳)۔

ابوالولید حسانؓ بن ثابت انصاری مدینہ میں پیدا ہوئے۔ (۴۴) زمانہ جاہلیت میں پرورش پا کر بڑے ہوئے۔ شاعری کو پیشہ بنایا (۴۵) اور اسی کے سہارے زندگی بسر کی۔ یہ قبائل مناذرہ وغسانہ کی مدح کرتے اور ان سے انعامات قبول کیا کرتے تھے (۴۶)۔ لیکن ملوک غسان میں سب سے زیادہ انہوں نے آل جفنہ کی مدح کی اور زیادہ تر انہی کے پاس مدد مانگنے کے لیے جاتے، وہ بھی دل کھول کر انہیں اپنی بخششوں سے نوازتے تھے۔ (۴۷)

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو حضرت حسان رضی اللہ عنہ بھی اسلام لے آئے (۴۸)۔ مسلمان ہونے کے بعد حسان رضی اللہ عنہ نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بڑے زوردار قصائد کہے ہیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قریشیوں کی ہجو گراں گزرنے لگی تو آپؐ نے صحابہ کرام سے فرمایا۔ ''جن لوگوں نے اللہ ورسول کی مدد اپنے ہتھیاروں سے کی ہے انہیں کیا چیز روکے ہوئے ہے کہ وہ اپنی زبانوں سے ان کی مدد نہ کریں۔ (۴۹) فوراً ہی حسان رضی اللہ عنہ نے کہا ''میں اس خدمت کے لیے حاضر ہوں'' پھر اپنی لمبی زبان کو ناک کی نوک پر مارتے ہوئے بولے ''اس زبان کے عوض اگر مجھے بصرہ سے صنعاء کے برابر لمبی زبان ملے تو بھی اسے قبول نہ کروں۔ بخدا اگر میں اسے چٹان پر رکھ دوں تو اس کے دو ٹکڑے ہو جائیں اور بالوں پر رکھ دوں تو یہ بال مونڈ ڈالے۔ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مگر تم ان کی ہجو کیونکر کرو گے میں بھی تو انہیں کے خاندان میں شامل ہوں'' تو حسان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ''میں آپؐ کو ان میں سے اس طرح صاف نکال دوں گا جس طرح گندھے ہوئے آٹے میں سے بال''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اب تم ان (کفار) کی ہجو کرو اور روح القدس تمہارے ساتھ ہیں۔'' (۵۰) چنانچہ حسان رضی اللہ عنہ نے ان کی ہجو کہہ کر انہیں سخت تکلیف پہنچائی اور ان کی زبانوں

Marfat.com

کو بند کر دیا۔ ان کے اشعار سے کفار کو وہی ایذا پہنچی جو اندھیرے میں لگنے والے تیروں سے پہنچتی ہے۔ کفار کی ہجو کہنے سے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی مقبولیت بہت بڑھ گئی۔

سرور عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا اس قدر خیال تھا کہ ان کے لیے منبر رکھواتے جس پر چڑھ کر وہ اپنا قصیدہ سناتے (۵۱)۔

جاہلیت میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ شاہی شاعر، نبوت میں شاعر رسالت مآب اور زمانہ اسلام میں یمنیوں کے شاعر تھے (۵۲)۔ ان کی شاعری میں فخر، حماسہ، مدح و ہجو کا عنصر غالب ہے۔ ابن قتیبہ ''الشعر والشعراء میں لکھتے ہیں:

''زبان اس قدر لمبی تھی کہ ناک کے سرے کو لگ جاتی تھی۔ کہتے تھے کوئی فصیح میرا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ بخدا، اگر میں اس کو بالوں پر رکھ دوں تو صاف ہو جائیں اور پتھر پر رکھ دوں تو پھٹ جائے''۔

اپنی زبان کی تیزی کے بارے میں کہتے ہیں:

لنا فی کل یوم من معد
قتال اوسباب او هجاء
لسانی صارم لا عیب فی
وبحری ما تکدره الدّلاء (۵۳)

ترجمہ: ''ہمیں ہر روز معد قبیلہ سے بدکلامی، جنگ یا ہجو گوئی میں مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ میری زبان تیز ہے۔ اس میں کوئی نقص نہیں ہے اور میرے دریا کو ڈول گندا نہیں کرتے۔''

حضرت سعد بن ربیع الانصاری کو بنو حارثہ کا نقیب مقرر کیا گیا تھا۔ رحمت دو عالم سرور کائنات ﷺ نے جب ہجرت کر کے مدینہ میں قدم رکھا تو حضرت عبداللہ بن رواحہ ان رؤساء مدینہ میں سے تھے جنہوں نے سید مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہایت پرتپاک خیر مقدم کیا اور آپ ﷺ سے التجا کی کہ انہیں شرف میزبانی بخشیں لیکن یہ شرف میزبانی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مقدر میں لکھا تھا اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان اصحاب کو اپنی دعاؤں سے نوازتے ہوئے حکم الٰہی کے مطابق آگے بڑھ گئے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ کو جوش ایمان اور عشق رسول کی وجہ سے بارگاہ نبوت میں تقرب کا درجہ حاصل ہو گیا تھا۔ قبول اسلام کے بعد ان کی شاعری یکسر حق کی تبلیغ اور کفار کی مذمت کے لیے وقف ہو کر رہ گئی تھی۔ حضرت عبداللہ اپنے اشعار میں کفار کی گمراہی اور ضلالت پر ایسی چوٹ کرتے تھے کہ وہ تلملا کر رہ جاتے۔ ان کے دل میں راہ حق میں سر کٹانے کی آرزو ہر وقت مچلتی رہتی تھی۔ غزوہ موتہ کے وقت حضرت عبداللہ بن رواحہ اہل مدینہ سے رخصت ہونے لگے تو ان کو پورا یقین تھا کہ اب اس دنیا میں دوبارہ ان لوگوں سے ملاقات نہ ہوگی۔ جب ان سے رخصتی سلام کیا اور ان لوگوں نے دعا دی کہ اللہ تمہیں بخیر و عافیت واپس لائے تو حضرت عبداللہ بن رواحہ نے یہ شعر پڑھے۔

لكنني أسأل الرحمن مغفرة
وضربة ذات فرغ تقذف الزبدا
او طعنة بيدى حران مجهزة
بحربة تنفذ الأحشاء والكبدا
حتى يقولوا اذا امرو على جوتى
ارشده الله من غاز وقد رشد (۵۴)

(ابن ہشام، سیرۃ النبی، ج ۳: ص ۴۲۸)

ترجمہ: ''میں خدا تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتا ہوں اور تلوار کی ایسی کاری ضرب جو جوش کو ٹھنڈا کر دے۔ (جس سے جھاگ دار خون پانی کی طرح بہے) اور جگر کو چیرتا ہوا نکل جائے۔ یہاں تک کہ جب لوگ میری قبر پر سے گزریں تو پکار اُٹھیں کہ اللہ نے اس غازی کو ہدایت دی اور کامیاب کیا اور

Marfat.com

بے شک یہ ہدایت پر تھا''۔

بنو تمیم کا ایک وفد زبرقان بن بدر کی قیادت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور فخریہ شاعری میں مقابلہ کرنے لگا۔ جب وہ اپنے اشعار سنا چکے تو آپ ﷺ نے حسان کو جواب دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ انہوں نے یہ اشعار پڑھے۔

ان الذوائب من فهر و إخوتهم
قد بينوا سنة للناس تتبع
قوم إذا حاربوا ضروا عدوهم
اوحالوا النفع فى اشياعهم نفعوا
سجية تلك فيهم غير محدثة
ان الخلائق فاعلم شرها البدع
لا يرتع الناس ما أوهت اكفهم
عند الرقاع ولا يوهون مارقعوا (۵۵)

ترجمہ: ''خاندان فہر کے معزز افراد اور ان کے بھائیوں نے مل کر انسانوں کے لیے ایک قابل تقلید دستور بنا دیا ہے۔ یہ ایسی قوم ہے کہ جب جنگ کرتی ہے تو اپنے دشمنوں کو ضرر پہچاتی ہے اور جب اپنے ساتھیوں کو فائدہ پہنچانا چاہتی ہے تو ان کو فائدہ پہنچا دیتی ہے، ان کی یہ عادت نئی یا مصنوعی نہیں ہے کیونکہ بدترین عادتیں وہ ہوتی ہیں جو نئی یا مصنوعی ہوں، ان کے ہاتھ جو کچھ بگاڑتے ہیں لوگ اسے سدھار نہیں سکتے اور جسے وہ سدھارتے ہیں لوگ اسے بگاڑ نہیں سکتے''۔

سیدنا حضرت عبداللہؓ بن رواحہ انصاری کا شمار راہ حق کے ان سرفروشوں میں ہوتا ہے جن پر ملت اسلامیہ بجا طور پر ناز کر سکتی ہے۔ ان کا تعلق خزرج کے خاندان حارث بن خزرج سے تھا۔ ان کا نسب نامہ عبداللہ بن رواحہ بن ثعلبہ بن امری القیس

Marfat.com

بن عمرو بن امری القیس الاکبر بن مالک الأغر بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن حارث بن الخزرج ہے۔ (۵۶)

حضرت عبداللہ بن رواحہ اپنے قبیلہ کے ممتاز اور صاحب اثر لوگوں میں سے تھے۔ وہ نہ صرف لکھنا پڑھنا جانتے تھے بلکہ ایک قادر الکلام شاعر بھی تھے۔ ارباب سیر نے لکھا ہے کہ وہ زمانہ جاہلیت میں بھی بڑے ذی مرتبہ تھے اور اسلام میں بھی دنیوی عزت اور مرتبے کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے انہیں فطرت سلیم سے بھی نوازا تھا۔ اس لئے بیعت عقبہ اولی کے بعد جب مدینہ کے گھر گھر میں اسلام پھیل گیا تو حضرت عبداللہؓ بن رواحہ بھی مسلمان ہو گئے۔ ۱۳ نبوی کو انہیں بیعت عقبہ ثانیہ میں شریک ہونے کی عظیم سعادت نصیب ہوئی اس موقع پر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایماء پر یثربی اہل ایمان نے جو بارہ نقباء منتخب کئے ان میں سے ایک عبداللہ بن رواحہ تھے (۵۷)۔

حضرت عبداللہؓ بن رواحہ دربار رسالت کے ان جلیل القدر صحابیوں میں سے تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہونے کے لیے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان سے دلی لگاؤ تھا۔ حضرت عبداللہؓ بن رواحہ دربار رسالت کے تین شاعروں میں سے ایک تھے ایک روایت میں ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ احزاب سے فارغ ہوئے تو صحابہ کرام سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

> ''آج کے بعد کفار کو تم سے لڑنے کی جرأت نہ ہو گی، لیکن وہ تمہاری ہجو کہیں گے، تو مسلمانوں کی عزت کو تم میں کون محفوظ رکھے گا''۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ نے فوراً اٹھ کر عرض کی یا رسول اللہ میں (۵۸)۔ چنانچہ اس کے بعد کفار کی ہجو گوئی ان کا مخصوص مشغلہ ہو گیا۔ ان کی ہجو اتنی سخت ہوتی تھی کہ اس سے کفار بھی پریشان ہو جاتے۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عبداللہؓ بن رواحہ کے اشعار کفار پر تیر و نشتر کا کام کرتے ہیں''۔

حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کو کفار کی ہجو گوئی کے علاوہ دوسری اصناف سخن پر بھی عبور

Marfat.com

حاصل تھا اور وہ فی البدیہہ شعر کہنے پر بھی قدرت رکھتے تھے۔ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے اشعار اس قدر پسند تھے کہ آپ ﷺ نے کئی موقعوں پر اپنی زبان مبارک سے ان کے بعض اشعار دہرائے۔ کئی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض مرتبہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہؓ بن رواحہ سے فرمائش کر کے اشعار سنتے تھے اور ان کی تحسین فرماتے تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر مشرکین کی ہجو میں کچھ فی البدیہہ اشعار کہے تو آپ ﷺ متبسم ہو گئے اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دعا دی کہ اللہ تم کو ثابت قدم رکھے۔ (۵۹)

قبول اسلام کے بعد حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کی شاعری نے جو رنگ اختیار کیا وہ ان کی غیرت دینی کا مظہر تھا۔ اپنے اشعار میں کفار کو اسلام کے نور ہدایت کی طرف سے آنکھیں بند کرنے اور کفر و شرک کی نجاست سے آلودہ ہونے سے اس انداز سے عار دلاتے تھے کہ کفار اپنا منہ چھپاتے پھرتے تھے۔

تاریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ ان کے بہت سے اشعار ضائع ہو گئے تھے۔ تقریباً پچاس اشعار محفوظ رہ گئے ہیں۔ جن میں سے بیشتر سیرۃ النبی از ابن ہشام میں ملتے ہیں۔

حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کا شمار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابہ میں ہوتا ہے۔ ان کا تعلق قبیلہ خزرج کے خاندان بنو سلمہ سے ہے۔ بچپن سے ہی نہایت سلیم الطبع اور پاکباز تھے اللہ تعالیٰ نے شعر گوئی کا ذوق بھی ان کی فطرت میں ودیعت کر دیا تھا۔ سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نے ان کے اشعار کو بلند و پایہ کر دیا۔ اسی لئے ان کو شاعر رسول کے عہدے پر فائز ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ان کا شمار مشہور شعرائے مخضرمین میں ہوتا ہے۔ یعنی وہ زمانہ جاہلیت میں بھی مشہور شاعر تھے اور زمانہ اسلام میں بھی وہ قرآن اور سنت کی روشنی میں اپنے اشعار بیان کرتے ہیں۔ بری اور لغو باتوں سے گریز کرتے ہیں۔ ان کی شاعری کو اخلاقیہ کہا جا سکتا ہے۔ فی البدیہہ شعر کہتے ہیں۔ محسوسات کی تصویر اس رنگ سے کھینچتے ہیں کہ مجسم ہو کر نگاہ کے سامنے آ جاتی ہے۔ یہ وصف ان کے تمام موضوعات پر نمایاں نظر آتا ہے۔

Marfat.com

چونکہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے اشعار کثیر تعداد میں ضائع ہو گئے ہیں۔اس لئے ان کی زمانہ جاہلیت کی شاعری نہیں ملتی۔جو اشعار ہم تک پہنچے ہیں وہ سب زمانہ اسلام سے تعلق رکھتے ہیں۔اس کے باوجود وہ ایک بلند پایہ شاعر نظر آتے ہیں۔

تینوں شاعروں کا تعلق زمانہ اسلام سے ہے۔تینوں رسالت مآب حضرت محمد ﷺ کے جلیل القدر صحابی ہیں۔اور تینوں کو ہی رسول اللہ ﷺ کی صحبت سے فیض یاب ہونے کا موقع ملا ہے اس لئے ان کی شاعری میں بھی بہت یگانگت ہے۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے علاوہ باقی دو کی زمانہ جاہلیت کی شاعری ہم تک نہیں پہنچی اور حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کے تو صرف چند اشعار ہم تک پہنچے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ ان کی صرف اتنی ہی شاعری کو پیش نظر رکھ کر موازنہ کیا جائے۔

چونکہ تینوں شاعروں کا تعلق ایک ہی دور سے ہے اس لئے ان کی شاعری کے مضامین بھی ایک جیسے ہیں مثلاً مدح، ہجاء، رثاء، فخر وحماسہ اور حکم وامثال وغیرہ۔یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری میں اس قدر یگانگت پائی جاتی ہے۔لیکن اس کے باوجود ان تینوں شعراء کی شاعری میں فرق موجود ہے۔جس پر نیچے بحث کریں گے۔

ابن سیرین نے تینوں شاعروں کی شاعری کا فرق ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

"فکان کعب یخوفهم الحرب و کان حسان یقبل علی الانساب وکان عبدالله بن رواحه یعیرهم بالکفر" (۶۰)

ترجمہ: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ لڑائی کی دھمکیاں دیتے ہیں جبکہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نسبوں پر حملہ کرتے ہیں۔اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ (مشرکین کو) کفر کی عار دلاتے ہیں۔

اب ہم ابن سیرین کی اس روایت کے مطابق تینوں شاعروں کے اشعار پیش کرتے ہیں۔حضرت کعب رضی اللہ عنہ لڑائی کی دھمکی دیتے ہوئے کہتے ہیں:

Marfat.com

قضينا من تهامة كل ريب وخيبر ثم اجعمنا السيوفا
نخبرها ولا نطقت لقالت قواطعهن دوسا او ثقيفا (٦١)

ترجمہ: ''ہم نے تہامہ اور خیبر سے اپنا بدلہ لے لیا۔ پھر ہم نے تلواروں کو میانوں میں ڈال لیا۔ اب ہم انہیں اختیار دیتے ہیں اور اگر یہ بولیں تو کہیں کہ ان کا نشانہ قبیلہ دوس ہے یا بنو ثقیف''۔

جنگ احد کے موقع پر ھبیر بن ابی وھب کے ہجویہ اشعار کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں:

وكنا شهابا يتقى الناس حره
ويفرج عنه من يليه ويسفع (٦٢)

ترجمہ: اور ہم جنگ کے وہ شعلے ہیں کہ لوگ ان کی حرارت سے بچتے اور ڈرتے ہیں اور جو اس حرارت سے قریب ہوتا ہے وہ کتنا ہی اس سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کرے بچ نہیں سکتا اور جل بھن کر خاک ہو جاتا ہے۔

عمرو بن العاص کو مخاطب کر کے کہتے ہیں:۔

فلا تمنوا لقاح الحرب واقتعدوا
إن أخا الحرب أصدى اللون مشغول (٦٣)

ترجمہ: ''پس تم جنگ کے شعلے کو بھڑکانے کا حوصلہ نہ کرو اور چپ چاپ بیٹھے رہو کیونکہ جنگجو آدمی کا رنگ خون سے رنگا ہوتا ہے اور وہ بے حد مصروف جنگ رہتا ہے''۔

آگے چل کر کہتے ہیں:

إنا بنو الحرب نعريها وننتجها
وعندنا لذوى الأضعان تنكيل (٦٤)

ترجمہ: ''دیکھو! ہم بڑے جنگجو لوگ ہیں۔ جنگ کو ہم اونٹنی کی طرح دوہتے ہیں اور اس سے بچے پیدا کر دیتے ہیں اور ہمارے پاس کینہ پرور لوگوں کے لیے بڑی دردناک سزا ہے''۔

Marfat.com

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ بنی لحیان کے نسب پر حملہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

أحاديث لحيان صلوا يقبيحها ولحيان جرامون شر الجرائم
أناس هم من قومهم فى صميمهم بمنزلة الذمعان دبر القوارم (٦٥)

ترجمہ: ''لحیان کی باتوں نے بھی معیوب بنا دیا ہے جو قبیح سے قبیح بات سے اپنے اندر گرمی پیدا کرتے ہیں اور یہ لحیان وہی لوگ ہیں جو برے سے برے جرائم کے مرتکب ہوتے ہیں''۔

یہ وہ لوگ ہیں جن کی قوم کا خالص سے خالص نسب رکھنے والا شخص بھی صرف ان بالوں کے مرتبے کا ہے جو کسی چوپائے کے اگلے قدموں کے زیریں حصے پر ہوتے ہیں۔

ابن زبعری سے مخاطب ہوکر کہتے ہیں۔

لا تسبننى فلست بسبى
إن سبى من الرجال الكريم (٦٦)

ترجمہ: ''اورابن زبعری! تو مجھے سب وشتم نہ کر، کیونکہ تجھے اس کا حق نہیں کہ میرا مقابل سب وشتم کرنے والا بنے۔ سب وشتم میں برابر کا مقابلہ لوگوں میں وہی کرسکتا ہے جو برابر کا شریف زادہ ہو''۔

ما أبالى انب بالحزن تيس أم لحانى بظهر غيب لئيم
ولى الباس منكم إذ رحلتم أسرة من بنى قصى صميم (٦٧)

ترجمہ: ''میں پروانہیں کرتا کہ آیا ٹیلے پر بیٹھ کر کوئی مینڈھا چیخا چلایا یا پیٹھ پیچھے کسی کمینہ وذلیل آدمی نے عیب جوئی کر کے کھال ادھیڑنے کی کوشش کی''۔

جس وقت تم نے جنگ کے ارادے سے کوچ کیا تھا۔ اس وقت

Marfat.com

اور ہولنا کی تمہاری دوست بن چکی تھی۔ اگر چہ تم قبیلہ قصی کے ایک خالص النسل خاندان سے ہو۔

ابن زبعری کو کم تر اور اپنے آپ کو برتر ظاہر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

وأقاموا حتى أبيحوا جمعيا في مقام وكلهم مذموم
بدم عانك وكان حفاظا أن يقيموا إن الكريم كريم (٦٨)

ترجمہ: ''انہوں نے یہاں آ کر جمنے کی کوشش کی، مگر سرخ خون بہا کر اسی جگہ انہیں مال ومباح بنا لیا گیا گویا وہ قابل نفرت و حقارت تھے اور ان کا اس جگہ جمنے کا ارادہ کرنا ہی موجب غیظ و غضب ہو گیا، شریف شریف ہی ہوتا ہے۔ ایک شریف آدمی یہ حرکت کس طرح گوارا کر سکتا ہے''۔

ایک جگہ ابوسفیان سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں۔

ألا ابلغ أبا سفيان عني مغلغلة فقد برح الخنفاء
بأن سيوفنا تركتك عبداً وعبد الدار سادتها الإماء
هجوت محمداً وأجبت عنه وعند الله في ذاك الجزاء
أتهجوه ولست له بكفءٍ فشركما لخير كما الفداء (٦٩)

ترجمہ: ''ابوسفیان کو میری طرف سے پیغام پہنچا دو کہ راز آشکارا ہو چکا ہے ہماری تلواروں نے تم کو ذلیل کر کے غلام بنا لیا ہے اور عبدالدار قبیلہ کی سیادت لونڈیوں کے ہاتھ میں ہے۔ تو نے محمد ﷺ کی ہجو کی، اور میں نے اس کا جواب دے دیا۔ اب اس کا بدلہ خدا کے ہاں ملے گا۔ کیا تو ان کی ہجو کرتا ہے حالانکہ تو ان کے برابر کا نہیں ہے۔ تم دونوں میں جو بدترین ہے وہ بہترین شخص پر قربان ہے''۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ اپنی اور مسلمانوں کی بہادری بیان کرتے ہوئے کافروں کو

Marfat.com

کفر کی عار دلاتے ہیں۔

ترکنا به أوصال عتبة وابنه
وعمراً أبا جهل تركناه ثاويا
عصيتم رسول اللّٰه أف لدينكم
وأمركم السيء الذى كان غاويا(۷۰)

ترجمہ: ''بدر میں ہم نے عتبہ اور اس کے بیٹے کا جوڑ جوڑ توڑ کر رکھ دیا۔ عمرو اور ابو جہل کو وہیں ٹھکانے لگا دیا''۔

قریش تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانیاں کیں، تف ہے تمہارے اس دین پر اور تف ہے تمہارے ان معاملات پر جو نہایت مذموم اور گمراہ کن ہیں۔

ان تینوں شعراء کا ایک خاص موضوع ''فخر وحماسہ'' ہے۔ حضرت حسانؓ کے کلام میں فخر کا عنصر غالب ہے۔ وہ اپنی قوم، قبیلہ، آباؤ اجداد اور مسلمانوں کے نسبوں پر فخر کرتے ہیں اور کافروں کو نسب کے لحاظ سے نیچا دکھانے کی کوشش کرتے ہیں۔

ابن زبعری کو مخاطب کر کے کہتے ہیں:

وأقاموا حتى أبيحوا جميعا فى مقام وكلهم مذموم
بدم عانك وكان حفاظا أن يقيموا إن الكريم كريم (۷۱)

ترجمہ: ''انہوں نے یہاں آ کر جمنے کی کوشش کی، مگر سرخ خون بہا کر اسی جگہ انہیں مال و مباح بنا لیا گیا، گو وہ قابل نفرت و حقارت اور ان کا اس جگہ جمنے کا ارادہ کرنا ہی موجب غیظ و غضب ہو گیا، شریف شریف ہی ہوتا ہے۔ ایک شریف آدمی یہ حرکت کس طرح گوارا کر سکتا ہے''۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی بہادری پر فخر کرتے ہوئے دشمنوں کو خوفزدہ کرتے نظر آتے ہیں، کہتے ہیں:

Marfat.com

وکنا شهاباً یتقی الناس حره

ویفرج عنه من یلیله ویسفع (۷۲)

ترجمہ: ''اور ہم جنگ کے وہ شعلے ہیں کہ لوگ ان کی حرارت سے بچتے اور ڈرتے ہیں اور جو اس حرارت کے قریب ہوتا ہے وہ کتنا ہی اس سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کرے بچ نہیں سکتا اور جل بھن کر خاک ہو جاتا ہے''۔

حضرت عبداللہؓ بن رواحہ اپنے دین اسلام پر فخر کرتے ہیں اور ساتھ ہی کافروں کو کفر کی عار دلاتے ہیں۔

عصیتم رسول اللّٰه أف لدینکم

وأمرکم السی ء الذی کان غاویا (۷۳)

ترجمہ: ''قریش تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانیاں کیں ''تف ہے تمہارے اس دین پر اور تف ہے تمہارے ان معاملات پر جو نہایت مذموم اور گمراہ کن ہیں''۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی شاعری میں اپنی قوم، آباؤ اجداد اور قبیلہ پر بہت فخر ملتا ہے جبکہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کی شاعری میں اپنے آباؤ اجداد اور قبیلہ وغیرہ پر فخر شاذ و نادر ہی نظر آتا ہے۔ وہ مجموعی طور پر مسلمانوں پر ہی فخر کرتے ہیں۔

تینوں شعراء رسول کا ایک موضوع ''مدح'' ہے۔ ان کی شاعری میں مدحیہ اشعار کثرت سے ملتے ہیں۔ چونکہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کے اشعار صرف اسلامی زمانہ کے ہیں۔ اس لئے ان کی شاعری میں اللہ تعالیٰ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی مدح ملتی ہے۔ جبکہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی زمانہ جاہلیت کی شاعری بھی موجود ہے اس لئے ان کی شاعری میں اللہ تعالیٰ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی مدح کے علاوہ بادشاہوں کی مدح بھی ملتی ہے۔ خاص طور پر غسانی

Marfat.com

اور لحمی بادشاہوں کی۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے چونکہ شاعری کو اپنی کمائی کا ذریعہ بنالیا تھا اس لئے ان کے زمانہ جاہلیت کے مدحیہ قصیدوں میں کافی مبالغہ سے کام لیا گیا ہے جبکہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہؓ بن رواحہ صرف وہی اوصاف بیان کرتے ہیں جو ممدوح میں موجود ہوں۔ ان کے بارے میں کوئی روایت نہیں ملتی کہ وہ بھی شاعری کمانے کے لیے کرتے تھے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ انصاری اپنے اشعار میں عریاں الفاظ استعمال نہیں کرتے ان کی شاعری پاکیزہ ہے اور عریانی سے دور ہے۔ فحش الفاظ ان کی شاعری میں نہیں پائے جاتے۔ کبھی کبھی خبیث، ذلیل جیسے الفاظ استعمال کر لیتے ہیں۔

ابن زبعری کو ناقص الکلام اور خبیث شخص کہتے ہیں۔

نشب وتهلك آباؤنا وبينا نربى بنينا فنينا
سألت بك ابن الزبعرى فلم أنبأك فى القوم إلا هجينا
خبيثاً تطيف بك المنديات مقيماً على اللوم حينا فحينا (۷۴)

ترجمہ: ''ہم جوان ہو رہے ہیں اور ہمارے آباؤ اجداد ہم سے جدا ہو رہے ہیں۔ اس خیال سے جب ہم اپنے بیٹوں کو فنون جنگ کی تربیت دے رہے تھے تو اس دوران میں اے ابن زبعری! ہم نے تیرے بارے میں سوال کیا تو بجز اس کے کچھ نہ بتایا گیا کہ تو ایک ناقص الکلام اور خبیث شخص ہے۔ رسوا کن باتیں تجھے ادھر ادھر گھمایا کرتی ہیں اور تو ایک ایسا شخص ہے جو کمینگی پر وقتاً فوقتاً جم جاتا ہے''۔

لیکن حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اشعار میں فحش الفاظ کا استعمال ملتا ہے۔

ابن زبعری کے اشعار کا جواب دیتے ہوئے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

نخرج الأصبح من أستاهكم
كسلاح النيب يأكلن العصل (۷۵)

Marfat.com

ترجمہ: ہم تمہاری سرینوں پر (تلواریں مار مار کر) گویا پانی ملا ہوا دودھ نکال رہے تھے جوان معمر اونٹنیوں کا سا ہوتا ہے، جو نبات عصل کھاتی ہیں (ایک قسم کی گھاس جس کے کھانے سے دودھ میں سرخی آ جاتی ہے)۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے جس قدر اشعار ہم تک پہنچتے ہیں ان میں کسی عورت کا نام نہیں ملتا صرف ایک قصیدہ میں ایک عورت سے مخاطب نظر آتے ہیں اس کا بھی نام استعمال نہیں کیا گیا۔

انك عمر أبيك الكريـ كم تسألى عنك من تجتدينا
فإن تسألى ثم لا تكذبى يخبرك من قد سألت اليقينا
بأنا ليالى ذات العظا م كنا ثمالاً لمن يعترينا (۷۶)

ترجمہ: ''تیرے پدر بزرگوار کی جان کی قسم! اگر تو کسی سے اپنی ضرورت کے لئے دریافت کرے گی کہ کوئی ہے جو مجھ سے فیاضی کر سکتا ہے اور عطا بخش سکتا ہے۔ اگر تو یہ سوال کرے اور تجھ سے جھوٹی بات بھی نہ کہی جائے تو ہر وہ شخص جس سے تو بالکل یقینی بات معلوم کرنے کے لیے سوال کرے گی جواب دے گا۔ ہمیں تو ہیں (مراد شاعر) جو قحط سالی اور مفلوک الحالی کے وقت بھی جس میں لوگ ہڈیوں کو پکا پکا کر چربی نکالنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ مرجع خلائق بنے رہتے ہیں اور ہر وہ شخص جو ہمارے سامنے اپنی فریاد اور ضرورت لے کر آتا ہے ہم فریادرس ثابت ہوتے ہیں اور اس کی ضرورتیں عطیے دے کر پوری کر دیتے ہیں''۔

لیکن حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی شاعری میں بہت سی عورتوں کے نام ملتے ہیں۔ عموماً جن عورتوں کے نام استعمال کرتے ہیں وہ شعثاء (سلام بن مشکم یہودی کی بیٹی ہے)۔ عمرہ بنت صامت (یہ حسان کی بیوی تھیں) اور لیلی بنت خطیم بن عدی (مشہور قیس بن خطیم کی بہن تھیں) ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے اشعار میں زینب۔ لمیس۔ ام الولید۔ سلمی اور ام عمرو الحسناء وغیرہ کے نام ملتے ہیں۔

Marfat.com

حواشی

۱۔ القرآن الحکیم، ۶۰:الممتحنہ :۶

۲۔ الذہبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان، سیر اعلام النبلاء، ج ۲ (مصر: دار المعارف)، ص ۳۷۶

۳۔ الجمحی، ابوعبداللہ محمد بن سلام، طبقات الشعراء (مدینہ: مطبعہ بریل، ۱۹۱۳ھ)، ص ۸۶

۴۔ ابن قدامۃ المقدسی، موفق الدین عبداللہ، الاستبصار فی نسب الصحابۃ من الانصار (دار الفکر)، ص ۱۶۰

۵۔ عبدالعزیز رفاعی، کعب بن مالک، (المکتبہ صغیر، المحرم ۱۳۹۷ھ۔۱۹۷۷م)۔ص ۵۱

۶۔ سیر اعلام النبلاء، ۲:۳۷۵

۷۔ سامی العانی، دیوان کعب بن مالک (القاہرہ، ۱۹۶۵م)۔ص ۸۲

۸۔ سیر اعلام النبلاء، ۱:۱۶۹

۹۔ سیر اعلام النبلاء، ۱:۱۶۹

۱۰۔ ابوالفرج اصبہانی، الاغانی، ج ۱۶ (بیروت دار الکتب، ۱۹۶۳ء) ص ۲۳۱

۱۱۔ دیوان کعب بن مالک، ۷۰

۱۲۔ ابن ہشام، ابومحمد عبدالملک، سیرۃ النبی، ج ۴ (دار الفکر)، ص ۱۹۲

۱۳۔ ابن کثیر، عماد الدین ابی الفداء اسماعیل بن عمر، السیرۃ النبویۃ، ج ۳ (بیروت: دار المعرفۃ)، ص ۶۹

ابن حزم، ابومحمد بن احمد بن سعید، جوامع السیرۃ (مصر: دار المعارف)، ص ۱۶۲

۱۴۔ اردو انسائیکلوپیڈیا، ۷۹۶

۱۵۔ دیوان کعب بن مالک، ۷۰۔۷۱

۱۶۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۴:۱۸۷

۱۷۔ ایضاً، ۴:۱۸۹

۱۸۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۴:۱۹۱

۱۹۔ حوالہ بالا

Marfat.com

۲۰۔ ابوداؤد، کتاب السنن ،۳:۴۱۳

۲۱۔ الاغانی،۱۶:۲۳۲۔۲۳۳

۲۲۔ الاسد،ناصرالدین، مصادرالشعرالجاہلی (مصر:دارالمعارف،۱۹۵۶م)،ص۲۱۴

۲۳۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۲:۳۹۵، دیوان کعب بن مالک ،۲۶۶

۲۴۔ حوالہ بالا، دیوان کعب بن مالک ،۱۶۹

الباشا،عبدالرحمٰن رافت، شعرالدعوۃ الاسلامیہ (ریاض،۱۳۹۱ھ۔۱۹۷۱م)۔ص۴۷

۲۵۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۱۱۲: دیوان کعب بن مالک ،۲۴۲

۲۶۔ ایضاً ایضاً ،۳:۱۳۸؛ ایضاً ،۱۹۱

۲۷۔ حوالہ بالا؛ حوالہ بالا دیوان کب بن مالک میں "یطرد" ہے۔

۲۸۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۱۴۶؛ دیوان کعب بن مالک ،۱۷۴

۲۹۔ ایضاً ،۳:۱۴۷؛ ایضاً،۱۷۵

۳۰۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۱۴۹، دیوان کعب بن مالک ،۲۵۴

۳۱۔ ایضاً،۳:۲۰۵؛ ایضاً،۲۰۳؛ شعرالدعوۃ الاسلامیہ ،ص۲۶۱، دیوان کعب میں "جدیر" کی جگہ "تنیر" ہے۔

۳۲ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۲۷۷؛ دیوان کعب بن مالک ،۲۷۹

۳۳۔ ایضاً،۴:۱۲۴؛ ایضاً،۲۳۶، دیوان کعب بن مالک میں "ذوحکم" ہے۔

۳۴۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۹۱؛ دیوان کعب بن مالک ،۲۲۴

۳۵۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۹۱؛ دیوان کعب بن مالک ،۲۲۴۔۲۲۵

۳۶۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۲۸۹؛ دیوان کعب بن مالک ،۱۸۱

۳۷۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۲۹۳؛ دیوان کعب بن مالک ،۲۴۷

۳۸۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۴:۱۲۴؛ دیوان کعب بن مالک ،۲۳۶

۳۹۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۱۴۵؛ دیوان کعب بن مالک ،۲۷۷

۴۰۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۴۰۳۔۴۰۴؛ دیوان کعب بن مالک ،۱۹۶۔۱۹۷

۴۱۔ ابن اثیر،عزالدین ابوالحسن علی بن محمد، اسدالغابہ ،ج۴ (طہران،دارالفکر)،ص۲۴۸

جوادعلی، المفصل فی التاریخ العرب قبل الاسلام ،ج۹ (بیروت:دارالعلم،۱۹۸۰ء)،ص۴۷۷

۴۲۔ ابن عبدالربہ، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ،ج۱ (القاہرہ:مطبعہ نہضۃ)،ص۳۴۶

Marfat.com

۴۳۔ ابن حجر العسقلانی، الاصابۃ فی تمیز الصحابہ ،ج۱(مصر:مکتبۃ التجاریۃ الکبری،۱۳۵۸)،ص۳۳۸

۴۴۔ حسن زیات، تاریخ الادب العربی (مصر: مطبعہ الاعتماد،۱۹۳۰م)،ص۱۵۲

۴۵۔ حوالہ بالہ

۴۶۔ حوالہ بالا

۴۷۔ حوالہ بالا

۴۸۔ حسن زیات، تاریخ الادب العربی ،۱۵۲

۴۹۔ حوالہ بالا؛ تاریخ العرب قبل الاسلام،۹: ۹۱

۵۰۔ ابوداؤد، کتاب السنن ،ج۴(مصر:مکتبۃ النجاریۃ الکبری،۱۹۵۰)،ص۴۱۶؛ تاریخ العرب قبل الاسلام ، ۹۱:۹؛ مسلم، ابوالحسین مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح بشرح النووی ،ج۱۶(بیروت:دارالفکر) ص۴۵،۴۶

۵۱۔ الحاکم، المستدرک ،(الریاض)،ص۴۸۷،حسن زیات، تاریخ الادب العربی ،ص۱۵۲

۵۲۔ تاریخ العرب قبل الاسلام ،۹:۱۹۱؛المستدرک،۳:۴۸۷، اسد الغابۃ ،۲: ۴

۵۳۔ ابن قتیبہ، الشعر والشعراء (لیدن: مطبع بریل،۱۹۰۲ء)،ص۱۷۰

ڈاکٹر جی ڈبلیو لیٹنر، دیوان حسان (لاہور: مطبع انجمن پنجاب،۱۸۷۸ء)ص۹

۵۴۔ ابن ہشام: سیرۃ النبی ،۳:۴۳۸؛ الاسیعاب،۳:۴۸۸

۵۵۔ جرجی زیدان، تاریخ آداب اللغۃ العربیۃ ،ج۱(بیروت:منشورات دارالمکتبۃ الحیاۃ)،ص۱۴۹

۵۶۔ الاستیعاب،۳:۸۹۸

۵۷۔ حوالہ بالا

۵۸۔ المستدرک،۳:۴۸۸

۵۹۔ الاستیعاب،۳:۹۰۰

۶۰۔ اسد الغابۃ ،۴:۲۴۸

۶۱۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۱۲۲

۶۲۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۹۴

۶۳۔ دیوان کعب بن مالک ،۲۵۵؛ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۱۱۸

۶۴۔ ایضاً،۲۵۶؛ حوالہ بالا

۶۵۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۱۷۷

Marfat.com

۶۶۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۱۲۳

۶۷۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۱۲۳

۶۸۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۱۲۴

۶۹۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۴:۴۵،۴۶

۷۰۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۲۲۳

۷۱۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۱۲۴

۷۲۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۹۴

۷۳۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۲۲۳

۷۴۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۱۴۵

۷۵۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۹۸

۷۶۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی ،۳:۱۳۰

Marfat.com

باب ششم

دیوانِ کعبؓ بن مالک

Marfat.com

Marfat.com

دیوان کعب

حضرت کعبؓ بن مالک ہادی برحق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تین شاعروں میں سے ایک ہیں۔ آپؓ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کا دفاع بیک وقت زبان وتلوار سے کیا۔ آپؓ بلند پایہ شاعر تھے اور جوانی ہی میں آپؓ کی شاعری کا چرچا پورے عرب میں ہو چکا تھا اس کے باوجود آپؓ کے اشعار کو مدتوں تک ترتیب نہیں دیا گیا تھا۔ ۹ شعبان ۱۳۸۴ھ میں السامی مکی العانی نے بڑی محنت اور کاوش کے بعد آپ کے اشعار کو جمع کر کے دیوان کی شکل میں مرتب کیا۔ انہوں نے جن مصادر سے استفادہ کیا وہ مندرجہ ذیل ہیں:

سیرة ابن هشام، تاريخ الامم والملوك، كتاب الاغانى، عيون الاثر، التمهيد والبيان، البداية والنهاية، خزانة الادب، سمط النجوم، طبقات فحول الشعراء، صحاح، معجم مااستعجم، مناقب آل ابى طالب، معجم البلدان، طبقات از ابن سعد، كتاب المغازى، المحبر، الاستيعاب وغيره۔

اس کے علاوہ انہوں نے قلمی نسخوں سے بھی استفادہ کیا ہے ان میں سے ابن ہشام کی سیرۃ کا ایک وہ نسخہ ہے جو "وستنفلد" نے گوٹنگن (جرمنی) سے 1862 میں شائع کیا تھا۔ اور باقی چار نسخوں کو اشارات کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس باب میں بھی وہی اشارات استعمال کئے گئے ہیں۔

1- ش: یہ نسخہ مخطوطہ محمد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن الشافعی المتوفی سنۃ 749ھ نے تحریر کیا ہے۔ یہ دارالکتب مصر میں محفوظ ہے۔

2- ق: یہ نسخہ مخطوطہ عمر بن رمضان بن محمد علی نے سنۃ 1248ھ میں تحریر کیا ہے۔ یہ مکتبۃ القادریۃ بغداد میں محفوظ ہے۔

Marfat.com

3- ب: اس نسخہ کے کاتب کی بابت معلوم نہیں۔
یہ مخطوطہ مکتبۃ العباسیہ بصرہ میں محفوظ ہے۔

4- ح: یہ مخطوطہ تقی الدین بن بکر بن حجۃ الحموی نے تحریر کیا ہے۔
یہ مکتبۃ الاوقاف بغداد میں محفوظ ہے۔

کعبؓ بن مالک کے یہ قصائد قافیات کے بجائے، واقعات کی تاریخی حیثیت، اہمیت اور فضیلت کی ترتیب سے مرتب کئے گئے ہیں۔

۱۔ مدح رسول
۲۔ ردکفر
۳۔ ہجو کفار
۴۔ بیعت عقبہ
۵۔ غزوہ بدر
۶۔ غزوہ سویق
۷۔ کعب بن اشرف کا قتل
۸۔ غزوہ احد
۹۔ بئر معونہ
۱۰۔ غزوہ خندق
۱۱۔ غزوہ بنو قریظہ
۱۲۔ غزوہ بنی لحیان
۱۳۔ غزوہ ذی قرد
۱۴۔ غزوہ خیبر
۱۵۔ غزوہ موتہ
۱۶۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مراثی
۱۷۔ حضرت عثمانؓ بن عفان کے مراثی
۱۸۔ حضرت حمزہؓ کے مراثی

Marfat.com

۱۹۔ حضرت عبیدؓ بن الحارث کا مرثیہ

۲۰۔ قوم پر فخر

۲۱۔ زوجہ کے متعلق

مدح رسول:

حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابہ کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت تھی۔ وہ رحمت دو عالم کی خدمت میں ہر وقت حاضر رہتے اور آپ ﷺ کے لیے جان و مال اور اولاد کو بھی قربان کرنے سے دریغ نہ کرتے۔ چاروں خلفاء کی محبت کا تو کیا ہی کہنا وہ تو ہر دم آپؐ کے لیے اپنی جان فدا کرنے کو تیار رہتے تھے۔ اس کے علاوہ دوسرے صحابہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی محبت کرتے تھے کہ تاریخ ایسی جانثاری کی مثال دینے سے قاصر ہے۔ ان صحابہ کرام میں آپؐ کے ایک غلام زید بن حارثہ تھے جو آپؐ سے جدا ہونے کا خیال تک دل میں نہ لاتے تھے۔ حضرت زیدؓ کو بچپن میں رہزنوں نے اغواء کر لیا تھا پھر مقدران کو حضرت خدیجہؓ کے پاس لے آیا جہاں سے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گئے۔ جب ان کے والد کو حضرت زیدؓ کی خبر ملی تو ان کو لینے کے لیے مکہ آئے لیکن زید عشق رسول کے اس مقام پر تھے جہاں ماں باپ عزیز و اقارب سب کی محبت ان کے سامنے ہیچ تھی۔ لہٰذا انہوں نے اپنے والد کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دے دی تھی۔ انہیں صحابہ کرام میں ایک زبیرؓ بن العوام بھی تھے۔ ان کو بچپن ہی سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر محبت تھی کہ کسی نے جھوٹی افواہ اڑا دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار مکہ نے قید کر لیا یا شہید کر دیا۔ سنتے ہی بیتاب ہو گئے اور تلوار لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کاشانہ اقدس کی طرف چل پڑے۔ دیکھا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آرام سے بیٹھے ہیں ان کو تلوار سونتے آتے دیکھا تو فرمایا۔ ''خیر ہے اس وقت شمشیر برہنہ سونت کر کیسے آ رہے ہو۔ زبیرؓ نے عرض کیا کہ میں نے آپؐ کے شہید ہونے یا گرفتار ہونے کی خبر سنی تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اگر واقعی ایسا ہو جاتا'' تو زبیرؓ نے بے ساختہ کہا کہ میں کفار مکہ سے لڑتا۔ یہ سن کر رسول کریم بہت خوش ہوئے اور ان کو دعائے خیر دی۔ کہتے ہیں یہ پہلی تلوار تھی جو راہ حق

Marfat.com

اور رسول برحق کی حمایت میں بلند ہوئی۔

صرف مہاجرین صحابہ کرامؓ ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت نہیں کرتے تھ بلکہ انصار صحابہؓ کو بھی آپؐ سے والہانہ عشق تھا۔ وہ بھی ہر وقت آپؐ کی محبت میں سرشار رہتے تھے ان صحابہ کرام میں ایک حضرت کعبؓ بن مالک انصاری بھی تھے۔ آپؓ کو حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر محبت تھی کہ جب غزوہ احد کے موقع پر آپؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کے زخمی ہونے کی خبر سنی تو اپنے منہ کو بھی زخمی کرلیا۔ وہ یہ برداشت نہ کرسکے کہ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک زخمی ہوجائے اور ان کا صحیح سلامت رہے۔ تاریخ اسلام میں صحابہ کرام کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی داستانیں بھری پڑی ہیں۔ جن کی مثال تاریخ دینے سے قاصر ہے۔

①

وقال فی الرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ☆

لم الا لہ بہ شعثا ورم بہ

امور امتہ والامر منتشر

☆ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں کہتے ہیں۔
الشعث: کسی کام کا بے ترتیب ہونا۔
رم: ٹھیک کرنا۔

---

②

وقال یخاطب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ☆

الناس ألب علینا فیك لیس لنا

الا السیوف و اطراف القناوزد

(☆) حضرت کعب رضی اللہ عنہ رسول کریمؐ سے مخاطب ہوکر کہتے ہیں: الف با میں "والناس" ہے۔
الب۔ (ء کے کسر کے ساتھ اور فتح کے ساتھ) یہ وہ قوم جو انسانوں کی دشمنی پر جمع ہوتی ہے۔

Marfat.com

(۳)

وقال فی معجزات الرسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ سلم (☆)

من الطویل

۱۔ فان یك موسی کلم اللّٰہ جھرۃً

علی جبل الطور المنیف المعظم

۲۔ فقد کلم اللّٰہ النبی محمدا

علی الموضع الأعلی الرفیع المسوم

۳۔ وان تك نمل البر بالوھم کلمت

سلیمان ذا الملك الذی بالعمی

۴۔ فھذا نبی اللّٰہ احمد سبّحت

صغار الحصی فی کفہ بالترنم

(☆) حضرت کعب بن مالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

۱۔ اس شعر میں آیت و کلم اللہ موسی تکلیما ۴:النساء۱۶۴ کی طرف اشارہ ہے۔

الطور: صحرائے سینا کے پاس ایک پہاڑ۔

۲۔ المسوم: جائے تعلیم۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کی طرف اشارہ ہے۔

۳۔ اس شعر میں آیت حَتّٰی اِذَا اَتَوْا عَلٰی وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ یّٰاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا یَحْطِمَنَّكُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ

الآیة:۱۸، سورۃ النمل کی طرف اشارہ ہے۔

۴۔ الترنم: آواز کا بلند ہونا۔

Marfat.com

(۴)

وقال: ☆

نصرنا فما تلقى لنا فى كتيبة

يد الدهر الا جبرئيل أمامها

☆ باقی تمام مصادر میں ''شھدنا'' ہے۔
یدالدھر: زمانہ بھر، یعنی ہمیشہ ہمیشہ۔

(۵)

من الكامل

وقال مفتخر (☆)

فكلى بنا فضلا على من غيرنا

حب النبى محمد ايانا

☆ حضرت کعب بن مالکؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر فخر کرتے ہوئے کہتے ہیں۔
شرح الشواہد میں ''و کفی بنا شرفا'' ہے۔
معانی القرآن، تفسیر الطبری، التبیان فی شرح الدیوان، لسان، خزانۃ الادب اور التاج میں ''کفی بنا'' ہے۔

(۶)

وقال ☆ من البسيط

انفق و أخلف ولا تكسب بما ثعة

مالا ولا تكتسب مالا بقنيان

☆ قنیان: کسی چیز کو اپنے استعمال کے لیے خریدنا۔

Marfat.com

رد کفر

منجملہ علامات ایمان، ایک علامت پختگی ایمان کی یہ بھی ہے کہ جس قدر ایمان دل میں پختہ ہوگا کفر اور اہل کفر کی نفرت وعداوت میں اضافہ ہوگا، صحابہ کرام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ تھے، اس لیے قلوب میں ایمان کامل رکھتے تھے، کفر واہل کفر سے نفرت ان کے دلوں میں بدرجہ اتم موجود تھی اس نفرت میں نہ شفقت پدری حائل تھی اور نہ عظمت فرزندی۔

عبدالرحمٰن بن ابوبکر بیان کرتے ہیں کہ بدر کے دن وہ کافروں کی طرف سے لڑ رہے تھے۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں میں نے اپنے والد صاحب سے کہا کہ جنگ میں کئی بار آپؓ میری تلوار کی زد میں آئے لیکن میں نے گریز کیا۔ تو ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا اگر تو میری تلوار کی زد میں آتا تو میں گریز نہ کرتا۔ یہ بات اس لیے نہیں تھی کہ ان کو اپنے بیٹے سے محبت نہیں تھی بلکہ یہ اس لیے تھا کہ وہ کفر کو ختم کر کے ہر جگہ اسلام کا نام بلند کرنا چاہتے تھے۔ اسی طرح اسیران بدر کو جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رائے مانگی کہ ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا جائے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم انہوں نے آپ ﷺ کو جھٹلایا ہے اور آپ ﷺ کو اپنے گھر سے نکالا ہے آپؐ ان سب کو قتل کر دیں۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ نے کہا آپؐ ان کے لیے ایسی وادی تلاش کریں جہاں ایندھن وافر ہو پھر ان سب کو اس میں ڈال کر آگ لگا دیں۔ ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے دل میں کفر کو ختم کر دینے کی کس قدر تمنا تھی۔ انہی صحابہ کرامؓ میں ایک حضرت کعبؓ بن مالک تھے۔ جب غزوہ تبوک کے موقع پر ان کو سزا ملی تو شاہ غسان کی اعزاز واکرام کی پیش کش کو محض اس بنا پر ٹھکرایا کہ مدینہ سے نکلنا اور نبی کریمؐ سے جدائی انہیں کسی طور پر بھی برداشت نہ تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کے لیے وہ اپنا تمام اثاثہ قربان کرنے کے لیے تیار تھے۔

Marfat.com

من الطويل

وقال فی الرد علی عباس بن مرداس حین امتدح رجال بنی نظیر☆

۱۔ لعمری لقد حکت رحی الحرب بعدما
اطارت لؤیًا قبل شرقًا و مغربًا

۲۔ بقیة آل الکاهنین و عزها
فعاد زلیلا بعد ما کانا أغلبا

۳۔ فطاح سلام و ابن سعیة عنوة
و قید زلیلا للمنا یا ابن أخطبا

۴۔ واجلب یبغی العز والذل یبتغی
خلاف یدیه ما جنی حین أجلبا

☆ جب عباس بن مرداس نے ایک آدمی کی مدح میں شعر پڑھے تو حضرت کعبؓ بن مالک نے ان کا یہ جواب دیا۔

عباس بن مرداس: عباس بن مرداس کفار کا شاعر تھا۔ بعد میں اپنے قبیلہ کے ساتھ مسلمان ہوگیا تھا۔

۱۔ لوی یہ قریش کے آباؤ اجداد میں سے ہے۔

۲۔ الکاهنین: مدینہ کے یہودیوں میں کاہنوں کے دو قبیلے تھے۔ جو خیال کرتے تھے کہ وہ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ واغلبا: کسی غلبہ کا بیان۔

۳۔ ''ق'' میں فطاع ہے۔ یہ صحیح ہے۔ اور ''ابن شعیه' ہے یہ بھی صحیح ہے۔
سلام: وہ سلام بن مشکم ہے بنی نضیر کے سرداروں میں سے ہے۔ ان کے پاس لوگوں کا مال تھا۔ جس کو وہ ان کی مصیبتوں اور پریشانیوں کے وقت کے لیے جمع کرتے تھے۔

۴۔ ''ق'' میں ''واجلب'' ہے۔ اجلب: جمع ہو۔ الجیم کے ساتھ اجلب۔ جمع ہو کر منتشر ہو جانا۔

Marfat.com

٥۔ كتاوك سهل الارض والحنزهمه
و قد كان زا فى الناس أكدى وأغلبا
٦۔ وشاس و عزال و قد صليا بها
وما غيبا عن زاك فيمن تغيبا
٧۔ وعوف بن سلمى و ابن عوف كلاهما،
وكعب رئيس القوم حان و خيبا
٨۔ فبعدا و سحقا للنضير و مثلها
ان أعقب فتح أو ان اللّٰه اعقبا

٥۔ الحزن: زمین کا بلند اور سخت حصہ۔
وأكدى: اپنی کوشش میں ناکام رہے۔
٦۔ "ق" میں یہ شعر اس طرح ہے۔
وشاس و عزال هما صلبا بها
وما غيبا فى الارض فيمن تغيبا
یہ روایت اسی طرح مقبول ہے۔
شاس: وہ شاس بن قیس ہے بنی نضیر کے سرداروں میں سے ایک سردار ہے۔
عزال: بنی نضیر کے یہودیوں میں سے ایک ہے۔
٧۔ كعب: كعب بن الاشرف
حان: ہلاک ہونا۔

Marfat.com

ہجو کفار

وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (۴۸ : فتح ۲۹)

ترجمہ: اور مسلمان کفار کے مقابلہ میں سخت اور آپس میں رحیم ہیں۔

اس آیت میں صحابہ کرامؓ کی دو خوبیاں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ صحابہ کرام کفار کا مقابلہ کرنے میں بہت سخت ہیں۔

۲۔ صحابہ کرام آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بہت نرم سلوک کرتے ہیں۔

ابو عامر یعنی عبد عمرو بن صیفی بن النعمان زمانہ جاہلیت میں راہب تھا۔ جب اہل مدینہ نے ابیؐ کا بائیکاٹ کیا تو یہ چند آدمیوں کو لے کر اسلام سے علیحدہ ہو گیا اور مکہ چلا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو راہب نہ کہو بلکہ فاسق کہو۔ فتح مکہ کے وقت یہ طائف چلا گیا اور جب اہل طائف مسلمان ہوئے تو یہ شام چلا گیا اور وہیں پر اس کا انتقال ہوا۔

(۱)

من الوافر

وقال یھجو ابا عامر ☆

۱۔ معاذ اللّٰہ من عمل خبیث

کسعیك فی العشیرہ عبد عمرو

۲۔ فاما قلت لی شرف ونخل

فقد مأ بعت ایماناً بکفر

☆ حضرت کعبؓ ابو عامر کی ہجو میں کہتے ہیں۔

۱۔ خبیث: برا

۲۔ شرف: عزت

Marfat.com

(۲)

من الطویل

وقال یخاطب ابا سفیان بن الحارث ☆

فلا تنهدد بالوعید سفاهة

و أوعد شنیفا ان غضبت و واقما

☆ حضرت کعبؓ بن مالک ابوسفیان بن الحارث کو مخاطب کر کے کہتے ہیں:

الشنیف: (بروزن زبیر) ایک قلعہ ہے ابوسفیان بن الحارث کے گھر کے پاس تھا اور بنو ضبیعہ کی ملکیت تھا۔

ابن زید وواقم: ایک قلعہ ہے جو قباء کی علاقہ میں واقع ہے اور اجیحہ بن جلاح کی ملکیت تھا۔ بعد میں یہ بنو عبدالمنذر کوان کے دادا رفاعہ بن رزین کی دیت میں دے دیا گیا۔

بیعت عقبہ ثانیہ

عقبہ کے مقام پر ایام تشریق کی درمیانی رات کو مدینہ منورہ کے تہتر (۷۳) مرد اور دو عورتوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس دوران آپؐ کے چچا حضرت عباسؓ آپؐ کے ساتھ تھے۔ حضرت عباسؓ نے کہا "اے گروہ خزرج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم میں جو حیثیت حاصل ہے وہ تم لوگ جانتے ہو۔ ہم میں سے ان لوگوں نے جو ان سے متعلق ہماری رائے سے متفق ہیں ابتک ان کی حفاظت کی ہے۔ یہ اپنی قوم میں عزت والے اور اپنے شہر میں محفوظ ہیں۔ لیکن یہ اپنا وطن چھوڑ کر تمہاری طرف جانے اور تم سے مل کر رہنے کے سوا دوسری کسی بات کو مانتے ہی نہیں، اگر یہ سمجھتے ہو کہ تم انہیں جس جانب بلا رہے ہو وہاں ان کا پورا پورا حق ادا کرو گے اور مخالفوں سے بچاؤ گے تو جو بار اپنی خوشی سے سر لیتے ہو لو۔ اور اگر انہیں لے جانے کے بعد مخالفوں کے حوالہ کر دینے اور ان کی مدد سے دست بردار ہو جانے کا خیال ہو تو اسی وقت دست کش ہو جاؤ۔ کہ یہ اپنی قوم اور اپنے شہر میں معزز و محفوظ ہیں۔" یہ سن کر انصار نے کہا کہ اے اللہ کے رسول آپؐ ہم سے جو بیعت لینا چاہتے ہیں لے لیجئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی تلاوت کی، اللہ کی جانب دعوت

Marfat.com

دی اور اسلام کی طرف رغبت دلائی۔ پھر فرمایا

ابایعکم علی ان تمنعونی مما تمنعون منه نساء کم و ابناء کم

ترجمہ: میں تم سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تم میری ان تمام چیزوں سے حفاظت کرو گے جن سے تم اپنی عورتوں اور بچوں کی حفاظت کرتے ہو۔

اس کے بعد مدینہ کے مسلمانوں نے آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اخرجوا الی منکم اثنی عشر نقیبا لیکونوا علی قومهم بما فیهم

ترجمہ: ان کی قوم میں سے بارہ سردار منتخب کیے۔

اس طرح یہ معاہدہ اشاعت اسلام میں ایک اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔

(۱)

من الطویل

وقال یذکر نقباء العقبة ☆

۱۔ ابلغ أبیا انه قال رایه وحان غداة الشعب والحین واقع

۲۔ أبی اللّٰه ما منتك نفسك إنه بمرصاد امر الناس راء وسامع

۳۔ اوأبلغ ابا سفیان ان قد بدالنا بأحمد نور من هدی اللّٰه ساطع

۴۔ فلا ترعین فی حشد امر تریده والب وجمع کل ما انت جامع

۵۔ ودونك فاعلم ان نقض عهودنا أباه علیك الرهط حین تتابعوا

۶۔ أباه البراء وابن عمر وکلاهما واسعد یأباه علیك ورافع

۷۔ وسعد اباه الساعدی ومنذر لا نفسك إن حاولت ذالك جارع

۸۔ وما ابن ربیع إن تناولت عهده بمسلمه لا یطمعن ثم طامع

۹۔ و ایضا فلا یعطیکه ابن رواحه واخفاره من دونه السم ناقع

۱۰۔ وفاءً به القوقلتی بن صامت بمندوحة عما تحاول یافع

۱۱۔ أبو هیثم أیضاً وفی بمثلها و فاء بما أعطی من العهد خانع

۱۲۔ وما ابن حضیر إن أردت بمطمع فهل انت عن احموقة الغی نازع

Marfat.com

۱۳۔ وسعد أخو عمرو بن عوف فانه ضروح لما حاولت ملأ مر مانع

۱۴۔ أولاك نجوم لا يغبك منهم عليك بنحس فی دجی اللیل طانع

☆ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بارہ نقیبون کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

۱۔ ''ب'' اور ''ستنفلد'' کے نسخہ میں ''قال رایه'' ہے۔

ابی: ابیٔ بن خلف مشرکین قریشؓ میں سے ہے۔

حان: ہلاک ہوا۔ سب کو ہلاک کر دیا۔

الشعب: وہ گھاٹی جہاں مسلمان اسلام کی ابتدا میں حاضر ہوئے۔

۲۔ ''ب'' میں ''اتی الله'' ہے۔

۴۔ المحبر مین ''فلا ترعین'' ہے۔ ابن ہشام نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔

۵۔ باقی سب روایات میں ''تبایعوا'' ہے۔

۶۔ البراء: وہ براء بن معرور بن صخر ہیں۔

ابن عمر: عبداللہ بن عمرو بن حزام

اسعد: اسعد بن زرارہ

رافع: رافع بن مالک ابن العجلان

(۷) سعد الساعدی: سعد بن عبادہ

منذر: المنذر بن عمرو

جارع: قطع تعلق کرنا۔

(۸) محبر مین ''لاتطمعنك المطالع'' ہے۔

ابن ربیع: سعد بن الربیع

(۹) ''ب'' میں نعطیکم ہے اور یہ صحیح ہے۔

ابن رواحہ: عبداللہ بن رواحہ شاعر۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین شاعروں میں

Marfat.com

سے ایک شاعر ہے۔

الاخفار: عہد کو توڑنا۔

(۱۰) ''ب'' میں ''والقوفلی ..... ہے اور یہ غلط لکھ دیا ہے۔

القوقلی: عبادہ بن الصامت، مندوحۃ: حصہ

یافع: اونچی جگہ۔

(۱۱) ''المحبر'' میں ''بما اعطی من الحق'' ہے۔

''ب'' میں ''ناقع'' ہے۔

ابوھیثم: مالک بن التیھان،

خانع: ذلیل

(۱۲) ''ب'' میں ابن حسین ہے۔ اور ''عن'' کی جگہ ''عنہ'' ہے۔

ابن حضیر: اسید بن حضیر

(۱۳) ''ب'' میں ''ضروج لما حاولت والامر واقع'' ہے۔

المحبر میں ''مل امر صانع'' ہے

سعد: سعد بن حثیمہ

ضروح: اپنے آپ سے روکنے والا۔

(۱۴) ''المحبر'' میں ''ان یغبك'' ہے۔

''ب'' میں ''لایغتِك'' ہے۔

نحس: نافرمانی۔

غزوات

غزوہ بدر:

غزوہ بدر وہ مشہور ترین غزوہ ہے جس میں شرکت کی بدولت ''اصحاب بدر'' کو عظیم فضیلتیں حاصل ہوئیں۔ یہ غزوہ تاریخ اسلام میں عظمت واہمیت اور شہرت وفضیلت کا حامل ہے۔ اس جنگ میں مٹھی بھر بے سروسامان فرزندان توحید کے ہاتھوں کفر وطاغوت کے

Marfat.com

بڑے بڑے باجبروت بت سرنگوں ہو گئے اور صنم کدوں میں ماتم وشیون برپا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس جنگ کو صداقت اسلام کی دلیل بنا دیا اور اسے ''یوم الفرقان'' کے نام سے پکارا۔

جنگ بدر کی اہمیت کا اس بات سے بخوبی اندازہ کیا جا سکے گا کہ لڑائی سے پہلے سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم ساری رات بیدار رہے اور عبادت میں مصروف رہے اور بارگاہ الٰہی میں نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ ان الفاظ میں دعا مانگی۔

اللهم ان تهلك هذه العصابة اليوم لا تعبد۔

ترجمہ: یا اللہ! اگر تو نے اس جماعت کو ہلاک کر دیا تو پھر تیری پرستش نہ کی جائے گی۔

(۱)

من الوافر

قال يوم بدر (☆)

۱۔ لعمر ابيكما يابنى لؤى على زهو لديكم و انتخاء

۲۔ لما حامت فوارسكم ببدر ولا صبروا به عند اللقاء

۳۔ ورد ناء بنور اللّٰه يجلو دجى الظلماء عنا والغطاء

۴۔ رسول اللّٰه يقدمنا بأمر من امر اللّٰه احكم بالقضاء

۵۔ فما ظفرت فوارسكم ببدر وما رجعوا إليكم بالسواء

۶۔ فلا تعجل ابا سفيان وارقب جياد الخيل تطلع من كداء

۷۔ بنصر اللّٰه روح القدس فيها و ميكال فيا طيب العلاء

(☆) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے غزوہ بدر کے متعلق فرمایا۔

۱۔ ''ب'' میں ''وانتحاء'' ہے۔

الانتحاء: اعجاب، تکبر اور اگر خ کے ساتھ ہو تو اس کا مطلب میل (مائل ہونا) ہے۔

(۲) حامت: کسی کی حمایت سے رک جانا اور وہ الامتناع ہے۔

(۶) کداء: مکہ کے قریب ایک جگہ کا نام۔

(۷) العلاء: اشراف اور سردار۔

Marfat.com

(۲)

من الطويل

واجاب ضرار بن الخطاب فی یوم بدر فقال:

۱۔ عجبت الأمر اللّٰه واللّٰه قادر على ما اراد ليس للّٰه قاهر
۲۔ قضى يوم بدر ان تلاقى معشراً بغوا و سبيل البغى بالناس جائر
۳۔ و قد حشدوا و استنفروا من يليهم من الناس حتى جمهم متكاثر
۴۔ وسارت الينا لا تحاول غيرنا بما جمعها كعب جميعاً و عامر
۵۔ و فينا رسول اللّٰه والاوس حوله له معقل منهم عزيز و ناصر
۶۔ وجمع بنى النجار تحت لوائه يمشون فى الماذى والنقع ثائر
۷۔ فلما لقينا هم و كل مجاهد لا صحابه مستبسل النفس صابر
۸۔ شهدنا بأن اللّٰه لارب غيره وان رسول اللّٰه بالحق ظاهر
۹۔ و قد عريت ببعض خفاف كأنها مقابيس يزهيها لعينك شاهر
۱۰۔ بهن ابدنا جمعهم متبددوا وكان يلاقى الحين من هو فاجر
۱۱۔ فكبّ ابو جهل صريعاً لوجهه وعتبه غادرنه وهو عاثر
۱۲۔ وشيبة والتيمى غادرن فى الوغى وما منهم الا بذى العرش كافر
۱۳۔ فامسوا وقود النار فى مستقرها و كل كفور فى جهنم صائر
۱۴۔ تلظى عليهم و هى قد شب جميها بزبر الحديد والحجازه ساجر
۱۵۔ وكان رسول اللّٰه قد قال أقبلوا فولوا، و قالوا: انما انت ساحر
۱۶۔ لأمر اراد اللّٰه ان يهلكو به وليس لأمر حمه اللّٰه زاجر

حضرت کعبؓ بن مالک غزوہ بدر کے موقع پر ضرار بن خطاب کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

۲۔ ''ب'' میں ''حائر'' ہے۔

Marfat.com

۴۔ کعب وعامر: مراد ہے بنوکعب اور بنوعامر۔ ان دونوں کا ذکر خاص طور پر اس لیے کیا ہے کہ قریش کے اکثر خاندان انہیں کی طرف منسوب ہیں۔

۵۔ المعقل: جائے پناہ، محفوظ جگہ، قلعہ

۶۔ المازی: چمکدار درنرم زرہیں النقع گردوغبار

۷۔ مستبسل لنفس : موت کا خواہشمند

۹۔ ابن کثیر نے ''مقابیس'' لکھا ہے۔

یزھیھا: حرکت دینا۔

مقابیس: اسکا واحد مقباس ہے۔ آگ کا شعلہ۔ چنگاری۔

شاھر: تلوار سونتنے والا۔ لہرانے والا۔ نیام سے باہر نکال کر لہرانا۔

۱۰۔ عابدنا: ہم نے ہلاک کردیا۔

الحین: موت

۱۱۔ ابن کثیر نے ''قد غادرتہ'' لکھا ہے۔

العاثر: گرا پڑا تھا۔

۱۲۔ وستنفلد کے نسخہ میں ''غدرن'' ہے۔ لیکن درست وہ ہے جو اوپر درج کیا گیا ہے۔ ابن کثیر نے ''غادرت'' لکھا ہے۔ ''ح'' اور ''وستنفلد'' کے نسخہ میں۔ ''وما منھا'' ہے لیکن صحیح وہ ہے جو اوپر درج کیا گیا ہے۔

التیمی: بدر میں ''تیم'' کے جو دو لوگ قتل ہوئے وہ عثمان بن مالک اور عمیر بن عمرو ہیں۔

۱۳۔ ''ب'' میں ''وأمسوا'' ہے۔

۱۴۔ ''ب'' میں ''شب جمیعھا' ہے۔

زبر الحدید: لوہے کے ٹکڑے،

ساجر: بھڑکائی ہوئی آگ۔

۱۶۔ ''ب'' میں ''بہ'' ہے۔

Marfat.com

(۳) من المتقارب

وقال یبکی عبیدة بن الحارث من مصاب رجله یوم بدر ☆

۱۔ ایاعین جودی ولا تبخلی بدمعك حقاً ولا تنزری

۲۔ علی سیّد هدنا هلکه کریم المشاهد والمنصر

۳۔ جریء المقدم شاکی السلاح کریم الثناء طیب المکسر

۴۔ عبیدة امسی ولا نرتجیه لعرف عرانا ولا منکر

۵۔ وقد کان یحمی غداة القنا ل حامیة الجیش بالمبتر

غزوہ بدر کے موقع پر حضرت کعب بن مالک عبیدہ بن حارث کے مرثیہ میں کہتے ہیں۔

عبیدہ: وہ عبیدہ بن الحارث بن المطلب ہیں جو قریش سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ سب سے پہلے شخص ہیں جن کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلا جھنڈا دیا تھا۔ ان کو عتبہ بن ربیعۃ نے قتل کیا۔ ان کی ٹانگ کاٹ دی تھی۔

۱۔ "الاحکام السلطانیہ" میں "وکنا مکان حقا" ہے۔

لاتنزری: آنسوؤں کو کم نہ کرنا۔

۳۔ "ق" اور وستنفلد کے نسخہ میں "الثنا" ہے۔

شاکی: ہٹانا۔

الثناء: جس شخص سے اچھائی یا برائی منسوب کی جاسکے۔

۴۔ الاحکام السلطانیہ میں "غدا مکان عرانا" لکھا ہے۔

۵۔ حامیة الجیش: لشکر کا آخری حصہ۔

(۴) من الطویل

وقال فی یوم بدر ☆

۱۔ الاهل اتی غسان فی نای دارها

واخبر شیءٍ بالامور علیمها

۱۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بدر کے دن فرماتے ہیں۔

Marfat.com

۲۔ بأن قد رمتنا عن قسی عدواة
معد معاً جهالها و حليمها
۳۔ لأنا عبدنا اللّٰه لم نرج غيره
رجاء الجنان از اتانا زعيمها
۴۔ نبی له فی قومه ارث عزة
واعراق صدقٍ هذبتها أرومها
۵۔ فساروا و سرنا فالتقينا كاننا
أسود لقاء لا يرجی كليمها
۶۔ ضربنا هم حتی هوی فی مكرنا
لمنخر سوءٍ من لؤیٍ عظيمها
۷۔ فولّوا دسنا هم ببيضٍ صوارمٍ
سواءٌ علينا حلفها و صميمها

۲۔ "ق" میں "لهن" ہے۔
۳۔ "ق" میں لانا عبدنا الله لا رب غيره" ہے اور وستنفلد کے نسخہ میں "اذا" ہے۔
۴۔ "ح" میں "عزه" ہے۔
هذبتها: میں نے اسے چھوڑ دیا۔
الاروم: الارومه کی جمع ہے۔ اصل جڑ۔
۵۔ الكليم: زخمی
۶۔ "ق" میں "كمخزی سوء" ہے۔ عظیمها کی جگہ کریمها ہے۔
المكر: لڑائی کی جگہ۔ میدان جنگ
المنخر: ناک کا نتھنا۔
۷۔ حلفها: ان کے حلیف
الصميم: اصلی افراد۔

Marfat.com

(۵)

وقال فی یوم بدر☆ من الطویل

۱۔ وعدنا ابا سفیان بدرا فلم نجد
لمیعاده صدقا و ما کان وافیا

۲۔ فأقسم لو وافیتنا فلقیتنا
لأبت زمیما وافتقدت المواليا

۳۔ ترکنا به اوصال عتبه وابنه
وامرکم ابا جهلٍ ترکناه ثاویا

۴۔ عصیتم رسول اللّٰه اف لدینکم
وامرکم الی ء الذی کان غاویا

۵۔ فانی وان عنفتمونی لقائل
فدی لرسول اللّٰه اهلی ومالیا

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بدر کے دن فرمایا:

۱۔ مناقب آل ابی طالب میں ''ابوسفیان'' لکھا ہے۔
کتاب المغازی از الواقدی میں ''لموعدہ'' لکھا ہے۔ ج۱: ص۳۸۹

۲۔ ''ب'' میں واقسم لکھا ہے۔
ابن کثیر نے لو لا قیتنا لکھا ہے۔
الوقدی نے لابت کے بجائے ''رجعت'' لکھا ہے۔
الموالی: مولی کی جمع ہے: مددگار۔

۳۔ المناقب آل ابی طالب میں ''وثم اباجهل'' ہے۔
عتبة: عتبه بن ولید، ابنه: ولید
ثاویا: ٹھہرا ہوا، پڑا ہوا۔

۴۔ ب میں الشئی ہے۔

۵۔ مناقب ابی طالب میں ''وانی..... نفسی ومالیا ہے۔
عنفتمونی: ملامت کرو۔

Marfat.com

٦۔ اطعناه لم نعد له فينا بغيره
شهابا لنا فی ظلمة الليل هاديا

٦۔ کتاب المغازی میں "اطعنا فلم نعدل سواه بغيره" ہے۔
لم نعدله بغيره: ہم کسی کو آپ کا ہم پلہ قرار نہیں دے سکتے۔

غزوہ سویق:

جب ابوسفیان اور قریش کے شکست خوردہ لوگ بدر سے لوٹے تو ابوسفیان نے منت مانی کہ جب تک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جنگ نہ کرے گا اس وقت تک جنابت کے سبب سے بھی سر کو پانی نہ لگائے گا۔ اپنی قسم پوری کرنے کے لیے قریش کے دوسو سوار لے کر نکلا اور نجد والی راہ اختیار کی۔ حتیٰ کہ نہر کے اوپر والے حصہ میں ایک پہاڑ کے قریب قیام کیا۔ جس کا نام ثیب تھا اور مدینہ سے ایک برید یا اس کے قریب قریب تھا۔ پھر راتوں رات بنونضیر کے پاس آیا ان کے سردار نے اس کی میزبانی کی۔ رات کے آخری حصہ میں چند آدمی مدینہ کی جانب روانہ کیے جنہوں نے وہاں کے ایک نخلستان میں آگ لگا دی۔ انصار میں سے ایک شخص اور اس کے حلیف کو وہاں پایا تو دونوں کو قتل کر دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کے مقابلے پر نکلے اور قرقرۃ الکدر تک تشریف لے گئے۔ ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں نے آپؐ اور مسلمانوں کو دیکھا تو فرار ہو گئے اور اپنا سامان رسد بھی وہیں چھوڑ گئے تا کہ بوجھ کم ہو جائے۔ اس غزوہ کو غزوہ سویق اس لیے کہا جاتا ہے کہ قریش کے سامان رسد میں سب سے زیادہ سویق (ستو) کا حصہ تھا اور مسلمان سویق پر ٹوٹ پڑے۔

Marfat.com

(۱)

واجاب ابا سفیان حین حرض قریشا فی غزوۃ السویق☆ من المسرح

۱۔ تلهف ام السجين على
جيش ابن حرب بالحرة الفشل

۲۔ اذ يطرحون من سنم الطير
ترقى لقنة الجبل

۳۔ جاء وا بجيش لو قيس مبركه
ماكان الا كمفحص الدئل

☆ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ غزوہ سویق کے موقع پر ابوسفیان کو جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

۱۔ الاغانی، شرح شواہد الشافیہ میں "یالھف" ہے۔ابن اثیر نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔ شرح شواہد میں "ام المستمحین" ہے۔

۲۔ الاغانی میں

اتطرحون الرجال من سنم الـ
مظهر ترقى فى قنة الجهل

ابن اثیر نے یہ شعر اس طرح لکھا ہے۔

از يطرحون الرجال من شيم الـ
-طير و يرقى لقنة الجبل

القنة: پہاڑ کی چوٹی۔اس شعر سے کعبؓ بن مالک کی مراد مشرکین کی تذلیل وتخفیف ہے۔

۳۔ الطبری اور ابن اثیر میں یہ شعر اس طرح ہے۔باقی سب میں اس طرح لکھا ہوا ہے۔

جاعوا بجيش لو قيس معرسه
ماكان الاكمعرس الدئل

المفحص: موٹا

المعرس: ایسی جگہ جہاں رات کو پڑاؤ کیا جاتا ہے۔

الدئل: گیدڑ۔یہاں گیدڑ ابن عرس کو کہا ہے۔

Marfat.com

۴۔ عارٍ من النصر والثراء و من
ابطال اهل لبطحاءٍ والاسل

۴۔ الجوالیقی، شرح شواہداورتاج میں ''عارمن النسل'' ہے۔
التاج مین ''ابطال بطحاء والقناالاسل'' ہے۔
الثراء: کثرت،اہل البطحاء:قریش
الاسل: نیزہ

کعب بن اشرف کا قتل:

کعب بن الاشرف یہودی تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور مسلمانوں کی ہجو کرتا تھا۔اسلام کو برا کہتا تھا۔ یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ''کون اس کو قتل کرے گا۔'' محمد بن سلمہ نے جواب دیا میں یارسول اللہ۔ پس اس نے مسلمانوں کی ایک جماعت اس کام کے لیے اکٹھی کی۔اس جماعت میں کعب کا رضاعی بھائی سلکان ابن سلامۃ بھی تھا۔ پھر اس نے اور مسلمانوں نے ایک تدبیر کر کے اس کو قتل کر دیا۔

(۱)

من الوافر

وقال یذکر اجلا بنی النضیر و قتل کعب بن الاشرف ☆

۱۔ لقد خزیت بغدرتها الحبور كذالك الدهر ذو صرف يدور
۲۔ و ذلك أنهم كفروا بربّ عزيزٍ امره امر كبير

☆ حضرت کعب بن مالکؓ بنی نضیر اور کعب بن اشرف کے قتل کے بارے میں کہتے ہیں۔

۱۔ ''ح'' اور ''لسان'' میں ''جزیت'' ہے۔
الصرف ،واقعہ،الحبور:حبر کی جمع ہے: عالم:علمائے یہود مراد ہے۔
۲۔ ابن کثیر نے ''برب عظیم'' لکھا ہے۔

Marfat.com

۳۔ و قد اوتوا معاً فهماً و علماً وجاء هم من اللّٰه النذير

۴۔ نذير صادق ادى كتابا و آيات مبينة تثير

۵۔ فقالوا: ما أتيت بأمر صدقٍ و آيات مبينة تنير

۶۔ فقال: بلى لقد اريت حقاً يصدقنى به الفهم الخبير

۷۔ فمن يتبعه يهد لكل رشدٍ ومن يكفر به يجز الكفور

۸۔ فلما اشربوا غدرا و كفرا و حادبهم عن الحق النفور

۹۔ أرى اللّٰه النبى برأى صدقٍ وكان اللّٰه يحكم لا يحبور

۱۰۔ فايده و سلّطه عليهم وكان نصيره نعم النضير

۱۱۔ فغودر منهم كعب صريعاً فذلت بعد مصرعه النصير

۱۲۔ على الكفين ثم و قد علته بأيدينا مشهرة ذكور

۱۳۔ بأمر محمد اذ دس ليلا إلى كعب اخا كعب يسير

۴۔ "ق" اور میں "بذکر صادق" ہے۔

۵۔ تنیر: لائق، اہل

۷۔ ابن کثیر نے "یخز الکفور" لکھا ہے۔

۸۔ "ق"، "ح"، "ش"، میں "وجدّبهم" ہے۔ابن کثیر نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔
حادبهم: ان سے دور ہٹ گئے۔

۹۔ "ق" میں "وحكم اللّٰه عدل لا يجور" ہے۔
يجور: ظلم کرنا۔

۱۲۔ "ق" میں "مهندة ذكور" ہے۔
مشهر زكور: مضبوط تلوار

۱۳۔ "ح" میں "دش" ہے۔
اخو كعب: سلکان بن سلامۃ: اسکا رضاعی بھائی۔

Marfat.com

۱۴۔ فماكره فأنزله بمكرٍ و محمود اخو ثقة جسور
۱۵۔ فتلك بنو النضير بدار سوء أباوهم بما اجترموا المبير
۱۶۔ غداة أتاهم فى الزحف رهواً رسول اللّٰه وهو بهم بصير
۱۷۔ وغسان الحماة موازروه على الاعداء وهو لهم وزير
۱۸۔ فقال: السلم و يحكم فصدّواً و حالف امرهم كذب و ذور
۱۹۔ فذا قواغب امرهم وبالاً لكل ثلاثة منهم بعير
۲۰۔ واجلوا عامدين لقينقاع و غودر منهم نخل ودور

۱۴۔ "ح" میں "صبور" ہے۔
۱۵۔ "ق" میں "ابادھم" ہے۔
اباوھم: ہلاک کیا، اجترموا: گناہ کرنا۔
۱۶۔ "ح" میں "زھوا" ہے۔
الرھوا: دھیرے دھیرے چلنا، سہل روی
۱۷۔ غسان: انصار
۱۸۔ "ش" میں "وخالف" ہے۔ ابن کثیر نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔ ہمارا متن بہتر ہے۔
۱۹۔ غب: انجام، وبال: برا انجام۔
۲۰۔ عامدین: قاصد۔

غزوہ احد:

جنگ بدر میں قریش نے ہزیمت اٹھائی اور شکست خوردہ گروہ مکہ پہنچا۔ ابوسفیان، عبداللہ بن ربیع، عکرمہ بن ابوجہل اور صفوان بن امیہ قریش کے ان لوگوں کے پاس پہنچے جن کے باپ بیٹے یا بھائی میدان بدر میں مارے گئے تھے ان سے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھیوں سے بدلہ لینے کے لیے ہماری مال ومتاع سے مدد کرو۔ چنانچہ خوب تیاری

Marfat.com

کے بعد ابوسفیان مسلمانوں سے مقابلہ کرنے نکلا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ مدینہ میں رہ کر مقابلہ کیا جائے لیکن مسلمانوں کے اصرار پر آپ نے مدینہ سے باہر نکل کر لڑنے کا فیصلہ کیا۔ آپ ﷺ ایک ہزار کی جمعیت لے کر نکلے۔ راستہ میں عبداللہ بن ابیٔ منافق اپنے تین سو ساتھی لے کر واپس لوٹ گیا اور اب آپ ﷺ کے ساتھ صرف سات سو صحابہ رہ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد کی ایک گھاٹی میں اترے۔ وہاں آپ ﷺ نے پچاس تیرانداز عبداللہ بن جبیر کی سرکردگی میں مقرر کیے اور فرمایا کہ جنگ کا نقشہ موافق رہے یا مخالف تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا۔ جب جنگ کا آغاز ہوا تو مسلمانوں کا پلڑا بھاری رہا۔ قریش یہ دیکھ کر فرار ہونے لگے اتنے میں ابن قمیہ نے حضرت مصعب بن عمیر (جن کی شکل حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی تھی) کو قتل کر دیا۔ اور یہ بات مشہور کر دی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دیا گیا ہے۔ اس سے کفار کے حوصلے بڑھ گئے اور مسلمان اپنا حوصلہ چھوڑ بیٹھے۔

دوسری طرف جب گھاٹی پر متعین تیراندازوں نے دیکھا مسلمانوں کو فتح ہو رہی ہے تو مال غنیمت لینے کے لیے اپنی جگہ چھوڑ دی۔ عبداللہ بن جبیر ان کو منع کرتے رہے لیکن کسی نے نہ سنا۔ چنانچہ خالد بن ولید (جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) نے ایک دستہ کے ساتھ مسلمانوں پر اس گھاٹی سے حملہ کر دیا۔ جس سے مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچا۔ اس دوران رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ابن قمیہ نے زخمی کر دیا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صورت حال دیکھی تو فرمایا:

اللھم انه لا ینبغی لھم ان یعلونا"

اے خدا ان کا ہم سے بالا ہونا مناسب نہیں۔

آخر کار عمر بن خطاب اور مہاجرین کی ایک جماعت نے زبردست مقابلہ کر کے انہیں پہاڑ سے اترنے پر مجبور کر دیا۔

Marfat.com

(۱)

من البسیط

وقال یوم احد ایضا☆

۱۔ سائل قریشا غداۃ السفح من احد
ماذا لقینا ومالا قوا من الھرب

۲۔ کنا الاسود وکانوا النمر اذ زحفوا
ما إن نراقب عن آل و لا نسب

۳۔ فکم ترکنا بھا من سید بطل
حامی الذمار کریم الجد والحسب

۴۔ فینا الرسول شھاب ثم یتبعه
نور مضیء له فضل علی الشھب

۵۔ الحق منطقه والعدل سیرته
فمن یجبه الیه ینج من تبب

۶۔ نجد المقدم ماضی الھم متعزم
حین القلوب علی رجف من الرعب

۷۔ یمضی و یذمرنا عن غیر معصیة
کأنه البدر لم یطبع علی الکذب

☆ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ غزوہ احد کے متعلق فرماتے ہیں۔

۱۔ السفح: پہاڑ کی جانب

۲۔ "ب" میں "از زحفوا" ہے۔

۳۔ حامی الذمار: اس کی حمایت جس کی حفاظت اور نگہداشت انسان پر ضروری ہے۔

۴۔ سمط النجوم میں "ثم نتبعه" ہے۔

۵۔ تبب: تباہی وہلاکت

۶۔ نجد المقدم: بہادر، الرجف: حرکت اور کپکپی، کانپنا، و الرعب: ڈر۔خوف

۷۔ "ب" اور سمط النجوم میں "نضی" ہے۔ "ق" اور "سمط النجوم" میں "من غیر" ہے۔ وستنفلد کے نسخہ میں "ولم" ہے یعنی اسی میں "و" زائد ہے۔
یذمرنا: دفع کرنا، ولم یطبع علی: آپ کی سرشت میں نہیں ہے۔

Marfat.com

۸۔ بدالنا فاتبعناه نصدقه

وكذبوه فكنا اسعد العرب

۹۔ جالوا وجلنا فما فاعوا وما رجعوا

ونحن نثفنهم لم نأل فی الطلب

۱۰۔ ليسا سواء و شتی بين أمرهما

حزب الا له واهل الشرك والنصب

۸۔ ''ب'' میں ''ونصدقه'' ہے۔اس میں واؤزائد ہے۔

۹۔ ''ب'' اور ''ق'' میں ''ولارجعوا'' ہے۔''ب'' میں ''نثفتهم'' ہے۔''ق'' میں ''نقفوهم'' ہے۔اور ''عیون الاثر میں ''نتبعهم'' ہے۔

جالوا: انہوں نے حرکت کی۔

نثفنهم: ہم ان کو بھگا دیتے ہیں۔تعاقب کرتے ہیں۔

لم نال: ہم نے کمی نہیں کی۔

۱۰۔ ''ب'' میں ''ليسوا'' ہے۔عیون الاثر میں ''لسنا سواء'' ہے۔

النصب: پتھر، بت زمانہ جاہلیت میں اس پتھر کے لیے قربانی دیتے تھے اور اس کی تعظیم کرتے تھے۔

جنگ احد کے موقع پر جو اشعار پڑھے گئے ان میں ہبیرہ بن ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عبد بن عمران بن مخزوم کے اشعار بھی ہیں۔اس نے ان اشعار میں ہندہ کو نہایت غیظ وغضب سے اپنے آپ کو ملامت کرنے کا ذکر کیا ہے اور اس کی بعد اپنی اور کفار کی بہادری کو احد پہاڑ کے دامن میں نہایت جوش وخروش سے بیان کیا ہے۔ان اشعار کا جواب حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے ان اشعار میں دیا۔

Marfat.com

(۲)

من الطويل

وقال يجيب هبيرة بن ابى وهب فى احد ☆

۱۔ الاهل اتى غسان عنا ودونهم
من الأرض خرق سيره متنعنع

۲۔ صحار و أعلام كأن قتامها
من البعد نقع هامد متقطع

۳۔ تظل به البزل العراميس رزخا
و يخلوبه غيث السنين فيمرع

۴۔ به جيف الحسرى يلوح صليبها
كما لاح كتان التجار الموضع

☆ حضرت کعب بن مالک غزوہ احد کے موقع پر ہبیرۃ بن ابی وہب کو جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

۱۔ الخرق: وسیع میدان اور صحرا میں ہوا کے گزرنے کی جگہ متنعنع: مضطرب، بے چین

۲۔ الاعلام: اونچا پہاڑ

القتام: جس کا رنگ سیاہی مائل ہو۔ نقع: گرد وغبار

۳۔ ابن ہشام نے ''زرخا'' لکھا ہے۔ ابن کثیر نے ''یحلوبہ'' لکھا ہے۔
ق میں ''فیمزع'' ہے۔ البزل: بازل کی جمع ہے۔ قوی اونٹ
العرامیس: اس کا واحد ''عرمس'' ہے تیز وطرار اونٹنی۔
الرزخ: رازح کی جمع ہے۔ شدید ہلاکت میں ڈالنے والا۔
یمرع: سرسبز ہونا۔

۴۔ الحسری: حسیر کی جمع ہے۔۔ درماندہ: تھکا ہوا۔
الصلیب: ریڑھ کی ہڈی۔ الموضع: وسیع نقش ونگار والا۔

Marfat.com

۵۔ به العین والارام یمشین خلفة
وبیص نعام قیضه یتقلع
۶۔ مجالدنا عن دیننا کل فخمة
مذربة فیها القوانس تلمع
۷۔ وکل صموتٍ فی الصوان کأنها
اذا لبست نهی من الماء مترع

۵۔ المفردات میں "بها العین" ہے۔
"ق" میں قبضہ ہے۔ابن کثیر اور ابن ہشام نے "یتفلع" لکھا ہے۔
"سمط النجوم" میں بھی اسی طرح لکھا ہوا ہے۔
العین: اس کی جمع عیناء ہے۔نیل گائے۔
الارام: رئم کی جمع ہے۔سفید ہرن
خلفه: ایک جتھا ایک جتھے کے پیچھے چلتا ہے۔
القیض: اوپر کا سفید چھلکا، یتقلع: پھٹنا۔
۶۔ ابن ہشام نے کہا جب کعب بن مالک نے یہ شعر پڑھا
"مجالدنا عن جذمنا کل فخمة" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس طرح نہیں اس طرح پڑھو "مجالدنا عن دیننا"
پس کعب بن مالک نے کہا "اچھا"۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ بہتر ہے۔" پس کعب بن مالک نے "مجالدنا عن دیننا" پڑھا۔
"ح" میں "مجادلنا" ہے۔بسیط النجوم میں "کل فحمة" ہے۔
مجالدنا: ہم نے حفاظت کی یعنی محافظ۔
الفخمة: بڑا لشکر، المزربة: لڑائی کا ماہر
۷۔ الصموت: مضبوط زرہ جو بالکل بند ہو۔
الصوان: کپڑے کو محفوظ رکھنے کا برتن۔
النهی: تالاب، مترع: پانی سے بھرا ہوا۔

Marfat.com

۸۔ ولكن ببدر سائلوا من لقيتم
من الناس ولأنباء بالغيب تنفع
۹۔ وإنا بارض الخوف لو كان اهلها
سوانا لقد اجلوا بليل فاقشعوا
۱۰۔ اذا جاء منا راكب كان قوله
أعدوا لما يزجى ابن حرب و يجمع
۱۱۔ فمهما يهم الناس مما يكيدنا
فنحن له من سائر الناس أوسع
۱۲۔ فلو غيرنا كانت جميعا تكيده ائـــ
مبرية قد اعطوا يدًا و تورعوا
۱۳۔ ثجالد لا تبقى علينا قبيلة
من الناس الا ان يهابوا و يغظعوا

۸۔ "وستنفلد" کے نسخہ میں "والانبیاء" ہے۔
۹۔ "دلائل النبوة" میں
انا بهذا الجزع لو كان اهله
سوانا لقد ساروا بليل فاقشعوا ہے۔
اقشعوا: بھاگ گئے۔
۱۰۔ یزجی: جمع کرنا، اکٹھا کرنا، ابن حرب: ابوسفیان بن حرب
۱۲۔ "ش" میں "وتوزعوا" ہے۔ ابن کثیر اور ابن ہشام نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔
تورعوا: ذلیل ہونا۔ اگر "توزعوا" ہو تو اس کا مطلب ہے منتشر ہو جانا۔
۱۳۔ "ق" میں "لاتبقی" ہے۔ السمط میں "لاتبغی" ہے۔ وستنفلد کے نسخہ میں "ویقطعوا" ہے۔
یغظعوا: کاٹنا۔

Marfat.com

۱۴۔ و لما ابتغوا بالعرض قال سراتنا
علام إذا لم نمنع العرض نزرع
۱۵۔ و فينا رسول اللّٰه فتبع امره
إذا قال فينا القول لا نتظلع
۱۶۔ تدلى عليه الروح من عند ربه
ينزل من جو السماء و يرفع
۱۷۔ وقال رسول اللّٰه لما بدوا لنا
اذا ما اشتهى انا نطيع و نسمع
۱۸۔ و قال رسول اللّٰه لمّا بدوالنا
ذروا عنكم هول المنيات واطمعوا
۱۹۔ وكونوا كمن يشرى الحياة تقربا
الى ملك يحيا لديه و يرجع

۱۴۔ ''الاغانی میں ''فلما غدوا بالعرش'' ہے۔ ''معجم البلدان'' میں ''اذا ماهبطنا العرض'' ہے۔
''ق'' میں ''لم يمنع العرش يزرعوا'' ہے۔ ''السمط'' میں ''قالت سيوفنا'' ہے۔
ابتغوا: بیٹیوں کو مارنا۔
العرض: مدینہ کے باہر ایک جگہ۔ اس ساری وادی میں درخت ہیں۔ اور وہ ''عرض'' ہے۔
۱۵۔ ''وستنفلد کے نسخہ میں ''اذ قال ہے۔ ''ش'' اور السمط میں ''لانتطلع'' ہے۔ ابن کثیر نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔ ''ق'' میں ''لايتطلع'' ہے۔ ''مناقب ابی طالب'' میں ''لايتطلع'' ہے۔
۱۶۔ ''ق'' میں.....السماء و ينزل ہے۔
الروح: حضرت جبریل علیہ السلام۔
۱۷۔ ''ح'' میں ''وقصدنا'' ہے۔ ''ابن ہشام'' نے نشاورة فيما نريد و قصرنا'' لکھا ہے۔
قصرنا: مقصود۔
۱۹۔ يشرى: فروخت کرنا۔

Marfat.com

۲۰۔ ولكن خذوا اسيافكم و توكلوا
على اللّٰه ان الامر للّٰه اجمع

۲۱۔ فسرنا اليهم جهرة فى رحالهم
ضحيا علينا البيض لا نتخشع

۲۲۔ بملمومة فيها السنور و القنا
إذا ضربوا اقدامها لا توع

۲۳۔ فجئنا الى موج من البحر وسطه
احابيش منهم حاسر و مقنع

۲۴۔ ثلاثة الاف و نحن نصية
ثلاث مئين إن كثرنا و اربع

۲۰۔ "السمط" میں "خدوا میثاقکم" ہے۔

۲۱۔ ضحیا: ضحیٰ کی تصغیر ہے۔ چاشت کا حصہ، البیض: تلوار۔ اگر الباء پر فتح ہو تو اس کا مطلب ہے ہتھیار کا گولہ۔

۲۲۔ الملمومة: لکھی ہوئی کوئی چیز، السنور: لباس جنگ
تورع: کافی ہونا، بچنا۔

۲۳۔ نسب قریش اور مقابیس اللغۃ میں وجئنا ہے۔ "المقابیس" میں "من البحر زاخر" ہے۔
احابیش: حبشی کی طرف اشارہ ہے وہ اسفل مکہ میں ایک پہاڑ ہے۔ کہا جاتا ہے۔ احابیش قریش۔ وہ بنی المصطلق بنی الہون بن خزیمۃ ہیں۔ انہوں نے قریش سے معاہدہ کیا تھا۔ ان کا سردار حبشی تھا۔ اس کی نسبت سے سب کو احابیش کہا جاتا ہے۔ احابیش سات سو تیر انداز تھے۔
الحاسر: جس کے پاس نہ زرہ ہو نہ خود، المقنع: جس نے اپنے سر پر خود پہن رکھا ہوا۔

۲۴۔ "ب" میں: "نضیة" ہے۔
السمط النجوم میں ونحن عصابة ہے۔ اسباب النزول و البحر المحیط میں و نحن بقیة ہے۔
النصیة: قوم کے منتخب لوگ ممتاز اور شرفاء لوگ

Marfat.com

۲۵۔ دنفاورهم تجرى المنية بيننا
نشارعهم حوض المنايا و نشرع
۲۶۔ تهادى قسى النبع فينا و فيهم
وما هو الا اليثربى المقطع ۔۔
۲۷۔ و منجوفة حرمية صاعديه
يذر عليها السم ساعة تصنع
۲۸۔ تصوب بابدان الرجال و تارة
تمر باعراض البصار تقعقع
۲۹۔ و خيل تراها بالفضاء كانها
جراد صبا فى قرة يتربع

۲۵۔ ق میں نعافرهم مجرى المنية ہے۔
نفاورهم تیزی سے لوٹنا۔ نشارعهم: پلانا۔
۲۶۔ النبع: ایک قسم کا درخت جس سے تیر کمان بنائے جاتے ہیں۔
اليثربى: یثرب کی طرف اشارہ ہے۔
۲۷۔ ''ق'' میں ''خرمية'' ہے۔المنجوفة: مضبوط تیر۔
الحرمية: اہل الحرم کی طرف اشارہ ہے۔
الصاعدية: صاعد کی طرف اشارہ ہے۔ یہ مشہور کاریگر تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ''صاعده'' کی طرف اشارہ ہے۔یہ یمن میں ایک بستی ہے۔
۲۸۔ تصوب: تیر کا سیدھا نشانہ پر لگنا، البصار: بصرہ کی جمع ہے۔پتھریلی زمین
تقعقع: آواز نکالنا۔
۲۹۔ ''ق'' میں ''يترفع'' ہے۔
الصبا: مشرقی ہوا۔پروا ہوا، يتربع: چکر لگانا۔

Marfat.com

۳۰۔ فلما تلاقينا ودارت بنا الرّحى
وليس لامر حمه اللّٰه مدفع
۳۱۔ ضربناهم حتى تركنا سراتهم
كأنهم بالقاع خشب مصرع
۳۲۔ لدن غدوةً حتى اسنفقنا عشيةً
كأن زكانا حرنار تلفع
۳۳۔ وراحوا سراعا موجعين كأنّهم
جهام هراقت ماء ه الريح مقلع
۳۴۔ ورحنا و أخرانا بطاء كأننا
أسود على لحم ببيشة ظلّع

۳۰۔ حمه اللّٰه: اللہ نے اس کا مقدر اچھا کیا، اللہ نے اس کے مقدر میں کر دیا۔
۳۱۔ سراتهم: ان کے سردار المصرع: زمین پر ابھرا ہوا۔
القاع: زمین پر ابھرا ہوا۔
۳۲۔ زكانا: جنگ کی آگ کا مشتعل ہونا۔
تلفع: جنگ کی حرارت کے جو قریب ہوگا اسے محسوس ہوگی۔
۳۳۔ ''ق'' میں ''موجمعين'' ہے۔ ابن کثیر نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔ ''السمط'' میں ''موجعين'' ہے۔ ''دلائل النبوة'' میں ''فراحوا..... غمام هراقت ماء ها الريح تقلع ہے۔
موجعين: جلدی کرنے والا، الجهام: پانی سے خالی بادل۔
۳۴۔ ابن ہشام نے ''ضلع'' لکھا ہے۔
بيشة: ایک جگہ جس میں بہت درخت ہیں مکہ سے پانچ مراحل پر ہے اور یمن کے راستہ میں ہے۔ سیاہ کی طرف اشارہ ہے۔
ظلع: چلنے سے عاجز ہونا۔

Marfat.com

۳۵۔ فنلنا و نال القوم منا وربما
فعلنا و لکن مالدی اللّٰہ اوسع
۳۶۔ ودارت رحانا واستدارت رحاهم
وقد جعلوا کل من الشریشبع
۳۷۔ ونحن أناس لا نری القتل سبة
علی کل من یحمی الذمار و یمنع
۳۸۔ ولکننا نقلی الفرار ولا نری ال
فرار لمن یرجوالعواقب ینفع
۳۹۔ جلاد علی ریب الحوادث لاتری
علی هالك عینا لنا الدهر تدمع
۴۰۔ بنو الحرب لا نعیا بشیء نقوله
ولا نحن مما جرت الحرب نجزع

۳۵۔ ''ق''میں''قتلنا''..... اللّٰہ یسمع'' ہے۔
۳۶۔ الرحا: لڑائی۔جنگ
۳۷۔ الحماسة البحتری میں''علی احد یحمی الذمار و یمنع'' ہے۔
السبة: رسوائی الذمار: ہروہ آدمی جس کی حمایت وحفاظت اور بچاؤ کسی کے ذمہ لازم ہو۔
۳۸۔ نقلی: جھوٹا
۳۹۔ ''ش''میں''لانری'' ہے۔المحاسن والمساوی میں''ریب الزمان فلن تری'' لکھاہے۔دلائل النبوۃ میں''لا یری..... عین'' ہے۔
جلاد: جلید کی جمع ہے۔صابر: ریب الحوادث: حوادث زمانہ۔
۴۰۔ وستنفلد کے نسخہ اور''ح''میں''لایعنی'' ہے۔''ق''میں''مماحزب الحرب'' ہے۔
المحاسن والمساوی میں بشئی نریده
ولسنا علی ماأجدث الدهرنجزع ہے۔

Marfat.com

۴۱۔ بنو الحرب ان نظفر فلسنا یفحش
ولا نحن من اظفارها نتوجع
۴۲۔ وکنا شهابا یتقی الناس حره
و یفرج عنه من یلیه و یسفع
۴۳۔ فخرت علی ابن الزبعری و قد سری
لکم طلب من آخر اللیل متبع
۴۴۔ فسل عنك فی علیا معدٍ و غیرها
من الناس من اخزی مقاماً و اشنع
۴۵۔ ومن هو لم تترك له الحرب مفخرا
ومن خده یوم الکریهة اضرع
۴۶۔ شددنا بحول الله والنصر شد
علیکم و اطراف الاسنة شرع

۴۱۔ ابن کثیر نے "من اظفارنا" لکھا ہے۔
۴۲۔ "ق" میں "شرہ" ہے۔ "ح" اور وستنفلد کے نسخہ میں الشین کے ساتھ "یشفع" ہے۔
یسفع: جلنا۔ رنگ بدلنا، الشهاب: آگ کا ٹکڑا۔
۴۳۔ "ق" میں "فحرب علی" ہے اور "ب" میں "لکم غالب" ہے۔
ابن الزبعری: عبداللہ بن الزبعری شاعر قریش۔
۴۴۔ علیا معد: قریش کی اعلیٰ قوم۔
۴۵۔ "ق" میں "لم یترك" ہے۔ ابن کثیر نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔ "ق" میں "ومن جیده" ہے اور "ب" میں "ومن خدهم" ہے۔
أضرع: ذلیل اور برادن، یعنی لڑائی کا دن۔
۴۶۔ "ح" میں "علیهم" ہے۔ "ق" "ش" اور وستنفلد کے نسخہ میں "سرع" ہے۔
شرع: تیز۔ سیدھا۔

Marfat.com

۴۷۔ تکر القنا فیکم کان فروعها
عزالی مزادٍ مأوها یتهزع
۴۸۔ عمدنا الی اهل اللواء ومن یظر
بذکر اللواء فهو فی الحمد أسرع
۴۹۔ فخانوا و قد أعطوا یدأ و تخاذلوا
ابی اللّٰه إلا أمره وهو أصنع

۴۷۔ ''ق'' میں ''تکر القنافیهم'' ہے۔''السمط'' میں ''تکر القنافیکم کان فروعها'' ہے۔اور ''ب'' میں ''یتمرع'' ہے۔
الفروع: بڑے نیزے، عزلی: عزلاء کی جمع ہے۔میدانی علاقہ
یتهزع: کاٹنا۔
۴۸۔ ''ب'' میں عهدنا الی ہے۔
۴۹۔ ''ق'' میں ''فخابوا'' ہے اگر اس کو الحاء کے ساتھ پڑھا جائے تو اس کا مطلب ہے وہ ہلاک ہوئے۔

(۳)
من الطویل

وقال یرد علی ابن العاص فی احد ☆
۱۔ الا ابلغا فهرأ علی دأی دارها
وعندهم من علمنا الیوم مصدق
۲۔ بانا غداة السفح من بطن یثرب
صبرنا و رایات المنیة تخفق

☆ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ غزوہ احد کے دن علی ابن العاص کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔
۱۔ فهر: قبیلہ قریش کا جدامجد
۲۔ السفح: پہاڑ کی جانب

Marfat.com

۳۔ صبرنا لهم والصبر منا سجية
إذا طارت الأبرام نسمو و نرتق
۴۔ على عارة تلكم جرينا بصبرنا
و قدما لدى الغايات نجرى فنسبق
۵۔ لنا حومة لا تستطاع يقودها
نبى أتى بالحق عف مصدق
۶۔ الاهل أتى افناء فهر بن مالك
مقطع أطراف وهام مغلق

۳۔ ''ق'' میں ''والصبر فينا'' ہے۔
السجية: عادت الأبرام: ذلیل
نرتق: جن کی ہم اصلاح کریں۔
۵۔ ''ن'' میں ''لنا حرمة'' ہے۔
الحومة: جماعت ، ولا تستطاع: ان میں سے کسی میں بھی بہادری نہیں۔
۶۔ افناء: قبائل
الهام: ہامہ کی جمع ہے: سر، ہر چیز کا بلند حصہ، سردار۔
وقال فی احد ☆

(۴)
من المتقارب
۱۔ الا ابلغ قريشا على نأيها
أتقخر منا بما لم تلى
۲۔ فخرتم بقتلى اصابتهم
فواضل من نعم المفضل

☆ حضرت کعبؓ بن مالک غزوہ احد کے موقع پر فرماتے ہیں۔
۱۔ ابن ہشام کے بعض نسخوں میں الا کا لفظ بھول گئے ہیں۔
النائى: دوری
بما لم تلى: اس سے مراد ہے کہ تم ہمارے مقتولوں پر کیسے فخر کرتے ہو۔

Marfat.com

۳۔ فعلوا جنانا وابقوا لکم
أسودا تحامی عن الاشبل
۴۔ تقاتل عن دینها وسطحا
نبی عن الحق لم ینکل
۵۔ رمته معد یعور الکلام
و نبل العدواة لا تأتلی

۳۔ ''ق'' میں ''علی الاشبل'' ہے۔
الاشبل: شبل کی جمع ہے۔شیر کا بچہ۔
۴۔ لم ینکل: نہیں لوٹے یا الٹے پاؤں لوٹنا۔
۵۔ زیادہ تر روایات میں ''تاتلی'' ہے۔سمط النجوم میں ''یأتلی'' ہے۔
تاتل: چھوٹا ہونا۔

۷ شوال ۳ ہجری بمطابق ۲۳ مارچ بروز ہفتہ کوہ احد کے دامن میں مسلمانان مدینہ اور قریش مکہ کے درمیان ایک خونریز جنگ ہوئی جسے غزوہ احد کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ جنگ تاریخ اسلام میں بہت اہمیت رکھتی ہے۔اس جنگ میں قریش فتح کا ارمان لے کر آئے تھے لیکن یہ ارمان تشنہ ہی رہ گئے۔اسی لیے ابوسفیان اگلے برس کے لیے پھر جنگ کا علان کر گیا تھا۔

جنگ بدر کیونکہ اچانک واقع ہوگئی تھی اس لیے ان میں بہت سے مسلمان شرکت نہیں کر سکے تھے۔اب مسلمانوں کو جنگ میں شرکت کا دوبارہ موقع ملا تھا۔اس لیے وہ جوش و خروش سے اس جنگ میں شریک ہوئے اور مسلمان شاعروں نے بھی اپنے قصیدوں میں اس جنگ کی بابت اور مسلمانوں کی بہادری کی بابت بیان کیا ہے۔انہی شاعران رسول میں سے ایک کعب بن مالک رضی اللہ عنہ تھے۔آپ نے اس جنگ کے موقع پر کئی قصیدے کہے ہیں جو اپنی مثال آپ ہیں۔ان قصائد میں آپ نے قریش مکہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے

Marfat.com

قریش مکہ یاد کرو کہ جنگ بدر میں تم کو کن بہادروں سے واسطہ پڑا تھا۔ اور ساتھ ہی مسلمانوں کی غیب سے مدد کی جارہی تھی۔ جب ہمارا کوئی سوار قریش کی طرف سے خبر لے کر آتا تو کہتا کہ خوب تیاری کرلو کیونکہ ابوسفیان بن حرب خوب ساز وسامان اور مختلف قبائل کے لوگوں کے ساتھ آرہا ہے۔ اور جب مدینہ کے قریب کفار مکہ نے آکر ڈیرے ڈال دیے تو سربرآوردہ لوگوں نے کہا کہ تم کس طرح اپنی عزت محفوظ رکھ سکو گے۔ چونکہ ہم ہر کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشورے سے کرتے ہیں۔ اس لیے جب دشمن ہمارے سامنے آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''موت'' کے خوف کو دلوں سے نکال دو بلکہ موت کی طمع وخواہش کرو اور ان لوگوں کی طرح ہوجاؤ جو اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے زندگیاں بھی فروخت کردیتے ہیں۔ اسی اللہ کا تقرب حاصل کرنا جس کے پاس ہر انسان زندہ کیا جائے گا اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اپنی تلواروں کو سنبھال لو اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو کیونکہ تمام امور اللہ ہی کے تابع ہیں۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ارشادات سن کر ہم سب کفار کے کجاووں کی طرف ڈنکے کی چوٹ چل پڑے۔ آخر کار ہم لشکر میں گھس گئے۔ ان کی تعداد تین ہزار تھی اور ہم کل تین سو زیادہ سے زیادہ چار سو تھے۔ غرض اس طرح کعبؓ بن مالک نے اس قصیدے میں جنگ احد کا پورا نقشہ اس طرح کھینچا ہے کہ جنگ کا پورا منظر ہماری آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔

ایک دوسرے قصیدے میں جنگ احد کا ذکر کرتے ہوئے مسلمانوں کی بہادری کی بابت بیان کرتے ہیں کہ قریشیوں سے دامن احد کے واقعے کے متعلق ذرا پوچھو کہ ہم نے کس چیز کا سامنا کیا اور کیا ان کے لیے بھاگنا ناگزیر نہیں ہوگیا تھا، ہم اس وقت شیر تھے اور قریشی چیتوں کے مانند چپکے چپکے چھپ چھپ کر کھسک رہے تھے۔ پھر ہم نے کتنے ہی بہادر سرداروں کو وہاں مار کر چھوڑ دیا جو اپنے حقوق کے بہترین محافظ، شریف النسب اور جید الحسب لوگ تھے۔ غرض انہوں نے اپنے ان قصائد میں اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف، مسلمانوں کی بہادری کا منظر بڑے پرکشش انداز میں کھینچا ہے اور جنگ کا نقشہ تو اس انداز سے کھینچا ہے گویا کہ ہم دیکھ رہے ہیں۔

Marfat.com

مندرجہ ذیل قصیدے میں بھی کعبؓ بن مالک کفار قریش کو لڑائی کی دھمکیاں دیتے نظر آتے ہیں۔ ساتھ ہی مسلمانوں کی بہادری بیان کرتے ہیں۔ اسلامی لشکر کا نقشہ کھینچتے ہیں کہ وہ زرہ سے لیس ہیں ان کو اپنی جان کی بھی پروا نہیں۔ جنگ میں شہید ہو جانے کو وہ سب سے بڑی فضیلت سمجھتے ہیں۔ ساتھ ہی جنگ بدر میں غیب سے فرشتوں کی مدد کا بھی ذکر کرتے ہیں۔

(۵)

وقال یجیب ابن العاص و ضرار بن الخطاب فی یوم احد ☆ من البسیط

۱۔ ابلغ قریشا و خیر القول اصدقه
والصدق عند ذوی الالباب مقبول

۲۔ ان قد قتلنا بقتلانا سراتکم
اهل اللواء ففیم یکثر القیل

۳۔ و یوم بدر لقینا کم لنا مدد
فیه مع النصر میکال و جبریل

۴۔ ان تقتلونا فدین الحق فطرتنا
والقتل فی الحق عنداللّٰه تفصیل

☆ حضرت کعبؓ بن مالک غزوہ احد کے دن ابن العاص اور ضرار بن الخطاب کو جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں۔

۱۔ الالباب: عقل

۲۔ سراۃ القوم: قوم کے منتخب لوگ، القیل: قول

۳۔ نسب قریش اور دیوان حسان میں "فیرفع النصر" ہے۔
المعرب میں "جبریل ومیکال" ہے۔

۴۔ الفطرۃ: عادت

Marfat.com

۵۔ وان تروا امرنا فی رأیکم سفهاً
فرأی من خالف إلاسلام تضلیل
۶۔ فلا تمنعوا لقاح الحرب اقتعدوا
إن أخا الحرب أصدی اللّون مشعول
۷۔ ان لکم عندنا ضربا تراح لها
عرج الضباع له خذم رعابیل
۸۔ إنا بنوالحرب نعریها و ننتجها
وعندنا لذوی الاضغان تنکیل
۹۔ ان ینج منها ابن حرب بعد ما بلغت
منه التراقی و امر اللّٰه مفعول
۱۰۔ فقد افادت له حلما و موعظةً
لمن یکون له لب و معقول
۱۱۔ ولو هبطتم ببطن السیل کافحکم
ضرب بشاکلة البطحاء ترعیل

۶۔ ''ق''''ش''''ح''اورسمط النجوم میں''مشغول''ہے۔
لقاح الحرب: جنگ کا بڑھ جانا۔ أصدی اللون: سیاہی مائل سرخ، متقد: بھڑکنے والا۔
۷۔ ''ق''میں خدم''ہے۔ تراح: خوش ہونا- الخذم: گوشت کاٹنا۔
الرعابیل: کٹا ہوا۔
۸۔ نعریها: چلانا۔آگے بڑھانا، ننتجها: پیدا کرنا، الاضعان: کینہ پرور ہونا۔
۹۔ ''ب''میں''منا ابن حرب'' ہے۔
ابن حرب: ابوسفیان التراقی: ترقوہ کی جمع ہے: سینہ کی ہڈیاں
۱۱۔ کافحکم: چہرے شاکلة: طرف
التراعیل: سخت ضرب

Marfat.com

۱۲۔ تلقاکم عصبٌ حول النبی لهم
مما یعدون للهیجاء سرابیل

۱۳۔ من جذم غسان مسترخٍ حمائلهم
لا جبناء ولا میل معاذیل

۱۴۔ یمشون نحو عصایات القتال کما
تمشی المصاعبة الأدم المراسیل

۱۵۔ او مثل مشی اسود الظل الثقها
یوم رزاز من الجوزاء مشمول

۱۲۔ وستنفلد کے نسخہ میں "للهجاء" ہے۔

السرابیل: سربال کی جمع ہے۔زرہ۔

۱۳۔ "ق" میں "من خدم" ہے۔"ب" میں "لاجنباء" ہے۔

الجذم: جڑ،نسل بنو غسان: شاعر کی قوم

مسترخ حمائلهم: اپنی کتابیں (اشعار کے مجموعے) اٹھا۔یہ کنایہ ہے کہ ان کو کوئی خوف نہیں۔

المعاذیل: معزال کی جمع ہے۔جس کے پاس کوئی تیر نہ ہو۔

۱۴۔ المصاعبة: اس کا واحد مصعب ہے۔نر اونٹ

الادم: آدم کی جمع ہے۔: بالکل سفید اونٹ۔

ألمراسیل: مرسال کی جمع ہے: وہ اونٹنی جو آرام سے چلتی ہو۔

۱۵۔ الخشنی مین "الطل" ہے۔ الظل: یہاں اس کے کوئی معنی نہیں۔

اس کا صحیح الطل ہے: ہلکی بارش الثقها: ہونا۔

الجوزاء: مشہور ستارے کا نام ہے۔ المشمول: شمالی ہوا۔

Marfat.com

١٦۔ في كل سابغة كالنهى محكمة
قيامها فلج كالسيف بهلول
١٧۔ ترد حد قران النبل خاسئه
ويرجع السيف عنها و هو مفلول
١٨۔ ولو قزفتم بسلع عن ظهوركم
وللحياة و رفع الموت تاجيل
١٩۔ مازال فى القوم و تر منكم ابدا
تعفو السلام عليه و هو مطلول
٢٠۔ عبد و حُرٌّ كريم موثق قنصاً
شطر المدينة ماسور و مقتول
٢١۔ كنا نومل أخراكم فاعجلكم
منا فوارس لا عزل و لا ميل

١٦۔ ''ش'' اور سمط النجوم ''فشامها فلج'' ہے۔ قیامها: اس کے حکم سے قائم ہوا۔
فلج: چھوٹی نہر البهلول: ہر بھلائی کو چاہنے والا (سردار)
١٧۔ ''ق'' میں ''ترد قرن حداد النبل فاسدة'' ہے۔ ''ش''، ''ب'' اور سیرۃ النبی از ابن ہشام میں ''قرام'' ہے۔ وستنفلد کے نسخہ میں ''مغلول'' ہے۔
القران: سیدھا تیر، مغلول: کند ہونا۔
١٨۔ ''ق'' میں ''ولو قدمتم'' ہے سلع: مدینہ میں ایک پہاڑ ہے۔
١٩۔ ''ق'' میں ''یعفو'' ہے۔
وتر: دشمن السلام: السلمۃ کی جمع ہے: پتھر
٢٠۔ القنص: شکار شطر: طرف یا حصہ
٢١۔ العزل: جس کے پاس کوئی تیر نہ ہو۔
المیل: جس کے پاس کوئی اسلحہ نہ ہو۔

Marfat.com

۲۲۔ اذا جنی فیهم الجانی قعد علموا
حقا بان الذی قد جرّ محمول
۲۳۔ ما یجن لا یجنٍ من إثم مجاهرةً
ولا ملومٍ ولا فی الغرم مخزول

۲۳۔ ''ش'' اور ''وسط النجوم'' میں ''مانحن لا نحن'' ہے۔ ''ق'' میں ''العزم'' ہے۔
الغرم: جس کا ادا کرنا ضروری ہو۔

(٦)

من المتقارب

وقال فی احد: ☆

۱۔ انك عمر ابیك القریـ
ســم إن تسالی عنك من یجتدینا
۲۔ فإن تسألی ثم لا تكذبی
یخبرك من قد سالت الیفینا
۳۔ بانا لیالی ذات العظا
م كنا ثمالا لمن یعترینا
۴۔ تلوز النجود بأزرائنا
من الضرفی ازمات السنینا

☆ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ غزوہ احد کے دن فرماتے ہیں۔
۱۔ ''ق'' میں ''ایک'' ہے۔ یجتدینا: اپنی کوئی چیز طلب کرنا۔
۳۔ لیالی ذات العظام: سختی اور قحط کی راتیں
الثمال: ٹھکانا۔ یعترینا: آنا
۴۔ ش ''الالفاظ، اللسان اور التاج میں ''الیجود'' ہے۔
''ق'' میں ''النجوم'' ہے۔ ابن ہشام میں ''الیجود'' ہے اس کا مطلب ہے ''مقیم ہونا۔''
النجود: زیرک صورت، الازراء: کنارے

Marfat.com

۵۔ بجدوی فضول اولی وجدنا
۔۔ وبالصبر والبذل فی المعدمینا
۶۔ و ابقت لنا جلمات الحرو
ب ممن نوازی لدن ان یرینا
۷۔ معاطن تھوی الیھا الحقو
ق یحسبھا من راھا الفتینا
۸۔ تخیس فیھا عتاق الجما
ل صحماً دواجن حمرا وجونا
۹۔ ودفاع رجل کموج الفرا
ت یقدم جأواء جولا طحونا
۱۰۔ تری لونھا مثل لون النجو
م رجراجۃً تبرق الناظرینا

۵۔ البجدوی: عطیہ الوجد: مال کا حصہ
۶۔ ''ق'' میں ''حلمات'' ہے۔ ''ق'' اور ''ب'' میں ''یرینا'' ہے۔
جلمات الحروب: جنگ کا بند ہونا۔ نوازی: برابر ہونا۔
۷۔ ''ب'' میں ''معاون'' ''ق'' میں ''الیقینا'' ہے۔
المعاطن: اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ جس کے چاروں طرف پانی ہو۔
تھوی الیھا الحقوق: وہ لوگ جو اپنے حق کے لیے اسرار کرتے ہوں۔
الفتین: گرم مزاج، پتھریلی زمین جس کے پتھر ملے جلے ہوں۔
۸۔ تخیس: خیر۔ بھلائی، الصحم: سیاہی
الدواجن: ستون جس سے سہارا دیا جاتا ہے۔
الجون: سیاہی
۹۔ ''ق'' میں ''دخل'' ہے الدفاع: حفاظت الفرات: نہر کا نام
جأواء: وہ تختی جس پر اسلحہ کی اس قدر مقدار کی فہرست بنی ہوئی ہو کہ وہ سیاہ ہوگئی ہو۔
الجول: موٹی تختی، الطحون: ہلاکت خیز مادہ

Marfat.com

۱۱۔ فإن كنت عن شاننا جاهلا

فسل عنه زا العلم ممن يلينا

۱۲۔ بنا كيف نفعل إن قلصت

عوانا ضروساً عضوضاً حجونا

۱۳۔ السنا نشد عليها العصا

ب حتى تدد و حتى تلينا

۱۴۔ و يوم له وهج رائم

شديد التهاول حامى الارينا

۱۵۔ طويل شديد أوار القتا

ل تنفى قواحزه المقرفينا

۱۱۔ ''وستنفلد'' کے نسخہ اور ''ب'' میں ''فسل عنك'' ہے۔

۱۲۔ قلصت: شدت حرب، العوان: وہ لڑائی جس میں بار بار قتال کیا گیا ہو۔

الضروس: شدید۔سخت، العضوض: جس کے پاس لوگوں کی ٹولیاں ہوں۔

الحجون: مجتمع

۱۳۔ العصاب: مختلف جماعتیں تدد: لڑائی کو اونٹنی سے تشبیہ دینا۔

۱۴۔ ''ب'' میں ''رهج'' ''و شديد التهاويل'' ہے۔

الوهج: سخت گرمی التهاويل: خوف اور سختی

الارين: ارة کی جمع ہے: آگ

۱۵۔ الاوار: سرگرمی المقرف: حقیر۔کمینہ

Marfat.com

۱۶۔ تخال الکماۃ بأعراضہ
ثمالاً علی لذۃ منزفینا
۱۷۔ تعاور ایمانھم بینھم
کوؤس المنایا بعد الظبینا
۱۸۔ شھدنا فکنا أولی بأسہ
و تحت العمایۃ والمعلمینا
۱۹۔ بخرس الحسیس حسان رواء
و بصریۃ قد اجمن الجفونا
۲۰۔ فما ینفللن وما ینحنین
وما ینتھین اذا ما نھینا
۲۱۔ کبرق الحریق بأیدی الکماۃ
یفجعن باطلّ ھاما سکونا
۲۲۔ وعلمنا الضرب ابا ؤنا
و سوف نعلم ایضاً بنینا

۱۶۔ ''ق''، ''ب''، ''ح'' میں ''مترفینا'' ہے۔اس کو ہم نے اچھا نہیں سمجھا۔
اعراضہ: کنارے، اطراف، ثمالا: نشہ
منزفینا: نشہ کی وجہ سے جس کے ہوش وہواس ختم ہوئے ہوں۔
۱۷۔ تعاور: تسلسل، الظبین: ظبۃ کی جمع ہے: تلوار کا کنارا، تلوار کی دھار۔
۱۸۔ العمایۃ: بادل
۱۹۔ ''ب'' میں ''الحسان'' ہے۔''ق'' میں ''بضربتھا قد اجمعنا الجفونا'' ہے۔
الخرش: جس کی آواز نہ ہو
بصریۃ: تلواریں جو مدینہ، بصری اور شام سے منسوب ہیں۔
۲۱۔ ''ق'' میں ''بالظل'' ہے۔
الطل: خون آلود اور الظاء کے ساتھ ہو تو: تلوار کے سائے۔
السکون: کھڑے ہونے کی جگہ، بے حس وحرکت بنانا۔

Marfat.com

۲۳۔ جلاد الكماة و بذل التلا
د عن جل احسابنا مابقينا
۲۴۔ اذا مرقرن كفى نسله
و أورثه بعده آخرينا
۲۵۔ نشب و تهلك آبا ؤنا
و بينا نربى بنينا فنينا
۲۶۔ سألت بك ابن الزبعرى فلم
انباك فى القوم الا هجينا
۲۷۔ خبيثا تطيف بك المنديات
مقيما على اللّوم حينا فحينا
۲۸۔ تبجست تهجو رسول الملـيـ
ـك قاتلك اللّٰه جلفا لعينا
۲۹۔ نقول الخنا ثم ترمى به
نقى الثياب نقياً أمينا

۲۳۔ الجلاد: شمشیرزنی، التلاد: پرانا مال۔
۲۴۔ مرقرن: (القاف کے کسر کے ساتھ) ایسی لڑائی جو قتال کی شدت میں مشہور ہو۔
۲۶۔ الهجين: کمینہ
۲۷۔ المنديات: جہاں کسی چیز کا ذخیرہ کیا جاتا ہو۔
۲۸۔ تبجست: زیادہ بولنا
الجلف: سخت طبیعت
۲۹۔ الخنا: برا کلام

Marfat.com

(۷)

من الطویل

وقال:☆

تعلم رسول اللّٰہ مدرکی
و ان وعیدا منك کالأخذ بالید

☆ یہ شعر وزن سے گرا ہوا ہے۔
تعلم: سکھانا۔ سیکھنا۔

بئر معونہ:

بئر معونہ ارض بنو عامر اور حرب بنو سلیم کے درمیان واقع ہے۔ دونوں ضلعوں سے قریب ہے بنو سلیم سے زیادہ قریب ہے۔

بئر معونہ کا واقعہ اس طرح ہے کہ ابو براء عامر بن مالک بن جعفر ملاعب الاسنہ (برچھیوں سے کھیلنے والا) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے اس کو اسلام کی دعوت دی۔ اس نے اسلام قبول نہ کیا لیکن اس سے بعد کا اظہار بھی نہ کیا۔ اس نے کہا ''اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر آپ ﷺ اپنے صحابہ میں سے کچھ لوگ اہل نجد کی طرف بھیج دیں اور وہ وہاں پر آپ ﷺ کا پیغام پہنچائیں تو مجھ کو یقین ہے کہ اہل نجد اسلام قبول کرلیں گے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ''مجھے اپنے آدمیوں کے متعلق اہل نجد سے ڈر معلوم ہوتا ہے۔ ابو براء نے کہا آپ ﷺ فکر نہ کریں میں ان کا ہمسایہ رہوں گا آپ ﷺ انہیں روانہ کردیجئے۔ لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس مسلمانوں کی ایک جماعت روانہ کی جس نے بئر معونہ میں قیام کیا۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے حرام بن ملحان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک دے کر دشمن خدا عامر بن طفیل کے پاس بھیجا۔ عامر بن طفیل نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خط دیکھا بھی نہیں اور حرام بن ملحان پر حملہ کر کے انہیں قتل کردیا۔ بنو عامر کو مدد کے لیے پکارا لیکن انہوں نے یہ کہہ کر انکار کردیا کہ ابو براء نے مسلمانوں سے عہد و پیمان کیا ہے اور انہیں حق جوار دیا ہے ہم اس عہد کو

Marfat.com

کیونکر توڑ سکتے ہین۔ پھر اس نے بنو سلیم کے قبائل کو آوازیں دیں۔ ان قبائل میں عصیہ، رعل اور زکوان شامل ہیں۔ انہوں نے عامر کی آواز پر لبیک کہا اور نکل کر مسلمانوں کو کجاووں میں ہی گھیر لیا۔ مسلمانوں نے یہ حال دیکھا تو اپنی تلواریں نکال لیں اور ان سے مقابلہ شروع کر دیا۔ اس لڑائی میں ایک ایک مسلمان شہید ہو گیا صرف کعب بن زید اخو بنو دینار بن النجار بچ گئے انہیں بھی اس حالت میں چھوڑا کہ ان میں زندگی کی ہلکی سی رمق باقی تھی۔ اسی حالت میں انہیں اٹھا کر لایا گیا۔ پھر وہ زندہ رہے اور جنگ خندق میں شہادت نوش فرمائی۔

(۱)

من وافر

قال فی قصة بئر معونة ☆

۱۔ لقد طارت شعاعا کل وجه
خفارة ما أجار أبو براء

۲۔ فمثل مسهب و بنی وابیه
یجنب الرده من کنفی سواء

۳۔ بنی ام البنین ام سمعتم
رعاء المستغیث مع المساء

۴۔ وتنویه الصریخ بلی ولکن
عرفتم أنه صدق اللقاء

☆ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے بئر معونہ کے بارے میں فرمایا۔

۱۔ خفارة: عہد کو توڑنا، ابو براء: عامر بن مالک بن جعفر

۲۔ الصریخ: سرسبز شاداب، فریاد کرنا۔

۳۔ ام البنین: ام عامر ابن مالک۔ اس کا نام لیلی بنت عامر ہے اس کے والد کا نام عامر ہے۔ اس کے چار بھائی ہیں۔ طفیل، ربیعہ، عبیدہ اور معاویہ

Marfat.com

۴۔ قصیدہ دامعة میں "وتثویب الصریخ" ہے۔

۵۔ فما صفرت عیاب بنی کلاب
ولا القرطاء من زم الوفاء

۶۔ أعامر عامر السوات قدما
فلا بالعقل فزت ولا السناءِ

۷۔ أخفرت النبی وکنت قدما
إلی السوءات تجری بالعراء

۸۔ فلست کجار جار أبی داؤد
ولا الاسدی جار ابی العلاء

۹۔ ولکن عارکم راء قدیم
وداء الغدر فاعلم شرداء

۵۔ صفرت: خالی ہونا، عیاب جمع ہے عیبة کی جس کا مطلب ہے: کپڑے کی تھیلی۔ کلام عرب میں سینہ اور دل کے لیے اس لفظ سے کنایہ کیا جاتا ہے۔
القرطاء: وہ بنو قریط ہیں۔ قراط اور قریط (ق کے پیش کے ساتھ) یہ بطون ہیں بنی کلاب کے جو اچھے پڑوسی کی وجہ سے مشہور ہیں۔

۸۔ جار ابی داؤد: کعب بن مامہ: جو اچھے پڑوسی ہونے کی وجہ سے مشہور ہیں۔

(۲)

من الخفیف

وقال ایضاً ☆

۱۔ فأسأل الناس لا أبالك عنا
یوم سالت بالمعلمین کداء

۲۔ وتداعت خشباؤها اذ رأتنا
واستخفت من خوفنا الخشباء

۱۔ اللسان اور التاج میں "فسل" ہے۔ کداء: مکہ کی ایک جگہ کا نام۔

۲۔ الخشاء: چٹیل پہاڑ: مکہ کے اردگرد ایسے چار پہاڑ ہیں۔ الخشباء: مکہ کے دو پہاڑ

Marfat.com

۳۔ ورأی مالقین من حراء

فدعا ربه بأمن حراء

۳۔ حراء: مکہ کا پہاڑ۔

(۳)

من الوافر

وقال یعیر بنی جعفر بن کلاب فی یوم بئر معونه ☆

۱۔ ترکتم جارکم لبنی سلیم

مخافة حربهم عجزا وهونا

۲۔ فلوحبلاً تناول من عقیل

لمد بحبلها جبلا متیناً

۳۔ أو القرطاء إن اسلموه

وقدمًا ما وفوا إذ لا تفونا

☆ حضرت کعبؓ بن مالک بئر معونہ کے واقعہ پر بنی جعفر بن کلاب کو عار دلاتے ہوئے کہتے ہیں۔

۱۔ جار کم: تمہارے پڑوسی: اس سے مراد ابو براء ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے کہا ''میں ان کا پڑوسی ہوں۔

ھو نا: خوف

بنو سلیم: بنو سلیم وہ لوگ ہیں کہ جن کو عامر بن طفیل نے مسلمانوں پر حملہ کرنے پر آمادہ کیا۔ یہ لوگ عصبیت، ملامت کرنے والے اور بھڑکانے والے لوگوں پر مشتمل تھے۔

۲۔ الحبل: عہد اور ذمہ داری

عقیل: قبیلہ ہے۔

۳۔ ''ق'' میں ''ابو القرطاء'' ہے۔

القرطاء: بنی عامر کی اولاد۔

Marfat.com

جنگ خندق:

۴ھ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود مدینہ (بنونضیر) کو ان کی مسلسل شرانگیزی کی وجہ سے مدینہ سے نکال دیا۔ وہ خیبر میں جا کر آباد ہو گئے۔ وہاں انہوں نے مسلمانوں کے خلاف ایک خوفناک سازش تیار کی اور اپنے ساتھ قریش مکہ اور قبائل غطفان، بنوسعد، بنواسد وغیرہ کو ملا کر بیس ہزار کی فوج تیار کر لی۔ اس لشکر نے بڑے ساز و سامان کے ساتھ ابوسفیان کی قیادت میں مدینہ کا رخ کیا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی تو آپؐ نے حضرت سلمانؓ فارسی کے مشورے کے مطابق مدینہ کے غیر محفوظ گوشے کی طرف خندق کھودنے کا اہتمام کیا۔ اس کام میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تین ہزار صحابہ نے یہ کام انجام دیا۔ اس طرح پندرہ یا بیس دن میں یہ خندق تیار ہو گئی۔

جب کفار مدینہ پہنچے تو اپنے راستے میں خندق کو حائل پایا انہوں نے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ مدینہ کے یہود بنوقریظہ نے مسلمانوں کے ساتھ امن کا معاہدہ کر رکھا تھا لیکن وہ بھی اس موقع پر غداری کر کے دشمنوں سے مل گئے۔ اس طرح مسلمانوں کی مشکلات بڑھ گئیں۔ کفار نے خندق کے پار سے مسلمانوں پر تیر برسائے اور سنگباری کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فوج کو خندق کے مختلف حصوں میں متعین کر دیا تھا جو کفار کے حملوں کا جواب دیتے تھے۔ یہ محاصرہ بیس بائیس دن تک جاری رہا۔ محاصرہ جس قدر طویل ہوتا گیا۔ کفار کے حوصلے پست ہوتے گئے اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسے اسباب پیدا کر دیے کہ محاصرین میں پھوٹ پڑ گئی۔ پھر ایک رات ایک خوفناک طوفان باد نے کفار کو گھیر لیا۔ جس سے ان کے خیموں کی طنابیں اکھڑ گئیں اور کھانے کے برتن چولہوں پر سے الٹ گئے۔ کفار اس طوفان سے سخت گھبرا گئے اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا (احزاب ۹)

مسلمانو اللہ کے اس احسان کو یاد کرو جبکہ تم پر فوجیں آ پڑیں تو ہم نے ان پر آندھی بھیجی اور فوجیں بھیجیں جو تم کو نظر نہیں آتی تھیں۔

Marfat.com

(۱)

من الکامل

واجاب عبداللّٰہ بن الزبعری فی یوم الخندق فقال:

۱۔ أبقی لنا حدث الحروب بقیة

من خیر نحلة ربنا الوهاب

۲۔ بیضاء مشرقة الذری و معاطنا

حم الجذوع عزیرة الأحلاب

۳۔ کاللوب یبذل جمعها و حفیلها

للجار و ابن العم والمنتاب

۴۔ و نزائعا مثل السراح هابها

علف الشیر و جزة المقضاب

حضرت کعبؓ بن مالک غزوہ خندق کے دن عبداللہ بن الزبعری کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں۔

۱۔ النحلة: عطا۔سخاوت

۲۔ الذری: بلند۔

المعاطن: کھجور کے درخت جو پانی کے قریب واقع ہوں۔

شعر میں ان سے مراد وہ اونٹ ہیں جو پانی کے قریب چل رہے ہوں۔

حم: احم کی جمع ہے: کالا سیاہ۔

۳۔ اللوب: لوبة کی جمع ہے: آزاد عورت، شریک مگر مشورے سے علیحدہ رکھی ہوئی قوم۔

جمعها: میں نے جمع کیا اس دودھ کو یا اس میں بہت زیادہ ہے (پھل)

المنتاب: قاصد اور زیارت کرنے والا۔

۴۔ ''ق'' میں ''وجرة المقضاب'' ہے۔

النزائع: نزیع کی جمع ہے۔عربوں کے وہ گھوڑے جو ایک زمین سے دوسری زمین میں منتقل کر دیئے گئے ہوں (چھینے ہوئے اونٹ اور گھوڑے)

السراح: بھیڑیا۔اس کی جمع سرحہ بھی جائز ہے۔اس سے مراد ''لمبا درخت'' ہے۔

و جزة المقضاب: نباتات ہے۔اس کو کھاتے ہیں۔السہیلی نے کہا کہ المقضاب ایک کھیتی کا نام ہے۔

Marfat.com

۵۔ عرى الشوى منها و أردف نحضها
جرد المتون و سائر الآراب
٦۔ قودًا تراح الى الصباح اذا غدت
فعل الضراء تراح للكلاب
۷۔ و تحوط سائمة الديار و تارة
تردى العدى و تووب بالاسلاب
۸۔ حوش الوحوش مطارة عند الوغى
عبس اللقاء مبينة الانجاب

۵۔ "البداية والنهاية" میں "جرد المنون" ہے۔النسخہ "ش" میں سائر الآداب ہے۔"ق" میں "وشار فی الآداب" ہے۔وستنفلد کے نسخہ اور "ب" میں "وسار فی الآداب" ہے۔
الشوى: پاؤں، النحض: گوشت
جرد المتون: کپڑوں کے اوپر پہننے ولا باریک چوغہ
الآراب: اعضاء "ارب" اس کا واحد ہے۔
٦۔ "ب" اور "البداية والنهاية" میں "الى الصباح" ہے۔ان دو کے علاوہ از ہے اور جو اس دیوان میں "ازا" لکھا ہے وہ زیادہ صحیح ہے۔
قود: اقود کی جمع ہے۔لمبی گردن والا گھوڑا، تراح: ترتیب سے چلنا۔
الضراء: شکاری کتا۔اگر اس کی جمع "ضیر" کی ہو تو اس کے معنی درندے کے ہیں۔
الكلاب: کالب کی جمع ہے۔کتے والا۔
۷۔ السائمة: چراگاہ کی طرف چلنے والا۔
تردی: ہلاک ہونا، تووب: لوٹنا۔
۸۔ "ق" میں "سبينة الانجاب" ہے۔
حوش الوحوش: جنگلی جانور۔
المطارة: تیز رفتار، مبينه انجاب: جس کی شرافت ظاہر ہو۔

Marfat.com

۹۔ علفت علی رعة فصارت بدنا

دخس البضیع خفیفة الاقصاب

۱۰۔ یغدون بالزغف المضاعف شکه

ویمترصات فی الثقاف صیاب

۱۱۔ وصوارم نزع الصیاقل غلبها

و بکل اروع ماجد الانساب

۱۲۔ یصل الیمین بمارن متقارب

وکلت و قیعته الی خباب

۱۳۔ وأغر أزرق فی القناة کأنه

فی طخیة الظلماء ضوء شهاب

۹۔ البدن: صحت مند۔اس کا واحد بادن ہے۔

دخس: موٹا

البضیع: ران کا گوشت

۱۰۔ ''ق'' میں ''ونمیر صاب فی الثقاف حباب'' ہے۔

''ب'' میں ''المضاعف نسجة و بمتر ساة'' ہے۔

الذغف: زرہ المترصات: سخت تیر صیاب: سیدھے

۱۱۔ البدایة والنهایة میں علیها ہے۔ الصورام: کاٹنے والی تلوار

الصیاقل: صیقل کی جمع ہے: تلواروں کو چمکانا اور صحیح کرنا۔

الغلب: کھردرا، الاردع: جس کے حسن کی وجہ سے اس کا لحاظ کیا جائے۔

الماجد: شریف

۱۲۔ المارن: نرم تیر، وقیعته: تیر کی بناوٹ اور اس کی چمک

خباب: لوہار کا نام

۱۳۔ الاغر الازرق: دانت۔صاف شفاف سنسان

الطخیة: شدید سیاہی۔تاریکی۔

Marfat.com

۱۴۔ و کتیبة ینفسی القران قتیرها
وترد حد قواحز النشاب
۱۵۔ جاوی ململمة کأنّ و ماحها
فی کل مجمعة ضریمة غاب
۱۶۔ یاوی إلی ظل اللّواء کأنه
فی صعدة الخطی فی عقاب
۱۷۔ أعیت ابا کرب و أعیت تبعا
وابت بسالتها علی الاعراب

۱۴۔ ''ق'' میں ''تبغی القران'' ہے۔باقی روایات میں ''قواحز النشاب'' اسی طرح ہے۔ لیکن ابن کثیر نے ''قواخذ'' لکھا ہے۔

القران: القاف کے کسر کے ساتھ: شرفاء کا اجتماع القتیر: زرہ بکتر کی نوکیں

قواحز: ''قحزہ'' کی جمع ہے: ضرب۔مارنا

النشاب: ''نشب'' کی جمع ہے۔تیر

۱۵۔ وستنفلد اور ابن کثیر نے ''صریمة'' لکھا ہے۔

جاوی: اس کی اصل جاواء ہے۔ضرورت شعر کی وجہ سے اس کو مختصر کر دیا گیا ہے۔سیاہی مائل سرخی ۔ ململمة مجتمعة: لڑی میں پرا ہوا۔

الضریمة: آگ کا کھیل الغاب: لدا ہوا درخت۔جھاڑی۔

۱۶۔ ابن کثیر نے ''تاوی الی..... لکھا ہے۔

الصعدة: سیدھا نیزہ

الخطی: تیر

۱۷۔ ابو کرب و تبع: ملوک یمن۔

Marfat.com

۱۸۔ و مواعظ من ربنّا نهدی بها

بلسان أزهر طيب ألأثواب

۱۹۔ عرضت علينا فاشتهينا ذكرها

من بعد ما عرضت على الاحزاب

۲۰۔ حكما يراها المجرمون بزعمهم

حرجا و يفهمها زوُوالألباب

۲۱۔ جاء ت سخينة كئى تغالب ربها

فليغلبن مغالب الغلاب

۱۸۔ ''ق'' میں ''نهدی لها'' ہے اور المحاسن والمساوی میں ''تهدی لنا'' ہے۔

الازهر: خوبصورت۔ حسین، طيب الاثواب: ایک کنایہ ہے عفت اور پاک دامن کے لیے۔ یہاں اس سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۲۰۔ ''ق'' میں ''یرغمهم'' ہے۔

حرجا: ممنوع، حرام، فهم۔ عقلمندی: الباب: دانشمند

۲۱۔ زیادہ تر روایات میں ''زعمت سخينة'' ہے۔ اللسان اور التاج کے مادہ ''غلب'' میں ''همت'' ہے۔ شذرات الذهب اور الخزانة میں (.....کئی تغالب) العقد الفريد میں (.....ان تغالب) ابن سلام اور معجم الشعراء، الزينة، الامثال، الاصابة میں ''وليغلبن'' ہے۔

سخينة: جاهلیت میں قریش کا لقب تھا۔

سخينة آٹے سے تیار کیا ہوا کھانا ہوتا ہے۔

Marfat.com

(۲)

من الوافر

وقال یوم الخندق

۱۔ الا ابلغ قریشا أن سلعا .
وما بین العریض إلی الصماد

۲۔ نواضح فی الحروب مدربات
و خوص ثقبت من عهد عاد

۳۔ رواکد یزخر المرار فیها
فلیست بالجمام ولا الثماد

۴۔ کان الغاب والبردی فیها
أجش إذا تبقع للحصاد

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ علیہ غزوہ خندق کے دن فرماتے ہیں۔

۱۔ ''ق'' میں ''الضماد'' ہے۔
سلع: مدینہ کے بازار میں ایک پہاڑ: العریض: مدینہ میں وادی ہے۔
الصماد: (فتح اور کسر کے ساتھ) یاقوت نے کہا ''پہاڑ'' ہے۔ السہیلی نے کہا ''چٹان'' ہے۔

۲۔ ''ق'' میں ''تواصح..... و حوص'' ہے۔ السمہودی نے ''والخوص الآبار الصیقة'' لکھا ہے۔
نواضح: وہ زمین جس میں پانی چھڑکا گیا ہو۔ ثقبت: کھودنا۔

۳۔ ''ق'' میں رواکد ترحز المران فیها فلیست بالهمام ولا الحماد
رواکد: ثابت، پائیدار، المرار: ایک نہر ہے۔
الجمام: جمة کی جمع ہے: وہ کنواں جس میں کثیر مقدار میں پانی ہو۔
الثماد: ثمد کی جمع ہے: تھوڑا پانی۔

۴۔ ''ق'' میں ''تفنع'' ہے۔
البردی: کھجور کی چھال جس سے چٹائی بنائی جاتی ہے، نرکل کی طرح پودا جسکے چھلکے پر قدیم مصری لکھنے کا کام لیتے تھے، أجش: اونچی آواز
تبقع: خوف ورنج سے رنگ بدل جانا

Marfat.com

۵۔ ولم نجعل تجارتنا اشتراء الـ
حمیر لأرض دوس أو مراد
۶۔ بلاد لم تثر إلا لکیما
نجالد ان نشطتم للجلاد
۷۔ أثرنا سکة الأنباط فیها
فلم تر مثلها جلهات واد
۸۔ قصرنا کل ذی حضر و طل
علی الغایات مقتدر جواد
۹۔ اجیبونا الی ما نجتدیکم
من القول المبین والسداد
۱۰۔ وإلا فاصبروا لجلاد یوم
لکم منا إلی شطر المذاد

۵۔ دوس و مراد: یمن کے دو قبیلے۔
۶۔ ''ق'' میں ''تنازلکم بدارکم لکیما'' ہے۔ ''ب'' میں ''تشطنم'' ہے۔
۷۔ ''ق'' میں ''مسکۃ'' ہے۔
السکة: درختوں کی سیدھی لائن۔ یہاں مجازاً سیدھے راستہ کے لیے استعمال ہوا ہے۔
ألانباط: النبط کی جمع ہے: پانی۔ اس سے مراد اردن کی کھیتیاں ہیں جن کو وہ اس پانی سے سیراب کرتے تھے۔
جلهات: جلهة کی جمع ہے: وادی جس میں پانی کے بہنے کی جگہ سامنے بنی ہو۔
۸۔ ''ق'' میں ''ذی قصر'' ہے۔ ابن ہشام نے ''طول'' لکھا ہے۔
حضر: بہادر۔ جرأت مند۔
۹۔ ''ب'' میں ''یجتدیکم'' ہے۔ نجتدیکم: ہم تم سے مانگتے ہیں۔
۱۰۔ ''ب'' اور ''ق'' میں ''المداد'' ہے۔
الشطر: ایک طرف: مدینہ کی ایک جگہ جہاں خندق کا گڑھا ہے۔

Marfat.com

۱۱۔ نصبحکم بکل أخی خروب
و کل مطهم سلس القیاد
۱۲۔ وکل طمرة خفق حشاها
تدف دفیف صفراء الجراد
۱۳۔ وکل مفلص الأراب نهد
تمیم الخلق من اخر و هادی
۱۴۔ خیول لا تضاع اذا اضیعت
خیول الناس فی السدة الجماد
۱۵۔ ینازعن الأعنة مضفیات
اذا نادی الی الفزع المنادی
۱۶۔ اذا قالت لنا النذر استعدوا
توکلنا علی رب العباد

۱۱۔ وستنفلد کے نسخہ میں ''و کل مطهر'' ہے۔اس سے معنی بدل گئے ہیں۔
المطهم: بغیر عیب کا گھوڑا۔
۱۲۔ ''ش'' اور ''ق'' میں ''تدف دفیف'' ہے۔
الطمرة: کمزور گھوڑا، خفق خشاها۔ مضطرب، تدف: روانی سے چلنا۔
صفراء الجراد: وہ ٹڈیاں جن کی سفیدی زائل ہوگئی ہو۔
۱۳۔ ''ق'' میں ''مقلص الازبات'' ہے۔
الأراب: اربة کی جمع ہے: گوشت کا ٹکڑا۔
النهد: مضبوط عمدہ گھوڑا، الهادی: گردن
۱۴۔ السدة الجماد: قحط سالی۔

Marfat.com

۱۷۔ وقلنا لن يفرج ما لقينا
سوى ضرب القوانس والجهاد
۱۸۔ فلم ترعصبة فيمن لقينا
من الأقوام من قار و بادى
۱۹۔ أشد بسالة منا اذا ما
أردنا وألين فى الوداد
۲۰۔ اذا ما نحن اشرجنا عليها
جياد الجدل فى الأرب الشداد

۱۷۔ ''ق''میں''ضرب الفوارس'' ہے۔
القوانس: قونس کی جمع ہے:لوہے کا گولہ۔

۱۸۔ ''ق''میں''فلم نر'' ہے۔
قار: بستی کے لوگ، البادی:صحرا کے لوگ

۱۹۔ ''ب''میں''اسد بسالة'' ہے۔

۲۰۔ ''ب''میں''اسرجنا'' ہے۔''وستنفلد کے نسخہ اور''ح''میں''الادب'' ہے۔اوراس سے مطلب بدل جاتا ہے۔باقی سب روایات میں''الارب'' ہے۔
ربیع الابرار، اللوب الشداد اور مستقصی میں
ادا ما نحن اشرجنا علينا
جياد الجذل فى الكرب الشداد ہے۔
اشرجنا: تعلق ہونا۔
الجدل: جدلاء کی جمع ہے۔مضبوط زرہ
الارب:اربة کی جمع ہے:سخت گرہ۔

Marfat.com

۲۱۔ قذفنا فی السوابغ کل صقر
کریم عیر معتلث الزناد

۲۲۔ أشم کأنه اسد عبوس
غداة ندی ببطن الجزع غادی

۲۳۔ یغشی هامة البطل المذکی
صبی السیف مسترخی النجاد

۲۴۔ لنظهر دینك، اللهم إنا
بکفك فاهدنا سنبل الرشاد

۲۱۔ ''ق'' اور ''وستنفلد کے نسخہ میں ''سفر'' ہے۔
''ب'' میں ''مصلب'' ہے۔ یہ تحریف ہے یعنی اس سے مطلب بدل جاتا ہے۔ اور المستقصی میں ''مغتلث'' ہے۔
السوابغ: مکمل زرہ، سابغة کی جمع ہے۔
الزناد المعتلث: وہ لباس جس پر آگ اثر نہ کرتی ہو۔

۲۲۔ ''ح'' میں ''ندی'' ہے اور باقی سب روایات میں ''بدا'' ہے۔
اشم: ناک کے سرے کا بلند ہونا۔ عزت والا ہونا۔
عرب میں اس کو عزت کے لیے دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔
ندی: آواز کو اونچا کرنا۔

۲۳۔ ''ق'' میں ''ضیاة السیف'' ہے۔ ''ب'' میں ضبی السیف ہے۔
المذکی: انتہائی قوی ہونا۔

۲۴۔ ''ب'' میں ''لیظهر'' ہے۔ ''ق'' میں لتظهر'' ہے۔

Marfat.com

(۳)

وقال فی یوم الخندق ☆ من الطویل

۱۔ لقد علم الاحزاب حین تألبوا
علینا و راموا دیننا ما نوادع
۲۔ أضامیم من قیس بن عیلان أصفقت
وخندف لم یدروا بما هو واقع
۳۔ یذو دوننا عن دیننا و نذورهم
عن الکفر والرحمن راءٍ و سامع
۴۔ إذا عایظونا فی مقام أعاننا
علی غیظهم نصر من اللّٰه واسع
۵۔ وذلك حفظ الله فینا و فضله
علینا و من لم یحفظ اللّٰه ضائع
۶۔ هدانا لدین الحق اختاره لنا
وللّٰه فوق الصانعین صنائع

☆ حضرت کعب بن مالک غزوہ خندق کے موقع پر فرماتے ہیں۔

۱۔ ''ق'' میں ''مایوارع'' ہے۔

الاحزاب: کفار کا لشکر جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے ساتھ جمع ہو کر جنگ کرنے آئے تھے۔ وہ قریش، بنو غطفان اور بنو قریظہ تھے۔

تالبوا: جمع ہو کر۔ نوادع: صلح کرنا۔

۲۔ اضامیم: ایسی جماعتیں جن میں بعض جماعت بعض میں ضم ہو جائے۔

اصفقت: کسی کام پر جمع ہو کر متفق ہونا۔

۳۔ یذودوننا: مدافعت کرنا۔

۴۔ ''ق'' میں ''واذ غایظونا'' ہے۔

غایظونا: غیظ و غضب۔

۶۔ ''ق'' میں ''واختار ناله'' ہے۔ ابن کثیر نے ''وللّٰه فوق الصانعین صانع'' لکھا ہے۔

Marfat.com

(۴)

من الطويل

وقال:☆

۱۔ ولما رأيت الود ليس بنا فعى

لديه ولا راث لحالة موجع

۲۔ زجرت الهوى انى امرو لا يقودنى

هواى ولا راى إلى غير مطمع

۱۔ رأيت

۲۔ زجر: منع کرنا۔روکنا

(۵)

من الطويل

وقال ☆

۱۔ فلو لا ابنة العبسى لم تلق ناقتى

كسلا لا ولم توضع الى غير موضع

۲۔ فتلك التى ان تعس بالجرف دارها

وامس بخزبى تمس ذكرتها معى

۱۔ موضع: وضع سے ہے۔اونٹ کا زمین پر آہستہ آہستہ پاؤں مارنا۔اونٹ کا سر جھکا کر تیز چلنا

۲۔ الجرف: ایک جگہ جو مدینہ سے تین میل شام کی طرف ہے۔

خزبی: مدینہ میں ایک جگہ مسجد قبلتین کے قریب ہے۔یہ بنو سلمہ کا گھر ہے اور شاعر کا قبیلہ ہے۔مسجد قبلتین ان کی مسجد تھی۔

Marfat.com

وقال فی یوم الخندق ☆ (٦)

من الکامل

١۔ من سره ضرب یمعمع بعضه
بعضا کمعمعة الاباء المحرق

٢۔ فلیأت مأسدةً تسن سیوفها
بین المذاد و بین جزع الخندق

٣۔ دربوا بضرب المعلمین فاسلموا
مهجات انفسهم لرب المشرق

☆ حضرت کعب بن مالک غزوہ خندق کے دن فرماتے ہیں۔

١۔ لسان العرب میں اور باقی تمام روایات میں "یرعبل بعضه" ہے۔
ابن کثیر نے "الاناء المحرق" لکھا ہے۔ المعمعة: آوازوں کا مل جانا
الاباء: مثلہ کرنا
معمعة الاباء: مثلہ کرنے کے دوران جو آوازیں نکلتی ہیں۔

٢۔ ابن سلام اور السمھودی نے "تسل سیوفها" لکھا ہے۔ ش، وستفلد التنبیه نے (المزاد) لکھا ہے۔ ابن کثیر نے بھی یہی لکھا ہے اور باقی روایات میں "المذاد" ہے۔ "ش" میں "جزع" ہے۔ ابن کثیر نے بھی یہی لکھا ہے۔
الماسدة: ایک جگہ جہاں سیاہ گھوڑے جمع ہوتے ہیں۔
تسن: حد بنانا۔
المذاد: مدینہ کی ایک جگہ جہاں خندق کا گڑھا ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ سلع اور خندق مدینہ کے درمیان ہے۔
الجزع: وادی کے جانب۔ پہاڑ کی ڈھلان۔

٣۔ المعلمین: جنگ کے سکھانے والے۔
المهجات: نفس۔ جانیں

Marfat.com

۴۔ فی عصبة نصر ألإله نبيه
بهم و كان بعبده ذا مرفق
۵۔ فی كل سابغة تخط فضولها
كالنهى هبت ريحه المترقوق
۶۔ بيضاء محكمة كأن قتيرها
حدق الجنادب ذات شك موثق
۷۔ جدلاء يحفزها نجاد مهند
صافی الحديدة صارم ذی رونق
۸۔ تلكم مع التقوى تكون لباسنا
يوم الهياج وكل ساعة مصدق

۴۔ "ق" میں "نبیھم" ہے۔
العصبه: جماعت
۵۔ السابغة: مکمل اسلحہ
تخط: زمین پر گرادینا۔
النهى: پانی کا وہ حصہ جس میں کھائی ہو،
المترقرق: جو چیز ہوا سے آگے پیچھے ہو رہی ہو۔
۶۔ القتير: زرہ کی میخوں کے سرے
الجنادب: ٹڈی
الشك: شک وشبہ۔
۷۔ المعانی الکبیر، الصحاح، مقاییر اللغة، المخصص، لسان اور تاج میں
"حدباء یحفزها ہے۔ الجدلاء: مضبوط زرہ۔ الحدباء ۔ نرم زرہ
یحفزها: بلند النجاد: تلوار اٹھانے والا

Marfat.com

۹۔ نصل السیوف اذا قصرن بخطونا
قدما و نلحقها اذا لم تلحق
۱۰۔ فترى الجماجم ضاحيا ها ماتها
بله الأكف كأنها لم تخلق
۱۱۔ تلقى العدو بفحمة ملمومة
تنفى الجموع كقصد رأس المشرق
۱۲۔ ونعد للأعداء كل مقلص
ورد و مجحول القوائم أبلق

۹۔ لسان میں "تدما" لکھا ہوا ہے۔
البدیع فی نقد الشعر میں "ابدا و نلحقها" ہے۔
اس شعر میں نجدہ کی فضیلت کی طرف اشارہ ہے۔ اس لیے کہ فارس والے نجدہ میں گھس کر اس کی فضیلت سے باخبر ہونا چاہتے تھے۔

۱۰۔ لسان، شرح المقصورۃ، شروح السقط، الفائق، شرح الاشمونی میں "تذر الجماجم" ہے۔
الجماجم: سردار، ضاحیا: چاشت
بله: یہ اسم فعل امر ہے: چھوڑ دو۔

۱۱۔ وستنفلد میں "بفحمة" ہے۔ "ق" میں تلقى الجموع بها كقصد المشرق ہے۔ ابوزید نے "تنفى الجموع كرأس قدس المشرق" تحریر کیا ہے۔ السہیلی نے "و قدس جبل معروف من ناحية المشرق" لکھا ہے۔
فحمة: خوب لکھنے والا، الملمومة: بندھا ہوا۔

۱۲۔ "الخیل" میں "كل محصن" ہے۔ "حلية الفرسان" میں "كل مضمر" ہے۔
المقلص: لمبی ٹانگوں اور موٹے پیٹ والا۔
الورد: زردی مائل سرخ گھوڑے۔
المجحول: جس کے پاؤں میں سفیدی ہو۔
الابلق: جب سفیدی ٹانگوں کے اوپر تک آ جائے۔

Marfat.com

۱۳۔ تردی بفرسان کان کماتهم
عند الهیاج اسود طل ملثق
۱۴۔ صدق یعاطون الکماة حتوفهم
تحت العمایة بالوشیج المزهق
۱۵۔ امر الإ له بربطها لعدوه
فی الحرب إن اللّٰه خیر موفق
۱۶۔ لتکون غیظا للعدو وحیطاً
للدار إن دلفت خیول النزق
۱۷۔ و یعیننا اللّٰه العزیز بقوة
منه و صدق الصبر ساعة نلتقی

۱۳۔ ''ب'' میں ''ظل'' ہے۔ تردی: چلنا، الکماۃ: کمی کی جمع ہے: بہادر
الطل: ہلکی بارش المثلق: جو پسینہ اور مٹی میں اٹا ہوا ہو۔
اللثق: آواز دینا۔

۱۴۔ خزانة میں "العماء ة" ہے۔ ق، ب، ج، وستنفلد کے نسخہ اور شرح شواہد المغنی میں "المرهق" ہے۔
صدق: جو جنگ کے وقت میں سچ بولے۔
الوسیج: تیروں کا درخت۔ اس سے مراد وہ درخت ہے جس پر تیر لٹکائے جاتے ہیں۔
الوشیج: نیزے بنانے کا درخت۔ نیزے۔

۱۵۔ الخیل، حلیة الفرسان میں "امر المليك" ہے۔ نغبة عقد الاجیاد میں "فی الخوف" ہے۔ "ق" الخیل اور نجبة میں "خیول المسرق" ہے۔

۱۶۔ حیط: حائط کی جمع ہے، یہ اسم فاعل میں حاط، یحوط ہے۔
دلفت: آگے بڑھنا۔
النزق: گھوڑے کا کودنا۔

Marfat.com

١٨۔ و نطيع امر نبينا و نجيبه
و إذا دعا لكريهة لم نسبق
١٩۔ ومتى يناد الى الشدائد نأتها
و متى نر الحومات فيها نعنق
٢٠۔ من يتبع قول النبى فإنه
فينا مطاع الأمر حق مصدق
٢١۔ فبذاك ينصرنا ويظهر عزنا
ويصيبنا من نهل زاك بمرفق
٢٢۔ ان الذين يكذبون محمدا
كفروا و ضلوا عن سبيل المتقى

١٩۔ ''ب'' میں ''ننادی'' ہے۔خزانة الادب میں ''ومتی یناد للشوائد'' ہے۔
ابن کثیر نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔''ق'' اور ''ش'' میں ''نعتق'' ہے۔
الحومات: اس کا واحد ''حومة'' ہے۔قتال کی جگہ، لڑائی یا سمندر یا ریت کا بڑا حصہ۔
نعنق: تیز چلنا
٢٠۔ حق مصدق: بالکل سچا۔

(٧)

من البسيط

وقال ☆

ان الخيال من الحسناء قد طرقا
فبت مرتفقا من حبها أرقا

مرتفقا: کہنی پر ٹکنا۔
ارقا: ساری رات بیدار رہنا۔

Marfat.com

(۸)

من الوافر

وقال یرد علی ضرار بن الخطاب فی یوم الخندق ☆

ا۔ وسائلة تسائل مالقينا
ولو شهدت رأتنا صابرينا

۲۔ صبرنا لا نرى الله عدلا
على ما نابنا متوكلينا

۳۔ و كان لنا النبى وزير صدق
به نعلو البرية اجمعينا

۴۔ نقاتل معشرا ظلموا و عقوا
و كانوا بالعداوة مرصدينا

۵۔ نعاجلهم اذا نعضوا إلينا
بضرب يعجل المتسرعينا

۶۔ ترانا فى فضافض سابغات
كغدران الملا متسريلينا

☆ حضرت کعبؓ بن مالک غزوہ خندق کے دن ضرار بن الخطاب کو جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

۲۔ العدل: مانند، برابر

۳۔ وزیر: مقابل

۴۔ المرصد: کسی کام کے لیے تیار ہونا۔

۶۔ قرطبی کی روایت میں یہ شعر اس طرح لکھا ہے۔

ترى الابدان فيها مسبغات
على الابطال واليلب الحصينا

الفضافض: بڑی زرہیں۔

سابغات: مکمل متسریلون: زرہوں کا پہننا

Marfat.com

۷۔ وفی أیماننا بیض خفاف

بها نشفی مراح الشاغبینا

۸۔ بباب الخندقین کأن أسدا

شوابکهن یحمین العرینا

۹۔ فوارسنا إذا بکروا و راحوا

علی الاعداء شوسا معلمینا

۱۰۔ لننصر احمدأ واللّٰه حتی

نکون عباد صدق مخلصینا

۱۱۔ ویعلم أهل مکة حین ساروا

واحزاب اتوا متحزبینا

۱۲۔ بان اللّٰه لیس له شریك

وان اللّٰه مولی المومنینا

۷۔ المراح: خوشی الشاغبین: فساد پھیلانے والے

۸۔ الشوابك: پیچیدہ العرین: کھچار (شیر کے رہنے کی جگہ)

۹۔ بکروا: بے قرار ہو کر نکلنا۔

شوسا: اشوس کی جمع ہے، جو تکبر کی وجہ سے ٹیڑھی آنکھ سے دیکھے۔

المعلم: (لام کے فتح اور کسر کے ساتھ): جو اپنے آپ کو لڑائی کا ماہر سمجھے۔

۱۲۔ مولی: مددگار۔

Marfat.com

۱۳۔ فاما تقتلوا سعدا سفاها
فإن اللّٰه خير القادرينا

۱۴۔ سيد خله جنانا طيبات
تكون مقامة للصالحينا

۱۵۔ كما قدردكم فلا شريدا
بغيظكم خزايا خائبينا

۱۶۔ خزايا لم تنالوا ثم خيرا
و كدتم أن تكونوا دامرينا

۱۷۔ بريح عاصف هبت عليكم
فكنتم تحتها متكمهينا

۱۳۔ سعد: یہ سعد بن معاذ ہیں جن کو جنگ خندق کے موقع پر ابن العرقہ نے تیر مار کر زخمی کر دیا تھا۔ جس سے ان کی رگ اکحل کٹ گئی اور شدت سے خون بہنے لگا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے ان کے زخم کو داغ دیا تو خون بہنا بند ہو گیا جب جنگ خندق کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور انہوں نے ہتھیار ڈال دیے تو بنی قریظہ نے کہا کہ ان کے معاملہ کا فیصلہ سعد بن معاذ کریں گے۔ حضرت سعد بن معاذ چونکہ اس زخم کی وجہ سے بیمار تھے۔ اسی حالت میں آئے اور یہ فیصلہ کیا، لڑنے والے عام مرد قتل کر دیئے جائیں، عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا جائے اور ان کی املاک مسلمانوں میں تقسیم کر دی جائے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سعد تم نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا۔ اس کے بعد ان کا زخم پھر کھل گیا اور اس کی وجہ سے ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کے بارے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مرنے والے کی موت پر عرش رحمٰن لرز اٹھا'' اور فرمایا ان کے جنازے میں ستر ہزار فرشتوں نے شرکت کی۔ لوگوں نے کہا ان کا جنازہ بہت ہلکا تھا۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں۔

۱۵۔ فلاّ: شکست خوردہ قوم — الشريد: خوفزدہ

۱۶۔ ''ق'' میں ''حزانی'' ہے۔ — الدامرون: ہلاک ہونا۔

۱۷۔ المتكمه: اندھا۔

Marfat.com

غزوہ بنی قریظہ:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خندق سے فارغ ہوئے تو حضرت جبریل ریشمی عمامہ باندھے ایک خچر پر سوار ہوکر جس پر زین تھا اور زین پر ریشمی کپڑا پڑا ہوا تھا آئے اور دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول کیا آپؐ نے ہتھیار اتار دیئے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جی ہاں۔ جبریل نے کہا مگر ملائکہ نے تو ابھی ہتھیار نہیں اتارے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ بنوقریظہ کی طرف بڑھو میں بھی ان کی طرف جارہا ہوں اور ان میں زلزلہ ڈال رہا ہوں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ منادی کی جائے کہ مسلمان عصر کی نماز بنوقریظہ کی وادی میں چل کر پڑھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ کا محاصرہ پچیس راتوں تک جاری رکھا۔ یہاں تک کہ اس محاصرہ سے بنوقریظہ تنگ آ گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے قلوب میں دہشت ڈال دی۔ جب بنوقریظہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق قلعے سے اتر کر نیچے آئے تو آپؐ نے ان کی مرضی سے سعد بن معاذ کو ان پر ثالث مقرر کیا۔ سعد بن معاذ غزوہ خندق میں زخمی ہو گئے تھے۔ انہیں اس حالت میں لایا گیا تو انہوں نے تورات کے مطابق فیصلہ دیا کہ بنوقریظہ کے مردوں کو قتل کیا جائے، ان کے اموال مسلمانوں میں بانٹ دیے جائیں، عورتوں اور بچوں کو قید کرلیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سعد تم نے بنوقریظہ کے بارے میں اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ صادر کیا ہے۔

(۱)

من الوافر

وقال فی ظهور المسلمين على بنى قريظه ☆

لقد لقيت قريظة ماساها

و حل بدارها ذل ذليل

☆ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بنی قریظہ پر مسلمانوں کے محاصرہ کے دن کہتے ہیں۔

۱۔ ساها الامر: سستی ذل ذلیل: انتہا کو پہنچنا۔

Marfat.com

غزوہ بنی لحیان:

بنوقریظہ پر فتح پانے کے تقریباً چھ مہینے بعد جمادی الاولی ۶ ھ میں آپؐ بنولحیان کی طرف نکلے۔ آپؐ کا مقصد یہ تھا کہ ان سے اصحاب رجیع یعنی خبیب بن عدی اور ان کے رفیقوں کا بدلہ لیں اور ظاہر یہ کیا کہ شام کا ارادہ رکھتے ہیں تا کہ لوگ غفلت میں رہیں۔ غران (جہاں بنولحیان کی آبادیاں تھیں) پہنچ کر آپؐ نے ڈیرے ڈال دیے۔ بنولحیان کو معلوم ہوا تو ڈر کر پہاڑوں کی چوٹیوں میں مستور و محفوظ ہو گئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنولحیان کو جس مغالطہ میں مبتلا کرنا چاہتے تھے وہ کارگر نہ ہوا۔ جب کوئی مقابلہ پر نہ آیا تو آپؐ واپس تشریف لے آئے۔

(۱)

من الطویل

وقال فی غزوة بنی لحیان ☆

۱۔ لو ان بنی لحیان کانوا تناظروا
لقوا عصبا فی دارهم ذات مصدق

۲۔ لقو سرعانا یملأ السرب روعه
امام طحون کالمجرة فیلق

☆ حضرت کعب بن مالک غزوہ بنی لحیان کے دن فرماتے ہیں۔

۱۔ ''ق'' میں ''فیما تناظروا'' ہے۔ تناظروا: غور سے دیکھنا،
العصب: جماعتیں۔

۲۔ ''ق'' میں ''کالمجرم'' ہے۔
السرعان: قوم کا اول حصہ۔
السرب: السین کی فتح کے ساتھ ''راستہ'' السین کی کسر کے ساتھ ''جان''۔
الروع: خوف، الطحون: بڑا لشکر
المجرہ: آسمان پر ستاروں کا بہت زیادہ ہونا۔
الفیلق: دہشت ناک آواز، بڑا لشکر

Marfat.com

۳۔ ولكنهم كانوا وبارا تتبعت
شعاب حجاز غير ذى متنفق

۳۔ ''ق'' میں ''حجاز شعاب'' ہے۔
الوبار: وبر کی جمع ہے۔ نیولہ۔
الشعاب: شعب کی جمع ہے۔ پہاڑ میں راستہ۔
غیر زی متنفق: جس سے نکلنے کا کوئی راستہ نہ ہو۔

(۲)

من الطويل

وقال فى غزوة بنى لحيان ☆

۱۔ اقمنا على المرس البريع لياليا
بأرعن جزاد عريض المبارك

۲۔ فلم نلق فى تطوافنا والتماسنا
فرات بن حيان يكن رهن هالك

☆ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ غزوہ بنی لحیان کے موقع پر فرماتے ہیں۔

۱۔ دیوان حسان بن ''الرس النزيع'' .....بار عن جرار ہے اور یہ الراء کے ساتھ اچھا ہے۔
المرس: مدینہ کی ایک جگہ۔ البريع: گڑھے کے قریب ہونا۔
الارعن: بڑا لشکر المبارك: گھٹنوں کے بل بیٹھ کر جنگ کرنا۔

۲۔ الدیوان اور معجم الشعراء میں ''فان نلق'' ہے۔
معجم الشعراء میں ''وابتغائنا..... يقظ رهن هالك ہے۔
فرات بن حیان: بنو عکل کا آدمی۔ اس نے قریش میں شادی کی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت دشمن تھا۔ بعد میں اس نے توبہ کر لی اور اسلام قبول کر لیا۔

Marfat.com

(۳)

من الطویل

وقال:☆

۱۔ ایاکم ان تظلموا او تناصروا

علی الظلم ان الظلم یردی و یھلك

۲۔ لوی بھنی عبس و احیاء وائل

و کم من لم بالظلم اصبح یسفك

۲۔ لوی بہ:جانا

غزوہ بنی قرد:

ذوقرد ایک پانی کے کنویں کا نام ہے جو مدینہ سے تقریباً ایک برید کے فاصلہ پر تھا۔ بلاد غطفان کے قریب تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مدینہ سے ایک دن کی مسافت پر تھا۔ جب غزوہ بنی لحیان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ابھی چند ہی راتیں گزری تھیں کہ عبیدہ ابن حصن نے غطفان کے رسالہ کے ساتھ غابہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں پر چھاپہ مارا۔ ان اونٹوں کے پاس غفاری قبیلے کا ایک مرد اپنی بیوی کے ساتھ تھا۔ عبیدہ نے مرد کو قتل کر دیا اور بیوی کو اٹھا لے گیا۔ اس واقعہ کی اطلاع سب سے پہلے سلمہ بن عمرو بن الاکوع کو ملی انہوں نے اور مسلمانوں کو آگاہ کیا اور مقابلہ کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔ پھر کچھ مسلمانوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن زید کی سرکردگی میں مقابلہ کرنے کے لیے بھیجا۔ غرض یہ سب سوار نکلے اور دشمن سے مقابلہ کیا۔ اس غزوہ میں عیینہ کو ابو قتادہ نے قتل کیا۔

Marfat.com

(۱)

من الطويل

وقال يوم ذى قرد للفوارس ☆

۱۔ اتحسب أولاد القيطة أننا
على الخيل لسنا مثلهم فى الفوارس

۲۔ وإنا اناس لا نرى القتل سبة
ولا ننثنى عند الرماح المداعس

۳۔ وإنا لنقرى الضيف من قمع الذرا
و نضرب رأس الأبلخ المتشاوس

۴۔ نرد كماة المعلمين إذا انتخوا
بضرب يسلى نخوة المتقاعس

۵۔ بكل فتى حامى الحقيقة ماجد
كريم كسر حان الغضاة مخالس

☆ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ غزوہ ذی قرد کے دن فرماتے ہیں۔

۱۔ ''ب'' میں ''ایحسب'' ہے۔ابن کثیر نے بھی اس کو اسی طرح لکھا ہے۔
اللقيطه :وہ عصم من مروان کی بیٹی تھی۔اس کو حذیفہ بن بدر نے اپنے پڑوس میں رکھا تھا۔اس کے ساتھ اس کے پڑوس میں ایک سال تک رہی۔اس کے بعد اس نے حذیفہ سے شادی کر لی۔

۲۔ المداعس: وہ جگہ جہاں جا کر تیر لگتا ہے۔

۳۔ ابن کثیر نے ''الابلج'' لکھا ہے۔
القمع: قمعۃ کی جمع ہے۔اونٹ کے اوپر کے دانت
الذرا: صحت مند جانور۔الابلخ: متکبر
المتشاوس: جس کی آنکھوں سے تکبر جھلکتا ہے۔

۴۔ ابن کثیر نے ''اذا انتخوا'' لکھا ہے۔ انتخوا: تکبر کیا۔
المتقاعس: جو نہ نرم پڑے اور نہ جھکے یعنی اکڑ کر چلنے والا۔

۵۔ ''ق'' میں ''الغضا المتخالس'' ہے۔
الغضاة: درخت، المخالس: وقت کو جھپٹنے والا۔

Marfat.com

٦۔ يذودون عن أحسابهم و تلادهم
ببيض تقدالهام تحت القوانس
٧۔ فسائل بنى بدر إذا ما لقيتهم
بما فعل الاخوان يوم التمارس
٨۔ اذا ما خرجتم فاكتموا من لقيتم
ولا تكتموا اخباركم فى المجالس
٩۔ و قولوا ذللنا عن مخالب خادر
به و حرفى الصدر مالم يمارس

٦۔ ''ق''اور''ب''میں''وبلادھم'' ہے۔ابن کثیر نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔
التلاد: پرانا مال تقد: کاٹنا۔
٧۔ التمارس: جنگ میں ضرب لگانا۔
٨۔ باقی سب روایات میں''فاصدقوا'' ہے۔
٩۔ خادر: ست شیر
الوحر: پوشیدہ دشمن۔

Marfat.com

غزوہ خیبر:

خیبر مدینہ منورہ سے تقریباً دوسو میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ عرب میں یہودی قوت کا سب سے بڑا مرکز تھا اور یہاں یہودیوں نے بالاختلاف روایت چھ، سات یا دس مضبوط قلعے بنا رکھے تھے جن میں کئی ہزار یہودی جنگجو رہتے تھے۔

حدیبیہ سے واپس آ کر پورے ذی الحجہ اور محرم کے کچھ حصہ تک مدینہ میں مقیم رہے۔ ادھر جنگ احزاب میں ناکامی پر یہودی زبردست جنگ کی تیاری کر رہے تھے اور تقریباً بیس ہزار کی فوج تیار کر لی تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ملی تو محرم ۷ھ کے آخر میں خیبر کی طرف نکلے۔ آپؐ کے ہمراہ تقریباً سولہ سو صحابہ تھے۔ آپؐ نے ابن ہشام نمیلہ ابن عبداللہ لیثی کو مدینہ کا عامل مقرر فرمایا اور حضرت علیؓ کو جھنڈا عنایت فرمایا جو سفید رنگ کا تھا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم سے جنگ کرتے تو صبح کے وقت چھاپا مارتے تھے اگر کسی بستی سے اذان کی آواز سنتے تو چھاپا مارنے سے رک جاتے۔ اگر اذان کی آواز نہ سنائی دیتی تو صبح کے وقت حملہ کرتے۔ بہر حال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھی رات کے وقت خیبر پہنچے رات گزاری صبح ہوئی اور اذان کی آواز نہ آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ ساتھ ان کے صحابہ بھی سوار ہو گئے۔ خیبر میں کام کرنے والے جب صبح کو اپنے کام پر نکلے تو ان کی نظر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے لشکر پر پڑی تو بولے ''محمد اور ان کے ساتھ لشکر'' پھر وہ پیٹھ پھیر کر بھاگے۔ انہیں بھاگتا دیکھ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الله اكبر، خربت خيبر انا اذا نزلنا بساحة قوم فساء صباح المنذرين

اللہ اکبر، خیبر ویران ہو گیا۔ ہم جب کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ان لوگوں کی چیخیں بہت بری ہوتی ہیں جیسے انہیں ڈرایا گیا ہو۔

Marfat.com

(۱)

من الرجز

واجاب مرحبا الیھودی یوم خیبر فقال:

۱۔ قد علمت خیبر انی کعب

وأننی متی تشب الحرب

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ خیبر کے دن مرحب یہودی کو جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔
مرحب: خیبر کے مشہور قلعہ قموص کا رئیس تھا۔ ہزاروں سواروں کے برابر مانا جاتا تھا۔ اپنے قلعہ سے ہتھیار سجا کر رجز پڑھتے ہوئے نکلا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون اس کو قتل کرے گا۔ محمد ابن مسلمہ نے کہا میں لہٰذا کچھ دیر اس سے مقابلہ کرنے کے بعد انہوں نے اس کو قتل کر دیا۔
ابن اسحاق نے کہا۔ مجھ سے عبداللہ بن سہل بن عبدالرحمٰن بن سہل اخو بن حارثہ نے جابر بن عبداللہ کی روایت بیان کی کہ مرحب یہودی قلعے سے نکلا تمام ہتھیاروں سے مسلح تھا اور یہ رجز پڑھ رہا تھا۔

قد علمت خیبر انی مرحب
شاکی السلاح بطل مجرب
اطعن احیانا و حینا اضرب
اذا اللیوث اقبلت تحرب
ان حمای للحمی لا یقرب

اس کے ساتھ مرحب کہتا جا رہا تھا۔ "من مبارز" میرا مقابلہ کون کرے گا۔ کعب ابن مالک نے جواب دیا اور کہا

قد علمت خیبر انی کعب
مفرج الغمی جریء الصلب
اذ شبت الحرب تلتھا الحرب
معی حسام کالعقیق عضب
نطوکم حتی یذل الصعب
نعطی الجزاء او یفی النھب
بکف ماض لیس فیه عتب

یہ بیت ابن ہشام میں اسی طرح دی گئی ہے۔ ج ۳، ص ۳۸۴

۱۔ تشب: جاری رہنا۔

Marfat.com

۲۔ ماض علی الهول جریيء صلب
معی حام کالعقیق عضب
۳۔ بکف ماض لیس فیه عتب
ندککم حتی یذل الصعب

۲۔ ''ق'' میں ''معی علی الاعدا حسام غضب'' ہے۔
العقیق: بجلی کی شعاع
۳۔ ق میں ''فیه عیب'' ''ویدلکم'' ہے۔نہایۃ الارب میں ''حتی یزال الصعب'' ہے۔

(۲)

من الطویل

وقال:

اقاتل حتی لا أری لی مقاتلا
و أنجو اذا غم الجبان من الکرب

یہ شعر لسان العرب کے مادہ (قتل) میں دیا گیا ہے۔
مقاتلا: اس کا مصدر قاتل ہے: وہ قتل ہوئے۔
غم: کشمکش میں مبتلا ہونا۔

(۳)

وقال ایضا:

من الطویل

واغطنوا عن الفحشاء لا تعرضوا لها
ولا تطلبوا حرب العشیرة بالقلب
ولا تقضبوا أعراضهم فی وجوههم
ولاتلمسوها فی المجالس والرکب
ولا تأکلوا مسالًا باثم ولایکن
معانده بالترهات وبالغضب

۲۔ تقضبوا: ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔
۳۔ معانده: دور دور رہنا۔

Marfat.com

(۴)

من الوافر

وقال ایضا:

طعنا طعنة حمراء فیهم
حرام رأبها حتی الممات

۱۔ رابها؛ اس کی بھلائی کرنا۔

(۵)

من الطّویل

وقال فی یوم خیبر:

۱۔ و نحن وردنا خیبرا و فروضه
بکل فتی عادی الأشاجع مذود
۲۔ جواد لدی الغایات لاواهن القوی
جریٍ علی الأعداء فی کل مشهد
۳۔ عظیم رماد القدر فی کل ستوة
ضروب بنصل المشرفی المهند
۴۔ یری القتل مدحا إن أصاب شهادة
من اللّٰه یرجوها و فوزا باحمد
۵۔ یذور و یحمی عن ذمار محمد
و یدفع عنه باللسان و بالید

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ خیبر کے دن کہتے ہیں۔

۱۔ ''ق'' میں ''وردن'' ہے۔
الفروض: وہ جگہیں جہاں نہر میں سے پانی پیا جاتا ہے۔
الاشاجع: الاشجع کی جمع ہے۔ ہتھیلیوں کی پشت کی رگیں۔
مذود: لڑائی میں بہت دلیر ہونا۔
۳۔ ق میں ''عبید الاعادی بالحسام المهند'' ہے۔ المشرقی: شرفاء کی تلوار
المهند: ہند سے منسوب ہے۔

Marfat.com

٦۔ و ینصرہ من کل أمر یریبہ .

یجود بنفس دون نفس محمد

٧۔ یصدق بالأنباء بالغیب مخلصا

یرید بذاك الفوز والمز فی غد

۵۔ الف باء میں "نذور و نحمی..... و ندفع" ہے۔

۷۔ ابن کثیر نے "العز والفوز" لکھا ہے۔

غزوہ موتہ:

سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جمادی الاولی ۸ھ میں شام کی طرف فوج روانہ فرمائی اور اس پر زید بن حارثہ کو سپہ سالار مقرر فرمایا۔ پھر کہا کہ اگر زید شہید ہو جائیں تو جعفر بن ابی طالب کو سالار بنالیا جائے اور اگر یہ بھی مارے جائیں تو عبداللہ بن رواحہ کو سالار مقرر کرلیا جائے۔ اگر عبداللہ بھی شہید ہو جائیں تو مسلمان جسے مرضی سالار مقرر کرلیں۔ دوسری طرف ہرقل ایک لاکھ رومیوں کے ساتھ مقام مآب میں خیمہ زن ہوا۔ پھر قبیلہ لخم، جذام، قین، بہر اور بلی کے لوگوں کی ایک لاکھ فوج مزید اس کی فوج میں شامل ہوگئی۔ مسلمانوں نے دشمن کی فوج کی اتنی کثیر تعداد دیکھی تو کہا کہ ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات سے آگاہ کرنا چاہیے۔ لیکن حضرت عبداللہ بن رواحہ نے کہا ہم مسلمان تعداد، قوت اور کثرت کے بھروسے پر نہیں لڑتے بلکہ ہم کفار سے اس دین کے تحفظ کے لیے لڑتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے شرف بخشا ہے۔

اس پر لوگوں نے کہا عبداللہ بن رواحہ نے ٹھیک کہا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کی فوج آگے بڑھ کر موتہ کے مقام پر فروکش ہوگئی۔ موتہ کے قریب معرکہ ہوا۔ مسلمانوں کے تینوں سپہ سالار جن کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا تھا یکے بعد دیگرے شہید ہوگئے۔ پھر مسلمانوں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سالار مقرر کیا۔ انہوں نے فوج کو ایک جگہ اکٹھا کیا اور واپس لے آئے۔

Marfat.com

(۱)

وقال یبکی قتلی موته ☆ من الکامل

۱۔ نام العیون و دمع عینك یهمل
سحا کما و کف الطباب المخضل

۲۔ فی لیلة وردت علی همومها
طورا أخسن و تارة أتململ

۳۔ و اعتادنی حزن فبت کاننی
ببنات نعش السماك موکل

۴۔ و کأنما بین الجوانح والحشی
مما تأوبنی شهاب مدخل

۵۔ وجدا علی النفر الذین تتابعوا
یوما بموتة أسندوا لم ینقلوا

☆ حضرت کعب بن مالک جنگ موتہ کے شہیدوں پر روتے ہوئے کہتے ہیں:

۱۔ ''ب'' اور ''ح'' میں ''انصاب'' ہے۔
ابن ابی الحدید نے ''کما و کف الرباب المسیل'' لکھا ہے۔
سحا: پانی کے اوپر کا بہاؤ کف: قطرہ
الطباب: طبابۃ کی جمع ہے۔ زمین یا بادل یا کپڑے وغیرہ کا لمبا ٹکڑا۔
المخضل: تر

۲۔ ''ش'' میں ''اخن'' ہے۔ ابن کثیر نے بھی یہی لکھا ہے۔
ابن کثیر نے ''وتارة اتمهل'' لکھا ہے۔
احسن: روتے ہوئے جو ناک سے آواز نکلتی ہے۔

۳۔ بنات النعش: سات مشہور ستارے
السماك: چاند کے گرد گردش کرنے والا ستارہ۔

۴۔ تاوبنی: رات کا آنا۔
مدخل: داخل ہونا۔

۵۔ ابن ابی الحدید نے ''قتلی بموته'' لکھا ہے۔

Marfat.com

٦۔ صلی الہ لہ علیھم من فتیة
وسقی عظامھم الغمام المسبل
٧۔ صبروا بموتة للإلہ نفوسھم
حذر الردی و فخافة ان ینکلوا
٨۔ فمضوا أمام المسلمین کأنھم
فنق علیھن الحدید المرفل
٩۔ إز یھتدون بجعفر و لوائہ
قدام أو لھم فنعم الاول
١٠۔ حتی تفرجت الصفوف و جعفر
حیث التقی وعث الصفوف مجدل

٦۔ المسبل: بارش برسانے والا بادل۔
٧۔ ابن عساکر نے "وحفیظة ان ینکلوا" لکھا ہے۔
ینکلوا: پیچھے ہٹنا۔
٨۔ "ب" میں "الموفل" ہے۔ابن عساکر نے "ام المومنین" لکھا ہے۔ابن ابی الحدید نے یہ شعر اس طرح لکھا ہے۔
ساروا أمام المسلمین کأنھم طود یقودھم الھزبر المسبل
الفنق: یہ "فنیق" کی جمع ہے۔نر اونٹ کہ جس کو بوجہ اس کی شرافت کے نہ تو سواری کے کام لاتے ہیں اور نہ اس کو تکلیف پہنچاتے ہیں۔
المرفل: گردن میں چادر لٹکانا۔
٩۔ جعفر: جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جنگ موتہ میں لشکر کے سردار تھے۔
١٠۔ ابن ابی الحدید نے یہ شعر اس طرح لکھا ہے۔
حتی تقوضت الصفوف و جعفر حیث التقی جمع الفواة مجدل
وعث الصفوف: اتنا گھاس کہ اس میں قدم غائب ہو جائیں اور چلنا مشکل ہو۔
مجدل: جس زمین پر لڑائی لڑی گئی ہو، لوگوں کی جماعت اہل علم روایت کرتے ہیں کہ جعفر بن ابو طالب نے اپنے دائیں ہاتھ میں جھنڈا پکڑ رکھا تھا۔ جب وہ کٹ گیا تو بائیں ہاتھ میں پکڑ لیا جب وہ بھی کٹ گیا تو اپنی کہنیوں میں پکڑ لیا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے۔

Marfat.com

۱۱۔ فتغير القمر المنير الفقده
والشمس قد كسفت و كادت تافل

۱۲۔ قرم علا بنيانه من هاشم
فرعا أشم و سؤدرا ما ينقل

۱۳۔ قوم بهم عصم الا له عباده
و عليهم نزل الكتاب المنزل

۱۴۔ فضلوا المعاشر عزة و تكرما
و تغمدت احلامهم من يجهل

۱۵۔ لا يطلقون الى السفاه حباهم
و يرى خطبهم بحق يفصل

۱۶۔ يا هاشما ان لا اله جباكم
ماليس يبلغه اللسان المقصل

۱۱۔ تافل: غائب ہوجانا

۱۲۔ ابن ابی الحدید نے یہ شعر اس طرح لکھا ہے۔
قوم علا بنيانهم من هاشم فزع أشم و سُودد متاثل
وستنفلد کے نسخہ میں ''قدم'' ہے۔
القرم: سردار۔

۱۴۔ ابن ابی الحدید نے ''و تعمدت'' لکھا ہے۔اس کو ہم نے اچھا نہیں سمجھا۔
تغمدت من يجهل: جاہلوں کی جہالت کو چھپانا۔

۱۵۔ ''ق'' میں ''وتری'' ہے۔ابن عساکر نے ''یفصل'' لکھا ہے۔
الحبی: (الحاء کے ضمہ اور کسر کے ساتھ) یہ حبوۃ کی جمع ہے (کسر کے ساتھ) دونوں پاؤں پیٹ کے ساتھ باندھ دینا۔

۱۶۔ حباکم: تم کو دیا۔
المقصل: کاٹنے والا۔

Marfat.com

۱۷۔ قوم لأ صلهم السيادة كلها
قدما و فرعهم النبى المرسل
۱۸۔ ببض الوجوه ترى بطون اكفهم
تندى اذا اعتذر الزمان الممحل
۱۹۔ وبهديهم رضى الا له لخلقه
ويجدهم نصر النبى المرسل

۱۸۔ معجم الشعراء میں ''قری بطون.....عبرالزمان'' ہے۔
تندی: ترہونا الممحل: سخت قحط
۱۹۔ ''ش'' میں ''ویجدھم'' ہے۔ابن عساکر نے ''ویجدھم'' لکھا ہے۔

غزوہ طائف:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ حنین سے فارغ ہو گئے تو طائف کی طرف روانہ ہوئے۔لوگوں کو یہ معلوم نہیں تھا کہ آپ کا ارادہ قریش، ثقیف یا ہوازن میں سے کس طرف ہے۔لوگ چاہتے تھے کہ یہ بات کسی طرح معلوم ہو جائے۔ جب راستہ میں آپؐ نے مقام عرج پر قیام کیا تو کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں معلوم کر کے آتا ہوں۔آپؐ اس وقت باتوں میں مصروف تھے۔کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور دوزانو ہو کر بیٹھ گئے۔ پھر مندرجہ ذیل شعر پڑھے۔جنہیں سن کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا۔

پھر یہاں سے چل کر طائف کے قریب نزول فرمایا۔ یہاں چونکہ آپ کا لشکر دشمن کے بالکل قریب تھا اس لیے طائف والوں نے آپ کے کچھ ساتھیوں کو تیروں سے شہید کر دیا۔ پھر آپ نے اپنا لشکر وہاں سے ہٹا کر اس مسجد کے قریب ٹھہرایا جو آج بھی طائف میں موجود ہے۔ یہاں تقریباً بیس رات تک محاصرہ جاری رکھا اور سخت لڑائی لڑی لیکن یہاں آپؐ اور مسلمانوں کو خاطر خواہ فائدہ نہ ہوا اور آپؐ نے کوچ کرنے کا حکم دیا۔

Marfat.com

(۱)

من الوافر

وقال حين اجمع الرسول عليه الصلاة والسلام السير الى الطائف☆

۱۔ قضينا من تهامة كل ريب
و خيبر ثم اجمعنا السيوفا

۲۔ نخيرها و لو نطقت لقالت
قواطعهن: دوسا أو ثقيفا

☆ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے ساتھ غزوہ طائف کے لیے جمع ہوئے تو حضرت کعب بن مالک نے کہا:

۱۔ الاستیعاب، نکت الہمیان اور الاصابہ میں "کل وتر" ہے۔ ابن السلام نے بھی یہی لکھا ہے۔ العقد الفرید میں "کل نحب" ہے۔ زہر الادب میں "کل حق" ہے۔ "شرح" میں "مایقع" لکھا ہے۔
"تاریخ بغداذ" میں "کل ارب" ہے۔ العقد، الاستیعاب، یاقوت، نکت الہمیان اور الاصابۃ میں "اغدنا السیوفا" ہے۔
تاریخ بغداد میں "اجمعنا السیوفا" ہے۔
تهامه: عرب کی مغربی ساحلی زمین جس پر مکہ معظمہ واقع ہے۔
الريب: شک وشبہ اجمعنا: ہم نے جمع کیا۔

۲۔ واقدی نے کتاب المغازی میں "نسائلها" لکھا ہے۔
"ق"، العقد الفرید، المحاسن، المساوی، الحصری، الاستیعاب اور الاستبصار میں "نخیرها" ہے۔ ابن سلام اور ابن کثیر نے بھی یہی لکھا ہے۔ العقد الفرید میں "لقالت قواضبهن" ہے۔
نخيرها: خیر کا دینا۔
دوس وثقیف: طائف کے دو قبیلے ہیں جب یہ دو شعر پڑھے گئے تو قبیلہ دوس نے اسلام قبول کرلیا۔ انہوں نے کہا بچاؤ اپنی جانوں کو کہیں ایسا نہ ہو جو مصیبت ثقیف پر نازل ہوئی وہی ہم پر بھی نازل ہو جائے۔

Marfat.com

۳۔ فلست لحاضن ان لم تروها
بساحة داركم منا الوفا

۴۔ وننتزع العروش ببطن وج
وتصبح دور۔كم منكم خلوفا

۵۔ وياتيكم لنا سرعان خيل
يغادر خلفه جمعا كثيفا

۶۔ اذا نزلوا بساحتكم سمعتم
لها مما أناخ بها رجيفا

۳۔ کتاب المغازی میں "لحاضر" ہے۔"ق" میں "فلست لحاصن" ہے۔ابن سلام اور ابن الشجر ی نے بھی یہی لکھا ہے۔یاقوت نے "ان لم تحلوا" لکھا ہے۔
ابن الشجر ی نے "ان لم ازر كم" لکھا ہے۔
الحاضن: وہ عورت جو بچے کی پرورش کرے۔
الحاصن: شریف عورت۔

۴۔ کتاب المغازی میں "فننتزع الخيام"..... و نترك دورهم منهم" ہے۔ابن سلام نے "ونترک دارکم منا" لکھا ہے۔الشجر ی اور یاقوت نے "العروش عروش وج" لکھا ہے۔
العروش: اس کا واحد "عرش" ہے۔چھت
وج: طائف کی ایک جگہ کا نام یا اسی کا نام۔ خلوف: قافلہ کے مردوں سے بچھڑ جانا اور عورتوں سے مل جانا۔

۵۔ "ق" اور "السمط" میں "وتاتيكم" ہے۔واقدی نے بھی یہی لکھا ہے۔
واقدی نے "تبادر خلفها جمعا كثيفا" لکھا ہے۔
السرعان: پہلے لوگ، الكثيف: بھاری۔موٹا

۶۔ رجیفا: بے چینی کے ساتھ اونچی آواز۔اگر واؤ کے ساتھ وجیفا ہو تو: جلدی کرنا۔

Marfat.com

۷۔ بأيديهم قواضب مرهفات
يزون المصطلين بها الحتوفا
۸۔ كأمثال العقائق أخلصتها
قيون الهند لم تضرب كتيفا
۹۔ تخال جدية الابطال فيها
غداة الرحف جاديا مدوفا
۱۰۔ أجدهم أليس لهم نصيح
من الاقوام كان بنا عريفا
۱۱۔ يخبرهم بانا قد جمعنا
عتاق الخيل و النجب الطروفا

۷۔قواضب: کاٹنے والی تلواریں۔قاضب کی جمع ہے۔
المصطلين بها: دشمنوں کی طرف سے خوشخبری حاصل کرنا۔
الحتوف: حتف کی جمع ہے۔موت
۸۔العقائق: عقیقہ کی جمع ہے۔بجلی کی شعاع۔
كتيف: كتيفة کی جمع ہے۔وہ چوڑا لوہا جو دروازے بنانے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔
۹۔ الجدية: خون کا راستہ بننا۔
الجادی: زعفران، مدوف: وہ زعفران جس میں کوئی اور چیز بھی ملی ہوئی ہو۔
۱۰۔ ''وستنفلد کے نسخہ میں ''اجدلهم'' ہے۔
اجدهم: الجيم کے کسر اور فتح کے ساتھ: لوگوں میں حقیقت کو زیادہ جاننے والا۔
عريفا: پہچاننے والا۔
۱۱۔ ''ق'' میں ''تخيرهم'' ہے۔''التاج'' میں ''قدحنيفا'' ہے۔
الخزانة اور التاج میں ''البخت'' ہے۔
عتاق: عتیق کی جمع ہے: آزار، خوش منظر، النجب: نجیب کی جمع ہے: شرافت۔
الطروف: طرف کی جمع ہے: اصیل گھوڑا۔
یہ سب گھوڑے کی صفات ہیں اور ان سب کے معنی گھوڑے کا نسل کے اعتبار سے اچھا ہونا ہے۔

Marfat.com

۱۲۔ وانا قد اتينا هم بزحف
يحيط بسود حصنهم صفوفا
۱۳۔ رئيسهم لنبى و كان صلها
تفسى القلب مصطبراً عزوفا
۱۴۔ رشيد الامر زوحكم و علم
وحلم لم يكن نزقا خفيفا
۱۵۔ نطيع نبينا و نطيع ربّا
هو الرحمن كان بنا رؤوفا
۱۶۔ فإن تلقوا إلينا السلم نقبل
ونجعلكم لنا عضدا وريفا
۱۷۔ وإن تأبوا نجاهد كم و نصبر
ولا يك امرنا رعشا ضعيفا
۱۸۔ نجالد ما بقينا او تنيبوا
إلى الإسلام ازعانا مضيفا

۱۲۔ زحف: لشکر

۱۳۔ ''ق'' میں مصطبرا عروفا ہے۔

۱۴۔ ''ق''، ''ب'' اور ''سمط النجوم'' میں ''زا حکم'' ہے۔
ابن کثیر نے بھی یہی لکھا ہے۔
نزق: زیادہ غصہ کرنے والا۔

۱۶۔ الریف: شاداب زمین، سبزہ زار، پانی کے قریب کی زمین

۱۷۔ ''ب'' میں ''وان تابوا'' ہے۔ رعشا: متزلزل، فانی

۱۸۔ نجالد: تلواروں کے ساتھ لڑائی، مضیفا: ٹھکانا

Marfat.com

۱۹۔ نجاهد لا نبالی من لقینا
أهلکنا التلاذ أم الطریفا
۲۰۔ وکم من معشر البوا علینا
صمیم الجذم منهم والحلیفا
۲۱۔ اتونا لا یرون لهم کفاء
فجدعنا السامع والانوفا
۲۲۔ بکل مهند لین صقیل
نسوقهم بها سوقا عنیفا
۲۳۔ لأمر اللّٰه والإسلام حتی
بقوم الدین معتدلا حنیفا
۲۴۔ وتنسی اللات والعزی وودٌ
ونسلبها القلائد والشنوفا
۲۵۔ فأمسوا قد أقروا واطمانوا
ومن لا یصتقع یقتل خسوفا

۱۹۔ ''ق'' میں ''نجالد میں لقینا لا نبالی'' ہے۔ سمط النجوم میں ''مانبالی'' ہے۔
التلاذ: پرانا مال الطریف: نیا مال
۲۰۔ الجذم: اصل۔ جڑ
۲۱۔ کفاء: مثل، مانند۔ جدعنا: ہم نے کاٹا۔
۲۲۔ ''ق''، ''ش''، ''ح'' اور وستنفلد کے نسخہ میں ''یسوقهم'' ہے۔
۲۳۔ حنیفا: سیدھا۔
۲۴۔ اللات والعزی وود: عرب میں جاہلیت کے زمانے کے بت
القلائد: قلادہ کی جمع ہے۔ جو گردن میں ڈالا جاتا ہے۔
الشنوف: شنف کی جمع ہے، کان کے زیور۔
۲۵۔ ''ش''، ''ب'' اور سمط النجوم میں ''یقبل خسوفا'' ہے۔ ابن کثیر نے بھی یہی لکھا ہے۔
الخسوف: ذلت

Marfat.com

مراثی

حادثہ فاجعہ وصال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

دوشنبہ چاشت کے وقت رحمت دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس دار فانی سے رخصت ہو گئے۔ جب یہ خبر صحابہ کرام اور مسلمانوں کو ملی تو وہ صدمہ سے نڈھال ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے جری اور با حوصلہ شخص اپنے ہوش کھو بیٹھے اور آپؐ کے وصال کا یقین کرنے کو تیار نہیں تھے۔ جس وقت آپؐ کا انتقال ہوا اور لوگ اس کی تصدیق کرنے کے لیے جمع ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا ''بہت سے منافقین کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی ہے۔ حالانکہ خدا کی قسم آپؐ فوت نہیں ہوئے۔ البتہ وہ اپنے رب کی طرف گئے ہیں۔ جیسا کہ موسیٰ بن عمران گئے تھے۔ موسیٰ بن عمران چالیس رات تک اپنی قوم سے غائب رہے اور لوگوں نے کہنا شروع کیا وہ وفات پا گئے ہیں۔ جب کہ بعد میں وہ اپنی قوم میں لوٹ آئے تھے۔ خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح واپس آ جائیں گے۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام واپس آ گئے تھے۔ پھر آپؐ لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹیں گے جو یہ کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصال پا گئے ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس دن اپنے اہل خانہ کے پاس مقام سخ گئے ہوئے تھے۔ ان کو آپؐ کی وفات کی خبر ملی تو آئے مسجد کے دروازے پر رک گئے۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ تقریر کر رہے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف کوئی توجہ نہ فرمائی اور حضرت عائشہ کے گھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے۔

آپؐ کے چہرہ کو کھولا جو ایک یمنی چادر سے ڈھکا ہوا تھا اور آپؐ کی پیشانی پر بوسہ دینے کے بعد کہا۔

''یأبی انت و أمی۔ أما الموتة التی کتب اللّٰہ علیك
فقد زفنها ثم لن تصبیك بعدها موته أبدا۔

Marfat.com

آپ پر میرے ماں باپ قربان جو وفات اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے لیے مقدر فرمائی تھی وہ تو آ گئی اس کے بعد آپؐ موت کی تکلیف کبھی نہ اٹھائیں گے۔

پھر ابوبکر باہر تشریف لائے۔ حضرت عمر ابھی تک تقریر کر رہے تھے۔ ابوبکر نے کہا: عمر سہولت سے کام لو لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ خاموش نہیں ہوئے۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ عمر خاموش نہیں ہوتے تو انہوں نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

ایھاالناس انه من کان یعبد محمدا (صلی اللّٰه علیه وسلم) فان محمدا (صلی اللّٰه علیه وسلم) قد مات و من کان یعبد اللّٰه فان اللّٰه حی لایموت۔"

لوگو! جو لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت و پرستش کرتے تھے تو سن لیں محمدؐ تو وفات پا چکے ہیں اور جو لوگ اللہ کی عبادت کرتے ہیں تو اللہ بے شک زندہ ہے اور کبھی مرنے والا نہیں۔

اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۭ وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـــًٔا ۭ وَ سَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ (۳:آل عمران:۱۴۴)

اور محمد رسول ہی تو ہیں آپؐ سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں۔ تو کیا اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وفات پائیں گے یا قتل کر دیئے جائیں گے تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو بھی الٹے پاؤں پھر جائے گا وہ اللہ کو ذرہ برابر کبھی نقصان نہ پہنچائے گا اور اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو عنقریب جزاء خیر دے گا۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم لوگوں کو یہ معلوم ہی نہ تھا کہ یہ آیت نازل ہو چکی ہے۔ جب اس موقع پر ابوبکرؓ نے تلاوت کی تو لوگوں کو معلوم ہوا اور انہوں نے اس آیت کو ابوبکرؓ سے یاد کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم۔ یہ وہ آیت ہے کہ میں نے ابوبکرؓ ہی کو تلاوت کرتے سنا، پھر مجھ پر ایسی دہشت طاری ہوئی کہ میرے پاؤں زمین

Marfat.com

پر نہیں ٹک رہے تھے اور اب میں سمجھ گیا کہ واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کی خبر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے باحوصلہ آدمی کے ہوش اڑا دیے پھر اور صحابہ رضی اللہ عنہ کا کیا ذکر۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو تو اسقدر صدمہ ہوا کہ وہ مدینہ کا شہر چھوڑ کر چلے گئے اور آپؐ کے وصال کے بعد اذان دینی بھی چھوڑ دی۔ صرف ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اصرار پر اذان دی جس وقت ''محمد رسول اللہ'' کے الفاظ پر پہنچے تو رونے سے ہچکی بندھ گئی۔ پھر اتنی اذیت ناک خبر کا اثر حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ جیسے صحابی پر کیسے نہ ہوتا۔ آپ کو تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت تھی۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے آپؐ کے انتقال کی خبر ایک بڑی جماعت کو دی جس کو سن کر لوگ آپ کے گرد اکٹھے ہوگئے۔ آپ شدید رنج وغم میں ڈوبے ہوئے تھے اپنے سر پیر کا ہوش نہ تھا ایسے میں آپ کی زبان سے یہ شعر ادا ہوئے۔

(۱) من المنقارب

وقال یرثی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ☆

۱۔ یا عین فابکی بدمع ذری
لخیر البریة والمصطفی

۲۔ وبکی الرسول و حق البکاء
علیه لدی الحرب عند اللقا

۳۔ علی خیر من حملت ناقة
واتقی البریة عند التقی

۴۔ علی سید ماجد جحفل
و خیر الانام و خیر اللها

☆ حضرت کعب رضی اللہ عنہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مرثیہ میں فرماتے ہیں۔

۴۔ جحفل: بڑے مرتبہ والا، واللھا: لھوۃ کی جمع ہے۔ یہ اس کے لیے کہا جاتا ہے جو بہت زیادہ عطیہ دیتا ہے۔ جبکہ وہ بہت سخی ہو اور بہت زیادہ چیز دیتا ہو۔

Marfat.com

۵۔ له حسب فوق كل الانا
م من هاشم ذلك المرتجى
٦۔ نخص بما كان من فضله
وكان سراجا لنا فى الدجا
۷۔ وكان بشيرا لنا منذرا
و نورا لنا ضوء ه قد اضا
۸۔ فانقذنا اللّٰه فى نوره
ونجى برحمته من لظا

۸۔ لظا: یہ آگ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔

(۲)

من الطويل

وقال يرثى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم:

ا۔ وباكية حراء تحزن بالبكا
وتلطم منها خدها والمقلدا
۲۔ على هالك بعد النبى محمد
ولو علمت لم تبك الا محمدا
۳۔ فجعنا بخير الناس حياً و ميتاً
وأرناه من رب البرية مقعدا
۴۔ وافظعهم فقدا على كل مسلم
وأعظمهم فى الناس كلهم يدا
۵۔ لقد ورثت اخلاقه المجد والتقى
فلم تلقه الا رشيدا و مرشدا

حضرت کعب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرثیہ میں کہتے ہیں۔

ا۔ المقلدا: قلادہ کی جگہ کا نام۔

۵۔ الرشید: جس کی تقدیر اچھی ہو۔

Marfat.com

(۳)

من الکامل

وقال:

بمذربات بالاکف نواهل

وبکل أبیض کالغدیر مهند

مذربات: پیچھے کے دانت، تلوار کا تیز ہونا، زبان

النهل: پینا، بھوکے اونٹ۔

(۴)

من المتقارب

وقال فی رثاء الرسول صلی اللّٰہ علیه وسلم:☆

۱۔ ألا انعی النبی الی العالمینا

جمیعاً لا سیما المسلمینا

۲۔ ألا انعی النبی لا صحابه

واصحاب اصحابه التابعینا

۳۔ ألا انعی النبی الی من هدی

من الجن لیله اذ تسمعونا

۴۔ لفقد النبی امام الهدی

وفقد الملائکة المنزلینا

حضرت کعبؓ بن مالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرثیہ میں فرماتے ہیں۔

۳۔ اس شعر میں اس آیت کی طرف شارہ ہے۔

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَیْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِیَ وَلَّوْا اِلٰی قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِیْنَ .....(۴۶:احقاف:۲۹)

Marfat.com

حضرت عثمان کے مراثی

۳۵ء میں مصر کے کچھ لوگ ذی خشب آئے اور عراق کے لوگ ذی المروہ آئے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عبداللہ بن سبا ایک یہودی تھا۔ اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اسلام قبول کیا تھا پھر حجاز منتقل ہو گیا۔ اس کے بعد بصرہ چلا گیا وہاں سے کوفہ اور پھر شام گیا۔ وہ لوگوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف گمراہ کرنا چاہتا تھا۔ مگر کامیاب نہ ہوا۔ اہل شام نے اس کو نکال دیا تو وہ مصر چلا گیا اور اہل مصر کے سامنے رجعت کا مسئلہ پیش کیا۔ مصر میں وہ لوگوں کو گمراہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے اپنے داعی شہروں میں پھیلا دیے اور بہت سے لوگوں کو مختلف شہروں میں گمراہ کرنے میں کامیاب ہو گیا، جب اہل مصر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف ہو گئے اور ان کے قتل کے ارادے سے ذی خشب میں اترے۔ تو ان کا ارادہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کا تھا۔ حضرت عثمان نے ان کو باز رکھنے کے لیے مختلف دلائل اور تدابیر اختیار کیں لیکن انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ بہت سے صحابہ نے رائے دی کہ ان سے جنگ کی جائے لیکن آپؓ نے اس کی جازت نہ دی ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آپؓ نے بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مدد کے لیے تلوار نکالی تھی لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے کہنے سے دوبارہ نیام میں کر لی۔ صحابہ کرام کے بار بار کہنے پر کہ ان سے جنگ کی جائے۔ آپؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک عہد لیا تھا میں اسی پر صابر ہوں۔ آخر کار ایک دن باغی مکان کے اندر داخل ہو گئے۔ اس وقت آپؓ قرآن کی تلاوت فرما رہے تھے۔ کنانہ بن بشیر بن عتاب نے برچھیں مار کر آپ کو قتل کر دیا۔

حضرت عثمان کی شہادت کا حادثہ صحابہ کرام کے لیے معمولی حادثہ نہ تھا، صحابہ کرام اپنے اپنے الفاظ میں اظہار افسوس بھی کر رہے تھے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمات کو خراج تحسین بھی پیش کر رہے تھے۔ ابن عباس نے کہا کہ اگر سب لوگ قتل عثمان پر متفق ہو جاتے تو ان پر اس طرح آسمان سے پتھر برسائے جاتے جس طرح قوم لوط پر برسائے

Marfat.com

گئے۔ حذیفہ نے کہا کہ اس طرح (انہوں نے اپنے ہاتھ کا حلقہ بنایا یعنی دسوں انگلیوں کے سروں کو ملایا) اسلام میں شگاف کئے جائیں گے ایک شگاف ایسا ہوگا جسے پہاڑ بھی پر نہ کر سکے گا۔ ابو قلابہ سے مروی ہے کہ جب ثمامہ بن عدی کو جو صنعا میں امیر تھے اور ان کو شرف مصاحبت حاصل تھا اس سانحے کی خبر پہنچی تو خوب روئے پھر کہا کہ یہ اس وقت ہوا جب خلافت نبوت امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے چھین لی گئی اور جبری سلطنت قائم ہوگئی کہ جس کسی نے چیز پر قابو پایا وہی اس کو کھا گیا۔ ابو حمید الساعدی (جو بدر میں حاضر ہوئے تھے) نے کہا کہ اے اللہ تیرے ہی لیے مجھ پر واجب ہے کہ میں ایسا نہ کروں اور ایسا نہ کروں اور نہ ہنسوں یہاں تک کہ موت کے بعد تجھ سے ملوں۔ ابو صالح سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ کے سامنے جب عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ذکر کیا جاتا تو رو دیتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کی ہچکیاں بندھ جاتی تھیں۔ زید بن علی کہتے ہیں کہ زید بن ثابت یوم الدار میں عثمان رضی اللہ عنہ پر روتے تھے۔ عبداللہ بن سلاح نے قتل عثمان رضی اللہ عنہ کے دن کہا کہ آج عرب ہلاک ہوگیا۔ انہوں نے یہ بھی کہا ''واللہ تم ایک قطرہ خون بھی بہاؤ گے تو ضرور اس کی وجہ سے اللہ سے تمہیں زیادہ دوری ہو جائے گی۔ ابی قلابہ سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ عثمان رضی اللہ عنہ قیامت کے روز اپنے قاتلین میں حکم بنائے جائیں گے۔ حضرت علیؓ نے عثمان کی شہادت کے موقع پر کہا کہ نہ میں نے قتل کیا اور نہ میں نے حکم دیا لیکن میں مغلوب ہوگیا اس کو وہ تین مرتبہ کہتے تھے۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلی سے مروی ہے کہ میں نے احجار الزیت کے پاس علی رضی اللہ عنہ کو اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہتے سنا کہ اے اللہ میں امر عثمان رضی اللہ عنہ سے تیرے سامنے اپنی برأت ظاہر کرتا ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو برتن کی طرح مانجا پھر ان کو قتل کر دیا۔ حسان بن ثابت نے اس موقع پر یہ شعر کہے۔

Marfat.com

وكان اصحاب النبى عشية
بدون تفحر عند باب المسجد
ابكى ابا عمرو نحن بلائه
امسى رهينا فى البقيع الغرقد

ترجمہ: گویا اصحاب نبی عشاء کے وقت قربانی کے اونٹ ہیں جو مسجد کے دروازے کے پاس ذبح کیے جا رہے ہیں۔ میں ابوعمر پر ان کے جس امتحان کی وجہ سے روتا ہوں جس نے اس حالت میں شام کی کہ وہ بقیع الفرقد میں مقیم تھا۔

حضرت عثمان کے مراثی

(۱)

من الطويل

وقال فى رثاء عثمان رضى الله عنه ایضاً ☆

لقد عجبت لقوم أسلموا بعد عزهم
امامهم للمنكرات و للغدر

☆ حضرت کعبؓ بن مالک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مرثیہ میں کہتے ہیں۔
اس شعر میں ''لقد'' زیادہ ہے۔
المنكرات: انکار کیا۔

(۲)

من الطويل

وقال فى رثاء عثمان بن عفان رضى الله عنه:

ا۔فان أمسى قد انكرت جسمى و قوتى
وأدركنى ما يدرك المرء فى العمر

☆ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مرثیہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

Marfat.com

۲۔ فلا ضیر ان اللّٰہ اعطی و نالنی
مواقف ترجی غیر من ولا فخر
۳۔ واثنی من القوم الذین سمعتم
أجابوا ولبوا دعوۃ اللّٰہ فی الامر
۴۔ انابوا ولم یفتنھم ما أصابھم
من النکث فیھا والبلاء بل الوتر
۵۔ فجادوا بحوباء النفوس ولم یروا
لھم ھذہ الدنیا کعاقبۃ الدھر
۶۔ وما جعلوا من دون امر رسولھم
لدن آزروہ من ورود ولا صدر
۷۔ و یأمر ھم أمثال سعد و منذر
و أمثال عبدالحارث الحسن الذکر
۸۔ و نعمان و ابن الجد و ثابت بن قـ
یسٍ و أمثال ابن عفراء بالصبر
۹۔ وامثال ابن عمرو وامری القیس منھم
وامثال محمود و مثل أبی عمرو
۱۰۔ و مثل رجال فیھم لم اسمھم
و کم من نجیب فی طوائفھم شمر

۲۔ ضیر: نقصان
۴۔ الوتر: دشمن، بدلہ لینا۔ بدلہ لینے میں ظلم کرنا۔ کمان کی تانت
۵۔ حوباء: نفس۔ جان،
۸۔ ابن الجد: معن بن عدی بن الجد
ابن عفراء: عوف یا ان کے بھائی معاذ بن الحارث بن النجار
۹۔ امراؤ القیس: وہ ابن الصبغ الکلبی ہیں۔
۱۰۔ الشمر: کسر کے ساتھ: آزمودہ کام

Marfat.com

۱۱۔ورهط مع الفاروق والمرء عامر
وزيد و زيد الامير ابى بكر
۱۲۔مع ابن كنود و ابن جحش و مصعب
و ذى العاتق المضروب يوم رحى بدر
۱۳۔ و طلحة والحجاج منهم و حاطب
و ليس ابن عوام بناس ولا عمرو
۱۴۔و عمرو عثمان بن عفان و الفتى
ابو مرثد سقيا لذلك فى الاجر
۱۵۔تضاعف ما اسدوا من الخير كله
وما أمر معروف المشاهد كالنكر

۱۱۔ یہ بیت اسی طرح ہے لیکن اس کا وزن گرا ہوا ہے۔
۱۴۔ ابو مرثد: ابومرثد الغنوی۔ان کا نام کناز بن حصین ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سارے غزوات میں شریک ہوئے۔

(۳)

من الطویل

وقال يحرض الانصار على نصرة عثمان و بينهم على خذلانه:☆
۱۔ فلو حلتم من دونه لم يزل لكم
يد الدهر عز لا يبوخ ولا يسرى
۲۔ ولم تقعدوا والدار كاب دخانها
يحرق فيها بالسعير و بالجمر
۳۔ فلم أر يوما كان اكثر ضيعة
وأقرب منه للغواية والنكر

☆ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ انصار کو حضرت انصار کی مدد پر ابھارتے ہوئے فرماتے ہیں۔
۱۔ یبوخ: ختم ہونا، یسری: کھولنا
۲۔ کاب دخانها: جس کا دھواں بہت زیادہ ہو۔

Marfat.com

(۴)

من الطويل

وقال :(☆)

۱۔فلا و أبيك الخير ما بين واسط
الى ركن سلع من عوان ولا بكر

۲۔ احب الى كعب حديثا و مجلسا
من اخت بنى النجار لو انها تدرى

۱۔ واسط: منی میں ایک پہاڑ ہے۔ سلع: مدینہ میں ایک پہاڑ ہے۔
عوان: نوجوان عورت البکر: چھوٹی لڑکی

(۵)

من الطويل

وقال فى رثاء عثمان رضى اللّٰه عنه ☆
تمنى كتاب اللّٰه اول ليله
وآخره لاقى حمام المقادر

حضرت کعبؓ بن مالک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مرثیہ میں کہتے ہیں۔
تمنی کتاب اللّٰہ: قرآن کی تلاوت کرنا۔

(۶)

من الكامل

وقال فى رثاء عثمان رضى اللّٰه عنه ☆

۱۔ يا للرجال للبك المخطوف
ولد معك المترقرق المنزوف

۲۔ ويح لامرقد اتانى رائع
هد الجبال فأنقضت برجوف

☆ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ حضرت عثمان کے مرثیہ میں کہتے ہیں۔
۱۔ المنزوف: جس کے آنسو خشک ہو جائیں۔
۲۔ التمهيد والبيان میں "فانغضت برخوف" ہے۔
رجوف: حرکت واضطراب

Marfat.com

۳۔ قتل الخليفة كان امرا مغظعاً
قامت لذالك بلية التخويف
۴۔ قتل الامام له النجوم خواضع
والشمس بازغة له بكوف
۵۔ يالهف نفسى اذ تولوا غدوة
بالنعش فوق عواتق و كتوف
۶۔ ولو ودلوا فى الضريح اخاهم
ماذا اجن ضريحه المسقوف
۷۔ من نائل أو سوُدد و حمالة
سبقت له فى الناس أو معروف
۸۔ كم من يتيم كان يجبر عظمه
أمسى بمنزله الضياع يطوف
۹۔ فرجتها عنه برحمك بعدما
كادت و أيقن بعدها بحتوف
۱۰۔ مازال يقبلهم و يراب ظلمهم
حتى سمعت برنة التلهيف

۳۔ التمهید والبیان میں "قامت بذاك" ہے۔
۶۔ اجن: جامع: اگر بیت میں قصیدہ کا قافیہ مسکورہ ہوتو زیادہ اچھا ہے۔
۷۔ نائل: دینا سودد: سردار ہونا۔
الحمالة: فتح کے ساتھ: قوم کے اوپر جو ٹیکس ہو اس کو برداشت کرنے والا۔
۸۔ التمهید میں أمسى بمنزلة ہے۔
۹۔ حتوف: حتف کی جمع ہے۔موت
۱۰۔ يراب: اصلاح کرنا
التلهيف: غم
الرنة: غم میں چیخنا۔

Marfat.com

۱۱۔ أمسى مقيما بالبقيع و اصبحوا
متفرقين قد اجمعوا بخفوف

۱۲۔ النار موعدهم بقتل امامهم
عثمان ظهرأ فى البلاد عقيف

۱۳۔ جمع الحمالة بعد حلم راجع
والخير فيه مبين معروف

۱۴۔ يا كعب لا تنفك تبكى مالكا
مادمت حيّا فى البلاد تطوف

۱۵۔ فابك ابا عمرو عتيقا وأصلا
و لواء هم اذ كان غير سخيف

۱۶۔ وليبكه عند الحافظ لمعظم
والخيل بين مقانب و صفوف

۱۷۔ قتلوك يا عثمان غير مدنس
قتلًا لعمرك واقفا بسقيف

۱۱۔ التمہید میں "بخفوف" ہے۔
البقیع: اہل مدینہ کا قبرستان۔ خفوف: قوم میں کمی

۱۲۔ التمہید میں طهر ہے۔
قتل ظهرا: ناگہانی ہلاکت۔ دھوکے کے ساتھ قتل کرنا۔

۱۳۔ یہ شعر اس قصیدہ کا عمدہ ترین شعر ہے۔

۱۴۔ التمہید میں "تبکی هالکا" ہے۔

۱۵۔ التمہید میں عفیفا..... والرأیه..... ہے۔
العتیق: ہر چیز میں سے عمدہ ہونا، سخیف: کم عقل

۱۶۔ الحفاظ: محافظ،
مقانب: مقنب کی جمع ہے۔ ایسے گھوڑے کو کہتے ہیں جو تیس اور چالیس سال کے درمیان ہو اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بیس اور تیس سال کے درمیان ہو۔

(۱۷) التمہید میں "واقعا" ہے۔

Marfat.com

(۷)

من الرجذ

وقال:☆

الحمد للّٰہ الذی قد شرفا
قومی و اعطاهم معا و غطرفا

غطرف: سردار بنانا

(۸)

من الطویل

وقال فی رثاء عثمان بن عفان رضی اللّٰہ عنه:☆

۱۔ فکف بدیه ثم اغلق بابه
وأیقن أن اللّٰہ لیس بغافل

۲۔ وقال لمن فی داره لاتقاتلوا
عفا اللّٰہ عن کل امری لم یقاتل

۳۔ فکیف رأیت اللّٰہ صب علیهم الـ
مداوة والبغضاء بعد التواصل

۴۔ وکیف رأیت الخیر أدبر عنهم
و ولی کإدبار النعام الجوافل

☆ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ حضرت عثمان بن عفانؓ کے مرثیہ میں کہتے ہیں۔

۱۔ الاغانی میں: ''کف یدیه'' ہے اور یہ وزن کے لحاظ سے برابر نہیں ہے۔

۲۔ اس شعر میں ابو ہریرہ کی روایت کی طرف اشارہ ہے۔ وہ روایت یہ ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو اور اپنے اسلحہ کو گھر میں بند کرے تو اس سے قتال نہ کرو۔

۳۔ الاستیعاب اور التمهید میں ''القی علیهم العداوة'' ہے۔

۴۔ سیر اعلام النبلاء، الاستیعاب، تاریخ الخلفاء اور سیر السلف میں..... ''ادبر بعده عن الناس ادبار الریاح الجوافل'' ہے۔
التمهید، تاریخ الذهبی، السیرة النبویه از ابن کثیر اور فیض الوارد میں ''ادبر بعده عن الناس ادبار النعام الجوافل'' ہے۔

Marfat.com

(۹)

من البسیط

وقال فی رثاء عثمان بن عفان رضی اللّٰہ عنہ (☆)

۱۔ یا للرجال لا مرهاج لی حزنا
لقد عجبت لمن یبکی علی الدمن

۲۔ انی رایت قتیل الدار مضطهداً
عثمان یهدی الی الاجداث فی کفن

۳۔ یا قاتل اللّٰہ قوماکان امرهم
قتل الامام الذکی الطیب الردن

۴۔ ماقاتلوه علی ذنب ألم به
الا الذی نطقوا زوراً ولم یکن

۵۔ قد قتلوه و اصحاب النبی معا
لو لا الذی فعلوا لم نبل بالفتن

☆ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ حضرت عثمان بن عفان کے مرثیہ میں فرماتے ہیں۔

۱۔ دیوان حسان میں.....لد مع هاج بالسنن اذنی عجبت ..... ہے۔

۲۔ دیوان حسان میں

رایت امین اللّٰہ مصطهدا
عثمان رهنا لدی الاجدات والکفن ہے۔

التمهید میں

رایت امین اللّٰہ مضطجعا
عثمان یهدی الاجداث فی کفن ہے۔

۳۔ دیوان حسان اور التبیان میں..... کان شانهم..... الامین السلم الفطن ہے۔
التمهید میں "الفطن" ہے۔
الردن: قوم کے سردار۔

۴۔ دیوان حسان اور التبیان میں "نطقوا بوقا" ہے۔

Marfat.com

٦۔ قد قتلوه نقيبا غير ذى ابن
صلى الا له على وجه له حسن
٧۔قد جمع الحلم والتقوى لمعصمة
مع الخلافة امرا كان لم يشن
٨۔ هدابه كان رأى فى قرابته
لم يحظ شيئاً من الدُنيا ولم يخن

٦۔ ابن: عداوات۔دشمنی

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمانؓ سے اس قدر لگاؤ تھا کہ شہادت عثمانؓ کے موقع پر آپ نے حضرت عثمانؓ کی مدد کی اور انصار کو حضرت عثمان کی مدد پر ابھارا حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمانؓ کی حمایت میں مصریوں کے خلاف ہتھیار بھی لگائے تھے لیکن حضرت عثمانؓ کے کہنے پر واپس ان کو میان میں کرلیا۔ جب امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کردیے گئے تو انصار کی جماعت کے درمیان مسجد میں کھڑے ہوکر یہ مرثیہ پڑھا جس کو سن کر لوگ زاروقطار رونے لگے اور خدا تعالیٰ سے معافی طلب کرنے لگے۔

(۱۰)

من الكامل
ولما قتل عثمان رضى اللّٰه عنه وقف على مجلس الانصار فى مسجد الرسول عليه السلام فانشدهم ☆
١۔ من مبلغ الانصار عنى آية
رسلا تقص عليهم التبيانا
٢۔ رسلا تخبركم بما أوليتم
أن البلاء يكشف الانسانا

☆ جب قتل ہوگئے حضرت عثمان تو مسجد رسول میں انصار کی مجلس میں کھڑے ہوکر حضرت کعبؓ بن مالک نے فرمایا:

Marfat.com

۳۔ ان قد فعلتم فعلة مذكورة
كست الفضوح و أبدت الشنانا
۴۔ بعقود كم فی دراكم و اميركم
تحشی ضواحی داره النيرانا
۵۔ بينا يرجی دفعكم عن داره
ملئت حريقا كابيا و دخانا
۶۔ حتی اذا خلصوا الی أبوابه
دخلوا عليه صائعا عطشانا
۷۔ يعلون قلته السيوف و انتم
متلبثون مكانكم رضوانا
۸۔ اللّٰه يعلم اننی لم ارضه
لكم صنيعا يوم زاك و شانا
۹۔ يالهف نفسی اذ يقول ألا أری
نفرًا من الأنصار لی اعوانا
۱۰۔واللّٰه لو شهد ابن قيس ثابت
و معاشر كانوا له اخوانا

۳۔ الشنان: غصہ والا۔
۴۔ التمہید اورالبیان میں "تغشی ضواحی" ہے۔
تحشی: بھڑکانا۔
۵۔ الکابی: جس کا غصہ ختم نہ ہوتا ہو۔
۷۔ القلة: کمی رضوانا: اس کا مصدر رضی ہے: خوشی
۱۰۔ ابن قیس: ثابت بن قیس بن الشماس الانصاری۔

Marfat.com

۱۱۔وابو دجانة و ابن ارقم ثابت
و اخوالمشاهد من بنی عجلانا
۱۲۔و رفاعة العمری وابن معاذهم
واخو معاوی لم یخف خذلانا
۱۳۔قوم یرون الحق نصر امیر هم
و یرون طاعة أمره أیمانا
۱۴۔ و قوام أمر المسلمین امامهم
یزع السفیه و یقمع العدوانا
۱۵۔ فوددت لو کنتم بذلتم عهدکم
لبقی اسیر کم علی ما کانا
۱۶۔ و کردتم کر المحافظ انما
یسعی الحلیم لمثله احیانا
۱۷۔ فمنعتموه او قتلتم حوله
متلیین البیض والابدانا

۱۱۔ ابو دجانة: سماك بن خرشة الانصاری۔ ابن ارقم: (صحیح کلمہ اقرم ہے)۔ثابت بن ارقم صحابی ہیں۔

اخو المشاهد: معن بن عدی۔ان کا نام ''جنگ کا بھائی'' ہے کیونکہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔

۱۲۔التمہید میں "واخوامعودة" ہے۔

اخو معنة: یہ المنذر بن عمرو ہیں۔ یوم بئر معونہ کے دن قتل ہوئے۔مسلمانوں کی جماعت کے امیر تھے۔ان کا نام معونہ کا بھائی رکھا گیا ہے۔

رفاعة العمری: رفاعة بن عبدالمنذر العمری الانصاری، ابن معازهم: سعد بن معاذ۔

۱۳۔ "التمهید" میں ''کانوا یرون الحق نصر امامهم" ہے۔

۱۴۔یزع: روکنا۔

۱۷۔متلیین: لدا ہوا۔

البیض: ابیض کی جمع ہے۔ایسی تلوار جس کی سفیدی کی وجہ سے اس کو یہ نام دیا گیا ہو۔

Marfat.com

۱۸۔ ولقد عتبت على معاشر فيكم

يوم الوقيعة أسلموا عثمانا

۱۹۔ ان يتركوا فوضى يكن فى دينهم

امرا يضيق عنهم البلدانا

۲۰۔ فليغلبن اللّٰه كعب وليه

وليجعلن عدوه الذلانا

۲۱۔ انى رايت محمدا اختاره

صهرا و كان يعده خلصانا

۲۲۔محض الضرائب ماجدا اعراقه

من خير خندف منصبا و مسكانا

۲۳۔ عرفت له عليا معبد كلها

بعد النبى الملك والسلطانا

۲۴۔من معشر لا يغدرون بجارهم

كانوا بمكة يرتعون زمانا

۲۵۔ يعطون سائلهم و بأمن جارهم

فيهم و يردون الكماة طعانا

۲۰۔ التمہید میں "ولیعلین" ہے۔

۲۱۔ التمہید میں "و کان لنفسه خلاصانا ہے۔ الخلصان: مخلص دوست۔

۲۲۔ محض: خالص۔

۲۳۔ "التمہید" میں "المجد و السلطانا" ہے۔

۲۵۔ "التمہید" میں "بمکه یرفعون رسانا" ہے۔

Marfat.com

۲۶۔ فلو انکم مع نصرکم لنبیکم
یوم اللقاء نصرتم عثمانا
۲۷۔ انسبتم عهد النبی الیکم
ولقد ألظ ووکد الأیمانا
۲۸۔ بعنی غداة تلا الصحیفة فیکم
فأهجتم و قبلتم الادیانا
۲۹۔ الا توالوا ما تفور راکب
أخزی المنون موالیا اخوانا

۲۷۔ الظ: الزام لگانا۔
۲۹۔ لسان اور تاج میں یہ شعر اس طرح بیان ہوا ہے۔
ان لا تزالوا ما تغرد طائر اخری المنون موالیا اخوانا
تفور: جو کسی مقام سے مطمئن ہوں۔ المنون: آخیر زمانہ تک۔ موت

(۱۱)

من البسیط

وقال: ☆
۱۔ من یفعل الحسنات اللّٰه یشکرها
والشر بالشر عنداللّٰه سیان
۲۔ وانما قوة الانسان ماعمرت
عاریة کارتداد الثواب للسان
۳۔ إن یسلم المرء من قتل و من مرض
فی لذة العیش ابلاه الجدیدان
۴۔ فانما هذه الدنیا و زینتها
کالذار لا بد یوما انه فان

۱۔ سیبویہ، سر الصناعة، شواهد التوضیح اور شرح شواهد المغنی میں "مثلان" ہے۔ سیان: برابر
۲۔ الانسان: انسان
۳۔ الجدیدان: دن رات
۴۔ شرح الشواهد المغنی میں "زهرتها مکان زینتها" ہے۔

Marfat.com

حضرت حمزہ کے مراثی

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ عبدالمطلب کے بیٹے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے۔ ان کی والدہ سیدہ آمنہ بنت وہب کی چچازاد بہن تھیں۔ حضرت حمزہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی بھی تھے۔ مواخاۃ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا بھائی اپنے محبوب غلام حضرت زید بن حارثہ کو مقرر فرمایا۔ یہ غزوہ احد تک تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ غزوہ بدر میں چونکہ انہوں نے کفار قریش کے بہت سے نامی گرامی آدمیوں کو قتل کیا تھا اس لیے جبیر بن مطعم نے اپنے ایک حبشی غلام وحشی کو انعام کا لالچ دے کر ان کو قتل کرنے کو کہا۔ یہ غلام دور سے حربہ مارنے کا ماہر تھا۔ یہ بہت بہادری سے لڑ رہے تھے کہ وحشی نے دور سے حربہ پھینک کر حمزہ کو شہید کر دیا۔ ابوسفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ نے حمزہ کے ناک کان کا ہار بنایا۔ نیز شکم چاک کر کے جگر نکالا اور چبا چبا کر تھوک دیا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس حالت میں دیکھا تو سخت رنج ہوا اور فرمایا میں تمہارے بدلہ ان کے ستر آدمی مثلہ کروں گا لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر کی تلقین کی اور ناجائز انتقام کی ممانعت کر دی۔

(۱)

من المنقارب

وقال یرثی حمزة بن عبدالمطلب رضی اللّٰه عنه

۱۔ نشجت و هل لك من منشج

و کنت متی تذکر تلجج

☆ حضرت کعبؓ بن مالک حضرت حمزہ کے مرثیہ میں کہتے ہیں۔

۱۔ ابن کثیر اور سمط النجوم میں "متی تذکر" ہے۔

نشجت: آواز کے ساتھ رونا تلجج: کسی چیز پر قائم رہنا۔

Marfat.com

۲۔ تذکر قوم أتانی لهم
احادیث فی الزمن الاعوج
۳۔ فقلبك من زكرهم خافق
من الشوق والحزن المنفج
۴۔ وقتلاهم فی جنان النعیم
كرام المداخل والمخرج
۵۔ بما صبروا تحت ظل اللواء
لواء الرسول بذی الاضوج
۶۔ غداة اجابت باسیافها
جمیعا بنو الاوس والخزرج
۷۔ وأشیاع احمد إذ شایعوا
علی الحق ذی النور والمنهج
۸۔ فما برحوا یضربون الكماة
و یعضون فی القسطل المرهج
۹۔ كذلك حتی دعاهم ملیك
إلی جدةٍ دوحة المولج

۲۔ "ق" میں "اتانی نهم" ہے۔
۵۔ الاضوج: واوساکن کے ساتھ: وادی کی جانب۔فتح کے ساتھ۔مدینہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے۔
۶۔ "ق" میں "عداة اجادت باسیافها" "بنو اوسها و بنوالخزرج
۷۔ شایعوا: ہم تابع تھے، المنهج: واضح راستہ
۸۔ الكماة: اس کا واحد "الكمی" ہے بہادر۔
القسطل: گردوغبار المرهج: فضا کا بلند حصہ، غبار اڑنا۔
۹۔ الدوحة بڑا درخت المولج: داخل ہونا۔

Marfat.com

۱۰۔ فکلهم مات حر البلاء
علی ملة اللّٰه لم یحرج

۱۱۔ کحمزة لما و فی صادقا
بذی هبة صارم سلجج

۱۲۔ فلا قاه عبد بنی نوفل
یبربر کالجمل الادعج

۱۳۔ فأوجره جربة کالشهاب
تلهب فی اللهب الموهج

۱۴۔ ونعمان او فی بمیثاقه
و حنظله الخیر لم یحنج

۱۰۔ ''ق'' میں ''وکلهم..... یخرج'' ہے۔ حر البلاء: خالص آزمائش
لم یحرج: گناہگار نہ ہونا۔

۱۱۔ ''ق'' میں ''لذی هیبة'' ہے۔
بذی هبة: ایسی تلوار جو بہت زیادہ جنگ میں کام آئی ہو۔ کاٹنے والی تلوار
سلجج: تیز تلوار

۱۲۔ ''ق'' میں ''الاهوج'' ہے۔ عبد بنی نوفل: وحشی، غلام جبیر بن مطعم
یبربر: بلند آواز سے بے معنی آوازیں نکالنا۔ الجمل الادعج سیاہ اونٹ

۱۳۔ اوجرہ: سینہ پر تیر مارنا۔
الشهاب: آگ کا ٹکڑا الموهج: بھڑکائی ہوئی۔

۱۴۔ نعمان: نعمان بن عمرو یا ابن مالک بن ثعلبۃ: دونوں کا تعلق انصار سے ہے۔
حنظلة الخیر: حنظلہ بن ابی عامر ہے جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا تھا کہ ان کو شہید ہونے کے بعد فرشتوں نے غسل دیا تھا۔
لم یحنج: جس نے حق سے چہرہ نہ موڑا ہو۔

Marfat.com

۱۵۔ عن الحق حتی غدت روحه
إلی منزل فاخر الزبرج
۱۶۔ أولئك لامن ثوی منكم
من النار فی الدرك المرتج

۱۵۔ ''ق''میں''عن الحق ثمة هم اشخصوا'' ہے۔
الزبرج: کپڑے کے نقش ونگار کی خوبصورتی
۱۶۔ سمط النجوم میں''ثوی فیکم'' ہے''ق''میں الی النار ہے۔
الدرك۔ گھٹیا۔
المرتج۔ بند۔

(۲)

من الکامل

وقال یبکی حمزه رضی اللّٰه عنه:
۱۔ طوقت همومك فالرقاد مسهد
وجزعت ان سلخ الشباب الاغید
۲۔ ودعت فوادك للهوی ضمریة
فهواك غوری و صحبك منجد

☆ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ حضرت حمزہ کے مرثیہ پر روتے ہوئے کہتے ہیں۔
۱۔ مسهد: کم سونے والا و اراد بالرقاد مسهد: کم سونے والا۔
الاغید: نعمتوں والا۔
۲۔ ''غ''ب''اور''ق''میں''وصحوك منجد'' ہے۔
ابن کثیر نے''صحوك'' لکھا ہے۔
ضمریة: قبیلہ ضمرۃ کی طرف اشارہ ہے۔
غوری: غور کی طرف اشارہ ہے۔

Marfat.com

۳۔ فدع التمادی فی الغوایۃ سادرا
قد کنت فی طلب الغواۃ تفند
۴۔ ولقد أنی لك أن تناهی طائعا
أو تستفیق اذا نهاك المرشد
۵۔ ولقد هدرت لفقد حمزۃ هدۃ
ظلت بنات الجوف منها ترعد
۶۔ ولوانه فجعت حراء بمثله
لرأیت راسی صخرها یتبدد
۷۔ قرم تمکن فی زوأبۃ هاشم
حیث النبوۃ والحدی السؤدد
۸۔ والعاقر الکوم الجلاد اذا غدت
ریح یکاد الماء منها یجمد
۹۔ والتارك القرن الکمی مجدلا
یوم الکریهۃ والقنا یتقصد

۳۔ تفند: ضعیف العقل
۴۔ ''ب'' میں ''ولقد'' ہے۔ انی: ہلاک ہونا۔
۵۔ ''ب'' میں ''هذۃ'' ہے۔ ''ب'' میں ''بنات الخوف'' ہے۔
۶۔ عیون الاثر میں بمثلها ..... یتهدد ہے۔ حراء: مکہ میں پہاڑ کا نام ہے۔
الراسی: ثابت
۷۔ القرم: بڑا سردار، زوابۃ هاشم: ہاشم کا خاندان
''ق'' اور ''ح'' میں ''الکوم الجیاد'' ہے۔
۸۔ الکوم: کوماء کی جمع ہے: بلند کوہان والا اونٹ
الجلاد: طاقتور، مضبوط
۹۔ ح اور سمط النجوم میں ''ینفصد'' ہے۔ الکمی: بہادر یتقصد: توڑ دینا۔

Marfat.com

۱۰۔ وتراه يرفل فى الحديد كأنه
ذو لبدة شثن البراثن أربد
۱۱۔ عم النبى محمد و صفية
ورد الحمام فطاب ذاك المورد
۱۲۔ وأتى المنية معلما فى أسرة
نصروا النبى و منهم المستشهد
۱۳۔ولقد إخال بذاك هندا بشرت
لتميت داخل غصة لا تبرد
۱۴۔ مما صبحنا بالعقنقل قومها
يوما تغيب فيه عنها الأسعد
۱۵۔ و ببئر بدر إذ يرد وجوههم
جبريل تحت لوائنا و محمد
۱۶۔ حتى رأيت لدى النبى سراتهم
قسمين: يقتل من نشاء و يطرد

۱۰۔ وستنفلد کے نسخہ میں "یرقل" ہے۔"ق" میں "ازبد" ہے۔
یرفل: فخر ومباحات سے چلنا، تکبر سے چلنا
ذولبدة: شیر
الحدید: شیر کا پنجہ الاربد: چتکبرا، خاکستری رنگ والا ہونا۔
۱۲۔ معلما: مشہور علامت جو لڑائی میں شناخت کے لیے استعمال ہوتی ہے۔
اسرة: آدمی کا قبیلہ اور قوم۔۳ سے دس تک کی ٹولی۔
۱۴۔ العقنقل: ریت کا ٹیلہ۔اس سے مراد بدر کے قریب وہ ٹیلہ ہے جہاں جنگ ہوئی تھی۔
۱۶۔ باقی سب روایات میں "نقتل من نشاء و نطرد" ہے۔
یطرد: جلاوطن کرنا۔

Marfat.com

۱۷۔ فأقام بالعطن المعطن منهم

سبعون: عتبة منهم وألاسود

۱۸۔ وابن المغيرة قد ضربنا ضربة

فسوق الوريد لها رشاش مزبد

۱۹۔ وأمية الجمحى قوم ميله

عضب بأيدى المومنين مهنَّد

۲۰۔ فأتاك فل المشركين كأنهم

والخيل تثفنهم نعمام شرد

۲۱۔ شتان من هو فى جهنم ثاوياً

أبداً و من هو فى الجنان مخلد

۱۷۔ الاستیعاب میں "الطعن المطعن" ہے۔

العطن: پانی کے اردگرد اونٹ کی سواری کرنا۔حوض کے آس پاس اونٹ کے بیٹھنے کی جگہ۔

المعطن: وہ چیز جس کو استعمال کے لیے تیار کیا گیا ہو۔حوض کے آس پاس اونٹ کے بیٹھنے کی جگہ۔

عتبہ: عتبۃ بن ربیعۃ الاسود: اسود بن عبدالاسد المخزومی ہے۔

۱۹۔ امیۃ الجمحی: امیۃ بن خلف بن رود کافر ہے۔

۲۰۔ عیون الاثر میں "تثقفهم" ہے۔ الفل: شکست خوردہ قوم تثفنهم: نقش قدم۔

Marfat.com

(۳)

من المتقارب

وقال يبكى حمزة رضى اللّٰه عنه:

۱۔ صفية قومى ولا تعجزى
و بكى النساء على حمزة

۲۔ ولا تسأمى ان تطيلى البكا
على أسد اللّٰه فى الهزة

۳۔ فقد كان عزا لأيتامنا
وليث الملاحم فى البزة

۴۔ يريد بذاك رضا أحمد
و رضوان ذى العرش والعزة

حضرت کعب رضی اللہ عنہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر روتے ہوئے بیان کرتے ہیں۔

۱۔ صفية: یہ صفیہ بنت عبدالمطلب ہیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔

۲۔ اسد اللّٰه: حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا لقب ہے۔

۳۔ البزة: ہتھیار۔لڑائی کی شکل۔

(۴)

من الوافر

وقال يبكى حمزه رضى اللّٰه عنه

۱۔ بكت عينى و حق لها بكاها
وما يغنى البكاء ولا العويل

۲۔ على أسد إلا له غداة قالوا
أحمزة زاكم الرجل القتيل

حضرت کعبؓ بن مالک حضرت حمزہؓ کے مرثیہ میں کہتے ہیں۔

۱۔ البكا: آنسوؤں کا نکلنا۔ البكاء: آواز سے رونا

۲۔ الاستيعاب: الاصابۃ اور الوافی میں "لحمزة" ہے۔

Marfat.com

۳۔ اصیب المسلمون به جمیعاً
هناك و قد اصیب به الرسول
۴۔ أبا یعلی لك الأركان هدت
وأنت الماجد البر الوصول
۵۔ علیك سلام ربك فی جنان
مخالطها نعیم لا یزول
۶۔ الا یا هاشم الاخیار صبرًا
فكل فعالكم حسن جمیل
۷۔ رسول اللّٰه مصطبر كریم
بأمر اللّٰه ینطق إذ یقول
۸۔ ألا من مبلغ عنی لؤیا
فبعد الیوم راثلة تدول
۹۔ وقیل الیوم ما عرفوا و زاقوا
و قائعنا بها یشفی الغلیل
۱۰۔ نسیتم ضربنا بقلیب بدر
غداة أتاكم الموت العجیل

۴۔ ابویعلی: حمزہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے۔ الماجد: شریف
۵۔ الاستیعاب میں ''سلام اللہ'' ہے۔الوافی میں ''یخالطھا'' ہے۔
۶۔ ھاشم: ہاشم بن عبد مناف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا تھے۔
۸۔ تدول: لڑائی۔
۹۔ الغلیل: بھوک یا غم سے پیٹ دبانا۔خوب پیاس
۱۰۔ قلیب: کنواں

Marfat.com

۱۱۔ غداۃ ثوی أبوجهل صريعا
عليه الطير حائمة تجول
۱۲۔ و عتبة و ابنه خرا جميعاً
و شيبة غصه السيف الصقيل
۱۳۔ و متركنا امية مجلعبا
و فی حيزومه لدن نبيل
۱۴۔ و هام بنی ربيعة سائلوها
ففی أسيافنا منها فلول

۱۱۔ الوافی میں ''جاثمۃ مکان جائمۃ'' ہے اور

حائمة: جس کے گرد گھوما جاتا ہے۔

تجول: چکر لگانا۔

۱۲۔ ''ب'' میں ''خروا'' ہے۔الوافی میں ''وعتيبة عضة'' ہے۔

عتبة: یہ عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس ہے۔اس کو عبیدہ بن الحارث بن عبد المطلب نے قتل کیا تھا۔اس کا بیٹا ولید ہے اس کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا تھا۔

شيبه: شیبہ بن ربیعہ۔یہ عتبہ کا بھائی تھا۔اس کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔

۱۳۔ امية: امیہ بن خلف۔اس کو انصار میں بنو مازن کے ایک آدمی نے قتل کیا۔

مجلعبا: زمین پر پڑے ہونا۔

الحيزوم: سینہ کا نچلا حصہ۔

اللدن: نرم نیزہ

النبيل: بڑا

۱۴۔ فلول: اس کا واحد ''فل'' ہے۔تلوار کے آخری حصہ کا ٹوٹ جانا۔

Marfat.com

۱۵۔ ألا یاهند فابکی لا تملّی
فأنت الواله العبری الهبول
۱۶۔ ألا یاهند لا تبدی شماتا
بحمزة ان عزکم ذلیل

۱۵۔ ''ب''میں الثکول'' ہے۔''الوافی''میں بیت ۱۶ بیت پندرہ (۱۵) سے پہلے لکھی گئی ہے۔
الواله: جس کے عزیز گم ہو گئے ہوں۔ العبری: بہت سارے آنسو بہانا۔
الهبول: جس کے عزیز گم ہو گئے ہوں۔
۱۶۔ الشمات: الشماتة کی جمع ہے۔دشمن کی تباہی پر خوش ہونا۔

قوم پر فخر

(۱)

وقال یفتخر:☆
۱۔ ألا ایهذا السائلی عن عشیرتی
هلم الی اهل المکارم والفخر
۲۔ انا ابن مازی الریح عمرو بن عامر
نموت الی قحطان فی سالف الدهر
۳۔ نصرنا رسول اللّٰه حل و سطنا
یبیض الیمانی المثقفة السمر

☆ حضرت کعب رضی اللہ عنہ اپنی قوم پر فخر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔
۲۔ مازی الریح: وہ عمرو بن ماء السماء ہے۔انصار (اوس وخزرج) کا جدامجد ہے۔اس کا عرف مزیقیاء ہے۔
قحطان: جدامجد ہے عرب الجنوب کا اور انصار کا جو عرب الجنوب سے تعلق رکھتے ہیں۔

Marfat.com

(۲)

من الرجز

وقال یرد علی سلمة بن الاکوع ☆

۱۔ لم یغذها مدٌّ ولا نصیف

لکن غذاها الحنظل النقیف

☆ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سلمہ بن اکوع کے جواب میں فرماتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ سفر پر جارہے تھے دوران سفر سلمہ بن اکوع نے انصار پر طنز کرتے ہوئے چھ اشعار پڑھے۔

لم یغذها مد ولا نصیف

ولا تمیرات ولا تعجیف

لکن غذاها اللبن الحریف

والمخض والقارص والصریف

جب انصار نے یہ اشعار سنے کہ اس نے ہم پر طنز کیا ہے تو انہوں نے کعبؓ بن مالک سے ان اشعار کا جواب دینے کو کہا تو حضرت کعبؓ بن مالک نے اوپر دیئے گئے اشعار پڑھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاملہ کے بڑھ جانے کے خوف سے دونون کو خاموش کردیا۔

۱۔ شرح ادب الکاتب، الفائق اور الصحاح میں

لم یغذها مد ولا نصیف

ولا تمیرات ولا تعجیف

المد: ناپنے کا برتن النصیف: صاف، آدھا، نصف

النقیف: پھٹا ہوا۔ وہ قریش اور ثقیف تھے۔

Marfat.com

۲۔ و مذقة كطرة الخنيف

تنبت بين الزرب والكنيف

۲۔ شرح ادب الکاتب اور الفائق میں

لكن غذاها حنظل نقيف

و مذقه كطرة الخنيف

الفائق اور التاج میں "تبیت" ہے۔

المذقة: وہ مشروب جو دودھ سے ملا کر تیار کیا گیا ہو۔

الخنيف: کھٹل کی ایک غلیظ قسم.

الزرب: حائل ہونے والی چیز

الكنيف: چھپا ہوا مقام۔

وقال مفتخرا بقومه:(☆)

(۳)

من المتقارب

و غسان أصلى و هم معقلى

فنعم الارومة والمعقل

☆ حضرت کعبؓ بن مالک اپنی قوم پر فخر کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

غسان: شاعر کی قوم۔ یہ کہا جاتا ہے کہ یہ انصار کے چچازاد ہیں اور انصار بنو حارثہ بن ثعلبہ بن عمر بن عامر ہیں۔ اور شام کے لوگ بنو جفنہ بن عمرو بن عامر ہیں اور یہ سب غسان ہیں۔

المعقل: ایسی جگہ جہاں لوگوں کو جانے سے منع کیا جاتا ہو۔ پناہ گاہ۔

الارومة: اصلی حسب ونسب والا۔

Marfat.com

(۴)

من الكامل

وقال يفتخر بقومه:☆

۱۔ اللّٰه اكرمنا بنصر نبينا
وبنا اقام دعائم الاسلام

۲۔ وبنا اعز نبيه وووليه
واعزنا بالنصر والأقدام

۳۔ فی كل معتبرك تطير نفوسنا
تلك الجماجم عن فراخ الهام

۴۔ نحن الخيار من البرية كلها
و نظامها و زمام كل زمام

۵۔ الخائضو غررات كل منية
والضامنون حوداث الايام

۶۔ فسلوا ذوی الاكال عن سرواتنا
يوم العريض فحاجر فروام

☆ حضرت کعبؓ بن مالک اپنی قوم اور فخر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

۱۔ دیوان حسان میں "بنصر نبيه" ہے۔

۲۔ دیوان حسان میں "نبيه و كتابه..... بالضرب" ہے۔

۳۔ دیوان حسان میں "تطير سيوفنا..... فيه الجماجم" ہے۔

۴۔ زمام: بھڑکائی ہوئی۔

۶۔ دیوان حسان میں "اللكال فروام" ہے۔

الاكال: عقل والا۔

السروات: "السری" کی جمع ہے۔صاحب مروت

العريض، حاجر وووام: جاہلیت کے زمانہ میں اوس اور خزرج کی لڑائیوں کے نام۔

Marfat.com

۷۔ انا لمدح ما اردنا منعه
ونجود بالمعروف للمعتام
۸۔ ينتابنا جبريل فی أبائنا
بفرائض الاسلام والاحكام

۷۔ المعتام: وہ مہمان جو رات کو تہائی حصہ کے بعد آئے۔
۸۔ دیوان حسان میں "فی ابیاتنا" ہے۔
ینتابنا: بار بار آنا۔

زوجہ کے متعلق
(۱)

من الطويل

وقال: (☆)

ولو لا بنوها حولها لخبطتها
كخبطة فروج و لم أتلعثم

زمخشری نے کہا کہ حضرت کعبؓ بن مالک اور ان کی بیوی جو مہاجرات السابقات میں سے تھی، کے درمیان ان بن ہوگئی تھی۔ اس شعر میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔
الخبط: سخت، مار۔

Marfat.com

باب ہفتم

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بطور راوی حدیث

Marfat.com

Marfat.com

کعبؓ بطور راوی حدیث

وما ینطق من الھوی
ان ھو الّا وحی توحی[1]

ترجمہ: ''پیغمبر اپنی خواہش سے نہیں کہتا بلکہ وحی سے کہتا ہے۔''

حدیث کا اصطلاحی مفہوم:

حدیث کے اصطلاحی مفہوم میں ڈاکٹر محمود الطحان کے مطابق نبی کریم ﷺ کا قول، فعل، تقریر اور صفت شامل ہیں[2]۔ جبکہ نورالدین عتر کے نزدیک قول، فعل اور تقریر کے علاوہ اوصاف خلقی اور خُلقی بھی شامل ہیں[3]۔ علامہ ابن حجر کے نزدیک آپؐ کی حالت بیداری ونوم کی تمام حرکات وسکنات بھی حدیث میں داخل ہیں[4]۔

حضرت کعبؓ بطور راوی حدیث

روایت حدیث: حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو سالہا سال تک رسول اکرم ﷺ کی فیض صحبت سے متمتع ہونے کا موقع ملا تھا اس لیے ان کا گلہ علم وفضل وعلمی زرد جواہر سے پر ہو گیا تھا۔ علم حدیث سے بھی انہوں نے وافر حصہ پایا تھا۔ گو وہ حدیث بیان کرنے میں بے حد محتاط تھے تاہم ان سے اسی احادیث مروی ہیں[5]۔ ان میں سے تین متفق علیہ ہیں۔

''سیر اعلام النبلاء'' میں شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی صاحب نے اس کی تعداد تیس بتائی ہے[6]۔ جن میں سے تین پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلمؒ نے اتفاق کیا ہے۔ لیکن جمہور علماء نے ان سے مروی احادیث کی تعداد ۸۰ بتائی ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی روایت کی ہوئی احادیث کو حدیث کی ہر کتاب میں نقل کیا گیا

Marfat.com

ہے۔خواہ وہ مسانید ہوں، معاجم ہوں، سنن ہوں یا صحاح ہوں وغیرہ وغیرہ۔ بلکہ بلاخوف تردید یہ کہا جاسکتا ہے کہ جملہ کتب احادیث میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی احادیث ضرور مل جائیں گی۔ محدثین نے عقائد، عبادات، اخلاق، تاریخی واقعات، معاملات، جہاد، سیر، مناقب اور آداب وغیرہ عنوانات کے تحت حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی روایات بیان کی ہیں۔ان کی روایت کردہ احادیث بخاری شریف، مسلم شریف، مسند ابوداؤد، ترمذی شریف، نسائی اور ابن ماجہ وغیرہ میں بیان کی گئی ہیں (۷)۔

اساتذہ اور تلامذہ:

تمام صحابہ کرام درسگاہ نبوت کے تلامذہ تھے اور ان کے معلم و ہادی نبی کریمؐ تھے جن سے حضرات صحابہ کتاب وحکمت کی تعلیم کے ساتھ ساتھ تزکیہ نفوس تطہیر قلب اور تصفیہ اخلاق حاصل کررہے تھے۔ حضرت کعبؓ بن مالک بھی اسی درسگاہ کے ایک تلمیذ تھے جنہوں نے آپؐ کی فیض صحبت سے سال، ماہ، دن علمی زر و جواہر اپنے دامن میں جمع کیے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام وارشادات سنے اور ہر شعبہ زندگی میں مسائل کے متعلق اپنی اعلی ذہنی وعلمی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے استفادہ کیا۔ زیادہ تر حدیثیں حضورؐ سے براہ راست روایت کرتے ہیں۔ (۸) اس کے علاوہ انہوں نے اسیدؓ بن حضیر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث روایت کی ہیں۔ (۹)

اسی طرح حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے بہت سے لوگوں نے احادیث روایت کی ہیں۔

ان کی اولاد میں سے عبداللہ، عبیداللہ، عبدالرحمٰن، محمد، معبد۔ ان کی بیٹی ام عبداللہ بن انیس ان کے پوتے عبدالرحمٰن بن عبداللہ نے احادیث روایت کی ہیں (۱۰)۔ان سے صحابہ کی ایک جماعت نے بھی احادیث روایت کی ہیں۔ جن میں عبداللہؓ بن عباس، جابرؓ بن عبداللہ، ابوامامہؓ باہلی، اور عمروؓ بن کثیر بن افلح جیسے اکابر صحابہ شامل ہیں۔ ابوجعفر باقر، علی بن ابی طلحہ اور عمر بن الحکم بن ثوبان جیسے اکابر تابعین شامل ہیں۔ (۱۱)

Marfat.com

حضرت کعبؓ کی روایت کردہ احادیث

اللہ تعالیٰ سے محبت

حدیث: او حی اللّٰہ الی داؤد ما من عبد یعتصم لی دون خلقی اعرف ذلك من نیته فتکیده السمٰوات بمن فیها الاجعلت له من بین ذلك فخرجا و ما من عبد یعقصم بمخلوق دونی اعرف ذلك من نیته الاقطعت اسباب السموات بین یدیه وار سخت الهوی من تحت قدمیه وما من عبد یطیحنی الا وانا معطیه قبل ان یسألنی و غافرله قبل ان یستغفرنی (ابن عساکر عن کعبؓ بن مالك)(۱۲)۔

ترجمہ: ابن عساکر کعبؓ بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ جو کوئی بندہ اللہ کی مخلوق کو چھوڑ کر اللہ سے اپنا تعلق قائم کر لیتا ہے تو اللہ اس کی نیت کو جانتا ہے اور اس کے اس تعلق کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمام آسمان اور اس میں موجود تمام مخلوقات اس بندے کی حمایت کرتی ہیں۔ اور جو کوئی بندہ اللہ کو چھوڑ کر صرف مخلوق سے اپنا تعلق قائم کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی نیت کو جانتا ہے اور آسمان سے نازل ہونے والے اسباب رحمت کو قطع کر دیتا ہے اور بدل دیتا ہے۔ خواہش کو اس کے قدموں سے اور جو کوئی بندہ مجھے (اللہ تعالیٰ کو) کچھ دیتا ہے تو میں اس سوال سے قبل اس کو عطا کر دیتا ہوں اور مغفرت طلب کرنے سے قبل اس کو معاف کر دیتا ہوں۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی اطاعت

حدیث: قال کعبؓ: فان فی کتاب اللّٰہ المنزل: من جعل الھموم ھماً واحداً۔ فجعلہ فی طاعۃ اللّٰہ کفاہ اللّٰہ ماھمہ"۔(۱۳)

ترجمہ: کعب رضی اللہ عنہ نے کہا جس نے اللہ تعالیٰ کی فکر کا ایک ہی غم دل میں بٹھالیا اور اس غم کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں لگا دیا تو اللہ تعالیٰ اس کے غم میں اس کی کفایت کرے گا۔

اللہ تعالیٰ کے نام سے ابتداء کرنا

حدیث:کل امر ذی بال لا یبدأ فیہ بالحمد فھو اقطع۔(۱۴)

(عبداللہ بن کعب بن مالک عن ابیہ)

ترجمہ: عبداللہ بن کعب اپنے والد کعب بن مالک سے روایت کرتے ہیں۔ ایسا ہر کام جو اہمیت کا حامل ہو، اگر اللہ تعالیٰ کی تعریف سے اس کی ابتداء نہ کی جائے تو وہ دم بریدہ ہو جاتا ہے۔

حدیث کی عظمت

حدیث بعبدالرحمن بن کعب بن مالك عن ابیہ قال قلت لابی قتادہ حدثنی بشی سمعتہ من رسول اللّٰہ ﷺ اخشی ان یزل لسانی بشئی لم یقلہ رسول اللّٰہ ﷺ انی سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول ایاکم وکثرۃ الحدیث عنی من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ فی النار۔(۱۵)

Marfat.com

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابوقتادہ سے کہا کہ مجھے کوئی حدیث سنائیں جو آپؓ نے نبی کریم ﷺ سے سنی ہو۔ ابوقتادہؓ نے فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ میری زبان سے کوئی ایسا کلمہ نہ نکل جائے جو رسول کریم ﷺ نے نہ فرمایا ہو کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میرے سے بہت زیادہ روایات نقل کرنے سے بچو جو میری طرف جھوٹی بات منسوب کرے گا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے گا۔

معجزات نبوی

حدیث: عن كعبؓ بن مالك قال: أتى جابر بن عبدالله إلى رسول اللهﷺ فعرف فى وجهه الجوع فذكر أنه رجع إلى منزله فذبح داجنا كانت عندهم وطبخها وثرد تحتها فى جفتة و حملها الى رسول اللهﷺ فأمره أن يدعو له الأنصار فأدخلهم عليه ارسالا فأكلوا كلهم و بقى مثل ما كان، وكان رسول اللهﷺ بأمرهم أن يأكلوا ولا يكسروا عظما، ثم إنه جمع العظام فى وسط الجفنة فوضع عليها يده ثم تكلم بكلام لا اسمعه إلا أنى أرى شفتيه تتحرك فاذا الشاة قد قامت تنفض أذنيها فقال: خذ شاتك يا جابر بارك الله لك فيها، قال: فاخذتها و مضيت وإنها لتنازعنى ازنها حتى أتيت بها البيت، فقالت لى المراه ماهذا يا جابر؟ فقلت هذه والله شاتنا التى ذبحناها لرسول الله، دعاالله فاحياها لنا، فقالت: اَنا اشهد أنه رسول الله اشهد أنه رسول الله اشهد أنه

Marfat.com

رسول اللّٰہ"(۱۵)۔

ترجمہ: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپؐ کے چہرے پر بھوک کے آثار دیکھے۔ وہ اپنے گھر کی طرف لوٹ کر گئے اور اپنی پالتو بکری کو ذبح کیا۔ اس کو پکا کر اس کا ثرید بنایا۔ اس کو پیالے میں ڈال کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے۔ آپؐ نے انصار کو بلانے کا حکم دیا۔ پس انصار آ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر سب نے کھایا۔ اور اتنا ہی باقی بچا جتنا کہ موجود تھا۔ کھاتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے جاتے تھے کہ کھاؤ اور ہڈی نہ توڑو۔ پھر پیالے میں ہڈیوں کو جمع کیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اوپر اپنا ہاتھ رکھا۔ پھر اس پر آپؐ نے کوئی کلام پڑھا۔ جس کو میں نے نہیں سنا صرف اتنا دیکھا کہ آپؐ کے دونوں ہونٹ ہل رہے ہیں۔ اس کے بعد بکری زندہ ہو کر کھڑی ہو گئی اور اپنے کانوں کو ہلانے لگی۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ جابر اپنی بکری کو پکڑ لو اللہ تجھ کو اس میں برکت دے۔ کہا میں نے اس کو پکڑ لیا اور میں اس کو لے کر چلا۔ وہ اپنے کان کے ذریعہ مجھ سے لڑ رہی تھی۔ یہاں تک کہ میں اس کو گھر لے آیا۔ میری بیوی نے کہا یہ کیا ہے؟ جابر نے کہا قسم خدا کی یہ وہی بکری ہے جس کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ذبح کیا تھا۔ آپؐ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو ہمارے لیے زندہ کر دیا۔ اس عورت نے کہا میں گواہی دیتی ہوں بے شک وہ اللہ کے رسول ہیں بے شک وہ اللہ کے رسول ہیں۔ بے شک وہ اللہ کے رسول ہیں۔

Marfat.com

حسن صورت

حدیث: عن عبدالرحمن بن کعب بن مالك قال سمعت كعبؓ بن مالك كان رسول اللّٰه ﷺ اذا سر استنار وجهه حتى كان وجهه شيقة قمر فكان تعرف ذلك فيه"(۱۷)

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک کہتے ہیں کہ انہوں نے کعبؓ بن مالک سے سنا کہ نبی کریمؐ جب خوش ہوتے تو آپؐ کا چہرہ ایسے چمکتا تھا جیسے چاند کا ایک ٹکڑا ہو، اور چہرے کی اسی چمک سے ہم آپؐ کو پہچان لیتے تھے۔

حدیث: عن عبدالرحمن بن عبداللّٰه ابن كعبؓ: أن عبداللّٰه بن كعب قال سمعت كعبؓ بن مالك يحدث حين تخلف عن تبوك، قال فلما سلّمت على رسول اللّٰه ﷺ وهو يبرق وجهه من السرور، وكان رسول اللّٰه ﷺ اذا سراستنار وجهه حتى كأنه قطعة قمر و كنا تعرف ذلك منه"۔(۱۸)

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب روایت کرتے ہیں عبداللہ بن کعب سے انہوں نے کہا میں نے کعبؓ بن مالک سے سنا وہ غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے۔ اس کا قصہ بیان کرتے تھے کہتے تھے میں نے آنحضرت ﷺ کو سلام کیا۔ آپؐ کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا اور جب آپؐ کو خوشی ہوتی تو آپؐ کا چہرہ ایسا چمک جاتا تھا گویا چاند کا ایک ٹکڑا ہے۔ اور ہم آپ ﷺ کی خوشی اس سے پہچان لیتے۔

حدیث بعن كعبؓ ابن مالك قال: كان رسول اللّٰه ﷺ اذا سره الامر استنار وجهه كأنه دارة القمر"(۱۹)

ترجمہ: کعبؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی معاملے میں خوش ہوتے تو آپؐ کا چہرہ اس طرح چمکتا تھا جیسے کہ ماہ کامل۔

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت

مقام محمود

حدیث:عن عبدالرحمن بن عبداللّٰہ بن کعب بن مالك عن كعبؓ بن مالك ان رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بيعت الناس يوم القيامة فاكون أنا وأُمتى على تل و يكسونى ربي تبارك وتعالى حلة حضراء ثم يؤذن لى فاقول ماشاء اللّٰہ أن أقول فذاك المقام المحمود"(۲۰)۔

ترجمہ:عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعبؓ بن مالک،کعبؓ بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں سے قیامت کے دن بیعت لی جائے گی۔پس میں اور میرے امتی ایک مقام پر ہوں گے۔وہاں اللہ تعالیٰ مجھے ایک سبز جھنڈا عطا فرمائیں گے اور پھر مجھے اجازت دی جائے گی کہ میں اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کچھ کہوں۔ پس یہی مقام محمود ہے۔

صحابہ کی فضیلت پر روایات

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْعَشِيْرَتَهُمْ ط اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِىْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ط وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ط اُولٰٓئِكَ حِزْبُ

Marfat.com

اللّٰہِ ط اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔

(۵۸:المجادلہ:۲۲)

ترجمہ: اے محمد ﷺ تو ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان لائے ہیں (یعنی صحابہ) نہیں پائے گا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنوں سے محبت کریں خواہ وہ ان کے اپنے باپ یا بیٹے یا بھائی یا رشتہ دار ہوں۔ یہ ایسے لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان لکھ دیا ہے اور ان کی اپنی طرف سے غیبی مدد کی اور ان کو جنت میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اس سے راضی ہو گئے وہی اللہ کی فوج ہیں خبردار بے شک اللہ کی فوج کامیاب ہونے والی ہے۔

صحابہ کرام کی فضیلت کو جس سے سمجھا جا سکتا ہے وہ صحابیت ہے اور صحابی کی تعریف یہ ہے من لقیه فی حیاته مومنًا به وفات علیه (نخبۃ الفکر علامہ، ابن حجر العسقلانی) جس نے رسول کریم ﷺ سے ان کی زندگی میں ایمان لانے کے بعد ملاقات کی اور اسی پر وفات پائی۔

(اس تعریف سے خواب میں آپ ﷺ کو دیکھنا صحابی کی تعریف سے خارج ہو گیا)۔

حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور آپؐ کے ساتھی صحابہ ہیں جس طرح حضرت محمد ﷺ کی رسالت کو دوام حاصل ہے ایسا دوام کہ اس کے بعد سلسلہ نبوت ختم ہو گیا۔ اسی طرح صحابہ پر شرف صحابیت کو ختم کر دیا۔ اس کے بعد نہ نبی پیدا ہو گا اور نہ صحابی۔ سورۃ الفتح میں ان کی پہچان بیان کی گئی ہے کہ ان کے چہرے نورانی ہیں وہ کثرت سے نمازیں پڑھتے ہیں سجدوں کی وجہ سے پیشانی پر نشان پڑ گئے ہیں۔ وہ صرف اللہ کا فضل اور رضا چاہتے ہیں۔

رسول کریم ﷺ نے صحابہ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

میرے صحابہ کو برا نہ کہو کیونکہ تم میں سے کوئی آدمی اگر احد پہاڑ کے برابر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو صحابی کے ایک مد بلکہ آدھے مد کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔

Marfat.com

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حدیث: عن کعبؓ بن مالك انه قال: عهدی نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم فسمعته یقول: لم یکن نبی الا له خلیل من امته، و ان خلیلی أبو بکر، و ان اللّٰه اتخذکم صاحبکمْ خلیلا"۔(۲۱)

ترجمہ: کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا، کہتے تھے میں اپنی امت میں کسی کو دوست نہ بناتا اور اگر بناتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

حدیث کعبؓ بن مالك: "ولم یصل علی احد من الشهداء غیره"(۲۲)

ترجمہ: کعبؓ بن مالک سے روایت ہے کہ احد کے دن کسی شہید پر سوائے ان کے (حمزہ) نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی۔

طہارت و پاکیزگی

حدیث: قال کعبؓ بن مالك قال: لما رجع رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم من طلب الأحزاب و نزل المدینة اغتسل و استجمر و وضع عنه لأمته۔(۲۳)

ترجمہ: کعبؓ بن مالک روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ احزاب سے واپس آئے اور مدینہ منورہ پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل فرمایا اور اپنے جسم کو رگڑ کر صاف کیا۔

Marfat.com

عبادات

نماز جمعہ

حدیث: لینتهین أقوام یسمعون النداء یوم الجمعه ثم لا یأتونها او لیطمعن اللّٰه علی قلوبهم۔(۲۴)
(عن کعبؓ بن مالك)

ترجمہ: کعب بن مالک سے روایت ہے کہ جو جمعہ کے دن مؤذن کی اذان سنیں اور نماز کے لیے نہ آئیں اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے۔

مدینہ میں جمعہ کی پہلی نماز

حدیث: عن عبدالرحمان بن کعب بن مالك قال: کنت قائد أبی کعبؓ بن مالك حین ذهب بصره فکنت اذا خرجت به إلی الجمعة فسمع الأذان بها صلی علی ابی امامة اسعد بن زراره، قال: فقلت فی نفسی: واللّٰه ان هذا بی لعجز الا أساله ماله إذا سمع الاذان بالجمعة کما کنت أخرج، فلما سمع الاذان بالجمعة صلیت علی أبی امامة؟ قال أی بنتی، کان أول من جمع بنا بالمدینة فی هزم النبیت من حرة بنی بیاضة یقال له بقیع الخصمات، قال: قلت: وکم أنتم یومئذ؟ قال: أربعون رجلا۔(۲۵)

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے روایت ہے کہ جب ان کے والد کعبؓ بن مالک کی بینائی جاتی رہی تو میں ان کی رہنمائی کیا

Marfat.com

کرتا تھا اور جب انہیں جمعہ کی نماز کے لیے لے کر نکلتا اور وہ جمعہ کی اذان سنتے تو ابوامامہ اسعد بن زرارۃ کے لیے دعا کرتے۔ کہا کہ یہی حالت کئی دن تک رہی کہ جب وہ اذان سنتے ان کے لیے دعا اور استغفار کرتے تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ تو میری کمزوری ہے کہ ان سے دریافت نہ کروں کہ وہ جب جمعہ کی اذان سنتے ہیں تو کیوں ابوامامہ اسعدؓ بن زرارۃ کے لیے دعا کرتے ہیں۔ کہا کہ ایک جمعہ کے روز انہیں لے کر اسی طرح نکلا جس طرح انہیں لے جایا کرتا تھا۔ جب انہوں نے جمعہ کی اذان سنی تو ان کے لیے دعا اور استغفار کی۔ میں نے کہا بابا جان۔ یہ کیا بات ہے کہ جب آپ جمعہ کی اذان سنتے ہیں تو ابوامامہ کے لیے دعا کرتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ اے میرے پیارے بیٹے وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے مدینہ میں بنی بیضاء کے پتھریلے مقام کی نشیبی زمین میں جس کا نام ''بقیع الخضمات'' تھا ہمیں جمعہ کی نماز پڑھائی تھی۔ میں نے پوچھا اس روز آپ کتنے آدمی تھے؟ کہا چالیس۔

مغرب کی نماز کے وقت کا بیان

حدیث: كعبؓ بن مالك، رفعه، كان رسول اللّٰه ﷺ يصلي المغرب ثم يرجع الناس إلى أهاليهم و هم يبصرون مواقع النبل حين يرمونها۔ (۲۶)

ترجمہ: کعبؓ بن مالک سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب مغرب کی نماز پڑھا کرتے تھے، اس وقت لوگ اپنے گھروں کو جاتے تھے تو اپنے تیروں کے نشانہ ہدف کو دیکھ سکتے تھے۔

Marfat.com

سفر سے واپسی پر نماز

حدیث: عن کعبؓ بن مالك قال ان النبی ﷺ كان لايقدم من سفر الانهارا قال الحسن فی النحی فاذا اقدم من سفراتی المسجد فركع فيه ركعتيں ثم جلس فيه۔ (۲۷)

ترجمہ: کعبؓ بن مالک سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سفر سے آتے تو دن کو چاشت کے وقت آتے۔ پھر جب شہر میں داخل ہوتے پہلے مسجد میں آ کر دو رکعتیں پڑھتے۔ اس کے بعد وہاں بیٹھتے۔

حدیث: عن کعبؓ بن مالك قال: كان رسول اللّٰه ﷺ اذا قدم من سفر بدأ بالمسجد فصلى فيه ركعتيں، ثم يقعد ما قدر له فی مسائل الناس و سلامهم۔ (۲۸)

ترجمہ: کعبؓ بن مالک سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ جس کسی سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے مسجد میں آتے، وہاں دو رکعتیں ادا کرتے اور پھر لوگوں کے مسائل حل کرتے اور ملاقات کے لیے کچھ دیر وہاں تشریف فرما رہتے۔

حدیث: عن کعب بن مالك ان رسول اللّٰه ﷺ كان لا يقدم من سفر الانهار فاذا قدم بدأ بالمسجد فصلى فيه ركعتيں ثم يجلس۔ (۲۹)

ترجمہ: کعب بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر سے واپس آتے تو چاشت کے وقت تشریف لاتے سب سے پہلے مسجد میں جا کر دو رکعتیں پڑھتے پھر بیٹھتے۔

Marfat.com

نماز وسجدۂ شکرانہ

حدیث: عن کعبؓ بن مالك قال لما تاب اللّٰه علیه خرساجداً۔(۳۰)

ترجمہ: کعبؓ بن مالک سے روایت ہے کہ جب ان کی توبہ قبول ہوئی تو وہ سجدے میں گر گئے۔

حدیث: عن عبداللّٰه بن کعب بن مالك و کان قائد کعب من نبیه حین عمی قال سمعت کعبؓ بن مالك یحدث حدیثه حین تخلف عن رسول اللّٰه ﷺ فی غزوه تبوك قال کعبؓ بن مالك لم أتخلف عن رسول اللّٰه ﷺ فی غزوه غزاها قط الافی غزوه تبوك غیر انی کنت تخلفت عن غزوه بدر و لم یعاتب أحدا تخلف عنها لانه انما خرج رسول اللّٰه ﷺ یرید التی کانت لقریش کان فیها أبو سفیان بن حرب و نفر من قریش ثم قال تعالیٰ فجئت أمشی حتی جلست بین یدیه فقال ما خلفك الم تکن قد ابتعت ظهرك قلت بلی رسول اللّٰه ﷺ انی واللّٰه سأخرج من سخطته بعذر و لقد اعطیت حدلا فذکر الحدیث و قال فیه انی لا رجو عفو اللّٰه و قال فقلت الامراتی الحقی باهلك فکونی عندهم حتی یقضی اللّٰه فی هذا الامر و قال سمعت صوت صارخ أو فی علی اعلی جبل سلع باعلی صوته یا کعب بن مالك البشر قال فررت ساجد او عرفت انه قد جاء فرج و آذن رسول اللّٰه ﷺ الناس بالتوبة علینا حین صلی صلاة

Marfat.com

الفجر فذكر معنى حديث ابن أخى ابن شهاب وقال فيه و أقول فى نفسى هل حرك شفتيه برد السلام۔(۳۱)

ترجمہ: حضرت کعبؓ بن مالک نے غزوہ تبوک میں رہ جانے کی حدیث بیان کی اور فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہر غزوہ میں شریک ہوا سوائے بدر اور تبوک کے، لیکن بدر میں شریک نہ ہونے پر کسی سے باز پرس نہ کی گئی کہ نبی کریم ﷺ قریش کے اس قافلہ کی طرف گئے تھے جو ابوسفیان بن حرب کی قیادت میں تجارتی سفر کر رہا تھا، پھر فرمایا میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپؐ نے فرمایا، کس وجہ سے تم تبوک سے رکے رہے کیا تم نے اپنے آپ کو میرے سپرد نہ کر دیا تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بے شک کر دیا تھا، لیکن اگر خدا کی قسم میں کسی اہل دنیا کے سامنے پیش ہوتا تو کسی بھی حیلہ بہانے سے اپنی جان بچا لیتا اور پھر واقعہ صحیح طور پر بیان کر دیا اور فرمایا کہ میں اللہ کی طرف سے معافی کی امید کر رہا تھا۔ میں نے اپنی اہلیہ سے کہا کہ تو اپنے گھر چلی جا، یہاں تک کہ اس کا کچھ فیصلہ ہو جائے اور فرمایا کہ پھر میں نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی جو اپنی بلند ترین آواز سے جبل سلع سے کعبؓ بن مالک پکار رہا تھا، چنانچہ میں سجدہ شکر بجا لانے کے لیے بھاگا اور یہ سمجھ گیا کہ توبہ کا اعلان کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے نماز فجر ادا کرنے کے بعد توبہ کا اعلان کیا۔

عظمت کعبہ:

حديث: حدثنى معبد بن كعب بن مالك أبى كعب ابن القين أخو بنى سلمة، أن أخاه عبدالله بن كعب،

Marfat.com

وكان من أعلم الانصار حدثه أن أباه كعبؓ بن مالك قال خرجنا فى حجاج قومنا، وقد صلينا وفقهنا، ومعنا البراء بن معرور سيدنا و كبيرنا، فلما وجهنا لسفر و خرجنا من المدينة قال البراء لنا: يا هؤلاء إنى قد رأيت رأيا والله ما أدرى أتوافقوننى عليه أم لا؟ قال: قلنا: وما ذاك؟ قال: قد رأيت الا ادع هذه البنية منى بظهر (يعنى الكعبة) وأن أصلى اليها، قال فقلنا: والله ما بلغنا أن نبينا محمد ﷺ يصلى إلا الشام، وما نريد أن نخالفه، قال: فقال: إنى لمصل إليها، قال: فقلنا له: لكنا لا نفعل، قال: فكنا اذا حضرت الصلاة صلينا الى الشام وصلى الى الكعبة، حتى قدمنا مكة، قال: وقد كنا عبنا عليه ما صنع، وأبى الا الاقامة على ذلك، فلما قد منا الى مكة قال لى: يا ابن أخى، انطلق بنا الى رسول الله ﷺ حتى أسأله عما صنعت فى سفرى هذا، فانه والله لقد وقع فى نفسى منه شئ لما رأيت من خلافكم إياى فيه، قال: فخرجنا نسأل عن رسول الله ﷺ وكنا لانعرفه لم نره قبل ذلك، خلقينا رجلاً من أهل مكة، فسألناه عن رسول الله ﷺ، فقال هل تعرفانه؟ فقلنا: لا، قال: فهل تعرفان العباس بن عبدالمطلب عمه؟ قال: قلنا: نعم، قال: وقد كنا نعرف العباس كان لا يزال يقدم علينا تاجراً، قال: فاذا دخلتما المسجد فهو الرجل الجالس مع العباس، قال: فدخلنا المسجد، فاذا العباس رضی اللہ عنہ

Marfat.com

جالس و رسول اللّٰه ﷺ جالس معه، فسلمنا ثم جلسنا اليه فقال رسول اللّٰه ﷺ للعباس: هل تعرف هذين الرجلين يا أبا الفضلً؟ قال: نعم، هذا البراء بن معرور سيد قومه، وهذا كعبؓ بن مالك، قال: فواللّٰه ما أنى قول رسول اللّٰه ﷺ "الشاعر"؟ قال: نعم، فقال البراء بن معرور: يا نبى اللّٰه انى خرجت فى سفرى هذا و قد هدانى اللّٰه للاسلام فرأيت ألا أجعل هذه البنية منى بظهر فصيليت إليها، وقد خالفنى أصحابى فى ذلك حتى وقع فى نفسى من ذلك شيئى، فما ذا ترى يا رسول اللّٰه؟ فقال "قد كنت على قبلة لو صبرت عليها قال: فرجع البراء الى قبلة رسول اللّٰه ﷺ معنا إلى الشام، قال: وأهله يزعمون أنه صلى إلى الكعبة حتى مات، وليس ذلك كما قالوا: نحن أعلم به منهم۔(۳۲)

ترجمہ: معبد بن کعب بن مالک بن ابی کعب بن القین بنی سلمہ سے تعلق رکھتے ہیں) حدیث بیان کرتے ہیں اپنے بھائی عبداللہ بن کعب سے جو انصار میں عالم تھے وہ روایت کرتے ہیں اپنے والد کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا کہ ہم اپنی قوم کے حاجیوں کے ساتھ نکلے، نماز بھی پڑھتے تھے دینی مسائل کی تعلیم بھی حاصل کرلی تھی۔ ہمارے ساتھ براءؓ بن معرور بھی تھے، جو بڑے اور ہمارے سردار تھے۔ جب ہم نے سفر اختیار کیا اور مدینہ سے نکلے تو براءؓ نے ہم سے کہا: لوگو! میری ایک رائے ہے۔ نہ معلوم تم سب اس سے اتفاق کرتے ہو یا نہیں ہم نے کہا: کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا

Marfat.com

میری رائے ہے کہ اس عمارت یعنی کعبۃ اللہ کی جانب میں اپنی پیٹھ نہ کروں، بلکہ اسی کی جانب نماز پڑھوں، ہم نے کہا، بخدا! ہمیں تو یہی خبر ملی ہے کہ ہمارے نبی ﷺ شام کی جانب نماز ادا فرمایا کرتے ہیں اور ہم ان کے خلاف عمل نہیں کرنا چاہتے، انہوں نے کہا: میں تو اسی کی سمت نماز پڑھتا ہوں۔ ہم نے کہا: لیکن ہم تو ایسا نہیں کریں گے۔ کہا ہماری حالت یہ تھی کہ جب نماز کا وقت آیا تو ہم شام کی جانب اور وہ کعبے کے سمت نماز ادا کرتے یہاں تک کہ ہم مکہ پہنچے ہم نے ان کے اس عمل پر انہیں برا بھلا کہا۔ لیکن وہ اسی پر جمے رہے اور رجوع سے انکار کیا۔ مکہ پہنچتے ہی انہوں نے مجھ سے کہا: میرے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس چلو کہ میں نے اس سفر میں جو کچھ کیا ہے اس کے متعلق آپؐ سے دریافت کریں، کیونکہ میں نے نماز کے بارے میں تم لوگوں کی مخالفت دیکھی۔ اب میرے دل میں بھی اس کے متعلق کچھ شبہ سا پیدا ہو گیا ہے۔ پھر ہم رسول اللہ ﷺ کو دریافت کرتے ہوئے نکلے، کیونکہ نہ ہم آپ ﷺ کو پہچانتے تھے اور نہ ہم نے اس سے پہلے آپ ﷺ کو دیکھا تھا۔ آخر ہم مکہ کے رہنے والوں میں سے ایک شخص سے ملے اور اس سے رسول اللہ ﷺ کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا۔ کیا تم انہیں پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا: نہیں۔ اس نے کہا تو کیا ان کے چچا عباس بن عبدالمطلب کو پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا: ہاں (ہم عباس کو اس لیے پہچانتے تھے کہ وہ ہمیشہ تاجرانہ حیثیت سے ہمارے پاس آیا کرتے تھے) اس نے کہا: تم مسجد میں جاؤ۔ عباس کے پاس جو شخص بیٹھا ہے بس وہی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر ہم مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ عباس رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے ہیں اور رسول اللہ ﷺ بھی ان کے ساتھ

Marfat.com

ہیں۔ ہم نے سلام کیا اور آپؐ کے پاس بیٹھ گئے۔ آپؐ نے عباسؓ سے فرمایا:

''اے ابوالفضل کیا تم ان دونوں کو پہنچانتے ہو؟

انہوں نے کہا۔ جی ہاں۔ یہ براءؓ بن معرور اپنی قوم کا سردار ہے اور یہ کعبؓ بن مالک ہے۔ کہا واللہ۔ میں رسول اللہ ﷺ کی بات کو نہیں بھولوں گا کہ فرمایا: ''الشاعر'' یعنی کیا وہ کعب جو شاعر ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ کہا: پھر براءؓ بن معرور نے آپ سے عرض کی: اے اللہ کے نبی! میں اس حالت میں اس سفر کے لیے نکلا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی جانب رہنمائی فرمادی۔ میں نے مناسب سمجھا کہ اس عمارت (کعبۃ اللہ) کی جانب اپنی پیٹھ نہ کروں اور میں نے اسی کی جانب نماز ادا کی، میرے ساتھیوں نے اس کی مخالفت کی تو میرے دل میں شبہ ہوا۔ پس رسول اللہ ﷺ آپ کی کیا رائے ہے۔ فرمایا اس قبلہ کے لیے صبر کرو کہا: براءؓ بن معرور واپس اسی قبلہ کی طرف لوٹ گئے۔ جس طرف رسول اللہ ﷺ اور ہم شام کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ ان کے متعلقین کا دعوی ہے کہ وہ مرنے تک کعبے کی جانب نماز پڑھتے رہے، حالانکہ ایسا نہیں ہوا اور ان کی نسبت ہم اس معاملے کو زیادہ جاننے والے ہیں۔

حدیث: قال کعبؓ کان البراء بن معرور اوّل من استقبل الکعبة حیا و عند حضرة وفاته قبل ان یتوجها رسول اللّٰہ ﷺ فامره یستقبل بیت المقدس فأطاع۔ (۳۳)

ترجمہ: کعبؓ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ براءؓ بن معرور پہلے شخص تھے جنہوں نے اپنی زندگی اور وفات سے قبل کعبہ کی طرف پہل کی۔

Marfat.com

جب یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو انہوں نے بیت المقدس کی طرف (منہ کر کے نماز پڑھنے کا) حکم دیا۔ براءؓ بن معرور نے اس کی اطاعت کی۔

دعا

حدیث: لینتهین اقوام عن رفعهم ابصارهم عندالدعاء فی الصلوة الی السماء او لیخطعن ابصارهم[۳۴] (عن ابی هریرهؓ عن کعبؓ بن مالك)

ترجمہ: حضرت کعبؓ بن مالک حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ دعا کا حصہ عبادت میں کمال پیدا کرتا ہے۔ بہت سی اقوام کی نگاہوں کی انتہاء نماز میں دعا کے وقت آسمان ہوتی ہے۔ یا ان نگاہوں کی حفاظت کی جاتی ہے۔

روزہ

حدیث: عن عبداللّٰه بن کعب بن مالك یحدث عن ابیه قال کان الناس فی رمضان اذا صام الرجل فامسی فنام حرم علیه الطعام والشرب والنساء حتی یقطر من الغد فرجع عمر بن الخطاب من عندالنبی ﷺ ذات لیلة و قد سهر عنده فوجد امرأته قد نامت فارادها ففالت انی قد نمت قال ما نمت ثم وقع بها وصنع کعبؓ بن مالك مثل ذلك فغدا عمر الی النبی ﷺ فاخبره فانزل اللّٰه تعالیٰ علم اللّٰه انکم کنتم تختانون أنفسکم فتاب علیکم و عفا عنکم"۔[۳۵]

Marfat.com

ترجمہ: عبداللہ بن کعب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں رمضان کے احکام میں سے یہ حکم تھا کہ اگر شام کو کوئی سو جاتا تو اس پر کھانا، پینا اور جماع حرام ہو جاتا تھا، ایک مرتبہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی مجلس سے رات کو واپس آئے، آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی اہلیہ کو سوتے پایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے ہم بستری کرنا چاہی۔ اہلیہ نے عرض کیا میں سو چکی ہوں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نہیں سویا اور جماع کر لیا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ بن مالک نے بھی ایسا ہی کیا۔ چنانچہ صبح کو جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی مجلس میں آئے اور تمام واقعہ بیان کیا تو یہ آیت نازل ہوئی: انکم کنتم تخانون انفسکم فتاب علیکم و عفا عنکم"۔

حجۃ الوداع میں منادی کرنا

حدیث: "عن کعب رضی اللہ عنہ بن مالك ان النبی ﷺ بعثه و اوس ابن الحدثان فی ایام تشریق فناديا أن لا يدخل الجنة الّا مومن و أيام منى ايام أكل و شرب"۔ (۳۶)

ترجمہ: کعب رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو اور اوس بن الحدثان کو ایام تشریق میں منادی کے لیے بھیجا ہم نے منادی کی کہ نہیں داخل ہوگا جنت میں مگر مومن اور ایام منی کھانے اور پینے کے ہیں۔

قرأت

حدیث: رُوی عن کعب رضی اللہ عنہ بن مالك قال: كان اسيد بن حضير رجلاً حسن الصوت بالقرآن، وانه أتى النبی ﷺ فقال: انی بينا أنا أقر ألقرآن على ظهر بيتی

Marfat.com

والمرأة فی الحجرة، والفرس مربوط بباب الحجرة، اذ جالت الفرس فسكت، فسكتت الفرس، فقرأت فجالت الفرس فسكت فسكتت، فرفعت رأسی الی السماء، فاذا مثل الظلة فيها أمثال المصابيح، عرجت الی السماء حتی ما أراها۔ فقال رسول اللّٰہ ﷺ: اقرأ ابن حضير، اقرأ ابن حضير ثلاث مرات، تدری ما ذاك؟ قال لايا رسول اللّٰہ قال: تلك الملائكة دنت لصوتك، ولو قرأت لأصبح الناس ينظرون اليها، ما تتوارى عنهم"۔(۳۷)

ترجمہ: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسیدؓ بن حضیر بہت اچھی آواز سے قرآن پڑھنے والے تھے۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: کہ بے شک وہ اپنے گھر کے سامنے قرآن پڑھ رہے تھے۔ ان کی عورت کمرہ میں تھی اور کمرے کے دروازے پر گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ اسی اثنا میں گھوڑا بدک گیا۔ میں نے پڑھنا بند کر دیا۔ گھوڑا بھی ٹھہر گیا۔ پھر میں نے پڑھنا شروع کیا پھر گھوڑے نے اپنے پاؤں کو حرکت دی۔ میں خاموش ہو گیا تو وہ ٹھہر گیا۔ میں نے جو آسمان کی طرف سر اٹھایا تو ایک بدلی نظر آئی اس میں چراغ تھے یہاں تک کہ میں آسمان کی طرف دیکھتا رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابن حضیر قرآن پڑھ پس انہوں نے پڑھا اسی طرح حضور ﷺ نے تین مرتبہ کہا۔ پھر فرمایا تو جانتا ہے وہ کیا تھا۔ کہا نہیں یا رسول اللہ ﷺ۔ فرمایا وہ فرشتے تھے جو تیری آواز سن کر آ گئے تھے۔ اگر تو پڑھتا رہتا تو لوگ بھی ان کو دیکھ لیتے جن سے وہ چھپے رہے۔

حدیث: "عن كعبؓ بن مالك قال سمع عمر رجلا

Marfat.com

يقراء هذا الحرف (ليسجننة حتى حين) ثم كتب الى ابن مسعود سلام عليك اما بعد فان اللّٰه تعالىٰ انزل القرآن فجعله قرآنا عربيا مبينا وانزل بلغة هذا الحى من قريش فاذا اتاك كتابى هذا ما قرى الناس بلغة قريش ولا تقرئهم بلغة هذيل"۔(۳۸)

ترجمہ: کعبؓ بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ فاروق نے ایک شخص کو یہ پڑھتے سنا (ان کو عنقریب ایک خاص مدت تک قید رکھا جائے گا)۔ پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن مسعود کو لکھا۔ سلام و دعا کے بعد بے شک اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم اتارا اور اس کو صریح عربی قرآن بنایا اور اللہ تعالیٰ نے یہ قرآن قریش میں اتارا پس جب میرا یہ خط تمہارے پاس پہنچ جائے تو لوگوں سے قرآن کریم لغت قریش میں پڑھواؤ اور لغت ھذیل میں پڑھنے سے منع کرو۔

جہاد

غزوات میں شرکت

حديث: عن عبدالرحمن بن عبداللّٰه بن كعب: أن عبداللّٰه بن كعب قال: سمعت كعب بن مالك رضی اللہ عنہ يقول: لم أتخلف عن رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم فى غزوة غزاها إلا فى غزوة تبوك، غيرأنى تخلفت عن غزوة بدر ولم يعاتب أحد تخلف عنها، إنما خرج رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم يريد عير قريش حتى جمع اللّٰه بينهم و بين عدوهم على غير ميعاد(۳۹)

Marfat.com

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب سے ان کے والد عبداللہ بن کعب نے کہا میں نے اپنے والد کعبؓ بن مالک سے سنا وہ کہتے تھے میں کسی لڑائی میں جو آنحضرت ﷺ نے کی آپ ﷺ کو چھوڑ کر پیچھے نہیں رہا سوائے تبوک اور بدر کی لڑائی کے۔ بدر کی لڑائی میں جو میں پیچھے رہ گیا تو اس میں نہ جانے سے اللہ تعالیٰ نے کسی پر عتاب نہیں کیا کیونکہ آنحضرت ﷺ بدر میں لڑنے کی نیت سے نہیں گئے تھے۔ بلکہ قریش کے قافلہ کے ارادے سے گئے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے ناگہانی مسلمانوں کو ان کے دشمنوں سے بھڑا دیا۔

غزوہ بدر میں شرکت

حدیث: وقال كعبؓ بن مالك: ذكروا مرارة بن الربيع العمرى وهلال بن أمية الواقفى رجلين صالحين شهدا بدراً(۴۰)۔

ترجمہ: کعبؓ بن مالک نے کہا مجھ سے لوگوں نے بیان کیا کہ مرارہ بن ربیع عمری اور ھلال بن امیہ واقفی دو نیک بخت شخص تھے جو بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے۔

غزوہ احد میں رسول اللہ ﷺ کی زندگی کی بشارت

حدیث: عن كعب بن مالك قال رائت عينيه تزهر ان من تحت المغفر فناديت بأعلى صوتى: يا معشر المسلمين أبشروا هذا رسول الله ﷺ۔ فأشار رسول الله ﷺ أن انصت۔(۴۱)

ترجمہ: کعبؓ بن مالک سے روایت ہے کہ پہچانا میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان کی آنکھوں سے جو خود کے نیچے سے چمک رہی

Marfat.com

تھیں۔پس میں نے اونچی آواز سے پکارا اے مسلمانوں کی جماعت خوشخبری ہے یہ رہے رسول اللہ ﷺ۔پس رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

حديث الزهرى أن الشيطان صاح يوم أحد: ان محمدا قد قتل قال كعبؓ بن مالك: وأنا أول من عرف رسول اللّٰه ﷺ رأيت عينيه من تحت المغفر، فناديت بأعلى صوتى: هذا رسول اللّٰه ﷺ، فأشار الى ان اسكت، فأنزل اللّٰه: (وما محمد الا رسول قد خلت من قبلة الرسل أفإن مات أوقتل القلبتم على أعقابكم) الآية۔ رحاله ثقات ولكنه مرسل أومعضل(۴۲)۔

ترجمہ: زھری کہتے ہیں کہ شیطان احد کے دن چلایا کہ محمد ﷺ کو قتل کر دیا گیا ہے۔کعبؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ میں نے سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کو پہچانا خود کے نیچے سے میں نے آپ ﷺ کی آنکھیں پہچانی اور میں نے انتہائی زور سے پکارا کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں تو آپؐ نے میری طرف اشارہ کیا کہ میں چپ رہوں اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی ''بے شک محمد اللہ کے رسول ہیں۔ آپؐ سے پہلے اور بہت سے رسول گزر چکے ہیں پس اگر وہ وفات پا جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو کیا تم لوگ الٹے پاؤں واپس ہو جاؤ گے؟ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں لیکن یہ روایت یا تو مرسل ہے یا مفصل۔

مقتل حمزة

حديث: كعبؓ بن مالك أن رسول اللّٰه ﷺ قال يومَ

Marfat.com

أحد: "من رأى مقتل حمزة؟ فقال رجل أعزل: أنا رأيت مقتله، فقال "فانطلق فارناه" فخرج حتى وقف على حمزة، قرآه وقد شق بطنه وقد مثل به، فقال: يا رسول اللّٰه، مثل به واللّٰه فكره رسول اللّٰه ﷺ أن ينظر اليه، و وقف بين ظهراني القتلى فقال: أنا شهيد على هؤلاء، كفنوهم فى دمائهم فانه ليس جرح يجرح فى اللّٰه الا جاء يوم القيامة يدمى، لونه لون الدم، وريحه ريح المسلك، قدموا أكثرهم قرآنا فاجعلوه فى الاحد"(۴۳)۔

ترجمہ: کعبؓ بن مالک سے روایت ہے کہ احد کے دن نبی کریمؐ نے دریافت کیا کہ کسی نے حمزہ کی قتل گاہ دیکھی ہے، ایک شخص اعزل نے عرض کیا میں نے دیکھی ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہمیں وہاں لے چل اور دکھا، پس ہم وہاں پہنچے اور حمزہؓ کو دیکھا، آپؓ کا پیٹ پھاڑ دیا گیا تھا اور آپؓ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا تھا۔ آپؐ سے عرض کیا ان کو تو مثلہ کیا گیا ہے۔ آپؐ سے حمزہؓ کی طرف دیکھا نہ گیا۔ آپؐ حمزہؓ کی پشت کی جانب کھڑے ہو گئے اور فرمایا۔ میں گواہ ہوں ان لوگوں پر ان کو خون آلود کپڑوں کے ساتھ دفنا دو کیونکہ اللہ کے راستہ میں انسان کو جو زخم لگتا ہے وہ دائمی ہوتا ہے اور اس کا رنگ خون کا سا ہوگا اور خوشبو مشک کی طرح ہوگی۔

غزوہ تبوک

حديث: عن عبدالرحمن بن عبداللّٰه بن كعب بن مالك أن أباه عبداللّٰه، وكان قائد ابيه حين أصيب بصره، قال: سمعت أبى كعب بن مالك يحدث

Marfat.com

حديثه حين تخلف عن رسول اللّٰه ﷺ فى غزوة تبوك، وحديث صاحبيه، قال: ما تخلفت عن رسول اللّٰه ﷺ فى غزوة تبوك، وحديث صاحبيه، قال: ما تخلفت عن رسول اللّٰه ﷺ غزوة عزاها قط غير أى كنت قد تخلفت عنه فى غزوه بدر، وكانت غزوة لم يعاتب اللّٰه ولا رسوله أحدا تخلف عنها، وذلك أن رسول اللّٰه ﷺ انما خرج يريد عير قريش حتى جمع اللّٰه بينه و بين عدوه على غير ميعاد، ولقد شهدت مع رسول اللّٰه ﷺ العقبة حين تواثقنا على الإسلام، وما أحب أن لى بها مشهد بدر، وإن كانت عزوة بدر هى أذكر فى الناس منها قال: كان من خبرى.....حين تخلفت عن رسول اللّٰه ﷺ فى غزوة تبوك أنى لم أكن قط أقوى ولا أيسر منى حين تخلفت عنه فى تلك الغزوة، واللّٰه ما اجتمعت لى راحلتان قط حتى اجتمعنا فى تلك الغزوة، وكان رسول اللّٰه ﷺ فلما يريد غزوة يغزوها إلا ورى بغيرها، حتى كانت تلك الغزوة، فغزاها رسول اللّٰه ﷺ فى حرشديد، واستقبل سفراً بعيداً، واستقبل غزو عدو كثير، فجلى للناس أمرهم ليتأ هبوا لذلك أهبته، وأخبرهم خبره بوجهه الذى يريد، والمسلمون من تبع رسول اللّٰه ﷺ كثير لا يجمعهم كتاب حافظ، يعنى بذلك الديوان، يقول: لا يجمعهم ديوان مكتوب قال كعب: فقل رجل يريد أن يتغيب

Marfat.com

الاظن انه سيخفى له ذلك، ما لم ينزل فيه وحى من اللّٰه، وغزا رسول اللّٰه ﷺ تلك الغزوة۔ حين طابت الثمار، وأحبت الظلال۔ فالناس إليها صعر فتجهز رسول اللّٰه ﷺ وتجهز المسلمون معه، وجعلت اغدو لا تجهز معهم فأرجع،ولم أقض حاجة، فأقول فى نفسى: أنا قادر على ذلك إذا أردت، فلم يزل ذلك يتمادى بى حتى ثمر بالناس الجد فأصبح رسول اللّٰه ﷺ غاديا والمسلمون معه ولم أقض من جهازى شيئا، فقلت: أتجهز بعده بيوم أويومين، ثم الحق بهم، فغدوت بعد أن فصلوا لاتجهز، فرجعت ولم اقض شيئا، ثم عدوت فرجعت ولم أقض شيئا، فلم يزل ذلك يتمادى بى حتى اسرعوا وتفرط الغزو، فهمت أن أرتحل فأدركهم وليتنى فعلت، فلم أفعل، وجعلت اذا خرجت فى الناس بعد خروج رسول اللّٰه ﷺ فظفت فيهم يحزننى أنى لاأرى الا رجلاً مخصوصاً عليه فى النفاق، اورجلا من عذر اللّٰه من الضعفاء، ولم يذكرنى رسول اللّٰه ﷺ حتى بلغ تبوك، فقال وهو جالس فى القوم بتبوك: ما فعل كعب ابن مالك" فقال رجل من بنى سلمه: يا رسول اللّٰه"جلسه يرداه والنظر فى عطفيه"فقال له معاذ بن جبل: بئس ما قلت، واللّٰه يا رسول اللّٰه ماعلمنا منه الا خيرا، فسكت رسول اللّٰه ﷺ، فلما بلغنى أن رسول اللّٰه ﷺ قد توجه قافلا من تبوك حضرنى بشى

Marfat.com

فجعلت أتذكر الكذب، وأقول: بماذا أخرج من سخطة رسول اللّٰه ﷺ غداً؟ واستعين على ذلك كل ذى رأى من اهلى؛ فلما قيل: ان رسول اللّٰه ﷺ قد أظل قارما زاح عنى الباطل و عرفت أنى لا أنجومنه الا بالصدق، فأجمعت أن أصدقه، وصبح رسول اللّٰه ﷺ المدينة، وكان اذا قدم من سفر بدأ بالمسجد فركع فيه ركعتين ثم جلس للناس، فلما فعل ذلك جاء ه المخلفون فجعلوا يحلفون له ويعتذرون، وكانوا يضعة وثمانين رجلا، فيقبل منهم رسول اللّٰه ﷺ علانيتهم وأيمانهم ويستغفرلهم ويكل سرائرهم الى اللّٰه تعالى حتى جئت فسلمت عليه فتبسم تبسم المغضب ثم قال لى: "تعاله" فجئت أمشى حتى جلست بين يديه فقال لى: "ما خلفك الم تكن ابتمت ظهوك"؟ قال: قلت: إنى يا رسول اللّٰه، واللّٰه لوجلست عند غيرك من اهل الدنيا لرأيت انى سأخرج من سخطه بعذر، لقد اعطيت جدلا ولكن واللّٰه لقد علمت لئن حدثتك اليوم حديثا كذبا لترضين عنى وليوشكن اللّٰه أن يسخطلك على، ولئن حدثتك حديثا صد قا تجد على فيه انى لارجو عقباى من اللّٰه فيه، ولا واللّٰه ما كان لى عذر، واللّٰه ما كنت قط أقوى ولا ايسر منى حين تخلفت عنك، فقال رسول اللّٰه ﷺ: "أما هذا فقد صدقت فيه، فقم حتى يقضى اللّٰه فيك "فقمت

Marfat.com

وثار معی رجال من بنی سلمة، فاتبعونی، فقالوا لی: واللّٰه ما علمناك كنت اذنبت زنبا قبل هذا ولقد عجزت أن لاتكون اعتذرت الی رسول اللّٰه ﷺ بما اعتذربه اليه المخلّفون، قد كان كافيك ذنبك استغفارُ رسول اللّٰه ﷺ لك فواللّٰه ماذا الوابی حتی أردت أن ارجع الی رسول اللّٰه ﷺ فاكذب نفسی، ثم قلت لهم: هل لقی هذا احد غيری، قالوا: نعم، رجلان قالا مثل مقالتك و قيل لهما مثل ما قيل لك، قال: قلت: من هُما؟ قالوا: مراره ابن الربيع العمری من بنی عمرو بن عوف، وهلال بن أمية الواقفی، فذكروا لی رجلين صالحين فيهما أسوة، فصمت حين ذكرو همالی و نهی رسول اللّٰه ﷺ عن كلامنا ايها الثلاثة من بين من تخلف عنه، فاجتنبنا الناس و تغيروا لنا، حتی تنكرت لی نفسی والأرض فما هی بالأرض التی كنت أعرف، فلبثنا علی ذلك خمسين ليله، فأما صاحبای فاستكانا وقعدا فی بيوتهما، واما انا فكنت اشب القوم و اجلدهم، فكنت اخرج وأشهد الصلوة مع المسلمين، واطوف بالاسواق، ولا يكلمنی احد، وآتی رسول اللّٰه ﷺ فأسلم عليه وهو فی مجسله بعد الصلاة، فاقول فی نفسی: هل حرك شفتيه برد السلام علی أم لا؟ ثم أصلی قريبا منه، فأسارقه النظر، فاذا أقبلتُ علی صلاتی نظر الَّی، واذا التفت نحوه اعرض عنی، حتی اذا طال ذلك

Marfat.com

علی من جفوة المسلمین مشیت حتی تسورت جدار حائط ابی قتاده وهو ابن عمی واحب الناس الی فسلّمت علیه، فواللّٰه ماردّ علی السلام، فقلت: یاأبا قتاده، اشدك اللّٰه هل تعلم أنی أحب اللّٰه و رسوله؟ فسکت، فعدت فنا شدته، فسکت عنی، فعدت فنا شدته، فسکت عنی، فعدت فنا شدته، فقال: اللّٰه و رسوله أعلم، ففاضت عیناى، ووثبت فتسورت الحائط، ثم غدوت الی السوق، فبینا أنا أمشی بالسوق واذا نبطی یسأل عنی من نبط الشام ممن قدم بالعطام یبیعه بالمدینة، یقول: من یدل علی کعب بن مالك؟ قال: فجعل الناس یشیرون له الی، حتی جاء نی فدفع إلی کتابا من ملك غسان و کتب کتابا فی سرقة من حریر، فاذا فیه: أما بعد فانه قد بلغنا ان صاحبك قد جفاك ولم یجعلك اللّٰه بدار هو أن ولا مضیعة، فالحق بنا نواسك، قال: قلت..... حین قرأتها: وهذا من البلاء ایضاً، قد بلغ بی ماوقعت فیه ان طمع فی رجل من اهل الشرك، قال: فغمدت بها الی تنور فسجرته بها۔

فاقمنا علی ذلك حتی إذا مضت اربعون لیلة من الخمسین إذا رسول اللّٰه یأتینی، فقال: ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یأمرك أن تعتزل امرأتك قال: قلت: اطلقها أم ماذا؟ قال: لا بل اعتزلها ولا تقربها، وأرسل الی صاحبی بمثل ذلك، فقلت لا مراتی:

Marfat.com

الحقی بأهلك فكونی عندهم حتی يقضی اللّٰه فی هذا الامر ما هو قاض قال: وجاء ت امرأة هلال بن امية رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم فقالت له: يارسول اللّٰه، أن هلال بن أمية شيخ كبير ضائع لا خادم له، أفتكره ان اخدمه؟ قال: "لا ولكن لا يقربتكد" "قالت: واللّٰه يا رسول اللّٰه ما به من حركة الی، واللّٰه ماذال يبكی منذ كان من أمره ما كان الی يومه هذا، ولقد تخوفت علی بصره، قال: فقال لی بعض أهلی: لو أستازنت رسول اللّٰه لا مراتك فقد أذن لا مرأة هلال بن امية ان تخدمه، قال: قلت واللّٰه استاذنه فيها، ما ادری ما يقول رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم لی فی ذلك اذا استأذنته فيها، وانا رجل شاب۔

قال: فلبثنا بعد ذلك عشر ليال، فكمل لنا خمسون ليلة من حين نهی رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم المسلمين عن كلامنا، ثم صليت الصبح صبح خمسين ليلة علی ظهر بيت من بيوتنا علی الحال التی ذكر اللّٰه منا: قد ضاقت علينا الارض بما رحبت و ضاقت علی نفسی، وقد كنت ابتنيت خيمة فی ظهر سلع فكنت أكون فيها، اذا سمعت صوت أو فی علی ظهر سلع يقول بأعلی صوته: يا كعب بن مالك، أبشر قال: فخررت ساجداً، وعرفت ان قد جاء الفرج، قال: وآذن رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم للناس بتوبة اللّٰه علينا حين صلی الفجر،

Marfat.com

فذهب الناس يبشروننا، وذهب نحو صاحبى مبشرون و ركض رجل الى فرسا، وسعى ساع من أسلم حتى أوفى على الجبل، فكان الصوت اسرع من الغرس، فلما جاء فى الذى سمعت صوته يبشرنى نزعت ثوبى،فكسوتهما اياه بشارة و واللّٰه ما أملك يومئذ غيرهما، واستعرت ثوبين فلبستهما، ثم انطلقت أيتمم رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، وتلقانى الناس يبشروننى بالتوبة، و يقولون لتهنك توبة اللّٰه عليك، حتى دخلت المسجد و رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم جالس حوله الناس، فقام الى طلحة بن عبيد اللّٰه فحيانى و هنانى، و واللّٰه ماقام الى رجل من المهاجرين غيره، قال:فكان كعب بن مالك لا ينساها لطلحة، قال كعب: فلما سلمت على رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال لى و وجهه يبرق من السرور: أبشر بخير يوم مر عليك منذ ولدتك أمك قال:قلت أمِن عندك يا رسول اللّٰه ام من عنداللّٰه؟ قال:"بل من عنداللّٰه قال:وكان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم اذا استبشر كأن وجهه قطعة قمر، قال: وكنا نعرف تلك منه، قال: فلما جلست بين يديه قلت: يارسول اللّٰه ان من توبتى الى اللّٰه عزوجل أن انخلع من مالى صدقة الى اللّٰه وإلى رسوله، فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم" : أمسك عليك بعض مالك فهو خير لك" قال: قلت:

Marfat.com

إنى مسلك سهمى الذى بخير، وقلت:يا رسول اللّٰه، ان اللّٰه قد نجانى بالصدق، وان من توبتى الى اللّٰه ان لا أحدث إلاصدقا ماحييت، واللّٰه ما أعلم أحدا من الناس أبلاه اللّٰه من صدق الحديث منذ ذكرت لرسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أفضل مما أبلانى، واللّٰه ما تعمدت من كذبة منذ ذكرت ذلك لرسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم الى يومى هذا، وانى لأرجو أن يحفظنى الله فيما بقى، وانزل اللّٰه تعالىٰ (۹:۱۱۷-۱۱۹): لقد تاب اللّٰه على النبى والمهاجرين والانصار الذين اتبعوه فى ساعة العسرة من بعد ماكاد تزيغ قلوب فريق منهم ثم تاب عليهم أنه بهم رؤف رحيم وعلى الثلاثة الذين خلفوا) الى قوله (وكونوا مع الصادقين)قال كعب:فو اللّٰه ما انعم اللّٰه على نعمة قط..... بعد أن هدانى للاسلام كانت اعظم فى نفسى من صدقى رسول اللّٰه صلى اللّٰه على وسلم يومئذ ان لا أكون كذبته فأهلك كما هلك الذين كذبوه: فان اللّٰه تبارك وتعالىٰ قال فى الذين كذبوه حين أنزل الوحى شرما قال لاحد، قال (۹: ۹۵-۹۶):

(سيحلفون باللّٰه لكم إذا انقلبتم اليهم التعرضوا عنهم فاعرضوا عنهم إنهم رجس وماوٰهم جهنم جزاء بما كانوا يكسبون يحلفون لكم لترضوا عنهم فان ترضوا عنهم فان اللّٰه لا يرضى عن القوم

Marfat.com

الفاسقين) قال: وكنا خلفنا أيها الثلاثة عن أمر هؤلاء الذين قبل منهم رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم حين خلفوا له فعذرهم واستغفرلهم، أرجا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أمرنا حتى قضى اللّٰه فيه ما قضى: قبذلك قال اللّٰه تعالىٰ (۱۱۸:۹) (وعلى الثلاثة الذين خلفوا) وليس الذى ذكر اللّٰه من تخليفنا تخلفنا عن الغزوه، ولكن لتخليفه ايانا وارجائه أمرنا عمن خلف له واعتذر اليه فقبل منه"(۴۴).

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے روایت بیان کی ہے کہ میرے والد عبداللہ نے اپنے والد (کعبؓ بن مالک) کو غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ ہونے کے سلسلے میں خود اپنا اور اپنے ساتھیوں کا قصہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے، فرمایا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بھی غزوہ کیا میں نے اس میں کبھی تخلف نہیں کیا (اور برابر آپ کے ساتھ شریک رہا) ہاں غزوہ بدر میں ضرور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک نہ ہو سکا اور غزوہ بدر میں جو لوگ شریک نہیں ہوئے اور انہوں نے تخلف کیا) ان پر اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی عتاب نہیں ہوا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ غزوہ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف قریش کے قافلے کے ارادے سے نکلے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اور آپؐ کے دشمنوں کو بغیر کسی وقت اور جگہ کے تعین کے جمع کر دیا۔ اس طرح ان میں جنگ واقع ہو گئی اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عقبہ میں شریک ہوا۔ جب اسلام پر ہم سب نے عہد کیا تھا میں جنگ بدر کو عقبہ پر ترجیح نہیں دیتا تھا۔ اگرچہ غزوہ بدر نے زیادہ شہرت پائی۔

جس وقت جنگ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک جنگ نہیں ہوا۔ اس وقت مجھے یہ علم تھا کہ میں اتنا مضبوط اور اتنا فارغ البال کبھی نہیں تھا جتنا اس وقت تھا۔ جب اس غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے تخلف کیا۔

Marfat.com

خدا کی قسم! میرے پاس کبھی دو اونٹنیاں نہیں ہوئیں مگر اس جنگ کے وقت میرے پاس ایک ساتھ دو اونٹنیاں تھیں۔ اور ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب آپؐ کسی غزوے کا ارادہ فرماتے تو اسے مخفی رکھ کر دوسرے رخ کا اظہار فرماتے تھے۔ مگر اس غزوے میں آپؐ نے ایسا نہیں کیا کیونکہ یہ غزوہ آپؐ نے سخت گرمی میں کرنا چاہا اور ایک طویل سفر سامنے تھا، دشمنوں کی کثیر تعداد سے مقابلہ تھا۔ اس لیے آپؐ نے لوگوں کے سامنے یہ معاملہ کھول کر بیان فرما دیا تا کہ اس کے لئے وہ اچھی طرح تیاری کر لیں۔ اور آپؐ کو جس رخ پر چلنا تھا اسے بھی صاف صاف بتا دیا اور جو مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے وہ بے شمار تھے، جن کی فہرست تیار نہیں کی جا سکتی۔ جس آدمی نے بھی اس جنگ سے غائب ہو جانے کا ارادہ کیا، وہ یہی سمجھتا تھا کہ اس کا غائب ہو جانا ایک امر مخفی ہو گیا۔ بجز اس کے کہ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہو جائے (اور یہ راز فاش ہو جائے) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غزوے کا ارادہ اس وقت فرمایا جب پھل درختوں پر پک چکے تھے اور لوگوں کو ان کے سایے میں وقت گزارنا مرغوب تھا۔

بہر حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیاری شروع کی اور آپؐ کے ساتھ لوگوں نے بھی تیاری شروع کر دی اور میں روزانہ صبح کو فیصلہ کرتا کہ اب تیاری کر لینی چاہیے، لیکن پھر کوئی نہ کوئی ضرورت پیش آ جاتی تو میں دل میں کہتا کہ جب چاہوں گا تیاری کر لوں گا۔ اس طرح مجھ سے تساہل ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ لوگوں نے جدوجہد کر کے تیاریاں کر لیں۔ آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو روانہ ہونے والے تھے اور آپؐ کے ساتھ مسلمان بھی مگر میں نے اس وقت تک کوئی تیاری نہیں کی تھی۔ پھر میں نے سوچا کہ میں آپؐ کے بعد دو ایک دن میں تیاری کر کے ساتھ جا ملوں گا۔ سب جا چکے تھے، صبح کو میں نکلا کہ سامان ٹھیک کروں۔ لیکن پھر میں لوٹ کر آ گیا اور کوئی ضرورت پیش آ گئی۔ اگلے دن پھر میں اسی مقصد سے نکلا۔ مگر پھر لوٹ کر آ گیا اور کچھ نہ کیا۔ اسی طرح برابر ڈھیل ہوتی رہی یہاں تک کہ مسلمان بڑی عجلت سے پہنچ گئے۔ اور اب جنگ میں شریک ہونے کا موقع ہاتھ سے نکل چکا تھا۔ پھر بھی میں نے ارادہ کیا کہ کوچ کر کے انہیں جا پکڑوں شاید مجھے موقع مل جائے مگر میں

Marfat.com

نے کچھ نہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد میں باہر نکلتا اور لوگوں میں گھومتا تو مجھے اس بات سے بڑا رنج ہوتا کہ میں یہاں یا تو وہ لوگ دیکھتا ہوں جو نفاق کے لیے مطعون و متہم ہیں یا وہ آدمی دیکھتا ہوں جنہیں معذور سمجھا گیا ہے اور ضعفاء میں سے ہیں۔ ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مجھے اس وقت یاد نہ فرمایا جب تک تبوک نہ پہنچ گئے۔ وہاں پہنچنے کے بعد آپؐ لوگوں میں تشریف فرما تھے کہ آپؐ نے فرمایا:

کعب بن مالک نے کیا کیا، بنو سلمہ کے ایک آدمی نے کہا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! انہیں ان کی دھاری والی چادروں اور خورد بینی نے روک لیا''۔ اس پر معاذؓ بن جبل بولے۔

''تم نے بہت بری بات کہی، خدا کی قسم! یارسول اللہ! ہم نے اس میں خیر کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔

آپؐ یہ سن کر خاموش ہو گئے۔

پھر جب مجھے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپسی کا رخ فرما چکے ہیں تو مجھ پر حزن و ملال طاری ہونے لگا۔ اب میں اس فکر میں لگ گیا کہ کون سا غلط عذر پیش کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خفگی سے کس طرح بچ سکوں گا۔ اور اس سلسلے میں اپنے گھر کے ذی رائے لوگوں سے بھی مدد لی۔ پھر جب یہ بتایا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب بالکل قریب تشریف لے آئے ہیں تو مجھ سے باطل زائل ہو گیا اور میں نے سمجھ لیا کہ سچائی کے سوا بچ نہیں سکتا۔ اور پختہ ارادہ کر لیا کہ میں سچ سچ کہہ دوں گا۔ آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت مدینہ میں داخل ہو گئے۔ آپؐ کا معمول تھا کہ آپؐ سفر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے وہاں دو رکعت نماز پڑھتے اور نماز سے فارغ ہو کر لوگوں سے ملنے کے لیے وہیں نشست فرماتے تھے۔ چنانچہ اس مرتبہ بھی آپؐ نے ایسا ہی کیا۔ آپؐ کی نشست جاری ہوئی تو جنگ میں تخلف کرنے والے لوگ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قسمیں کھا کھا کر معذرت کرنے لگے۔ ان آدمیوں کی تعداد اسی نوے کے درمیان تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اظہار و ایمان کو قبول فرماتے۔

Marfat.com

ان کے لئے دعائے مغفرت کرتے۔ دل کے بھیدوں کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے جاتے۔ میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا تو آپؐ نے ناراضگی کے ساتھ تبسم فرمایا اور مجھ سے ارشاد کیا، ''ادھر آؤ۔ میں آگے بڑھ کر آپؐ کے سامنے بیٹھ گیا تو فرمایا:

''تمہیں کس چیز نے پیچھے رکھا۔ کیا تم نے سواری کا اونٹ نہیں خریدا تھا؟۔ میں نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ! خدا کی قسم۔ اگر میں دنیا والوں میں آپؐ کے سوا کسی اور کے پاس بیٹھا ہوتا تو مناسب سمجھتا کہ اس کے غصے سے کسی عذر کے ذریعے سے نکل جاؤں اور مجھے خصومت کرنا بھی خوب آتی ہے۔ لیکن خدا کی قسم! مجھے معلوم ہے کہ اگر میں آج آپؐ سے کوئی جھوٹ بات عرض کروں تا کہ آپؐ مجھ سے خوش ہو جائیں تو فوراً اللہ تعالیٰ آپؐ کو مجھ پر غصہ دلا دے گا اور اگر آپؐ سے سچ سچ بتاؤں تو اس کے باعث آپؐ مجھ سے رنجیدہ ہو جائیں گے۔ میں اسی میں اللہ تعالیٰ سے اچھے انجام کی امید کرتا ہوں۔ واقعہ یہ ہے کہ مجھے کوئی عذر نہ تھا۔ خدا کی قسم۔ میں اتنا مضبوط اور اتنا فارغ البال کبھی نہ تھا، جتنا اس وقت تھا۔ جب میں نے آپؐ سے تخلف کیا۔ میری گفتگو سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''جہاں تک اس چیز کا تعلق ہے تم نے سچ کہا ہے۔ بہر حال اب تم جاؤ اور دیکھو اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں کیا فیصلہ کرتا ہے۔'' پھر میں اٹھ کر چلنے لگا۔ میرے ساتھ بنو سلمہ کے کچھ آدمی بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور میرے پیچھے پیچھے چلے۔ انہوں نے مجھ سے کہا:

خدا کی قسم! ہمیں نہیں معلوم ہوا کہ اس سے پہلے تم نے کوئی گناہ کیا ہے اور تم اس بات سے قاصر رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی عذر کر دیتے، جیسا کہ تخلف کرنے والوں نے عذر پیش کیا تھا۔ تمہارے گناہ کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار کافی ہو جاتا''۔

بنو سلمہ کے یہ لوگ برابر میرے ساتھ لگے رہے۔ یہاں تک کہ میں نے چاہا لوٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں، پھر اپنے آپ کو جھٹلا دوں لیکن میں

Marfat.com

نے ان لوگوں سے پوچھا:

''کیا میرے علاوہ بھی کوئی آدمی اس چیز سے دوچار ہوا؟''۔انہوں نے کہا۔

''ہاں دو آدمی تھے، جنہوں نے تمہاری طرح گفتگو کی اور ان سے بھی وہی کہا گیا جو تم سے کہا گیا۔

میں نے پوچھا۔

وہ دو آدمی کون ہیں؟

انہوں نے بتایا۔

قبیلہ بنو عمرو بن عوف کے مرارہؓ بن ربیع اور ھلالؓ بن ابو امیہ واقفی ۔ بہر حال انہوں نے مجھ سے ان دو صالح آدمیوں کا ذکر کیا جس کا عمل نمونے کی حیثیت رکھتا تھا۔ ان دونوں کا ذکر سن کر میں خاموش ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ہم تینوں کے ساتھ کلام کرنے سے منع فرما دیا تھا۔ چنانچہ لوگوں نے ہم سے بچنا شروع کر دیا اور سب ہمارے لئے بدل گئے ۔ یہاں تک کہ میرے لئے یہ سرزمین بالکل اجنبی ہو گئی اور میں خود اپنے لئے اجنبی ہو گیا۔ وہ زمین ہی نہ تھی، جسے میں جانتا پہچانتا تھا۔ ہم پر پچاس راتیں اسی طرح گزر گئیں۔

رہ گئے میرے دو اور ساتھی تو وہ اپنے اپنے گھر میں بیٹھ رہے اور میرا معاملہ یہ تھا کہ میں نسبتاً نوعمر اور جری تھا اس لئے میں باہر نکلتا۔ مسلمانوں کے ساتھ شریک ہوتا اور بازاروں میں گھومتا، مگر ہم سے کوئی بات نہ کرتا تھا اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھی حاضر ہوتا جس وقت آپؐ نماز کے بعد تشریف فرما ہوتے تھے اور میں سلام کرتا تو دل میں سوچتا اور دیکھتا کہ آیا میرے سلام کا جواب دینے کے لئے اپنے ہونٹوں کو ہلایا یا نہیں۔ پھر میں آپؐ کے قریب ہی نماز پڑھتا اور آپؐ کو چور نگاہوں سے دیکھتا تھا۔ جب میں نماز میں مصروف ہو جاتا تو آپؐ میری طرف نگاہ ڈالتے تھے اور جب میں آپؐ کی طرف متوجہ ہوتا تو اعراض فرما لیتے۔ یہاں تک کہ جب مسلمانوں کی یہ سرد مہری میرے لئے بہت طویل ہو گئی تو میں گیا اور ابو قتادہؓ کے باغ کی دیوار پر چڑھ گیا۔ ابو قتادہؓ میرے عمزاد اور

Marfat.com

سب سے زیادہ محبوب تھے۔ میں نے انہیں سلام کیا۔ مگر واللہ انہوں نے سلام کا جواب نہ دیا۔ میں نے کہا:

''ابوقتادہؓ ! میں تمہیں خدا کی قسم دلا کر پوچھتا ہوں کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں اللہ اور اس کے رسول کو محبوب رکھتا ہوں۔

مگر ابوقتادہ خاموش ہی رہے۔ میں نے دوبارہ انہیں قسم دے کر پوچھا مگر انہوں نے اب بھی سکونت اختیار کی۔ میں نے پھر قسم دے کر پوچھا تو بولے:

''اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ علم ہے''۔

یہ سن کر میری انکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور میں کود کر باغ کی دیوار سے اتر گیا۔ پھر میں صبح کے وقت بازار آیا۔ بازار میں چلا جا رہا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نبطی، جو شام کے علاقے کا تھا اور ان لوگوں میں سے تھا جو مدینہ آ کر گندم بیچتے تھے، میرے متعلق پوچھ رہا ہے کہہ رہا ہے۔

''کعبؓ بن مالک کا پتا بتانے والا کوئی آدمی ہے''؟ تو لوگ میری طرف اشارہ کر کے اسے بتانے لگے۔ وہ میرے پاس آیا اور شاہ غسان کا ایک خط دیا جو ریشمی کپڑے کے ایک ٹکڑے پر لکھا گیا تھا۔ اسے پڑھا تو مضمون یہ تھا۔

اما بعد ہمیں معلوم ہے کہ تمہارے ساتھی (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) نے تمہارے ساتھ سرد مہری کی ہے اور اللہ نے تمہیں ذلت و تباہی کی جگہ نہیں رکھا۔ اس لئے تم یہاں آ کر مجھ سے ملو، میں تمہارے لئے معاش اور روزی میں حصہ رسدی کا انتظام کروں گا۔

کعبؓ بن مالک نے آگے بیان کیا۔ جب میں نے یہ خط پڑھا تو سوچا، یہ بھی ایک مصیبت اور آزمائش ہے۔ میں جس گردش میں پڑا ہوں اس نے مجھے یہاں تک پہنچا دیا کہ اہل شرک میں سے ایک شخص مجھے اپنا بنا لینے کے درپے ہے۔

کعبؓ بن مالک نے مزید بیان کیا ''میں نے اس خط کو تنور کے حوالے کیا اور اس تنور کی آگ بھڑکا دی۔ بہر حال اس حالت پر قائم رہا تا آنکہ جب پچاس راتوں میں سے چالیس گزر گئیں تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد میرے پاس آ رہا

Marfat.com

ہے۔اس نے آ کر کہا: رسول اللہ تمہیں اس بات کا حکم دیتے ہیں کہ اپنی بیوی سے علیحدگی اختیار کرلو۔ میں نے پوچھا۔ بیوی کو طلاق دے دوں۔ کہا۔نہیں، بلکہ اس سے الگ رہو اور اس کے قریب مت جاؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد نے میرے دونوں ساتھیوں کو بھی یہی پیغام پہنچایا، پھر میں نے اپنی بیوی سے جا کر کہا: تم اپنے گھر والوں میں چلی جاؤ اور انہیں کے پاس اس وقت تک رہو جب تک اللہ تعالیٰ فیصلہ نہ کر دے جو اس معاملے میں کرنے والا ہے اور ھلالؓ بن امیہ کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں اور عرض کیا۔ یارسول اللہ! ھلالؓ بالکل بوڑھے آدمی ہیں، ان کے پاس کوئی خادم بھی نہیں کیا آپؐ یہ ناپسند فرمائیں گے کہ میں ان کی خدمت کر دیا کروں؟۔ آپؐ نے فرمایا ہاں ہاں لیکن وہ تم سے قریب نہ ہوں (خدمت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں) بیوی بولیں۔ خدا کی قسم! جب سے ان کا یہ معاملہ ہوا ہے برابر روتے ہی رہے ہیں اور آج تک رو رہے ہیں اور مجھے تو ان کی بصارت زائل ہونے کا اندیشہ ہے۔ کعبؓ بن مالک نے آگے بیان کیا۔ پھر مجھ سے میرے بعض اہل خانہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تم بھی اپنی بیوی کے لئے اجازت حاصل کر لیتے۔ آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ھلالؓ بن امیہ کی بیوی کو ان کی خدمت کے لیے اجازت دے ہی دی۔ میں نے ان سے کہا۔ میں آپؐ سے اپنی بیوی کے لئے اجازت نہیں مانگوں گا۔نہیں معلوم آپؐ مجھ سے اس کے بارے میں کیا فرما دیں۔ پھر میں جوان آدمی ہوں۔

اس کے بعد ہم لوگ دس روز تک اسی حالت پر رہے۔ پچاس دن مکمل ہو گئے۔ اس وقت سے جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ہم سے کلام کرنے سے منع فرمایا تھا۔ پھر میں نے اپنے گھر کی چھت پر پچاسویں رات کی صبح کو نماز اس حالت پر پڑھی جو اللہ تعالیٰ نے بیان کی، زمین باوجود وسیع ہونے کے ہم پر تنگ ہو گئی تھی اور میرا دم گھٹ رہا تھا۔ میں نے ایلوے کے ایک درخت کی پشت پر ایک خیمہ بنا لیا تھا اور اسی میں موجود تھا کہ درخت کی پشت پر سے آواز لگانے والے کی بھرپور آواز سنی وہ کہہ رہا تھا۔

Marfat.com

''کعبؓ بن مالک تیرے لیے خوشخبری ہے''

یہ آواز سن کر میں سجدے میں گر گیا۔ کیونکہ میں سمجھ گیا تھا کہ کشادگی آ گئی۔ کعبؓ ابن مالک نے بیان کیا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت صبح کی نماز پڑھی اس وقت لوگوں کو بتایا کہ اللہ کی طرف سے ہم تینوں آدمیوں کی بخشش اور معافی ہوگئی ہے۔ یہ خبر سن کر لوگ ہمیں بشارت دینے کے لیے دوڑ پڑے اسی طرح بشارت دینے والے دوڑ کر ہمارے دونوں ساتھیوں کی طرف بھی گئے۔ بنو اسلم کے ایک آدمی نے میرے پاس آنے کے لئے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور دوڑتے دوڑتے پہاڑ پر چڑھ گیا۔ (اور وہاں سے آواز دی کہ بخشش ہوگئی ہے)۔ اس لئے اس کی آواز اس کے گھوڑے سے پہلے میرے پاس پہنچ گئی۔ پھر جب وہ شخص جس کی آواز میں نے سنی تھی۔ بشارت دیتا ہوا میرے پاس پہنچا تو میں نے خوشی میں اپنے دونوں کپڑے اتارے اور اسے پہنا دیئے۔ خدا کی قسم اس دن ان دونوں کپڑوں کے سوا اور کوئی کپڑا میری ملکیت نہ تھا، اس لیے میں نے خود اپنے لیے دو کپڑے مستعار لیے اور پہن لیے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے ارادے سے چل دیا۔ اس وقت لوگ مجھے معافی کی خوشخبری دے رہے تھے کہتے تھے ''اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی مبارک ہو''۔

بہر حال میں جا کر مسجد میں داخل ہو گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد لوگ حاضر تھے۔ مجھے دیکھ کر طلحہؓ بن عبید اللہ کھڑے ہو گئے سلام کیا مبارک باد دی اور خدا کی قسم! مہاجرین میں ان کے سوا اور کوئی بھی میرے لیے کھڑا نہیں ہوا۔ میں طلحہؓ کی یہ بات نہیں بھولتا۔

جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو مجھ سے فرمایا (اور اس وقت آپ ﷺ کا چہرہ مبارک خوشی سے چمک رہا تھا)۔ جب سے تمہاری ماں نے تمہیں جنم دیا اس وقت سے جتنے دن گزرے ہیں ان میں سب سے بہتر دن کی خوشخبری تمہیں دیتا ہوں''۔

میں نے پوچھا۔

یا رسول اللہ! آیا اپنی جانب سے یا اللہ تعالیٰ کی جانب سے۔؟

Marfat.com

فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی جانب سے''

جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشارت دے رہے تھے۔ اس وقت آپؐ کا چہرہ مبارک چاند کا ٹکڑا معلوم ہو رہا تھا۔ اور ہم آپؐ کی یہ چیز پہنچانتے تھے، جب میں سامنے بیٹھ گیا تو عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ سے میری توبہ اور میری معافی کا ایک حصہ یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے صدقہ کرتے ہوئے اپنے مال و جائیداد سے چھٹکارا حاصل کرلوں۔

فرمایا: ''اپنی کچھ جائیداد اپنے لیے روک لو، تمہارے لئے یہی بہتر ہے''۔ میں نے عرض کیا: خیبر میں جو میرا حصہ ہے اسے میں روک لیتا ہوں'' یارسول اللہ! سچائی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے نجات دی، اللہ سے میری توبہ کا یہ اثر ہونا چاہیے کہ جب تک میں زندہ رہوں سچ ہی بولتا رہوں۔

جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کا ذکر کیا۔ اس وقت سے خدا کی قسم! کسی بھی ایسے آدمی کو سچائی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آزمائش میں ڈالا ہو، میں نے اپنے سے افضل نہیں پایا۔ خدا کی قسم! جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا اس وقت سے آج کے دن تک ایک بھی مرتبہ جھوٹ بولنے کا ارادہ نہیں کیا اور مجھے قوی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ بقیہ زندگی میں بھی مجھے اس سے محفوظ رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ نے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حال پر توجہ فرمائی اور مہاجرین اور انصار کے حال پر بھی، جنہوں نے ایسی تنگی کے وقت میں پیغمبر کا ساتھ دیا۔ اس کے بعد کہ ان میں سے ایک گروہ کے دلوں میں کچھ تزلزل ہو چلا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے حال پر توجہ فرمائی بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان سب پر بہت ہی شفیق و مہربان ہیں اور ان تینوں شخصوں کے حال پر بھی، جن کا معاملہ ملتوی کر دیا گیا تھا۔ اس قول تک اور سچوں کے ساتھ ہو''۔

کعبؓ نے کہا: خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے جب سے مجھے اسلام کے سیدھے راستے پر لگایا ایسی نعمت سے کبھی سرفراز نہیں فرمایا جو میرے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

Marfat.com

سامنے سچ بولنے کی نعمت سے بڑی ہو۔ میں اس وقت بالکل جھوٹ نہیں بولا، ورنہ اسی طرح ہلاک ہو جاتا جس طرح وہ لوگ ہو گئے جو جھوٹ بولتے تھے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس سلسلہ میں جو وحی نازل فرمائی تو جھوٹ بولنے والوں کے لیے اتنے سخت الفاظ فرمائے کہ اس سے زیادہ سخت الفاظ کسی کے لیے نہیں فرمائے۔ فرمایا:

''یہ سب تمہارے سامنے آ کر اللہ کی قسمیں کھائیں گے۔ (کہ ہم معذور تھے) جب تم ان کے پاس واپس جاؤ گے تا کہ تم انہیں ان کی حالت پر چھوڑ دو۔ یہ لوگ بالکل گندے ہیں انہوں نے (نفاق واختلاف کر کے) جو کرتوت کیے ہیں ان کے بدلے میں ان کا ٹھکانا جہنم ہی ہے، یہ تمہارے سامنے اس لیے قسمیں کھاتے ہیں تا کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ۔ تو اگر تم ان سے راضی بھی ہو گئے تو اللہ تعالیٰ اس سرکش قوم سے راضی نہ ہوگا۔

کعبؓ نے کہا: اور ہم تینوں میں سے کوئی بھی ہو ہمارا معاملہ ان لوگوں کے معاملے سے مؤخر رکھا گیا، جن کے عذر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرما لیے تھے، جب انہوں نے آ آ کر آپؐ کے سامنے قسمیں کھائیں اور آپؐ نے انہیں معذور قرار دے کر ان کے لیے استغفار کی۔ ہمارے معاملے کو اس وقت تک اٹھا رکھا جب تک اللہ تعالیٰ کا فیصلہ نہ آ گیا اسی سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وعلى الثلثة الذين خلفوا

اللہ تعالیٰ نے ہمارا معاملہ مؤخر کرنے کا جو ذکر کیا ہے تو اس لیے نہیں کہ ہم تینوں غزوے سے پیچھے رہ گئے تھے، اس لیے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے معاملے کو ان لوگون کے معاملے سے الگ کر لیا تھا جنہوں نے آپؐ کے سامنے آ کر قسمیں کھائیں اور آپؐ نے معذور قرار دے کر ان کے عذر قبول فرما لیے تھے۔

حدیث: عن عبدالرحمن بن عبداللّٰه أن عبداللّٰه بن كعب بن مالك قال سمعت كعب بن مالك حين تخلف عن تبوك واللّٰه ما أنعم اللّٰه على من نعمة ابعد اذ هدانى اعظم من صدقى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه

Marfat.com

وسلم أن لا أكون كذبته وأهلك كما هلك الذين كذبوا حين أنزل الوحى "سيحلفون باللّٰه لكم اذا انقلبتم اليهم الى الفاسقين" (۴۵)

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک حضرت کعبؓ بن مالک سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ جب میں غزوہ تبوک میں حاضر نہ ہوسکا اور تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے واپس آ گئے تو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ایسی نعمت عطا فرمائی جو کہ مسلمان ہونے کے بعد سے اب تک نہیں ملی تھی وہ یہ کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جھوٹ نہیں بولا اور ہلاک ہونے سے بچ گیا اور دوسرے جو منافق تھے جھوٹ بول کر ہلاک ہو گئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر یہ آیت نازل فرمائی۔ سیحلفون باللّٰه فاسقین نك۔

حديث عن عبدالرحمن بن عبداللّٰه بن كعب بن مالك ان عبداللّٰه بن كعب قائد كعبؓ حين عمى من بيته قال سمعت كعبؓ بن مالك يحدث حديثه حين تخلف عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فى غزوة تبوك فذكر الحديث يطوله الى ان قال حتى كمللت لنا خمسون ليلة من حين نهى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن كلامنا فلما صليت صلاة الفجر صبح خمسين ليلة وانا على ظهر بيت من بيوتنا فينا انا جالس على الحال التى ذكر اللّٰه مناقد ضاقت على نفسى و ضاقت على الارض بما رحبت سمعت صورت صارح او فى على جبل سلع يا كعبؓ بن مالك ابشر قال فخررت ساجد او عرفت انه قد جاء

Marfat.com

الفرج واذن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بتوبة اللّٰہ علینا حین صلی صلوٰة الفجر فذهب الناس یبشروننا و ذهب قبل صاحبی مبشرون و رکض رجل الی فی فرحا وسعی ساع من اسلم فاو فی علی الجبل فکان الصوت اسرعانی من الفرس دلما جاء نی الذی سمعت صوته یبشرنی ترعت ثوبی فکسوتهما ایاء یبشراه واللّٰہ ما املك غیر هما یومئذ واستغفرت ثوبین فلبستهما فانطلقت(۴۶)

عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک، عبداللہ بن کعب سے جو کعبؓ بن مالک کے نابینا ہو جانے کے بعد قائد تھے، روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کعبؓ بن مالک سے غزوۂ تبوک سے رہ جانے کی طویل حدیث نقل کی اور فرمایا کہ جب پچاس راتیں نبی کریم کی ہم سے بات نہ کرنے کی پوری ہوئیں، میں اس رات کے بعد فجر کی نماز اپنے گھر کی چھت پر پڑھ چکا تھا، اور اس حالت میں بیٹھا تھا کہ جیسے کہ اللہ نے ذکر کیا کہ ہمارا نفس اور ساری زمین ہم پر تنگ ہو گئی تھی، میں نے ایک چیخ سنی جو کسی پکارنے والے سلع پہاڑ کی جانب سے آ رہی تھی کہ اے کعب خوشخبری ہو تم کو، میں فوراً سجدہ میں گر گیا اور جان گیا کہ ضرور کوئی اچھی خبر ہے اور اللہ کی طرف سے نبی کریمؐ کو معافی کی اجازت اس وقت آئی ہے۔ جب آپؐ نے فجر کی نماز ادا کی پس ہمیں خوشخبری دینے والے بھاگنے لگے اور میرے ساتھی سے قبل ہی ایک شخص کوشش کر کے پہاڑ پر چڑھ گیا۔ جب میں نے تیز آواز سنی تو اپنے دونوں کپڑے اتارے اور خوشخبری دینے والے کو پہنا دیے اور یہی دو دو کپڑے اس وقت میری ملکیت میں تھے، اور دو کپڑے کسی سے عاریۃً

Marfat.com

لے کر پہنے اور نبی کریم کی خدمت میں حاضر ہوا۔

حدیث عن عبدالرحمن بن کعب بن مالك عن ابیه ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قدم من غزوه تبوك ضحی فصلی فی المسجد رکعتیں وکان اذا جاء من سفر فعل ذلك"(۴۷)

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک اپنے والد سے روایت کرتا ہے کہ نبی کریم جب غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے، چاشت کا وقت تھا، آپؐ نے مسجد میں دو رکعتیں ادا کیں اور آپؐ کا یہ معمول تھا کہ جب بھی آپؐ سفر سے لوٹتے تو دو رکعت ادا فرماتے۔

حدیث: عن ابن کعب بن مالك عن ابیه ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم خرج یوم الخمیس فی غزوه تبوك"(۴۷)

ترجمہ: کعبؓ بن مالک کا بیٹا اپنے والد کعبؓ بن مالک سے روایت کرتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کے لیے جمعرات کے دن نکلے۔

حدیث: اخبرنی عبدالرحمن بن عبداللّٰه بن کعبؓ أن عبداللّٰه بن کعب قال سمعت کعبؓ بن مالك یقول کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فلما یرید غزوة یغزوها الاوری بغیرها حتی کان غزوة تبوك فعزواها رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فی حر شدید استقبل سفرا بعیدا و مناذا واستقبل غزو عدو کثیر فجلا للمسلمین امرهم لینا هبوا احبة عدوهم اخبرهم بوالذی یرید (۴۹)

Marfat.com

ترجمہ: نبی کریم جب کسی غزوہ کا رادہ کرتے تو اس خاص غزوۃ کے علاوہ آس پاس کے علاقہ کا بھی ارادہ کرتے یہاں تک کہ غزوہ تبوک کا موقع آ پہنچا اس غزوہ میں آپؐ نے شدید گرمی میں لمبا سفر کیا اور دشمن کی کثیر تعداد سے مقابلہ کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے ایسا راستہ پیدا فرما دیا کہ اس سے مسلمانوں کا رعب دشمن کے دل میں بیٹھ گیا۔ اس روایت کو راوی نے اپنی مسند سے بیان کیا۔

حدیث: قال کعبؓ بن مالك ما كنت فی غزاة ايس للظهر والنفقة فی تلك الغذاة قال لما خرج رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قلت انجهز غدا ثم الحقة فی جهازی فامسيت ولم افرع فقلت أخذ فی جهازی غد او الناس قريب بعد ثم الحقهم فامسيت ولم افرغ فلما كان اليوم الثالث اخذت فی جهازی فامسيت فلم افرغ فقلت ايهات سار الناس ثلاثا فاقت فلما قدم رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم جهل الناس يعتذرون اليه فبحثت حتى قمت بين يديه فقلت ما كنت فی غزاة أيسر للظهر والنفقة منی فی هذه الغزاة فاعرض عنی رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وأمر الناس ان لا يكلونا أمرت نساؤنا ان يتحولن عنا قال فتمورت حائط اذات يوم فاذا أنا بجابر بن عبداللّٰه فقلت ای جابر شدتك باللّٰه هل علمتنی غششت اللّٰه ورسوله يوما فط قال فسكت عنی فجعل لا يكلمنی قال فبينا انا ذات يوم اذ سمعت رجلا على الثنية يقول كعبا كعبا حتى دنا

Marfat.com

منی فقال بشر واکعبا۔"(۵۰)

ترجمہ: کعبؓ بن مالک نے بیان کیا کہ کوئی غزوہ ایسا نہ تھا کہ جس میں مجھے جان و مال سے شرکت میں کوئی مشکل ہوئی ہو۔ پھر (غزوہ تبوک میں رہ جانے کی تفصیل) بیان کی کہ جب نبی کریمؐ نکل گئے تو میں نے کہا کہ کل تیاری کر کے روانہ ہو جاؤں گا اور لشکر میں مل جاؤں گا۔ پھر میں اپنے کام میں مشغول ہو گیا اور نکل نہ سکا۔ دوسرے دن بھی یہی سوچا کہ کل فارغ ہوتے ہی نکل جاؤں گا۔ لوگ ابھی قریب ہوں گے میں ان کو پالوں گا، دوسرا دن بھی گزر گیا اور میں فارغ نہ ہوا یہاں تک کہ تیسرا دن آ گیا۔ تو میں نے حسرت سے کہا کہ لوگوں کو گئے ہوئے تین دن ہو گئے اور پھر ایک دن نبی کریمؐ واپس تشریف لے آئے۔ تو جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے وہ مختلف عذر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کرنے لگے میں آپؐ کے پاس گیا سامنے کھڑا ہو گیا اور عرض کیا میرے لیے اس غزوہ میں جان و مال کے اعتبار سے شریک ہونا کوئی مشکل نہ تھا۔ نبی کریمؐ نے بے توجہی کی اور لوگوں کو منع کر دیا کہ ہم سے کوئی بات نہ کریں اور ہماری عورتوں کو بھی حکم دے دیا کہ ہم سے اپنے بستر الگ کر لیں۔ ایک دن میں نے جابر بن عبداللہ سے کوئی بات کرنے کی کوشش کی مگر انہوں نے کوئی بات نہ کی۔ پس ایک دن میں نے ایک شخص کو چیختے ہوئے سنا جو یہ کہہ رہا تھا، "کعب کو خوشخبری ہو"۔

حدیث: عن عبدالرحمن بن كعب بن مالك ان عبداللّٰه بن كعب بن مالك وكان قائد كعبؓ من بنيه حين عمى قال سمعت كعبؓ بن مالك وذكر ابن السرح قصة تخلفه عن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم

Marfat.com

فی غزوة تبوك قال و نهى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم المسلمين عن كلامنا ايها الثلاثة حتى طال علي تسورت جدار حائط ابى قتادة وهو ابن عمى فَسلّمَتُ عليه فو اللّٰه ما رد على السلام ثم ساق خبر تنزيل توبة"(۵۱)

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک بیان کرتے ہیں عبداللہ بن کعب بن مالک سے۔ جب کعبؓ بن مالک نابینا ہو گئے تھے تو ان کے بیٹوں میں سے وہ ان کو لے کر چلا کرتے تھے کہتے ہیں کہ میں نے غزوہ تبوک سے ان کی محرومی کا قصہ جس کو ابن السرح نے تفصیل سے بیان کیا ہے سنا فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا تھا عام مسلمانوں کو کہ ہم تینوں سے کوئی بات نہ کرے۔ یہاں تک کہ جب بہت دن ہو گئے تو میں ابوقتادہؓ کے باغ کی دیوار پھاند کر ان کے پاس گیا۔ وہ میرے چچا کے بیٹے تھے۔ میں نے ان کو سلام کیا قسم خدا کی انہوں نے میرے سلام کا جواب نہ دیا پھر اپنی توبہ اترنے کا قصہ بیان کیا۔

حدیث: حدثنی كعبؓ و ذكر حديث تخلفه عن رسول الله صلى اللّٰه عليه وسلم فى غزوه تبوك قال فبينما رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يوما تبوك فى ساعه هاجرة اذ نظر الى راكب بطيش فى السراب فجعل رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول كن أبا خيثمه لرجل من الانصار من بنى عوف حتى قيل واللّٰه أبو خيثمه فبجاء فجلس الى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فجعل يسأله عن المدينة۔(۵۲)

ترجمہ: حدیث بیان کی مجھ سے کعبؓ نے اور ذکر کیا اپنے پیچھے رہنے کا،

Marfat.com

وہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ سے تبوک کے ایک گرمی کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سراب میں غصے سے ایک سوار کو آتے دیکھا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ہو جا ابوخیثمہ جو انصار کے آدمی تھے اور بنوعوف سے تعلق رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ کہا گیا قسم خدا کی وہ ابوخیثمہ ہیں۔ پس وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر بیٹھے اور مدینہ کے متعلق دریافت کرنے لگے۔

آداب جہاد

حدیث: کعبؓ بن مالك قال: عهد الينا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ونحن بخيبر أن لا نقتل صبياً ولا امرأةً (۵۳)

ترجمہ: کعبؓ بن مالک سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے خیبر کے موقع پر یہ عہد لیا کہ ہم بچوں اور عورتوں کو قتل نہیں کریں گے۔

تدبیر جنگ

عن عبدالرحمن بن كعب بن مالك عن أبيه عن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم كان اذا اراد غزوة ورى غيرها وكان يقول الحرب خدعة۔ (۵۴)

جامع ترمذی میں صرف ''الحرب خدعة'' لکھا ہے۔ (۵۵)

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک اپنے والد کعبؓ بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کہیں لڑائی کا ارادہ کرتے تو لوگوں سے کچھ بتاتے اور فرماتے تھے لڑائی داؤ گھات کا نام ہے۔

Marfat.com

جمعرات کو غزوہ کے لیے نکلنا

كان يحب ان يخرج اذا غزا يوم الخميس۔[۵۶]

(عن کعب بن مالک)

ترجمہ: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پسند کرتے تھے کہ جمعرات کے دن غزوہ کے لئے نکلیں۔

مجاہدین کے لیے روم کے جنگلی گھاس میں برکت

حدیث: عن كعبؓ بن مالك انهٗ قال بارك اللّٰه المجاهدين فی صليان اهل روم كما بارك هم فی شعير سوريه[۵۷]

ترجمہ: کعبؓ بن مالک نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے لئے اہل روم کے جنگلی گھاس میں برکت دی جیسا کہ برکت دی ان کے لئے سوریہ کے جو میں۔

تیر برسامنے کے مواقع کا انتظار

حدیث: عن عبداللہ بن کعب بن مالک عن ابیہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی المغرب ثم یرجع الناس الی اُھالیہم وہم یبصرون مواقع اُموقع کا انتظار کرتے کہ کب وہ تیر برسائیں۔

شہداء کی ارواح

حديث: عن ابن كعب بن مالك عن ابيه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال ان ارواح الشهداء فی طير خضر تعلق من ثمر الجنة او شجر الجنة[۵۹]

ترجمہ: ابن کعب بن مالک اپنے والد کعبؓ بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شہداء کی ارواح

Marfat.com

سبز سبز پرندوں کے پیٹ میں رہتی ہیں۔ جو لٹکائی جاتی ہیں پھلوں میں
جنت کے یا درختوں میں۔
ایک اور مقام پر حدیث ان الفاظ میں نقل کی گئی ہے۔

حدیث: ان ارواح الشهداء فی طیر خضر تعلق حیث شاء ت[60] (عن کعب بن مالك)

ترجمہ: کعب بن مالک سے روایت ہے کہ شہداء کی روحیں سبز پرندوں میں ہوتی ہیں۔ جو اپنی مرضی سے زندگی بسر کرتے ہیں۔

مفتوح اقوام سے سلوک

حدیث: عن ابن کعب بن مالك بن ابیه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اذا افتحکم مصر فاستو صوابا لقسبط خیرا فان لهم ذمة ورحما[61]

ترجمہ: ابن کعب بن مالک اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی شہر کو فتح کرلو تو وہاں کے رہنے والوں کو تحمل کی نصیحت کرو۔ اس لئے کہ اگرچہ ان کا خون جائز ہے مگر وہ تمہارے رحم کے طالب ہیں۔

بیعت

بیعت عقبہ ثانیہ

حدثنی معبد بن کعب بن أبی کعب بن القین أخو بنی سلمة، أن أخاه عبداللّٰه بن کعب، وکان من أعلم الأنصار حدثة أن أباه کعباً حدثه، وکان کعب ممن شهدا العقبة وبایع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم

Marfat.com

بها، قال: خرجنا فی حجاج قومنا من المشركين، وقد صلينا وقفهنا، ومعنا البراء بن معرور سيدنا وكبيرنا، فما وجهنا لسفرنا وخرجنا من المدينة قال البراء لنا: يا هولاء انی قد رأيت رأيا واللّٰه ماأدری أتوافقدوننی عليه أم لا؟

قال: قلنا: وما ذاك؟ قال: قد رأيت الا أدع هذه البينة منی بظهر (يعنی الكعبة) وأن أصلی اليها، قال: فقلنا: واللّٰه ما بلغنا أن نبينا صلى اللّٰه على وسلم يصلی إلا إلى الشام، وما نريد أن نخالفه، قال: فقال: أنی نصل اليها، قال: فقلنا له، لكنا لا نفعل، قال: فكنا اذا حضرت الصلاة صلينا الى الشام وصلى الى الكعبة، حتى قدمنا مكة، قال: وقد كنا عبنا عليه ما صنع وأبى إلا إلاقامة على ذلك، فلما قدمنا الى مكة قال لی: يا ابن أخی، انطلق بنا الى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم حتى أساله عما صنعت فی سفری هذا، فانه واللّٰه لقد وقع فی نفسی منه شئی لما رأيت من خلافكم ايای فيه، قال: فخرجنا نسال عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، وكنا لا نعرفه لم نره قبل ذلك، فلقينا رجلاً من اهل مكة، فسألناه عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، فقال: هل تعرفانه، فقلنا، لا، قال: فهل تعرفان العباس بن عبدالمطلب عمه؟ قال قلنا: نعم، قال: وقد كنا نعرف العباس كان لا يزال يعدم علينا تاجراً قال: فاذا دخلتما المسجد

Marfat.com

فهو الرجل مع العباس، قال: فدخلنا المسجد، فاذا العباس رضى الله عنه جالس و رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم جالس معه، فسلمنا ثم جلسنا اليه، فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم للعباس: هل تعرف هذين الرجلين يا أبا الفضل؟

قال: نعم، هذا البراء بن معرور سيد قومى، وهذا كعب بن مالك قال: فو اللّٰه مأنسى قول رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم الشاعر؟ قال: نعم، فقال البراء بن مرور: يا نبى اللّٰه، انى خرجت فى سفرى هذا وقد هدانى اللّٰه للسلام فرايت الا أجعل هذه البنية منى بظهر فصليت اليها، وقد خالفنى اصحابى لى ذلك، حتى وقع فى نفسى من ذلك شئى، فها ذا ترى يا رسول اللّٰه؟ قال: "قد كنت على قبلة لوصبرت عليها قال: فرجع البراء الى قبلة رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم معنا الى الشام، قال: وأهله يرتمون أنه صلى الى الكعبة حتى مات، وليس ذلك كما قالوا؟ نحن أعلم به منهم۔

قال كعب: ثم خرجنا الى الحج و واعدنا رسول اللّٰه صلى اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم العقبة من اوسط ايام التشريق: قال: فلما فرغنا من الحج، وكانت اليله التىّ واعدنا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لها ومعنا عبداللّٰه بن عمرو بن حرام ابو جابر سيد من ساداتناوشريف من اشرفنا أخذناه معنا وكنا نكتم من

Marfat.com

معنا من قومنا من المشركين أمرنا، فكلمناه، وقلنا له: يا أبا جابر، انك سيد من ساداتنا وشريف من أشرافنا، وانا نرغب بك عما أنت فيه أن تكون خطبا للنار غدا، ثم دعوناه الى الاسلام، وأخبرناه بميعاد رسول الله صلى الله عليه وسلم ايانا العقبة، قال: فأسلم وشهد معنا لعقبة، وكان نقيباً، قال: فنمنا تلك الليلة مع قوسا فى رحاننا، حتى اذا مضى ثلث الليل خرجنا من رجالنا لميعاد رسول الله صلى الله عليه وسلم، تسلل تسلل القطا مستخفين حتى اجتمعنا فى الشعب، عند العقبة، ونحن ثلاثة و سبعون رجلا و معنا امرأتان من نسائنا: نسيبة بنت كعب، ام عماره احدى نساء بنى ماذن ابن النجار واسماء بنت عمرو بن عدى بن نابى احدى نساء بن سلمة وهى أم منينع۔

قال: فاجتمعنا فى الشعب منتظر رسول الله صلى الله عليه وسلم، حتى جاء نا و معه العباس بن عبدالمطلب، وهو يومئذ على دين قومه، الا أنه احب ان يعضر أمر ابن أخيه، ويتوثق له، فما جلس كان أول متكلم العباس بن عبدالمطلب، فقال: يامعشر الخزرج، قال: وكانت العرب انما يسمعون هذا الحى من الانصار الخزرج خزرجها وأوسها، ان محمداً منا حيث قد علمتم ، وقد منعناه من قومنا فمن هو على مثال رائنا فيه، فهو فى عز من قومه

Marfat.com

ومنعة فی بلده، وانه قد أبی الا الانحیاز الیکم واللحون بکم، فان کنتم ترون أنکم وافون له بمادعوتموه الیه وما نعوه ممن خالفه فأنتم وما تحطم من ذلك، وان کنتم ترون و انکم مسلموه وخاذلوه بعد الخروج به الیکم فمن الآن فدعوه فانه فی عزو منعة من قومه بلده، قالُ: فقلنا له: قد سمعنا ماقلت، فتکلم یارسول اللّٰه، فخذ لنفسك ولربك مااحببت، قال: فتکلم رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، فتلا القرآن ودعا الی اللّٰه، ورغب فی الاسلام ثم قال: "أبایعکم علی أن تمنعونی مما تمنعون منه نساء کم وابناء کم" قال فأخذ البراء بن معرور بیده ثم، قال: نعم والذی بعثك بالحق لنفسك مما نمنع منه ازرنا فبایعنا یارسول اللّٰه، فنحن واللّٰه أهل الحروب، وأهل الحلقة ورثناها کابراً (عن کابر) قال: فاعترض القول والبراء یکلم رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ابوالهثیم بن التیهان، فقال: یارسول اللّٰه، ان بیننا وبین الرجال حبالاً، وانا فاطعونا (یعنی الیهود) فهل عسیت ان نحن فعلنا ذلك ثم أظهرك اللّٰه أن ترجیع الی قومك و تدعنا؟ قال: فتبسم رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ثم قال: بل الدم الدم، والهدم الهدم، أنا منکم وأنتم منی أحارب من حاربتم وأسالم من سالمتم، قال کعبؓ: وقد قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: "أخرجنی الی منکم اثنی عشر نقیبا

Marfat.com

ليكونوا على قومهم بما فيهم " فأخرجوا منهم اثنى عشر نقيبا: تسعةً من الخزرج، و ثلاثةً من الأوس۔(۶۲)

مجھ سے معبد بن کعب نے اپنے بھائی عبداللہ بن کعب جو انصار میں سب سے بڑے عالم تھے، اپنے والد کعبؓ کی زبانی بیان کیا، کعبؓ ان لوگوں میں سے تھے جو مقام عقبہ میں حاضر تھے اور وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ اپنی قوم کے مشرک حاجیوں کے ساتھ نکلے، نماز بھی پڑھتے تھے۔ دینی مسائل کی تعلیم بھی حاصل کر لی تھی۔ ہمارے ساتھ براءؓ بن معرور بھی تھے جو بڑے اور ہمارے سردار تھے۔ جب ہم نے سفر اختیار کیا اور مدینہ سے نکلے تو براءؓ نے ہم سے کہا: لوگو! میری ایک رائے ہے۔ نہ معلوم تم سب اس سے اتفاق کرتے ہو، یا نہیں ہم نے کہا: وہ رائے کیا ہے، انہوں نے کہا۔ میری رائے ہے کہ اس عمارت یعنی کعبۃ اللہ کی جانب میں اپنی پیٹھ نہ کروں بلکہ اسی کی جانب نماز پڑھوں، ہم نے کہا، بخدا! ہمیں تو یہی خبر ملی ہے کہ ہمارے نبیؐ شام کی جانب نماز ادا فرمایا کرتے ہیں اور ہم ان کے خلاف عمل کرنا نہیں چاہتے۔ انہوں نے کہا۔ میں تو اسی کی سمت نماز پڑھتا ہوں۔ ہم نے کہا، لیکن ہم تو ایسا نہیں کریں گے کہا ہماری حالت یہ تھی کہ جب نماز کا وقت آتا تو ہم شام کی جانب اور وہ کعبے کی سمت نماز ادا کرتے یہاں تک کہ ہم مکہ پہنچے ہم نے ان کے اس عمل پر انہیں برا بھلا کہا۔ لیکن وہ اس پر جمے رہے اور رجوع سے انکار کیا مکہ پہنچتے ہی انہوں نے مجھ سے کہا۔ میرے ساتھ رسول ﷺ کے پاس چلو کہ میں نے اس سفر میں جو کچھ کیا ہے اس کے متعلق آپ ﷺ سے دریافت کریں کیونکہ میں نے نماز

Marfat.com

کے بارے میں تم لوگوں کی مخالفت دیکھی اب میرے دل میں بھی اس کے متعلق کچھ شبہ سا پیدا ہو گیا ہے۔

پھر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دریافت کرتے ہوئے نکلے۔ کیونکہ نہ ہم آپ کو پہچانتے تھے اور نہ ہم نے اس سے پہلے آپؐ کو دیکھا تھا۔ آخر ہم مکہ کے رہنے والوں میں سے ایک شخص سے ملے اور اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پوچھا۔ تو اس نے کہا: کیا تم انہیں پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا۔ نہیں اس نے کہا، تو کیا ان کے چچا عباس بن عبدالمطلب کو پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا ہاں (ہم عباس کو اس لئے پہچانتے تھے کہ وہ ہمیشہ تاجرانہ حیثیت سے ہمارے پاس آیا کرتے تھے) اس نے کہا۔ تم مسجد میں جاؤ۔ کہا پھر ہم مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ عباسؓ بیٹھے ہوئے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ ہیں ہم نے سلام کیا اور آپؐ کے پاس بیٹھ گئے۔ آپؐ نے عباسؓ سے فرمایا۔ اے ابوالفضل کیا تم ان دونوں کو پہچانتے ہو؟۔

انہوں نے کہا: جی ہاں۔ یہ براءؓ بن معرور اپنی قوم کا سردار ہے اور یہ کعبؓ بن مالک ہے کہا واللہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو نہیں بھولوں گا کہ فرمایا ''الشاعر''۔ یعنی کیا وہ کعب بن مالک جو شاعر ہے؟۔ انہوں نے کہا۔ جی ہاں۔ پھر براءؓ بن معرور نے آپؐ سے عرض کی۔ اے اللہ کے نبی میں اس حالت میں اس سفر کے لئے نکلا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی جانب رہنمائی فرما دی۔ میں نے مناسب سمجھا کہ اس عمارت (کعبۃ اللہ) کی جانب اپنی پیٹھ نہ کروں۔ اور میں نے اسی کی جانب نماز پڑھی۔ حالانکہ میرے ساتھیوں نے اس امر میں میری مخالفت کی۔ حتی کہ میرے دل میں بھی اس کے متعلق کچھ شبہ پیدا ہو گیا۔ اے اللہ کے رسول آپؐ اسے کیا خیال فرماتے

Marfat.com

ہیں۔آپ نے فرمایا: قد کنت علی قبلۃ لوصبرت علیہا۔(تم ایک قبلہ پر مامور تھے کاش تم نے اس پر صبر کیا ہوتا) کہا۔پھر تو براءؓ نے بھی رسول اللہ ﷺ کے قبلے کی طرف منہ کیا اور ہمارے ساتھ شام کی جانب نماز ادا کی۔ان کے متعلقین کا دعوی ہے کہ وہ اپنی وفات تک کعبے کی جانب نماز پڑھتے رہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہوا اور ان کی نسبت ہم اس معاملے کو زیادہ جاننے والے ہیں۔

کعبؓ بن مالک نے بیان کیا پھر ہم حج کے لیے نکلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقام عقبہ میں ایام تشریق کے وسط میں ملنے کی قرارداد کرلی۔ جب ہم حج سے فارغ ہو گئے اور وہ رات آئی جس کی قرارداد ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تھی۔ ہمارے ساتھ ابو جابر عبداللہ بن عمرو بن حرام بھی تھے اور وہ ہمارے سرداروں میں سے تھے۔ ہم نے انہیں ساتھ لیا اور اپنا یہ معاملہ اپنی قوم کے ان مشرکوں سے چھپاتے رہے۔ جو ہمارے ساتھ تھے، عبداللہ سے گفتگو کی اور ان سے کہا: اے ابو جابر۔تم ہمارے سرداروں میں سے ایک سردار اور سربرآوردہ لوگوں میں سے ہو تم جس حالت میں ہو، ہمیں یہ پسند نہیں کہ کل تم آگ کے ایندھن بنو۔ پھر ہم نے انہیں اسلام کی دعوت دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو ہم نے مقام عقبہ کی قرارداد کی تھی اس کی بھی انہیں خبر دی، آخر انہوں نے اسلام اختیار کر لیا اور ہمارے ساتھ عقبہ میں موجود رہے۔ پھر ہم اس رات اپنی قوم کے ساتھ سواریوں میں سو رہے۔ یہاں تک کہ جب تہائی رات گزر گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرارداد پر اپنی سواریوں سے تیتر کی چال یعنی دبے پاؤں نکلے۔ یہاں تک کہ ہم سب پہاڑ کی چڑھائی کے ایک دوراہے کے پاس جمع ہو گئے۔ ہم تہتر مرد تھے اور ہماری عورتوں

Marfat.com

میں سے ام عمارہ نسیبہ بنت کعب، بنی ماذن بن النجار کی عورتوں میں سے ایک عورت، ام منبع اسماء بنت عمرو بن عدی بن نابی، بنوسلمہ کی عورتوں میں سے ایک عورت یہ دو عورتیں ہمارے ساتھ تھیں۔ پس ہم اس دورا ہے پر جمع ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرنے لگے۔ یہاں تک کہ آپؐ تشریف لائے۔ ساتھ آپؐ کے چچا عباس بن عبدالمطلب بھی تھے وہ اس وقت اپنی قوم کے دین پر تھے۔ مگر انہیں اپنے بھتیجے کے معاملے میں موجود رہنے اور ان کے بارے میں پختہ ضمانت لینے کی خواہش تھی۔ پھر جب بیٹھے تو پہلے جس نے گفتگو کی وہ عباس بن عبدالمطلب تھے۔

انہوں نے کہا اے گروہ خزرج (راوی نے کہا۔ عرب انصار کے اس قبیلے کو اس نام سے پکارا کرتے تھے۔ خواہ وہ بنی خزرج ہوں یا بنی اوس) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم میں جو حیثیت حاصل ہے، وہ تم لوگ جانتے ہو۔ ہم میں سے ان لوگوں نے جو ان سے متعلق ہماری رائے سے متفق ہیں۔ اب تک ان کی حفاظت کی ہے، یہ اپنی قوم میں عزت والے اور اپنے شہر میں محفوظ ہیں لیکن یہ اپنا وطن چھوڑ کر تمہاری طرف جانے اور تم سے مل کر رہنے کے سوا دوسری کسی بات کو مانتے ہی نہیں۔ اگر یہ سمجھتے ہو کہ تم انہیں جس جانب بلا رہے ہو، وہاں ان کا حق پورا پورا ادا کرو گے اور مخالفوں سے بچاؤ گے تو جو بار اپنی خوشی سے سر لیتے ہو لو اور اگر انہیں لے جانے کے بعد مخالفوں کے حوالے کر دینے اور ان کی مدد سے دست بردار ہو جانے کا خیال ہو تو اسی وقت دست کش ہو جاؤ۔ کہ یہ اپنی قوم اور اپنے شہر میں معزز و محفوظ ہیں تو ہم نے ان سے کہا: آپ نے جو کچھ کہا ہم نے سن لیا۔ اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم آپ گفتگو فرمائیے اپنی ذات اور اپنے پروردگار کے متعلق

Marfat.com

جو اقرار (ہم سے) لینا پسند فرماتے ہیں لیجئے رسول اللہ صلی اللہ علی وسلم نے گفتگو کا آغاز فرمایا۔ قرآن کی تلاوت کی اللہ کی جانب دعوت دی اور اسلام کی طرف رغبت دلائی۔ پھر فرمایا:

میں تم سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تم میری ان تمام چیزوں سے حفاظت کرو گے جس سے تم اپنی عورتوں اور اپنے بچوں کی حفاظت کرتے ہو۔

براءؓ بن معرور نے آپؐ کا دست مبارک تھام لیا اور کہا۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو سچائی سے نبی بنا کر بھیجا ہے ہمیں یہ شرطیں قبول ہیں اور ضرور ہم ان تمام چیزوں سے آپ ﷺ کی حفاظت کریں گے جن سے ہم اپنی عورتوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ پس اے اللہ کے رسول ہم سے بیعت لے لیجئے واللہ ہم سپاہی اور مسلح لوگ ہیں جنگ تو ہمیں ہمارے بزرگوں کی میراث میں ملی ہے۔

براء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کر ہی رہے تھے کہ ابوالہیثم بن التیہان نے دخل دیا اور کہا اے اللہ کے رسول ہم میں اور دوسرے لوگوں یعنی یہود میں خاص قسم کے تعلقات ہیں ان سے قطع کر لیں گے، اگر ہم نے ایسا کیا اور اللہ تعالی نے اس کے بعد آپؐ کو غلبہ عطا فرمایا تو کیا ایسا تو نہ ہو گا کہ آپؐ ہمیں چھوڑ کر اپنی قوم کی طرف لوٹ آئیں گے؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایسا نہیں ہو گا بلکہ میرا خون کا مطالبہ تمہارا خون کا مطالبہ ہو گا اور میرا خون کا معاف کرنا تمہارا خون کا معاف کرنا ہو گا۔ تم مجھ سے ہو جاؤ گے اور میں تم سے جس سے تم جنگ کرو گے میں بھی اس سے برسر پیکار ہوں گا اور جس سے تم صلح کرو گے میں بھی اس سے مصالحت کروں گا۔

Marfat.com

بیعت عقبہ کو جنگ بدر پر فضیلت

حدیث: اخبرنی عن عبدالرحمن بن کعب بن مالك:
أن عبداللّٰه بن کعب وکان قائد کعبؓ من بنیه حین
عمی قال سمعت کعبؓ بن مالك یحدث حین
تخلف عن قصة التبوك ..... ولقد
شهدت مع النبی صلی اللّٰه علیه وسلم لیلة العقبة
حین تواثقنا علی الاسلام وما أحب أن لی بها مشهد
بدر وان کانت بدر أنکر فی الناس منها(۶۲)

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے خبر دی ان کے والد عبداللہ جو اپنے والد (کعب) کو پکڑ کر لے چلتے تھے جب وہ اندھے ہو گئے تھے۔ کہتے تھے میں نے اپنے والد کعب سے سنا جب وہ غزوہ تبوک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ جا سکے۔ (پیچھے رہ گئے پھر اس کا لمبا قصہ بیان کیا) کعب نے کہا میں عقبہ کی رات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھا۔ جس وقت ہم نے اسلام پر قائم رہنے کا مضبوط عہد و پیمان کیا اور مجھ کو تو اس رات کے بدل جنگ بدر میں بھی شریک ہونا زیادہ پسند نہیں ہے۔ اگرچہ لوگ جنگ بدر کا بڑا تذکرہ کرتے ہیں۔

عقبہ ثانیہ میں پہلی بیعت:

حدیث: اخبر نی معبد بن کعب عن اخیه عبداللّٰه بن
کعب، عن ابیه کعبؓ بن مالك قال: کان أول من
ضرب علی ید رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم
البراءؓ بن معرور، فشرط له واشترط علیه ، ثم بایع
القوم۔(۶۳)

ترجمہ: خبر دی مجھ کو معبد بن کعب نے وہ روایت کرتے ہیں اپنے بھائی

Marfat.com

عبداللہ بن کعب سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ کعبؓ سے کہ براءؓ بن معرور پہلے شخص تھے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔
پھر قوم نے بیعت کی۔

نقباء کا تقرر:

حدیث: حدثنی معبد بن کعب بن مالك عن اخيه عن كعبؓ بن مالك قال لما قال لی رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم اخرجوالی اثنی عشر نقيبا فاخرجنا جناله سعد بن عباده بن دليم بن حارثة بن حزيمة بن ثعلبة بن طريف بن الخزرج بن ساعده وكان نقيب، بنی ساعده(٦٤)

ترجمہ: معبد بن کعب بن مالک اپنے بھائی سے روایت کرتے ہیں۔ وہ کعبؓ بن مالک سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سامنے بارہ نقیب پیش کرو۔ پس ہم نے سعد بن عبادہ بن دلیم بن حارثہ بن حزیمہ بن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج بن ساعدہ کو پیش کیا۔ وہ بنوساعدہ سے تعلق رکھتے تھے۔

حدیث: حدثنی معبد بن كعب بن مالك بن ابی كعب بن القين اخو بنی سلمة ان اخاه عبيد الله بن كعب وكان من اعلم الانصار حدثه ان اباه كعبا حدثه وكان كعبؓ بن مالك شهد العقبة و بايع رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم بها قال خرجنا فی حجاج من المدينة فقال لنا البراء بن معرور يا هؤلاء انی قد

Marfat.com

رأيت رويا والله ما ادرى اتوافقونى عليها ام لا قال قلنا وما ذاك قال قد رأيت ان لا ادع هذه البنية منى بظهر وذكر الحديث بطولة واظننى انى قد اخرجته فى ذكر البراء بن معرور رضى الله عنه (٦٥)

ترجمہ: حدیث بیان کی ہم سے معبد بن کعب بن مالک بن ابی کعب بن القین نے جو بنی سلمہ میں سے ہیں وہ روایت کرتے ہیں کہ اپنے بھائی عبید اللہ بن کعب سے جو انصار کے بہت بڑے عالم تھے۔ اور وہ اپنے والد کعبؓ بن مالک سے کہ کعبؓ بن مالک عقبہ میں حاضر تھے اور آپؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ فرماتے ہیں ہم حج کے ارادہ سے مدینہ سے نکلے، ہم سے براءؓ بن معرور نے کہا کہ اے لوگو۔ میں نے ایک عجیب وغریب خواب دیکھا جس کو پتہ نہیں تم مانو یا نہ مانو ہم نے کہا وہ کیا ہے؟ کہا کہ میں نے دیکھا میں اس گھر کو نہیں چھوڑ رہا ہوں اس کے بعد طویل قصہ بیان کیا اور میرا خیال ہے میں نے اسے براءؓ بن معرور کے ذکر کے ضمن میں ذکر کیا ہے۔

آداب طعام:

حديث: عن كعبؓ بن مالك عن النبى صلى الله عليه وسلم كان ياكل بثلث اصابيع ولا يمسح يده حتى يلعقها (٦٦)

ترجمہ: کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ تین انگلیوں سے کھانا کھایا کرتے اور اپنے ہاتھ کو نہ پونچھتے جب تک اس چاٹ نہ لیتے۔

حديث: عن سعد بن كعب بن مالك عن أبيه قال

Marfat.com

رأيت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يلعق اصابعه الثلاث من الطعام۔ (٦٧)

ترجمہ: سعد بن کعب اپنے والد کعبؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف تین انگلیاں کھانے میں استعمال ہوتی تھیں۔

حديث: عن ابن سعد عن ابنٍ كعب بن مالك عن ابيه ان النبى صلى اللّٰه عليه وسلم أكل طعاما فلعق اصابعه (٦٨)

ترجمہ: ابن سعد بن کعب بن مالک سے اور ابن کعب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا کھایا اور اپنی انگلیاں چاٹیں۔

حديث: عن عبدالرحمن بن كعب بن مالك و عبداللّٰه بن كعب بن مالك اخبره عن ابيه كعبؓ انه حدثهم ان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كان ياكل بثلاث أصابع فاذا فرغ لعقها (٦٩)

ترجمہ: عبدالرحمٰن اور عبداللہ بن کعب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہمارے والد نے ہمیں بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تین انگلیوں سے کھاتے تھے اور جب کھانے سے فارغ ہوتے تو انہیں چاٹ لیتے۔

حديث: عن عبداللّٰه بن كعب بن مالك عن ابيه رضى اللّٰه عنه ان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وآله وسلم كان اذا أكَلَ لعق اصابعة الثلاث (٧٠)

ترجمہ: عبداللہ بن کعب بن مالک اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا کھایا کرتے تھے تو آپؐ کی تین

Marfat.com

انگلیوں کو کھانا لگ جایا کرتا تھا۔

انعام

جو شخص خوشخبری لے کر آئے اس کو کچھ انعام دینا:

حدیث: حدثنا ابن السرح انا ابن وهب اخبرنی یونس عن ابن شهاب قال اخبرنی عبدالرحمن بن عبداللّٰه بن کعب بن مالك ان عبداللّٰه بن کعب قال سمعت کعبؓ بن مالك قال کان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم اذا قدم من سفر یدا بالمسجد فرکع فیه رکعتین ثم جلس للناس وقص ابن سرح الحدیث قال ونهی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم المسلین کلامنا ایها الثلاثة حتی اذا قال علی تسورت جدا رحائط ابی قتادة وهو ابن عمی فسلمت علیه فو اللّٰه مارد علی السلام ثم صلیت الصبح صباحاً خمیس لیلة علی ظهر بیت من بیوتنا فسمعت صارخًا یا کعبؓ بن مالك ابشر فلما جآء نی الذی سمعت صوته یبشرونی نزعت له ثوبی فکسوتهما ایاه فانطلقت حتی اذا دخلت المسجد فاذا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم جالس فقام الی طلحه بن عبید اللّٰه یهرول حتی صافحنی وهنانی۔[۷۱]

ترجمہ: ابن سرح، ابن وہب، یونس، ابن شہاب، عبدالرحمان، عبداللہ بن کعب، کعبؓ بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے آتے تو پہلے مسجد میں جاتے اور دو رکعتیں

Marfat.com

پڑھتے پھر لوگوں میں بیٹھتے بعد اس کے ابن السرح نے پوری حدیث بیان کی کعبؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ہم تینوں آدمیوں سے بات کرنے کے لیے منع فرمایا۔ بہت دن گزرے تو میں ابوقتادہ کے باغ میں دیوار پھاند کر گیا وہ میرے چچا کا بیٹا تھا۔ میں نے اس کو سلام کیا۔ قسم خدا کی اس نے جواب تک نہ دیا (کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کلام اور سلام سے منع کیا تھا)۔ پھر میں نے صبح کی نماز پڑھی پچاسویں دن اپنے گھر کی چھت پر سے ایک پکارنے والے کی پکار سنی جو پکارتا ہے اسے کعبؓ بن مالک خوش ہو جا، پھر جب وہ شخص میرے پاس آیا تو میں نے اپنے دونوں کپڑے اتار کر اس کو دیئے اور جب میں مسجد نبوی میں گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے۔ طلحہؓ بن عبیداللہ مجھ کو دیکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے آ کر مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارک باد دی۔

صدقہ وخیرات

خدا کی راہ میں اپنا مال نذر کرنا

حدیث: عن کعبؓ بن مالك قال قلت یارسول اللّٰه ان من توبتی أن أنخلع من مالی صدقه الی اللّٰه والی رسوله قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم أمسك علیك بعض مالك فهو خیر لك قال فقلت انی أمسك سهمی الذی بخیبر (۷۲)

ترجمہ: کعبؓ بن مالک سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ میری توبہ کا بدلہ یہ ہے کہ میں اپنے سارے مال سے الگ ہو جاؤں اور مال کو اللہ اور ان کے رسول کے لیے صدقہ کروں تو رسول

Marfat.com

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں کچھ مال تو اپنے لئے بھی رکھ لے تیرے لئے اس میں بہتری ہے۔ میں نے عرض کیا خیبر میں جو میرا حصہ ہے اس کو رکھ لیتا ہوں۔

اللہ کی راہ میں نذر کیے جانے والے مال کی مقدار:

حدیث: عن کعبؓ بن مالك قال قلت یارسول اللّٰه ان من توبتی الی اللّٰه أن اخرج من مالی کله الی اللّٰه والی رسوله صدقة قال لا قلت فنصفه قال لا قلت فثلثه قال نعم قلت فانی سامسك سهمی من خیبر (۷۳)

ترجمہ: کعبؓ بن مالک سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ میری توبہ تو یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ کے لئے اپنے سارے مال سے نکل جاؤں۔ سب مال اپنا اللہ اور اس کے رسول کے لئے خیرات کر دوں تو آپؐ نے فرمایا کہ نہیں تو پھر میں نے عرض کیا کیا آدھا مال آپؐ نے فرمایا نہیں۔ تیسری بار پھر میں نے عرض کیا تہائی مال۔ آپؐ نے فرمایا ہاں تو میں نے عرض کیا خیبر میں جو میرا حصہ ہے میں اس کو رکھ لیتا ہوں۔

عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر صدقہ نہیں کر سکتی:

حدیث: عن عبداللّٰه یحیی (رجل من ولد کعب بن مالك) عن ابیه، عن جده، أن جدته خیرة، امرأة کعبؓ بن مالك، أتت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم بحلی لها۔ فقالت: انی تصدقت بهذا۔ فقال لها رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لا یجوز للمرأة فی مالها الا بإذن زوجها فهل استاذنت کعباً؟ قالت:

Marfat.com

نعم فبعث رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الی کعب بن مالك، زوجها فقال "هل أذنت لخيرة أن تصدق بحليها"، فقال: نعم ، فقبله رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم منها۔(۷۴)

ترجمہ: عبداللہ بن یحییٰ سے روایت ہے جو کعبؓ بن مالک کی اولاد میں سے ایک شخص تھا۔ اس نے اپنے والد سے روایت کی اس نے اپنے دادا سے کہ اس کی دادی خیرۃ کعبؓ بن مالک کی بیوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ اپنا زیور لے کر آئی اور عرض کی کہ میں اس کو صدقہ کرتی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا عورت کو اپنے مال میں صدقہ کرنا اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر جائز نہیں۔ کیا تو نے کعب سے اجازت لے لی۔ وہ بولی ہاں۔ آپؐ نے کعبؓ بن مالک سے پوچھوا بھیجا کہ کیا تو نے خیرہ کو اجازت دی ہے اپنا زیور صدقہ کرنے کی وہ بولے جی ہاں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خیرہ سے قبول کرلیا۔

قرض

حدیث: عن ابن كعب بن مالك عن ابيه رضی الله عنه رسول الله ﷺ حجر طی معاذ ماله و باعه بدين كان عليه(۷۵)

ترجمہ: ابن کعب بن مالک اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل کا مال خود لے لیا اور اسے معاذ پر جو قرض تھا اس کی ادائیگی کے لئے فروخت کردیا۔

Marfat.com

قرض معاف کر دینا جائز ہے:

حدیث: اخبرنی عبداللّٰہ بن کعب بن مالك ان کعب بن مالك اخبره أنه تقاضى ابن أبى حدرد دينا كان له عليه فى عهد رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فى المسجد فار تفعت أصواتها حتى سمعها رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وهو فى بيته فخرج اليها رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم حتى كشف سجف حجرته و نادى كعب بن مالك فقال يا كعب فقال لبيك يارسول اللّٰه فاشارله بيده ان ضع الشطر من دينك قال كعب قد فعلت يارسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال النبى صلى اللّٰه عليه وسلم۔(۷۶)

مسند ابن حنبل میں اتنی حدیث مختلف ہے۔

"واشار اليه ان ضع من دينك الشطر قال قد فعلت يارسول الله قال قم فاقضه"

ترجمہ: "خبر دی مجھ کو عبداللہ بن کعبؓ بن مالک نے کہ کعبؓ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ ان کا قرض ابن ابی حدرد پر آنا تھا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجد کے اندر اس کا تقاضا کیا تو بلند ہوئی آوازیں ان دونوں کی۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لیا۔ آپؐ اس وقت گھر میں تھے۔ گھر سے نکل آئے اور پردہ اٹھا کر کعب بن مالک کو پکارا کعبؓ بن مالک نے کہا حاضر ہوں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ آدھا قرضہ معاف کر دے۔ کعبؓ نے کہا

Marfat.com

میں نے معاف کیا یارسول اللہ۔تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی حدرد سے فرمایا۔اٹھ اور قرض ادا کر''۔یہ حدیث کنز العمال میں اس طرح بیان ہوئی ہے۔

حدیث: عن کعبؓ بن مالك انه لزم رجلا بحق كان عليه فارتفعت اصواتها حتى سمعها رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فخرج فقال ماهذا فاخبروه فقال النبى صلى اللّٰه عليه وسلم خذمنه يا كعب الشطر ودع له الشطر (۷۷)

ترجمہ: کعب بن مالک سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک شخص سے اپنے ایک حق کا مطالبہ کیا۔جو اس پر واجب تھا اس مطالبہ حق کے دوران ان دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں۔یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا۔آپؐ حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے اور دریافت کیا کہ کیا بات ہے۔جب آپؐ کو واقعہ کی تفصیل بتائی گئی تو آپؐ نے کعبؓ بن مالک سے فرمایا۔اے کعب اپنے حق میں سے کچھ حصہ لے لو اور کچھ حصہ معاف کردو۔

Marfat.com

تجارت

اللہ کے مال سے تجارت کرنا:

حدیث: قال كعب بن مالك: كان معاذ بن جبل من أفضل شباب قومه، سمحا لا يمسك شيئاً، فلم يزل يدان حتى اغلق ماله كله فى الدين، فأتى النبى صلى الله عليه وسلم فطلب اليه ان يسأل غرما عنه أن يضعوا له، فأبوا، فباع النبى صلى الله عليه وسلم ما له كله فى الدين فاتى النبى صلى الله عليه وسلم فطلب اليه أن يسأل غرماءه ان يضعوا له، فأبوا، فباع النبى صلى اللّٰه عليه وسلم ما له كله فى دينه حتى قام معاذ بغير شئى۔ حتى اذا كان عام فتح مكة، بعثه النبى صلى الله عليه وسلم الى طائفة من أهل اليمن ليجبره فسمكث معاذ باليمن أميراً ، وكان اول اتجر فى مال اللّٰه هو(۷۸)

ترجمہ: کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ معاذ بن جبل اپنی قوم کے اچھے جوانوں میں سے تھے۔ بہت سخی تھے۔ ان کے ہاتھ ہر وقت سخاوت کے لئے کھلے رہتے تھے۔ یہاں تک کہ سب مال قرض میں دے دیا۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرض لینے والوں کی طرف آئے اور سوال کیا سب سے ان کے تاوان کا کہ وہ سب ان کو دیں۔ ان سب نے انکار کیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا مال قرض لینے والوں کا مال ان کا قرض ادا کرنے کے لئے بیچا۔ یہاں تک کہ معاذ کے پاس کچھ نہیں رہا۔ فتح مکہ کے سال نبی کریم صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم نے ان کو بھیجا یمن کے گروہ کی طرف تا کہ ان کو مجبور کریں۔
پس معاذ یمن میں امیر بن کر رہے۔ اور وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے
اللہ کے مال سے تجارت کی۔

سفر

کون سے دن سفر کرنا بہتر ہے:

حدیث: عن ابن کعب بن مالك عن ابیه ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کان اذا أراد ان یسافر لم یسافر الا یوم الخمیس (۷۹)

ترجمہ: کعبؓ بن مالک کے بیٹے اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر کا ارادہ کرتے تو جمعرات کے سوا سفر نہ کرتے۔

حدیث: عن عبدالرحمن بن کعب بن مالك عن کعبؓ بن مالك قال ما کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یخرج فی سفر الا یوم الخمیس (۸۰)

مسند دارمی میں "اذا اراد سفر" زیادہ ہے۔ (۸۱)

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک اپنے والد کعبؓ بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت کم ایسا کرتے تھے کہ سفر کسی اور دن کریں سوائے جمعرات کے (اکثر جمعرات کو نکلتے)۔

جب سفر سے لوٹ کر آئے تو پہلے نماز پڑھتے:

حدیث: عن کعب بن مالك ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم کان لا یقدم من سفر الا نهارا قال الحسن فی

Marfat.com

الضحی فاذا قدم من سفر اتی المسجد فرکع فیه رکعتین ثم جلس فیه(۸۲)

ترجمہ: کعب بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے آتے تو دن کو چاشت کے وقت آتے پھر جب شہر میں داخل ہوتے تو پہلے مسجد میں آ کر دو رکعتیں پڑھتے اس کے بعد وہاں بیٹھتے۔

حدیث: عن عبدالرحمن ابن کعب بن مالك عن ابیه قال کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لا یقدم من سفر الا فی الضحی فیبد أبا المسجد فیصلی فیه رکعتین و یقعد فیه(۸۳)

ترجمہ: عبدالرحمٰن ابن کعب بن مالک اپنے والد سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے صرف چاشت کے وقت واپس آتے اور سب سے پہلے مسجد میں تشریف لاتے اور دو رکعتیں پڑھتے اس کے بعد وہاں بیٹھتے۔

سچ

صدق مقال

حدیث: عن عبدالرحمن بن عبداللّٰه: أن عبداللّٰه بن کعب قال: سمعت کعب ابن مالك حین تخلف عن تبوك واللّٰه ما أنعم اللّٰه علی من نعمة بعد اذا هدانی أعظم من صدقی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم أن لا اکون کذبته فأهلك کما هلك الذین کذبوا(۸۴)

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن کعب نے

Marfat.com

کہا کہ سنا میں نے کعبؓ بن مالک سے کہ جب وہ غزوہ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے تو کہتے تھے خدا کی قسم۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو دین اسلام کی جو ہدایت دی تو اس نعمت کے بعد دوسری کوئی نعمت اس سے بڑھ کر نہیں دی کہ میں نے (غزوہ تبوک کے معاملہ میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح صورت حال عرض کر دی (اپنے قصور کا اعتراف کر لیا) اگر میں جھوٹ اور بہانے کرتا تو دوسرے جھوٹ بولنے والوں کی طرح تباہ و برباد ہو جاتا۔

حرص

مال و جان کی خواہش

حدیث: عن کعبؓ بن مالك الانصاری قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ماذئبان جائعان أرسلا فی غنم بافسد لها من حرص المرء علی المال علی المال والشرف لدینه(۸۵)

ترجمہ: کعبؓ بن مالک سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دو بھیڑیے بکریوں کے گلے کو اتنا زیادہ تباہ و برباد نہیں کرتے جتنا مال و جاہ کا حریص آدمی اپنے دین کو تباہ کرتا ہے۔

ذبیح

حدیث: عن کعبؓ بن مالك ان جاریة لکعبؓ بن مالك كانت ترعی غنما له بسلع فأصیبت شاة منها فأدركتها فذبحتها بحجر فسئل رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم عن ذلك فقال كلوها۔(۸۶)

Marfat.com

ترجمہ: کعبؓ بن مالک سے روایت ہے کہ ان کی ایک کنیز سلع میں بکریاں چراتی تھی۔ ایک بکری کا سر پھٹ گیا۔ اس نے بکری کو پکڑا اور ایک پتھر سے ذبح کر دیا۔ اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپؐ نے فرمایا کھاؤ اس کو۔

حدیث: عن ابن كعب بن مالك عن ابيه ان امراة ذبحت شاة بحجر، فذكر ذلك لرسول اللّٰه فلم يربه باساً (۸۷)

ترجمہ: ابن کعب بن مالک اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک ایک عورت نے ایک بکری کو پتھر سے ذبح کیا۔ جب اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تو انہوں نے اعتراض نہ کیا۔

حدیث: عبداللّٰه بن كعب بن مالك، عن ابيه، أنه سال النبى صلى اللّٰه عليه وسلم عن الجنين فقال: ذكاته زكاة أمه (۸۸)

ترجمہ: عبداللہ بن کعب بن مالک اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنین (جانور کا بچہ جو ماں کے پیٹ میں ہو) کے متعلق سوال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی پاکی اس کی ماں کی پاکی ہے۔

ہدیہ

حدیث: قال ابن منده روت عنها عائشه و كعب بن مالك و قال ابن السكن حديثها فى اهل المدينة ثم اخرج من روية ابى اويس عن عبدالرحمن بن حرطة عن عبداللّٰه بن نيار الاسلمى عن عروة سمعت

Marfat.com

عائشه نقول اهدت ام سنبلة الاسلمية لرسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لبنا فد خلت عليه فلم تجده فقلت لها ان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قد نهى ان تأكل ما تهدية الاعراب فدخل رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وابوبكر فقال "يا ام سنبلة ماهذا معك؟ قالت لبن اهديه اليك قال اسبكى ايا ام سبنلة فناولته رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فشرب فقالت عائشة يا رسول اللّٰه قد كنت حدثنا انك نهيت عن طعام الاعراب فقال "ياعائشه ليسوا بأعراب هم اهل باديتنا نحن اهل حاضرتهم اذا دعونا هم اجابوا فليسوا باعراب واخرجه ابن منده من رواية سليمان بن بلال عن عبدالرحمن وقال "اسبكى و ناولى ابو بكر، ثم قال اسبكى و نادى، عائشه، ثم قال اسبكى و نأولينه فشرب وقال رواه محمد بن اسحق بن صالح بن كيسان بن عروة عن عائشه بمعناه(۸۹)

ترجمہ: کہا ابن مندہ نے وہ روایت کرتے ہیں حضرت عائشہؓ اور حضرت کعبؓ بن مالک سے اور کہا ابن السکن نے اس کی حدیث ہے اہل مدینہ کے بارے میں انہوں نے روایت کی ابی اویس سے وہ روایت کرتے ہیں عبدالرحمٰن بن حرملہ سے وہ روایت کرتے ہیں عبداللہ بن نیار اسلمی سے وہ روایت کرتے ہیں عروہ سے۔ سنا میں نے عائشہؓ سے کہتی تھیں ام سنبلہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دودھ کا ہدیہ دیا۔ وہ داخل ہوئی اس نے آپ ﷺ کو نہیں پایا۔ پس

Marfat.com

میں نے کہا بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے اعراب کے ہدیہ کو کھانے سے۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اے سنبلہ کیا ہے تیرے پاس۔ کہا دودھ، اس کو ہدیہ کیا ہے میں نے آپؐ کے لئے۔ کہا انڈیل۔ پس اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ دیا۔ آپؐ نے اس کو پیا۔ کہا عائشہ نے بے شک آپؐ نے منع کیا ہے ہم کو اعراب کے کھانے سے۔ فرمایا۔ یہ اعراب نہیں ہیں ہمارے صحرا کے لوگ ہیں اور ہم ان کے شہری ہیں۔ جب وہ ہم کو پکاریں گے تو ہم ان کا جواب دیں گے۔ پس وہ اعراب نہیں ہیں۔ نکالا ہے اس کو ابن مندہ نے سلیمان ابن بلال کی روایت سے وہ روایت کرتے ہیں عبدالرحمٰن سے اور کہا ایک روایت میں انڈیل اور دے ابوبکر کو اور انڈیل دے عائشہ کو پھر کہا انڈیل .....ان سب نے پی لیا آپؐ نے اور اس کو پیا۔ کہا روایت کیا اس کو محمد بن اسحاق نے صالح بن کیسان سے روہ روایت کرتے ہیں عروہ سے وہ روایت کرتے ہیں عائشہ سے ان معنی کے ساتھ۔

مشرک کا ہدیہ

حدیث: عن الزهری عن عبدالرحمن بن کعبؓ بن مالك عن عامر بن مالك ملاعب الاسنة قال قدمت علی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم بهدیة فقال انا لا نقبل هدیة مشرك (۹۰)

ترجمہ: الزہری روایت کرتے ہیں عبدالرحمٰن سے وہ روایت کرتے ہیں کعبؓ بن مالک سے وہ عامر بن مالک سے کہ ملاعب الاسنہ کا ایک

Marfat.com

شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اس نے ایک ہدیہ پیش کیا آپؐ نے فرمایا کہ ہم مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کرتے۔

یہ حدیث اس طرح بیان ہوئی ہے۔

حدیث: عن عبدالرحمن بن کعب بن مالك عن ابیه قال جاء ملاعب الاسنة الی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم بهدیة فعرض علیه النبی صلی اللّٰه علیه وسلم الاسلام فابی ان یسلم فقال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فانی لا اقبل هدیة مشرك(۹۱)

ترجمہ: عبدالرحمان بن کعب بن مالک اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ملاعب الاسنہ کا ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ہدیہ کے ساتھ حاضر ہوا اور وہ ہدیہ آپؐ کو پیش کیا۔ آپؐ نے اسے اسلام کی دعوت دی اس نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ ہم مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کرتے۔

قناعت

حدیث: قال کعبؓ بن مالك۔ کان معاذ بن جبل شابأ سمحا أفضل فتیان قومه فلم یزل حتی أغرق ماله فی الدین فکلم رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم غرماء ہ، فلو ترك أحد من أجل أحد لترك معاذ بن جبل من أجل رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: فبقی معاذ لا مال له۔(۹۲)

ترجمہ: کعب بن مالک روایت کرتے ہیں کہ معاذؓ بن جبل ایک مسکین نوجوان تھے اور اپنی قوم کے افضل ترین نوجوانوں میں شمار ہوتے

Marfat.com

تھے۔آپ رضی اللہ عنہ کا سارا مال قرضہ کی نذر ہو جاتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ اگر کسی شخص کو دوسرے شخص کی وجہ سے معاف کیا جائے تو معاذؓ بن جبل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے معاف کیا جائے۔کعبؓ بن مالک کہتے ہیں کہ معاذ ایسے حال میں زندہ رہے کہ ان کے پاس کوئی مال نہ تھا۔

حدیث: ابن كعب بن مالك، عن أبيه أن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم مربه وهو ملازم رجلا فى أوقيتين، فقال النبى صلى اللّٰه عليه وسلم "هكذا" أى: ضع عنه الشطر۔(۹۳)

ترجمہ: ابن کعب بن مالک اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ ایک شخص کے پاس سے گزرے جو کہ کسی دوسرے شخص کا دواوقیہ پر ملازم تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس طرح"، یعنی ایک حصہ کو علیحدہ کرنے کا حکم دیا۔ مسند احمد الامام احمد بن حنبل "میں یہ حدیث اس طرح بیان ہوئی ہے۔

حديث: عن ابن كعب بن مالك عن ابيه ان النبى صلى اللّٰه عليه وسلم مربه وهو ملازم رجلا فى أوقيتين فقال النبى صلى اللّٰه عليه وسلم للرجل "هكذا" أى ضع عنه الشطر قال الرجل نعم يارسول اللّٰه فقال النبى ﷺ للرجل اليه مابقى من حقه(۹۴)

ترجمہ: ابن کعبؓ بن مالک اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے جو کسی دوسرے شخص کا دواوقیہ اجرت پر ملازم تھا۔آپؐ نے اس شخص سے اشارہ کیا کہ ایک حصہ چھوڑ دو اوقیہ پر۔اس مزدور نے کہا ٹھیک ہے

Marfat.com

یارسول اللہ آپؐ نے فرمایا اب ایک اوقیہ اس کا حق ہے۔

حدیث: عن عبداللّٰہ بن کعب بن مالك عن أبیه ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم مربه وهو ملازم رجلاً فقال ما هذا قال یارسولَ اللّٰہ غریم لی وأشار بیده ان یاخذ النصف قلت یارسول اللّٰہ نعم قال فاخذ الشطر وترك الشطر۔(۹۵)

ترجمہ: عبداللہ بن کعب بن مالک اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے جو کہ ملازم تھا آپؐ نے اسے آدھی مزدوری معاف کرنے کا اشارہ کیا۔ اس نے آدھی مزدوری لے لی آدھی چھوڑی دی۔

وبیت

حدیث: حارثه بن عبداللّٰہ بن کعب بن مالك، عن أبیه عن جده، کنا فی جاهلیتنا وانما یحمل من العقل ما بلغ ثلث الدیة فیؤخذ به حالاً فان لم یوخذ عندنا کان بمنزلة الدین یتجاری فلما کان الاسلام کان فیما سن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم من المعاقل من قریش والأنصار ثلث الدیة(۹۶)

ترجمہ: حارثہ بن عبداللہ بن کعب بن مالک اپنے والد اور وہ اپنے والد کعبؓ بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ ہم زمانہ جاہلیت میں دیت کا ایک تہائی حصہ اسی وقت لے لیا کرتے تھے اگر اس کے پاس موجود نہ ہوتا تو وہ اس کے ذمہ قرض کی طرح ہوتا تھا جو بڑھتا رہتا تھا۔ لیکن اسلام آنے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش و

Marfat.com

انصار سے بلا امتیاز تہائی دیت وصول کی جو قرضہ کی صورت میں بڑھتی نہ تھی۔

حفاظت

حدیث: کعب بن مالك قال بعثنی رسول اللّٰہ ؐ أعلم علی حمی المدینة علی أشراف ذات الجیش، وعلی أعلام مضبوعة، وعلی اشراف مخیض، وعلی اشراف قناة (للحارث)(۹۷)

ترجمہ: کعبؓ بن مالک سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مدینہ کے نواحی علاقہ میں ذات الجیش (ذوالحلیفہ کا علاقہ جو مدینہ سے چھ میل کے فاصلہ پر ہے) اور مضبوعۃ کے ٹھکانے (ذات الجیش کا ٹھکانا ہے شام کے راستہ میں) اور مخیض (شام اور مدینہ کے درمیان ایک پہاڑی ہے اس کی وادی کو مخیض کہا جاتا ہے) کے شرفاء کے پاس اور قناۃ (مدینہ کے قریب ایک وادی کا نام ہے) کے شرفاء کے پاس بھیجا۔

عیادت

حدیث: حدثنی کعب بن مالك قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم من عاد مریضا خاص فی الرحمة فاذا جلس عنده استنقع فیها وقد استقعتم ان شاء اللّٰہ فی الرحمة(۹۸)

ترجمہ: کعبؓ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی مریض کی عیادت کی، رحمت اس کے لئے

Marfat.com

مخصوص ہوگئی۔ جب بیٹھے مریض کے پاس اور اس کے لئے شفا چاہے
تو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے بھی شفا مخصوص کر دے گا۔

شفا

حدیث: عن عمرو بن کعب بن مالك عن ابیه قال وقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اذا وجد أحدكم الما فليضع يده حيث يجدائله ثم ليقل سبع مرات اعوذ بعزة اللّٰه وقدرته على كل شئى من شرما أجد[۹۹]

ترجمہ: عمرو بن کعب بن مالک اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی کو اگر کسی جگہ درد ہو تو وہ اس جگہ پر اس طرح ہاتھ رکھے گویا ہاتھ درد کو چھوڑ رہا ہے اور پھر سات مرتبہ یہ کلمات پڑھے۔ میں اللہ کی عزت کی پناہ مانگتا ہوں، ہر اس برائی سے جو میں پاتا ہوں۔

علم

حدیث: عن کعبؓ بن مالك قال سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول من طلب العلم لیجاری به العلماء اولیعاری به السفهاء ویصرف به وجوه الناس الیه ادخله اللّٰه النار[۱۰۰]

ترجمہ: کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے جو آدمی علم اس لئے حاصل کرے گا کہ علماء کے مقابلے میں فخر و غرور کرے یا جہلا سے لڑے گا

Marfat.com

اور خواہش کرے کہ لوگ علم کی وجہ سے اس کی تعظیم کریں تو خداوند عالم اس کو جہنم رسید کرے گا۔

المستدرک میں یہ حدیث اس طرح لکھی گئی ہے۔

حدیث: عن کعبؓ بن مالك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من ابتغى العلم ليبا هى به العلماء او يمارى به السفهاء او يقبل افادة الناس اليه فالى النار[۱۰۱]

ترجمہ: کعب بن مالک روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس نیت سے علم حاصل کرے گا کہ وہ علماء کی توہین کرے گا اور جہلاء پر اپنی برتری قائم کرے گا یا یہ نیت ہو کہ لوگ اس کے پاس علم حاصل کرنے کے لئے جوق در جوق آئیں گے تو وہ آگ کے لئے تیار ہو جائے۔

شعر گوئی

حدیث: قال کعبؓ بن مالك يارسول اللّٰه ما ذا ترى فى الشعر۔ فقال ان المومن يجاهد بسيفه ولسانه [۱۰۲]

ترجمہ: کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے پوچھا اے رسول اللہ شعر و شاعری کے بارے میں کیا روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن اپنی تلوار اور اپنی زبان دونوں سے جہاد کرتا ہے۔

شعر و بمنزلہ تیر:

حدیث: عن كعب بن مالك كان يحدث ان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال والذى نفسى بيده لكأنما تنضحونهم بالنبل بما تقولون لهم من

Marfat.com

الشعر۔[۱۰۳]

ترجمہ: کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے گویا کہ تم ان کے تیر مارتے ہو جو شعر ان کے متعلق کہتے ہو۔

حدیث: عن عبدالرحمن بن کعب بن مالك عن ابیه انه قال قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ان اللّٰه عزوجل قد أنزل فی الشعر ما أنزل فقال ان المؤمن یجاهد بسیفه ولسانه والذی نفسی بیده لکان ما ترمونهم به نضح النبل[۱۰۴]

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن کعب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے شعر کی صورت میں جو القاء فرمایا، وہ القاء فرما دیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ مومن اپنی تلوار سے بھی جہاد کرتا ہے اور اپنی زبان سے بھی، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو تم زبان کی نوک سے جہاد کرتے ہو وہ بھی تیر کے جہاد کی طرح ہے۔

حدیث: عن کعب بن مالك قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اهجوا بالشعر ان المؤمن یجاهد بنفسه وماله الذی نفس محمد صلی اللّٰه علیه وسلم بیده کانما ینضحوهم بالنبل[۱۰۵]

ترجمہ: کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شعر کے ساتھ کفار کی ہجو کرو کیونکہ مومن اپنی جان اور مال سے لڑتا ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے کہ مسلمان کا کلام تیز تیر کی طرح ہوتا ہے۔

Marfat.com

نکاح

حدیث: کعب بن مالك قال: كنت مع رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فى سفر فعرسنا ذات ليلة ثم غدونا على رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فجعل يسأل رجلاً رجلا: اتزوجت يا فلان؟ اتزوجت يا فلان؟ ثم قال: تزوجت يا كعب؟ قلت: نعم يا رسول اللّٰه قال "أبكرا ام ثيبا؟ قلت: ثيب، قال: فهلا بكراً تعضها و تعضك (۱۰۶)

ترجمہ: کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھا ہم نے ایک جگہ رات کو قیام کیا۔ جب صبح ہوئی تو ہم نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ ایک ایک فرد سے سوال کر رہے ہیں کہ اے فلاں تم نے شادی کر لی۔ فلاں تم نے شادی کر لی پھر فرمایا اے کعب تم نے شادی کر لی۔ میں نے عرض کیا ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھا کسی نوجوان سے کی یا کسی بڑی عمر کی عورت سے۔ عرض کیا بڑی عمر کی عورت سے فرمایا کہ کسی نوجوان سے کیوں نہ کی کہ وہ تیری مددگار ہوتی اور تو اس کی مدد کرتا۔

طلاق

حدیث: اخبرنى عبدالرحمن بن عبداللّٰه بن كعب بن مالك، عبد الله بن كعب وكان قائد كعب من بنيه حين عمى قال سمعت كعب بن مالك فساق قصة فى تبوك قال حتى اذا مضت اربعون من الخمسين

Marfat.com

اذا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یأتی فقال ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یأتی فقال ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یأمرك ان تعتزل امراتك قال فقلت اطلقها ام ما ذا افعل قال لا بل اعتزلها فلا تقربنها فقلت لا مراتی الحقی باهلك فكونی عندهم حتی یقضی اللّٰہ تعالیٰ فی هذا الامر (۱۰۷)

ترجمہ: خبری دی مجھ کو عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے عبداللہ بن کعب جو قائد تھے کعبؓ بن مالک کے جب کہ یہ نابینا ہو گئے تھے کعبؓ بن مالک سے روایت ہے کہ انہوں نے قصہ تبوک کے بارے میں بیان کیا کہ جب پچاس میں چالیس دن گزر گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد آیا اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو حکم دیتے ہیں اپنی عورت سے جدا رہنے کا۔ میں نے کہا۔ کیا میں اس کو طلاق دے دوں یا جو کہو کروں اس نے کہا نہیں صرف اس سے جدا رہ اور صحبت نہ کر۔ میں نے اس سے کہہ دیا تو اپنے میکے چلی جا اور وہیں رہ جب تک اللہ اس مقدمے کا فیصلہ کرے۔

مومن

حدیث: عن ابی کعب بن مالك عن ابیه قال قال رسول اللّٰہ ؐ مثل المؤمن كالخامة من الزرع تفیرها الریاح نصرعها مرة تعد لها اخری حتی یاتیه أجله ومثل الكافر مثل الارزة المجذیة علی اصلها لا یقلها شئی حتی یكون انجعافها مرة (۱۰۸)

ترجمہ: ابن کعب بن مالک اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول

Marfat.com

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مؤمن کی مثال ہرے بھرے کھیت کی طرح ہے جس کو ہوا فائدہ دیتی ہے۔ ایک مرتبہ اس کو بلند کرنے میں پھر اسے تیار کرنے میں یہاں تک کہ اس کی کٹائی کا وقت آ جاتا ہے اور کافر کی مثال چاول کے جلے ہوئے کھیت کی طرح ہے کہ جس کو کوئی چیز فائدہ نہیں پہنچاتی۔

ارواح المومنین

مومنین کی ارواح جنت میں سیر کرتی ہیں

حدیث: روی عنها عبدالله بن كعب بن مالك عن ابيه قال لما حضرت كعبا الوفاة اتته أم بشر بنت البراء بن معرور فقالت يا أبا عبدالرحمن ان لقيت ابى فاقر منى السلام فقال لعمر الله يا أم بشر نحن اشغل من ذلك فقالت أما سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان أرواح المومنين نسمة تسرح فى الجنة حيث شاذا وان نسمة الفاجر فى سجين قال بلى قالت هو ذاك[۱۰۹]

ترجمہ: عبداللہ بن کعب اپنے والد کعبؓ بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ مرض الموت میں مبتلا تھے اور موت ان کے قریب تھی تو ام بشر (اور کہا گیا ہے ام مبشر جن کا اصل نام خلیدہ ہے) حضرت براءؓ بن معرور کی صاحبزادی تھیں تشریف لائیں اور حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے کہا اے ابوعبدالرحمٰن اگر آپؓ میرے والد سے ملیں تو سلام کہنا۔ پس حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا اے ام بشر اللہ تجھے زندہ رکھے میں مجبور ہوں اس سے۔

Marfat.com

ام بشر نے کہا کیا آپ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا کہتے تھے بے شک مومنین کی روح سیر کرتی ہے جنت میں جہاں چاہتی ہے اور بے شک گنہگار کی روح سجین میں ہے۔ پس کعب رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں کیوں نہیں۔

دوسری جگہ یہ حدیث اس طرح بیان ہوئی ہے۔

حدیث: عن عبدالرحمن بن كعب بن مالك، عن أبيه قال لما حضرت كعبا الوفاة أتته أم بشر بنت البراء بن معرور فقالت يا ابا عبدالرحمن ان لقيت فلا نافاقرأ عليه منى السلام قال غفر اللّٰه لك يا ام بشر نحن أشغل من ذلك قالت يا أبا عبدالرحمن أما سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول ان أرواح المومنين فى طير خضر تعلق بشجر الجنة قال بلى قالت، فهو ذاك[110]

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے روایت ہے انہوں نے کہا جب کعبؓ کی وفات ہونے لگی تو ان کے پاس ام بشر براءؓ بن معرور کی بیٹی آئی اور کہنے لگی اے ابوعبدالرحمٰن اگر تو فلاں سے ملے تو میرا اسلام اس سے کہہ دیجیے، کعبؓ نے کہا اللہ پاک تجھے بخشے ہم کو اتنی فرصت کہاں ہوگی (یعنی برزخ میں لوگوں کو سلام پہنچاتے پھریں۔ وہاں خود اپنے حال میں گرفتار ہوں گے) ام بشر نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا، آپؐ فرماتے تھے مومنوں کی روحیں سبز چڑیوں کی صورت میں ہوں گی اور جنت کے درخت میں لٹکتی ہوں گی اور وہاں پھرتی ہوں گی کعبؓ نے کہا کیوں نہیں میں نے سنا ہے۔ ام بشر نے کہا بس یہی مطلب ہے۔

Marfat.com

مومنین کی ارواح جنت میں درختوں پر اڑتی ہیں

حدیث: عن کعب بن مالك كان يحدث عن رسول اللّٰه قال انما نسمة المومن طائره فی شجر الجنة حتی يبعثه اللّٰه الی جسده يوم القيامة۔[111]

ترجمہ: کعبؓ بن مالک سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کی روح جنت کے درختوں پر اڑتی رہے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے روز اس کے بدن کی طرف بھیجے گا۔

الموطا اور مسند احمد بن حنبل میں یہ حدیث اس طرح بیان ہوئی ہے۔

حدیث: عن کعب بن مالك كان يحدث ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم انما نسمة المؤمن طير يعلق فی شجر الجنة حتی يرجعه اللّٰه تعالیٰ الی جسده يوم يبعثه۔

ترجمہ: حضرت کعبؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کی روح جنت کے درختوں پر اڑتی رہے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کے بدن کی طرف بھیج دے گا۔

اہل النار

حدیث: يقول اهل النار هملوا فلنصبر فيصبرون خصأته عام فلما رأوا ذلك لا ينفعهم قالوا نطبوا فلنجزع فيبكون خمسائة عام فلما رأوا ذلك لا ينفعهم (قالو سواء علينا اجز عنا ام صبرنا مالنا من محيص (عن كعب بن مالك)[112]

Marfat.com

ترجمہ: اہل جہنم کہیں گے کہ ہمیں مہلت دی جائے ہم صبر کریں گے پھر پانچ سو سال تک وہ صبر کرتے رہیں گے لیکن جب نتیجہ کو دیکھیں گے تو انہیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا پھر دوبارہ کہیں گے ہمیں مہلت دی جائے ہم صبر کریں گے۔ پھر پانچ سو سال تک وہ صبر کرتے رہیں گے لیکن جب نتیجہ کو دیکھیں گے تو انہیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ پھر دوبارہ کہیں گے ہمیں مہلت دی جائے تو ہم گریہ وزاری کریں گے پھر پانچ سو سال گزریں گے اور انہیں پھر بھی کوئی فائدہ نہ ہوگا اور وہ کہیں گے۔ آیت: برابر ہے ہمارے لئے کہ ہم گریہ وزاری کریں یا صبر کریں ہمارا کوئی حصہ نہیں۔

انصار

حدیث: عبداللّٰہ بن کعب بن مالك عن ابیه كعبؓ بن مالك انه قال ان آخر خطبة خطبنا ها رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال يا معشر المهاجرين انكم قد اصبحتم تزيدون و ان الانصار قد انتهوا وانهم عيبتى التى آوى اليها فاكرموا فحسنهم وتجاوزوا عن سيئهم(۱۱۳)

ترجمہ: عبداللہ بن کعب بن مالک اپنے والد کعبؓ بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آخری خطبہ ارشاد فرمایا اس میں فرمایا کہ اے قوم مہاجرین تم لوگوں میں اضافہ ہوتا جارہا ہے اور انصار کی تعداد اب رک گئی ہے۔ بے شک یہ لوگ میرا کجاوہ ہیں جن کا میں نے سہارا لیا۔ ان کی اچھائیوں کو یاد رکھو اور برائیوں سے گریز کرو۔

Marfat.com

مدینہ

رسول اللہ کا مدینہ میں درخت کی باڑ لگانا

حدیث: عن کعب ان النبی ؐحمی الشجر ما بین المدینة الی وعیرة والی شنیة المحدث والی اشراف مخیض والی ثنیة الحفیاء والی مضرب القبه والی ذات الجیش من الشجران یقطع واذن لهم فی متاع الناضح ان یقطع من حمی المدینة (۱۱۴)

ترجمہ: کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے روایت بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت کی باڑ لگائی مدینہ سے وعیرہ تک اور شنیۃ المحدث اور اشراف مخیض تک اور ثنیۃ الخفیاء تک اور مضرب العقبہ تک اور ذات الجیش تک اور انہیں مدینے کی چراگاہ سے درخت کاٹنے کی اجازت دے دی۔

شام

اللہ نے برکت دی ہے شام میں

حدیث: وفی حدیث کعبؓ: ان اللّٰه عزوجل بارك فی الشام من الغرات الی العریش وخص بالتقدیس من فخص الاردن الی رفع (۱۱۵)

ترجمہ: کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: حدیث میں ہے کہ بے شک اللہ عزوجل نے برکت دی ہے ملک شام میں اور یہ شام الغرات سے لے کر عریش تک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو پاکی کے لئے خاص کرلیا ہے

Marfat.com

اور خاص کرلیا ہے اردن سے لے کر رفع تک۔

یہود

یہود کا مدینہ سے نکالا جانا

حدیث: عن كعب بن مالك وكان احد الثلثه الذين تيب عليهم وكان كعب بن الاشرف يهجو النبى صلى اللّٰه عليه وسلم يحرض عليه كفار قريش وكان النبى صلى اللّٰه عليه وسلم حين قدم المدينة وأهلها اخلاط منهم المسلمون والمشركون يعبدون الاوثان واليهود كانو يؤذون النبى صلى اللّٰه عليه وسلم واصحابه فامر الله عزوجل نبيه صلى اللّٰه عليه وسلم بالصبر والعفو ففيهم انزل اللّٰه ولتسمعن من الذين اوتوا الكتاب من قبلكم الاية فلما ابى كعب بن الاشرف ان يترع عن اذى النبى صلى اللّٰه عليه وسلم سعد بن معاذ ان يبعث رهطاً يقتلنونه فبعث محمد بن مسلمة وذكر قصة قتله فلما قتلوه نزعمت اليهود والمشركون فعدوا على النبى صلى اللّٰه عليه وسلم فقالو طرق صاحبنا فقتل فذكر لهم النبى صلى اللّٰه عليه وسلم لى ان يكتب بينه و بينهم كتاباً ينتهون الى ماضيه فكتب النبى صلى اللّٰه عليه وسلم بينه و بينهم و بين المسلمين عامه صحيفة[116]

ترجمہ: کعب بن مالک سے روایت ہے کہ وہ ان تینوں شخصوں میں سے ہیں جن کا گناہ معاف ہوا (غزوہ تبوک ۹ ہجری میں واقع ہوا)

Marfat.com

اور کعب بن الاشرف (ایک بڑا مالدار یہودی تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کیا کرتا تھا اور کفار قریش کو آپؐ سے لڑنے کی ترغیب دیا کرتا تھا)۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تھے اس وقت وہاں مختلف مذاہب کے لوگ آباد تھے۔ بعض ان میں مسلمان تھے، بعض مشرکین جو بتوں کو پوجتے تھے۔ یہود بھی وہاں رہتے تھے اور مسلمانوں کو بہت ستاتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپؐ کے اصحاب کو اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے کا اور درگزر کرنے کا حکم دیا انہی کی شان میں یہ آیت اتری (ترجمہ) یعنی تم سنو گے برائی ان لوگوں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی اور ان لوگوں سے جو شرک کرتے ہیں۔ یعنی تم کو برا کہیں گے اور ایذا پہنچائیں گے اگر تم صبر کرو گے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو گے تو فلاح پاؤ گے۔

جب کعب بن اشرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچانے سے باز نہ آیا تو آپؐ نے سعد بن معاذ کو حکم دیا کہ چند آدمی بھیج کر اس کو قتل کرا دیں۔ جب کعب بن اشرف کو ان لوگوں نے قتل کر دیا تو یہودی اور مشرک سب خوفزدہ ہو گئے اور صبح کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے کہ ہمارا صاحب رات کو مارا گیا (یعنی کعب بن الاشرف)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتایا جو وہ کہا کرتا تھا (یعنی آپ کی برائیاں اور ہجو جو کہا کرتا تھا) اس کے بعد آپؐ نے ان سے کہا کہ اب ہمارے اور تمہارے درمیان میں ایک عہد نامہ لکھا جائے گا جس پر دونوں فریق اتفاق کریں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سب مسلمانوں کے اور یہود کے درمیان ایک معاہدہ لکھا۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ایک ثقہ، عدول وصدوق محدث تھے۔ ائمہ اسماء الرجال کے نزدیک آپؓ کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ آپؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

Marfat.com

صحبت میں بہت وقت گزارا ہے۔ جس کی وجہ سے آپؓ علوم نبویہ کا ایک عظیم خزانہ بنے۔ محدثین کرام نے آپ رضی اللہ عنہ کی نقل کردہ روایات کو عقائد، عبادات، اخلاق، تاریخی واقعات معاملات، جہاد، سیر، مناقب اور آداب وغیرہ کے عنوانات کے تحت تخریج کیا ہے۔ آپؓ نے زیادہ تر تاریخی واقعات بیان کیے ہیں۔ آپؓ کی روایات حدیث کی ہر کتاب میں نقل کی گئی ہیں۔ خواہ وہ صحاح ہوں، سنن ہوں، مسانید ہوں یا معاجم ہوں، آپؓ کا شمار صحابہ محدثین میں ہوتا ہے۔

Marfat.com

حواشی

۱۔ القرآن،۵۳: النجم: ۳

۲۔ اطحان،محمود الدکتور، تیسیر مصطلح الحدیث (بیروت،۱۹۷۹ء)ص۱۴

۳۔ عتر،نورالدین،الدکتور، منہج النقد فی علوم الحدیث (دمشق: دارالفکر،۱۹۸۱ء)،ص۲۶

۴۔ القاری،علی بن سلطان الھروی، شرح نخبۃ الفکر (کوئٹہ،۱۳۹۷ھ)ص۱۶

۵۔ احمد عبداللہ خزاجی، خلاصہ تہذیب الکمال فی اسماء الرجال (بیروت:المطبوعات الاسلامیہ)ص۲۱

۶۔ الذہبی،ابوعبداللہ، سیر اعلام النبلا ،ج۲(مصر:دارالمعارف)ص۳۷۴

۷۔ السامی العانی ، دیوان کعب بن مالک (القاہر،۱۹۶۵ء) ص ۵۵؛ الصفدی الصلاح الدین خلیل بن ایبک، نکت الھمیان فی نکت الھمیان (مصر:مطبوعۃ الجمالیہ۱۳۲۹ھ۔۱۹۱۱ء)ص۲۳۱

۸۔ فرخ عمر، تاریخ ادب العربی ،۱:۳۲۴؛تہذیب التہذیب،۸:۴۴۰

۹۔ تہذیب التہذیب ۸:۴۴۰

۱۰۔ حوالہ بالا،الذہبی، سیر اعلام النبلاء، ۲:۳۷۴

۱۱۔ تہذیب التہذیب، ۸:۴۴۰؛سیر اعلام النبلا،۲:۳۷۴

۱۲۔ الہندی،علاءالدین، کنز العمال ،ج۳(حیدرآباد دکن الہند:دائرہ معارف العثمانیہ)ص۱۵۲

۱۳۔ الذہبی،شمس الدین محمد بن احمد عثمان، سیر اعلام النبلاء ،ج۲(مصر:دارالمعارف)ص۴۱۱

۱۴۔ الہندی،علاءالدین، کنز العمال،ج۳(حیدرآباد الہند:دائرہ معارف العثمانیہ)ص۶۵۲

۱۵۔ امام حاکم،ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ، من المستدرک ،ج۱(الریاض)ص۱۱۲

۱۶۔ ابن کثیر،عمادالدین ابوالفداء اسماعیل بن عمر، البدایۃ والنہایۃ فی تاریخ ،ج۶(مصر:مطبعۃ لسعادۃ محافظہ ،۱۹۳۲/۱۳۵۱ھ)ص۱۰۹۔۱۱۰۔

۱۷۔ احمد بن حنبل، مسند،۶:۳۹۰

۱۸۔ بخاری، الجامع الصحیح ،۱۴:۱۴۲۔۱۴۳؛المستدرک،۲:۶۰۵

۱۹۔ ابن جوزی، الوفا، ج۱۔۲ (لائلپور۔پاکستان)ص۴۶۸

Marfat.com

۲۰۔ احمد بن حنبل، مسند، ج ۳ (بیروت: المکتب الاسلامی، ۱۹۶۹) ص ۴۵۶؛ الوفا، ج ۱۔۲: ۸۲۲؛ المستدرک، ۲: ۳۶۳

۲۱۔ البدایۃ، والنہایۃ، ۶: ۲۱۹

۲۲۔ البیہقی، السنن الکبری، ۴: ۱۱

۲۳۔ ابن حجر العسقلانی، محمد بن علی الکنانی، المطالب العالیہ بزوائد المسانید العثمانیہ، ج ۴ (کویت)، ص ۲۲۵۔۲۲۶

۲۴۔ الہندی، علاء الدین، کنز العمال، ج ۷ (حیدرآباد دکن الہند: دائرہ معارف العثمانیہ) ص ۵۱۷

۲۵۔ ابن ماجہ، کتاب السنن، ج ۱ (داراحیاء التراسال العربی، ۱۳۹۵ھ۔۱۹۷۵م) ص ۳۴۳۔۳۴۴؛ ابن ہشام ابومحمد عبدالملک، سیرۃ النبی، ج ۲ (دارالفکر) ص ۴۲۔۴۳؛ ابن عبدالبر، ابویوسف بن عبداللہ بن محمد، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ج ۱ (مصر: مطبعۃ نفضۃ)، ص ۸۲؛ السمہودی، شہاب الدین بن العباس، وفاء الوفاباً خبار دارالمصطفیٰ، ج ۱، (مصر، ۱۳۲۶ھ)، ص ۱۵۹، البدایۃ والنہایۃ، ۳: ۱۵۱؛ المستدرک، ۳: ۱۸۷

۲۶۔ ابن حجر، المطالب العالیۃ بزوائد المسانید العثمانیۃ، ۱: ۴۷

۲۷۔ ابی داؤد، کتاب السنن، ج ۳ (مصر: مکتبۃ التجاریۃ الکبری، ۱۳۶۹ھ، ۱۹۵۰ء)، ص ۱۲۰

۲۸۔ الوفا، ۱۔۲، ۶۶۴

۲۹۔ البیہقی، السنن الکبری، ج ۵ (حیدرآباد دکن: مطبعۃ دائرہ معارف النظامیہ، ۱۳۴۴ھ) ص ۲۶۱

۳۰۔ ابن ماجہ، کتاب السنن، ۱: ۴۴۶

۳۱۔ احمد بن حنبل، مسند، ۳: ۴۵۹۔۴۶۰

۳۲۔ احمد بن حنبل، مسند، ۳: ۴۶۰۔۴۶۱؛ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۲: ۴۷۔۴۸؛ المقدیسی، عبداللہ بن قدامہ، الاستبصار فی نسب الصحابۃ عن الانصار (دارالفکر) ص ۱۴۳

۳۳۔ ابن حجر، المطالب العالیہ، ۱: ۴۷

۳۴۔ کنز العمال، ۲: ۵۹

۳۵۔ احمد بن حنبل، مسند، ۳: ۴۶۰

۳۶۔ الامام مسلم، ابی الحسین مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح، بشرح النووی، ج ۸، کتاب الصوم، باب کراھۃ افراد یوم الجمعۃ بصوم، (بیروت۔لبنان: دارالفکر، ۱۳۹۷ھ۔۱۹۷۲م) ص ۱۷۔۱۸؛ اصبہانی، ابوالفرج، علی بن الحسین، الاغانی، ج ۱۶ (بیروت۔لبنان) ص ۲۲۷۔ الاستیعاب، ۱: ۱۱۹؛ کنز العمال، ۵: ۵۴؛ احمد بن

Marfat.com

حنبل، مسند، ۳:۴۶۰؛ البیہقی، السنن الکبری، ۴:۲۶۰

۳۷۔ الاستبصار، ۲۱۴

۳۸۔ کنز العمال، ۲:۳۷۷

۳۹۔ بخاری، الجامع الصحیح، ۱۵:۱۵۵؛ البدایۃ والنہایۃ، ۳:۲۶۱

۴۰۔ الامام بخاری، کتاب الصحیح، بداء الخلق، ج ۱۵:۱۷۷

۴۱۔ البدایۃ والنہایۃ، ۴:۲۴۵؛ محمد حسین ہیکل، حیاۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (مصر: ۱۹۴۷ء) ص ۲۲۹

۴۲۔ المطالب العالیۃ، ۴:۲۲۱۔۲۲۲

۴۳۔ المطالب العالیہ، ۴:۲۲۳۔۲۲۴؛ البیہقی، السنن الکبری، ۴:۱۱

۴۴۔ صحیح مسلم، ۱۷: ۸۷۔۱۰۰؛ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۴: ۱۸۷۔۱۹۴؛ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب المغازی، ۱۶: ۲۱۸۔۲۳۱؛ النوی، محی الدین ابن ذکریا یحییٰ بن شرف، ریاض الصالحین، ج ۱ (المکتبۃ العلمیۃ)، ص ۵۷۔۶۸

۴۵۔ الامام بخاری، الجامع الصحیح، ۱۷:۱۴۱

۴۶۔ بیہقی، السنن الکبری، ۲:۳۶۹، ۳۷۰

۴۷۔ امام احمد بن حنبل، مسند، ۳:۴۵۵

۴۸۔ امام احمد بن حنبل، مسند، ۳:۴۵۵

۴۹۔ امام احمد بن حنبل، مسند، ۳:۴۵۶

۵۰۔ امام احمد بن حنبل، مسند، ۳:۴۵۵

۵۱۔ ابوداؤد، کتاب السنن، ۴:۲۷۷، ۲۸۷

۵۲۔ ابن اثیر، عز الدین ابی الحسن محمد، اسد الغابۃ، ۵:۱۸۳

۵۳۔ المطالب العالیہ، ۲:۱۴۹

۵۴۔ بخاری، الجامع الصحیح، ۱۲:۱۹۲۔۱۹۳؛ ابی داؤد، کتاب السنن، کتاب الجہاد، ۳:۵۹؛ مسند داری، ۳۲۳؛ ترمذی، جامع ترمذی، ۱:۲۹۷

۵۵۔ الترمذی، ابوعیسی محمد بن عیسی بن سورۃ، جامع ترمذی، ج ۱ (کراچی۔ پاکستان)، ص ۲۹۷

۵۶۔ کنز العمال، ۷:۶۰

۵۷۔ ابن البکری، عبد العزیز الاندلسی، معجمہ ما استمجمۃ، ۳:۷۶۶

۵۸۔ ابوالفرج اصبہانی، الاغانی، ۱۶:۲۲۷

Marfat.com

۵۹۔ ترمذی، جامع ترمذی، ۱:۲۹۳؛ کنز العمال، ۴:۲۴۷

۶۰۔ کنز العمال، ۴:۲۵۷

۶۱۔ المستدرک، ۲:۵۵۳

۶۲۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۲:۴۷۔۵۱؛ الصفوی، سیر اعلام النبلاء، ۱:۱۹۴؛ الوفا، ۱۔۲:۲۲۴۔۲۲۶؛ البدایۃ والنہایۃ، ۳:۱۵۸۔۱۶۵

۶۳۔ الامام بخاری، جامع الصحیح، کتاب المناقب، بدء الخلق، ۱۶:۲۱۸، ۲۱۹؛ احمد بن حنبل، مسند، ۴:۳۵۶، ۳۵۷

۶۴۔ ابن عبدالبر، الاستیعاب، ۱:۱۵۲

۶۵۔ المستدرک، ۳:۲۵۲، ۲۵۳

۶۶۔ المستدرک، ۳:۴۴۱

۶۷۔ احمد بن حنبل، مسند، ۶:۳۷۶؛ ابی داؤد، کتاب السنن، ۳:۴۹۹؛ مسند دارمی، ۲۶۰

۶۸۔ احمد بن حنبل، مسند، ۳:۴۵۴

۶۹۔ احمد بن حنبل، مسند، ۳:۴۵۴

۷۰۔ احمد بن حنبل، مسند، ۶:۳۸۶؛ دارمی، مسند، ۲۶۰

۷۱۔ المستدرک، ۴:۱۱۷

۷۲۔ ابی داؤد، کتاب السنن، کتاب الجہاد، ج ۳: ص ۱۱۷، حدیث نمبر ۲۷۷۳؛ ابن سعد، محمد بن سعد، الطبقات الکبیر، ج ۴ (لیدن مطبعۃ بریل ۱۳۳۵ھ)، ص ۴۴۵

۷۳۔ امام نسائی، کتاب السنن بشرح السیوطی، ج ۲ (مصر۔ الازہر)، ص ۱۳۷؛ ابی داؤد، کتاب السنن، ۳: ۳۲۵؛ بخاری، جامع الصحیح، کتاب الوصایا، ۱۲:۴۷؛ احمد بن حنبل، مسند، ۳:۴۶۵؛ البیہقی، السنن الکبری، ۴:۱۸۱

۷۴۔ ابوداؤد، کتاب السنن، ۳:۳۲۶

۷۵۔ ابن ماجہ، کتاب السنن، ۲:۷۹۸

۷۶۔ المستدرک، ۲:۵۸

۷۷۔ ابی داؤد، کتاب السنن، کتاب الاقضیہ، ۳:۴۱۳، ۴۱۴؛ نسائی، کتاب السنن، ۲: ۳۰۷؛ بخاری، الجامع الصحیح، ۴:۱۱۷۔۱۱۸؛ امام مسلم، الجامع الصحیح، کتاب المسافاۃ والعزارعۃ، ۱۰:۲۲۰؛ امام حاکم، معرفۃ علوم الحدیث، ۱۸۰

Marfat.com

۷۸۔ کنز العمال، ۵:۵۰۸

۷۹۔ الاستبصار، ص ۱۳۸؛ الاستیعاب، ۳:۱۴۰۴

۸۰۔ احمد بن حنبل، مسند، ۶:۳۹۰

۸۱۔ بخاری، الجامع الصحیح، ۱۲:۱۹۴؛ ابی داؤد، کتاب السنن، کتاب الجہاد، ۳: ۱۴۹؛ احمد بن حنبل، مسند، ۳: ۴۵۶؛ البیہقی، السنن الکبری، ۵:۲۵۱

۸۲۔ دارمی، مسند، ۳۲۱

۸۳۔ ابی داؤد، کتاب السنن، کتاب الجہاد، ۳:۱۲۰؛ دارمی، مسند، ۳۲۱؛ بخاری، الجامع الصحیح، ۱۷، ۱۴۴، ۱۴۵؛ الوفا، ۱۔۲:۶۶۴؛ ریاض الصالحین، ۲۶

۸۴۔ احمد بن حنبل، مسند، ۶:۳۸۶

۸۵۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب التفسیر، ۱۷:۱۴۱

۸۶۔ ترمذی، ابواب الذہد، ۶۲، دارمی، مسند، ۳۶۷؛ کنز العمال، ۳:۳۲۹؛ احمد بن حنبل، مسند، ۳:۴۵۶، ۴۶۰

۸۷۔ اسد الغابہ، ۴:۳۸۱؛ دارمی، مسند، ۲۵۲؛ احمد بن حنبل، مسند، ۳:۴۵۴

۸۸۔ ابن ماجہ، کتاب السنن، ۲:۱۰۶۲

۸۹۔ المطالب العالیہ، ۲:۲۹۰

۹۰۔ ابن حجر العسقلانی، محمد علی الکنانی، الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ج ۴ (مصر: مکتبہ التجاریہ الکبری، ۱۳۵۸ھ۔ ۱۹۳۹ء)، ص ۴۴۴

۹۱۔ کنز العمال، ۵:۴۹۰

۹۲۔ کنز العمال، ۵:۴۹۱

۹۳۔ المطالب العالیہ، ۱:۴۱۸

۹۴۔ المطالب العالیہ بزوائد المسانید العثمانیہ، ۱:۴۱۹

۹۵۔ احمد بن حنبل، مسند، ۳:۴۵۴

۹۶۔ احمد بن حنبل، مسند، ۶:۳۷۶۔۳۸۷

۹۷۔ المطالب العالی بزوائد المسانید العثمانیہ، ۲:۱۲۹۔۱۳۰

۹۸۔ المطالب العالیہ، ۲:۲۲۴۔۲۲۵

۹۹۔ احمد بن حنبل، مسند، ۳:۴۶۰

Marfat.com

۱۰۰۔ احمد بن حنبل، مسند، ۶:۳۹۰

۱۰۱۔ ترمذی، جامع ترمذی، باب العلم، ۲:۹۴

۱۰۲۔ المستدرک، ۱:۸۶

۱۰۳۔ الصفدی، الصلاح الدین خلیل ابیک، نکت الھمیان فی نکت اللعمیان، (مصر: مطبعۃ الجمالیہ، ۱۳۲۹ھ۔۱۹۱۱م)، ص۲۳۲؛ کنز العمال، ۴:۲۱۸؛ احمد بن حنبل، مسند، ۳:۴۵۶

۱۰۴۔ الاغانی، ۱۶:۲۲۷؛ کنز العمال، ۳:۳۲۹؛ احمد بن حنبل، مسند، ۳:۴۵۶

۱۰۵۔ احمد بن حنبل، مسند، ۶:۳۸۷

۱۰۶۔ احمد بن حنبل، مسند، ۳:۴۶۰

۱۰۷۔ المطالب العالیہ، ۲:۱۸

۱۰۸۔ ابی داؤد، کتاب السنن، کتاب الطلاق، ۳:۳۵۲؛ نسائی، کتاب السنن، باب الحقی باھلک، ۲:۹۳

۱۰۹۔ احمد بن حنبل، مسند، ۶:۴۸۶

۱۱۰۔ ابن حجر العسقلانی، محمد بن علی لکنانی، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، ج۴ (مصر ۱۳۵۸ھ۔۱۹۳۹ء) ص۴۱۸؛ ابن اثیر، عز الدین ابی الحسن علی ابن محمد بن عبدالکریم، اسد الغابۃ، ج۵ (طہران: المکتبہ الاسلامیہ)، ص۵۶۹

۱۱۱۔ ابن ماجہ، کتاب السنن، ۱:۴۶۶؛ احمد بن حنبل، مسند، ۳:۴۵۵؛ لادولابی، ابی بشر محمد بن حمادہ، کتاب الکنی والسماء، (سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ)، ص۸۱؛ الاستیاب، ۴:۱۹۲۷

۱۱۲ نسائی، السنن، کتاب الجنائز، ۱: ۲۲۵؛ احمد بن حنبل، مسند، ۳: ۲۶۰؛ الامام مالک بن انس، الموطا (بیروت: دارالافاق الجدیدیہ، ۱۹۷۹ء)، ص۱۹۱

۱۱۳۔ کنز العمال، ۲:۱۸

۱۱۴۔ المستدرک، ۴:۷۸

۱۱۵۔ وفاء الوفاء، ۱:۶۸

۱۱۶۔ ابن الکبری، الاندلسی، معجمہ ما استعجمہ، ۲:۶۶۳

۱۱۷۔ ابی داؤد، کتاب السنن، کتاب الاخراج، ۳:۲۱۰۔۲۱۱، حدیث نمبر ۱۱۰۱

Marfat.com

مآخذ ومصادر

عربی کتب

۱۔ القرآن الکریم

۲۔ الآلوسی، ابو الثناء محمد شهاب الدین بن عبداللّٰه صلاح الدین: روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم وسبع الثانی، بیروت، دارالحیاء التراث العربی۔

۳۔ الآمدی، سیف الدین ابی الحسن علی بن علی: الاحکام فی اصول الاحکام، بیروت، دارالکتب، ۱۴۰۰ھ۔ ۱۹۸۰ء۔

۴۔ ابراهیم، محمد ابوالفضل مشترك مصنف محمد جاربك، محمد الجزری: ایام العرب فی لجاهلیة بیروت، دارالفکر۔

۵۔ ابن اثیر، عزالدین ابی الحسن علی بن محمد بن محمد عبدالکریم: اسد الغابة طهران۔

۶۔ ایضاً : تحرید اسماء الصحابة، حیدر آباد دکن، دائرة المعارف النظامیة، ۱۳۱۵ھ

۷۔ ایضاً : جامع الاصول من احادیث الرسول، بیروت، دارالحیاء التراث العربی، ۱۹۸۰ء

۸۔ ایضاً: الکامل فی التاریخ، مصر، الطباعة المنیریة، ۱۳۴۹ھ

۹۔ ابن الصلاح، ابر عمر یوسف بن عبداللّٰه بن محمد: علوم الحدیث،

Marfat.com

مدینه منوره، مکتبة العلمیة، ۱۹۷۲ء

۱۰۔ ابن جبیر، ابو الحسن محمد بن احمد بن جبیر، رحلة لیدن، مطبوعة بریل، ۱۹۰۷ء

۱۱۔ ابن حماد الدولابی، ابو بشیر محمد بن احمد: کتاب الکنی والاسماء سانگله هل، مکتبة الاشریة

۱۲۔ ابن جوزی، ابی الفرج عبدالرحمن، الوفا با احوال المصطفی، فیصل آباد، مکتبة النوریة ۱۹۷۷ء

۱۳۔ ابن جوزی، جمال الدین ابو الفرج: صفة الصفوة، بیروت، دارالمعرفة ۱۳۹۹ھ۔ ۱۹۴۹ء

۱۴۔ ابن حجر العسقلانی، محمد علی الکنانی: الاصابة فی تمییز الصحابة، مصر، مکتبة التجاریة الکبری، ۱۳۵۹ھ۔ ۱۹۳۹ء

۱۵۔ ابن حجر العسقلانی، محمد بن علی الکنانی: تقریب التهذیب، گوجرانواله، دارالنشر الکتب الاسلامیه، ۱۳۹۳ھ۔ ۱۹۷۳ء

۱۶۔ ایضاً: تهذیب التهذیب، بیروت، دار صادر

۱۷۔ ایضاً: فتح الباری شرح صحیح البخاری، لاهور، ۱۹۸۱ء

۱۸۔ ایضاً: لسان المیزان، بیروت، موسة الاعلیمی

۱۹۔ ایضاً: المطالب العالیة بزوائد المسانید العثمانیة کویت

۲۰۔ ابن حزم الاندلسی، ابو محمد علی بن احمد بن سعید: جمهرة انساب العرب، مصر، دارالمعارف، ۱۳۸۲ھ۔ ۱۹۶۲ء

۲۱۔ ایضاً: جوامع السیرة، مصر، دارالمعارف

۲۲۔ ابن خلدون، عبدالرحمن بن محمد: تاریخ ابن خلدون، مصر، مطبعة النهضة، ۱۳۵۵ھ۔ ۱۹۳۶ء

Marfat.com

۲۳۔ ایضاً:مقدمه ابن خلدون،بیروت

۲۴۔ ابن رشیقؒ ابو علی الحسن:العمده، مصر، ۱۳۸۳ھ۔ ۱۹۶۳ء

۲۵۔ ابن سعد، محمد بن سعد:الطبقات الکبیر، لیدن، مطبعة بریل ۱۳۲۵ھ

۲۶۔ ابن سید الناس، فتح الدین ابو الفتح محمد بن محمد:عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر، بیروت، دارالمعرفة

۲۷۔ ابن عبدالبر، ابو عمر یوسف بن عبداللّٰه بن محمد: الاستیعاب فی معرفة الاصحاب، القاهره، مطبعة نهضة۔

۲۸۔ ابن عبدالحق، صفی الدین عبدالمومن البغدادی: مراصد الاطلاع علی اسماء الامکنه والبقاع، بیروت دارالمعرفة ۱۹۵۳ء

۲۹۔ ابن عبدالربة الاندلسی، ابو عمر احمد بن محمد: العقد الفرید، بیروت، مکتبه صادر

۳۰۔ ابن العماد الحنبلی: شذرات ذهب فی اخبار من ذهب، القاهره، مکتبة قدسی۔

۳۱۔ ابن قتیبه، محمد بن عبداللّٰه بن مسلم: عیون الاخبار، بیروت، ۱۳۴۳ھ۔ ۱۹۲۵ء

۳۲۔ ایضاً:ادب الکتاب، لیدن، ۱۹۰۰ء

۳۳۔ ایضاً:الشعر والشعراء، لیدن، مطبعه بریل، ۱۹۰۶ء

۳۴۔ ایضا:المعارف، مصر، دارالمعارف

۳۵۔ ابن قدامة مقدریسی، موفق الدین عبداللّٰه، الاستبصار فی نسب الصحابة من الانصار، دارالفکر

۳۶۔ ابن قیم الجوزیة، شمس الدین، ابوعبداللّٰه بن قیوم، زادالمعاد فی هدی خیرالعباد، مصر مطبعة مصطفیٰ التالی

Marfat.com

۳۷۔ ابن کثیر، عماد الدین ابی الفداء اسماعیل بن عمر: البدایة والنهایة فی التاریخ، لاهور، المکبتة القدوسیة ۱۹۸۴ء

۳۸۔ ایضاً: تفسیر القرآن العظیم، لاهور ۱۹۷۳ء

۳۹۔ ایضاً: السیرة النبویة، بیروت، دارالمعرفة ۱۹۷۱ء

۴۰۔ ابن الکلبی، ابو المنذر هشام بن السائب: کتاب الاصنام، مصر، دارالکتب، ۱۳۴۳ھ۔ ۱۹۲۴ء

۴۱۔ ابن ماجة، ابو عبداللّٰه محمد یزید القزوینی: سنن المصطفی، احیاء التراسال العربی ۱۳۹۵ھ۔ ۱۹۷۵ء

۴۲۔ ابن هشام، ابو محمد عبدالملك: سیرة النبی، دارالفکر، ۱۹۳۷ء

۴۳۔ ابوالعباس، احمد بن عبدالمومن القیسی الشریسی: من شرح المقامات الحریریة، بیروت، دارالکتب العلمیة ۱۳۹۹ھ۔ ۱۹۷۹ء

۴۴۔ ابوحنیفة، احمد بن داؤد الدینوی: کتاب الاخبار الطوال، بیروت، دارالسیرة

۴۵۔ ابوحنیفة، نعمان بن الدینوی الکوفی التابعی: مسند الامام الاعظم، کراچی، نور محمد کارخانة تجارت

۴۶۔ ابو داؤد، سلیمان بن اشعث: کتاب السنن، مصر، مکتبه التجاریة الکبری ۱۳۶۹ھ۔ ۱۹۵۰ء

۴۷۔ ابوذر بن محمد بن مسعود الخشنی: آثار اللغة العربیة شرح السیرة النبویة روایة ابن هشام، مصر مطبعة هندیه، ۱۳۲۹ھ

۴۸۔ ابوزید محمد بن ابو الخطاب القرشی: جمهرةاشعار العرب، مصر، مطبعة الخیریة، ۱۳۰۸ھ

۴۹۔ احمد الاسکندری وشرکاء: ادب العرب، القاهرة، مطبعة الامیریة،

Marfat.com

ببولاق، ۱۹۳۴ء

۵۰۔ احمد امین:فجر الاسلام، بیروت، دارالکتب العربیة، ۱۳۸۸ھ۔ ۱۹۶۹ء

۵۱۔ احمد التاجی:سیرة النبی العربی، مصر، مکتبه ومطبعة مصطفی البابی الحلبی، ۱۳۹۸ھ۔ ۱۹۷۸ء

۵۲۔ احمد التائب:تاریخ النقائض فی الشعر العربی، مصر، مکتبة النهضة

۵۳۔ احمد بن حنبل: مسند الامام احمد بن حنبل، بیروت، المکتب الاسلامی، ۱۳۹۸ھ۔ ۱۹۷۸ء

۵۴۔ احمد محمد شاکر:الباعث الحدیث، بیروت، دارالکتب العلمیة

۵۵۔ احمد هاشمی:جواهر الادب، بیروت، مکتبة المعارف

۵۶۔ ادباء الاقطار العربیة:الرثاء، مصر، دارالمعارف، ۱۹۵۵ء

۵۷۔ ایضاً :الفخر والحماسة، مصر، دارالمعارف، ۱۹۵۵ء

۵۸۔ ایضاً:المدیح، مصر، دارالمعارف، ۱۹۵۵ء

۵۹۔ ایضاً:الهجاء، مصر، دارالمعارف، ۱۹۵۵ء

۶۰۔ الاصبهانی، ابو الفرج الاسبهانی علی بن الحسین: کتاب الاغانی، بیروت، دارالکتب، ۱۹۶۳ء

۶۱۔ الاصمعی: کتاب فحولة الشعراء، دارالکتاب الجدید، ۱۳۸۹ھ۔ ۱۹۷۱ء

۶۲۔ البحتری، ابو عباده:الحماسة، مصر، مطبعة الرحمانیة

۶۳۔ البخاری، ابو عبدالله بن محمد بن اسمعیل ابراهیم الخفغی، الامام: الجامع الصحیح المسند من حدیث رسول الله ﷺ وسنة وایامه، بشرح کرمانی، مصر، اداره عبدالرحمان بن محمد ۱۹۳۷ء۔ ۱۳۵۶ھ

۶۴۔ ایضاً: کتاب التاریخ الکبیر، بیروت، دارالکتب العلمیة

۶۵۔ بطرس البسطلانی: ادباء العرب فی الجاهلیت، بیروت، مکتبه

Marfat.com

صادر، ۱۹۵۳ء

۶۶۔ البغادی، ابو اسماعیل بن القاسم القابی: کتاب ذیل الامالی والنوادر، بیروت، دارالکتب

۶۷۔ البغدادی، ابو جعفر، محمد بن حبیب ابن امیه بن عمرو الهاشمی: کتاب المحبر، بیروت، المکتب التجاری

۶۸۔ البغدادی، شیخ عبدالقادر بن عمر: خزانة الادب، بولاق، ۱۸۸۲ء

۶۹۔ البکری، ابو عبداللّٰه بن عبدالعزیز: معجم المستعجم، مطبعة الجنة التالیف، ۱۳۶۴ھ۔ ۱۹۴۵ء

۷۰۔ البلاذری، احمد بن یحیی: انساب الاشراف، مصر، دارالمعارف

۷۱۔ البیضاوی، ناصر الدین ابو سعید عبداللّٰه بن عمر: انوار التنزیل واسرار التاویل المسمی تفسیر بیضاوی، بیروت، دارالفکر

۷۲۔ البیهقی، ابی بکر احمد بن الهسین ابن علی: السنن الکبری، بیروت، دارالمعرفة، ۱۹۲۵ء

۷۳۔ الترمذی، ابو عیسی محمد بن عیسی: بجامع الترمذی مع العرف الشذی، کراچی، ایچ۔ ایم سعید اینڈ کمپنی

۷۴۔ التنوخی، احمد بن عبداللّٰه ابن سلیمان، رسالة الملائکة، بیروت، دارالآفاق الجدیدة، ۱۹۷۹ء

۷۵۔ الجاحظ، ابی عثمان عمرو بن بحر: البیان والتبین، بیروت، دارالحیاء التراث العربی، ۱۹۶۸ء

۷۶۔ جرجی زیدان: تاریخ اداب اللغة العربیة، بیروت، ۱۹۷۸ء

۷۷۔ ایضاً: تاریخ التمدن الاسلامی، بیروت، دارالمکتبة الحیاط

۷۸۔ ایضاً: العرب قبل الاسلام، مصر، مطبعة الهلان، ۱۹۰۸ء

Marfat.com

۷۹۔ الجمحی، ابو عبداللّٰہ محمد بن سلام: طبقات الشعراء، مدینہ، مطبعہ بریل، ۱۹۱۳ء

۸۰۔ جواد علی: المفصل فی التاریخ العرب قبل الاسلام، بیروت، دارالعلوم للملایین، ۱۹۸۰ء

۸۱۔ الجوزیۃ، شمس الدین، ابو عبداللّٰہ محمد بن قیوم: زادالمعاد فی ھدی خیر العباد، مصر، مطبعۃ مصطفٰی التابی

۸۲۔ حافظ وھبہ: جزیرۃ العرب فی القرن العشرین، القاہرہ مطبعۃ الجنۃ، ۱۳۶۵ھ۔ ۱۹۴۶ء

۸۳۔ الحاکم، ابی عبداللّٰہ محمد بن عبداللّٰہ الحافظ النیساپوری: من المستدرک المنتدرک، الریاض، النصرۃ الحدیثہ

۸۴۔ ایضاً: معرفۃ علوم الحدیث، مصر، دارالکتب، ۱۹۳۷ء

۸۵۔ حسن ابراھیم: تاریخ الاسلام، القاھرہ، مکتبہ النھضہ، ۱۹۶۴ء

۸۶۔ حسن درویش: تاریخ الادب العربی، الازھر، مکتبۃ الکلیات

۸۷۔ حسن زیارت: تاریخ الادب العربی، مصر، مطبعۃ الاعتماد، ۱۳۴۹ھ۔ ۱۹۳۰ء

۸۸۔ الحسینی، ھاشم: سیرۃ المصطفی، بیروت، دارالقلم، ۱۹۷۸ء

۸۹۔ الحلبی، علی بن برھان الدین: السیرۃ الحلبیۃ فی سیرۃ الامین المامون انسان العیون، بیروت، دارالمعرفۃ، ۱۴۰۰ھ۔ ۱۹۸۰ء

۹۰۔ حمید اللّٰہ، ڈاکٹر: مقدمہ صحیفہ ھمام بن سنبہ، فیصل آباد، ۱۹۸۳ء

۹۱۔ ایضاً: مجموعۃ الوثائق السیاسیۃ فی عھد النبوی وخلافت الراشدہ، قاھرہ، جنۃ التالیف ۱۹۴۱ء

۹۲۔ خالد محمد خالد: رجال حول الرسول، بیروت، دارالکتاب العربیۃ،

Marfat.com

۱۹۷۳ء ۔

۹۳۔ خضری بك، محمد: اصول الفقه، بیروت، دارالقلم، ۱۹۶۹ء

۹۴۔ دارمی: کتاب السنن، لاهور، مطبع النظامی، ۱۲۹۳ھ

۹۵۔ دائد: تزیین الاسواق، مصر، مطبعة الازهریة۔

۹۶۔ الذهبی، ابو عبداللّٰه: تجرید اسماء الصحابة، حیدر آباد دکن، دائرة المعارف

۹۷۔ الذهبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان: سیر اعلام النبلاء، مصر، دارالمعارف

۹۸۔ الترازی، الفخر الدین: التفسیر الکبیر، طهران، دارالکتب العلمیة

۹۹۔ راغب اصفهانی، ابو القاسم حسین بن محمد: معجم مفردات الافاظ القرآن، بیروت، دارالمعرفة

۱۰۰۔ الرافعی، مصطفیٰ صادق: تاریخ اداب العرب، بیروت، دارالکتاب العربیه

۱۰۱۔ الزرکلی، خیر الدین: الاعلام، للمؤلف

۱۰۲۔ زکی مبارك: زهر الادب، بیروت، دارالجیل، ۱۹۷۲ء

۱۰۳۔ ایضاً: الموازنة بین الشعراء، مصر، مطبعة مصطفیٰ البابی الطبی، ۱۳۵۵ھ۔ ۱۹۳۶ء

۱۰۴۔ الزامخشری، ابی القاسم جار الله محمود بن عمر: الکشاف عن حقائق التنزیل وعیون الاقاویل فی وجوه التاویل، بیروت، دارالمعرفة

۱۰۵۔ الزمخشری، محمد بن عمر: المستقصی فی امثال العرب، حیدر آباد دکن، دائرة المعارف العثمانیة، ۱۳۸۱ھ۔ ۱۹۶۲ء

Marfat.com

۱۰۶۔ الزمخشری، محمد بنعمر :الفائق، بیروت، دارالمعرفة

۱۰۷۔ سامی مکی العانی:دیوان کتب بنمالك، القاهره، الموسسة السعدية، ۱۹۶۵ء

۱۰۸۔ السعدی، عبدالرحمٰن بن ناصر :تفسیر کلام المنان، ریاض،

۱۰۹۔ سعید افغانی:اسواق العرب، دمشق، مکتبة الهاشمية، ۱۳۵۶ھ۔ ۱۹۳۷ء

۱۱۰۔ السمعانی، ابو سعید عبدالکریم بن محمد بن منصور التمیمی: کتاب ادب الاملاء والاستملا، بیروت، دارالکتب، ۱۴۰۱ھ۔ ۱۹۸۱ء

۱۱۱۔ السمهودی، شهاب الدین بن العباس احمد الحسینی، وفاء الوفا باخبار مصطفٰی، مصر، مطبعة الآداب، ۱۳۲۶ھ

۱۱۲۔ السهیلی، ابو قاسم عبدالرحمن بن عبداللّٰہ: الروض الانف، ملتان، المکتبة الفاروقیه، ۱۳۹۷ھ۔ ۱۹۷۷ء

۱۱۳۔ سید قطب بن احمد بن ابی الحسن الخشعی: فی ظلال القرآن، بیروت، احیاء التراسال العربی، ۱۳۸۶ھ۔ ۱۹۶۷ء

۱۱۴۔ السید محمد یوسف: جمهرة الاشعار العرب، اسلام آباد، مجلس اعانة الجامعت

۱۱۵۔ السیوطی، ابو الفضل جلال الدین عبدالرحمٰن:الازهر، مصر، مکتبه محمد علی صبیح

۱۱۶۔ ایضاً:الخصائض الکبری، بیروت، دارالکتب العلمیه

۱۱۷۔ السیول، جلال:الفتح الکبیر، بیروت، دارالکتب العربیة

۱۱۸۔ شوق ضیف: تاریخ ادب العربی العصر الاسلامی، القاهره، دارالمعارف، ۱۹۶۳ء

۱۱۹۔ ایضاً:التطور والتجدید فی الشعر الاموی، مصر، دارالمعارف

Marfat.com

۱۲۰۔ الشوکانی، محمد بن علی بن محمد، فتح القدیر، بیروت، دارالمعرفة
۱۲۱۔ الصابونی، محمد علی، صفوة التفاسیر، بیروت، دارالقرآن الکریم
۱۲۲۔ صبحی الصالح، علوم الحدیث، دمشق، مطبعة جامع، ۱۳۸۳ھ۔ ۱۹۶۳ء
۱۲۳۔ صغانی، حسن بن محمد: مشارق الانوار مع شرح مبارق الازهار، القاهره، دارالطباعة، ۱۳۲۸
۱۲۴۔ الصفدی، الصلاح الدین خلیل بن ایبك: نکت اهمیان فی نکت العمیان، مصر، مطبعة الجمالیة، ۱۳۲۹ھ۔ ۱۹۱۱ء
۱۲۵۔ صفی الدین احمد عبداللّٰه الخزرجی الانصاری: خلاصه تهذ الکمال فی اسماء الرجال، بیروت، المطبوعات الاسلامیه
۱۲۶۔ الطوسی، ابو علی الفضل بن الحسن، مجمع البیان فی تفسیر القرآن، بیروت، احیاء التراث العربی، ۱۳۷۹ھ
۱۲۷۔ الطبری، ابو جعفر محمد بن جریر: تاریخ الامم والملوك، بیروت، دارالفکر، ۱۳۹۹ھ۔ ۱۹۷۹ء
۱۲۸۔ ایضاً: جامع البیان فی تفسیر القرآن، بیروت، دارالمعرفة، ۱۴۰۰ھ۔ ۱۹۸۰ء
۱۲۹۔ الطحسان، محمود، الدکتور: تیسیر مصطلح الحدیث، بیروت، ۱۹۷۹ء
۱۳۰۔ طه حسین: فی الادب الجاهلی، مصر، دارالمعارف
۱۳۱۔ ایضاً: المنتخب من ادب العرب، بولاق، ۱۹۳۴ء
۱۳۲۔ عاشق چلبی: مشاعر الشعراء، لوندره، ۱۹۷۱ء
۱۳۳۔ عبدالحلیم النجار: تاریخ الادب العربی، مصر، دارالمعارف، ۱۹۷۴ء
۱۳۴۔ عبدالحئی بن العماد الحنبلی: شذرات الذهب اخیار من ذهب، القاهره، مکتبة القدسی، ۱۳۵۰ھ

Marfat.com

۱۳۵۔ عبدالرحمان رافث الباشا: شعر الدعوة الاسلاميه فی عهد النبوة والخلفاء الراشدين، الرياض، كلية اللغة العربية، ۱۳۹۱ھ۔ ۱۹۷۱ء

۱۳۶۔ ایضاً: الادب الحياة والعقيده، الرياض، كلية اللغة العربية، ۱۳۸۹ھ

۱۳۷۔ عبدالعزيز الرفاعی: كعب بن مالك، المكتبة صغير، ۱۳۹۷ھ۔ ۱۹۷۷ء

۱۳۸۔ عتر، نور الدين الدكتور: منهج النقد فی علوم الحديث، دمشق، دارالفكر، ۱۹۸۱ء۔ ۱۴۰۱ھ

۱۳۹۔ العثمانی، ظفر احمد: قواعد فی علوم الحديث، بيروت، مكتبه النهصه هاتف، ۱۳۹۲ھ۔ ۱۹۷۲ء

۱۴۰۔ علاؤ الدين الهندی: كنز العمال حيدر ااباد دكن، دائرة المعارف العثمانية

۱۴۱۔ علی الجندی: شعر الحرب، مصر، مكتبه الانجلواء، ۱۹۶۳ء

۱۴۲۔ الغزالی، ابو حامد محمد بن محمد: فقه السيرة، بيروت، عالم المعرفة

۱۴۳۔ فرخ عمر: تاريخ الادب العربی، بيروت، دارالعلم للملايين، ۱۳۸۵ھ۔ ۱۹۶۵ء

۱۴۴۔ الفهمی، جابی زاده علی: حسن الصحابة فی شرح اشعار الصحابة، قاهره المطبعة العصرية، ۱۳۲۴ھ

۱۴۵۔ قاضی محمد ثناء اللّٰه: التفسير المظهری، كوئٹه، بلوچستان بك ڈپو

۱۴۶۔ الكاتب، عزالدين سيف الدين، اعلام الصحابة، بيروت، موسة عزالدين، ۱۴۰۱ھ۔ ۱۹۸۱ء

۱۴۷۔ الكاندهلوی، محمد يوسف، حياة الصحابة، دمشق، دارالقلم، ۱۹۶۷ء

۱۴۸۔ لٹيز، جی۔ ڈبليو: ديوان حسان، لاهور، مطبع انجمن پنجاب، ۱۸۷۸ء

۱۴۹۔ مالك بن انس، امام: المؤطا، بيروت، دارالافاق الجديدية، ۱۹۷۹ء

۱۵۰۔ المامون، علی بن برهان الدين الحلبی: السيرة الحلبية، بيروت، دارالمعرفة،

Marfat.com

۱۵۱۔ محمد رضا: (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) العربیة، دار حیاء الکتب، ۱۳۶۸ھ۔ ۱۹۴۹ء

۱۵۲۔ محمد عبدہ: تفسیر القرآن الحکیم الشهیر بتفسیر المنار، بیروت، دارالمعرفة

۱۵۳۔ المراغی، احمد مصطفیٰ: تفسیر المراغی، مصر، مطبعه مصطفیٰ البابی، ۱۳۷۳ھ۔ ۱۹۵۳ء

۱۵۴۔ المرزبانی، ابو عبیداللّٰه محمد بن عمران: معجم الشعراء، القاهر، مکتبة القدسی، ۱۳۵۴ھ

۱۵۵۔ المرصفی، سید بن علی: کتاب رغبة الامل من کتاب الکامل، مصر، مطبعة النهضه

۱۵۶۔ مسلم، ابی الحسین مسلم بن الحجاج: کتاب الصحیح، بشرح النووی، بیروت، دارالفکر

۱۵۷۔ مصطفیٰ حسین عطار: مواقف من السیرة النبویة، مکه مکرمه، ۱۹۸۰ء۔ ۱۴۰۰ھ

۱۵۸۔ مصطفیٰ طلاس: الرسول العربی وفن الحرب، بیروت، موسسه عبدالحفیظ البساط، ۱۳۹۷ھ۔ ۱۹۷۷ء

۱۵۹۔ المقریزی: امتاع الاسماع، القاهره، الجنة التالیف، ۱۹۴۱ء

۱۶۰۔ ناصر الدین الاسد: مصادر الشعر الجاهلی، مصر، دارالمعارف، ۱۹۵۶ء

۱۶۱۔ الناصر، ابراهیم، بن علی: مختصر سیرة الرسول، لاهور، المکتبة السلفیة، ۱۳۹۹ھ۔ ۱۹۷۹ء

۱۶۲۔ النهبانی، یوسف بن اسماعیل، المجموعة فی المدائح النبویة، بیروت، ۱۳۲۰ھ۔

Marfat.com

۱۶۳۔ الندوی، ابو الحسن علی الحسینی، قصص النبیین، کراچی، مجلس نشریات اسلام

۱۶۴۔ النسائی، احمد بن شعیب: کتاب السنن، بشرح السیوطی وامام سندھی، بیروت، دارالحیا التراث العربی

۱۶۵۔ ایضاً: کتاب السنن بشرح السیوطی، الازھر

۱۶۶۔ نور الدین علی بن السید الشریف: وفاء الوفا باخبار دارالمصطفی، مصر، ۱۳۲۶ھ

۱۶۷۔ النووی، محی الدین ابی ذکریا یحیی بن شرف: ریاض الصالحین، مکہ معظمہ

۱۶۸۔ النویری، شہاب الدین احمد بن عبدالوہاب: نہایۃ الادب فی فنون الادب، القاھرۃ، مطابع کوستا تسوماس

۱۶۹۔ الواقدی، محمد بن عمر: کتاب المغازی، آکسفورڈ، مطبعۃ جامعۃ، ۱۹۶۶ء

۱۷۰۔ ولی الدین ابی عبداللّٰہ محمد بن عبداللّٰہ: الاکمال فی اسماء الرجال، کراچی کارخانہ تجارت کتب

۱۷۱۔ الھمدانی، ابو محمد الحسن بن احمد بن یعقوب بن یوسف بن داؤد: صفۃ جزیرۃ العرب، لیدن، طبع بریل، ۱۸۸۴ء

۱۷۲۔ ھیکل، محمد حسین: حیاۃ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مصر ۱۹۴۷ء

۱۷۳۔ یاقوت، شہاب الدین ابی عبداللّٰہ: معجم البلدان، بیروت، دار صادر

۱۷۴۔ یعقوبی، احمد بن ابی یعقوب بن جعفر بن وھب ابن واضح الکاتب المباسی: تاریخ الیعقوبی، بیروت، دار صادر

Marfat.com

فارسی کتاب

۱۷۵۔ عبدالحق، جذب القلوب الی دیار محبوب، کانپور

اردو کتب

۱۷۶۔ آزاد، ابوکلام: رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم، لاہور، مکتبہ عظمت

۱۷۷۔ آزاد، محمد حسین: کائنات عرب، لاہور، گیلانی پریس

۱۷۸۔ احمد جعفری زینبی: انصار، الہ آباد، مطبع انوار احمدی

۱۷۹۔ اسماعیل السفلے، حجیت حدیث، لاہور، اسلامک پبلیشنگ ہاؤس

۱۸۰۔ اشرف علی تھانوی، بیان القرآن، لاہور، مکتبہ الحسن

۱۸۱۔ امیر افضل خان، جلال مصطفیٰ، راولپنڈی، ۱۹۸۱ء

۱۸۲۔ امیر علی ملیح آبادی سید، مواہب الرحمٰن، لاہور، مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ

۱۸۳۔ جعفری، رئیس احمد: آنحضرت بحیثیت سپہ سالار، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز

۱۸۴۔ حفیظ جالندھری: شاہنامہ اسلام، لاہور، صدر دفتر شاہنامہ اسلام، ۱۳۴۷ھ۔۱۹۶۹ء

۱۸۵۔ الحقانی، ابومحمد عبدالحق: تفسیر حقانی، لاہور، مکتبہ الحسن

۱۸۶۔ روضہ اقبال، ڈاکٹر: عہد نبوی کے غزوات وسرایا، لاہور، اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ، ۱۹۸۴ء

۱۸۷۔ زبید احمد: ادب العرب، بریلی، نور بک ڈپو، ۱۹۲۶ء

۱۸۸۔ سعید انصاری: سیر انصار، اعظم گڑھ، مطبع معارف، ۱۳۶۶ھ۔۱۹۴۷ء

۱۸۹۔ سلیمان ندوی، سید: تاریخ ارض القرآن کامل، کراچی، دارا شاعت، ۱۹۷۸ء

۱۹۰۔ ایضاً: رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم، حیدرآباد دکن، رضوی کمپنی، ۱۳۶۹ھ

۱۹۱۔ ایضاً: سیرت عائشہ، اعظم گڑھ، مطبعہ معارف، ۱۳۷۶ھ۔۱۹۵۳ء

۱۹۲۔ شبلی نعمانی وسلیمان ندوی: سیرۃ النبی، لاہور، دینی کتب خانہ ۱۹۷۵ء

Marfat.com

۱۹۳۔شبلی نعمانی: کلیات شبلی، اعظم گڑھ، معارف پریس، ۱۳۷۴ھ۔۱۹۵۴ء

۱۹۴۔صارم، عبدالصمد: تاریخ الحدیث، لاہور، ادارہ علمیہ، ۱۳۵۴ھ

۱۹۵۔طالب ہاشمی: حضرت ابوایوب انصاری، لاہور، قومی کتب خانہ، ۱۹۸۳ء

۱۹۶۔ ایضاً: خیر البشر ﷺ کے چالیس جان نثار، لاہور، مکتبہ چراغ اسلام، ۱۹۸۰ء

۱۹۷۔ایضاً: رحمت دارین کے سوشیدائی، لاہور، شعاع ادب، ۱۹۸۳ء

۱۹۸۔طالب ہاشمی: سرور کائنات کے پچاس صحابہ، لاہور، البدر پبلیکیشنز، ۱۹۸۵ء

۱۹۹۔ طالب ہاشمی: سیرت سعد بن ابی وقاص، لاہور، قومی کتب خانہ، ۱۹۸۱ء

۲۰۰۔ طالب ہاشمی: سیرت عبداللہ بن زبیر، لاہور، قومی کتب خانہ، ۱۹۸۲ء

۲۰۱۔ عبدالباری: رسول کریم ﷺ کی جنگی سکیم، لاہور، الفیصل ناشران، ۱۹۸۶ء

۲۰۲۔عبدالحق: خیر الکلام فی احوال العرب، دہلی، رنگین پریس، ۱۳۱۸ھ

۲۰۳۔عبدالسلام ندوی: اسوہ صحابہ، کراچی، مکتبہ عارفین، ۱۹۷۶ء

۲۰۴۔عبدالعزیز: معارف حدیث، لاہور، نذیر سنز پبلشرز

۲۰۵۔عبدالغنی شیدا: اصحاب رسول قرآن کی نظر میں، لاہور، ناشران جمعیت محبین صحابہ، ۱۹۷۹ء

۲۰۶۔عبداللہ قدسی: رحمۃ للعالمین، کراچی، ۱۹۷۹ء

۲۰۷۔عبیداللہ قدسی: تصورات عربی قبل الاسلام، لاہور، ادارۂ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۶۹ء

۲۰۸۔عثمانی، شبیر احمد علامہ: فضل الباری شرح اردو صحیح بخاری، کراچی ۱۹۷۳ء

۲۰۹۔عزیز الرحمٰن: رسالت مآب، لاہور، شہزاد پبلشرز

۲۱۰۔ غلام جیلانی برق: تاریخ حدیث، لاہور، مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ، ۱۹۷۵ء

۲۱۱۔ غلام دستگیر: تاریخ مدینہ منورہ، لاہور، قریشی بک ایجنسی،

۲۱۲۔ غلام رسول مہر: رسول رحمت، سیرۃ طیبہ پر مولانا ابوالکلام آزاد کے مقالات، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۸۱ء

۲۱۳۔فرانسیسی، سیدکو، مترجم عبدالغفور خان: تاریخ عرب، لکھنؤ، الناظر بک ایجنسی، ۲۹ مارچ

Marfat.com

۱۹۲۴ء

۲۱۴۔ قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری: رحمۃ للعالمین، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز،

۲۱۵۔ گب، ایچ اے آر، مترجمہ محمد اولاد علی گیلانی: مقدمہ تاریخ ادبیات عرب، لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۵۹ء

۲۱۶۔ گستاولی بان ترجمہ سید علی بلگرامی: تمدن عرب، لاہور، مقبول اکیڈمی، ۱۹۶۰ء

۲۱۷۔ محمد ادریس کاندھلوی: حجیت حدیث، لاہور، ایم ثناء اللہ خان

۲۱۸۔ محمد ادریس کاندہلوی: سیرۃ المصطفیٰ، لاہور، مطبع الاسلامیہ السعودیہ، ۱۹۷۹ء

۲۱۹۔ ایضاً: معارف القرآن لاہور، مکتبہ عثمانیہ

۲۲۰۔ محمد اقبال، ڈاکٹر: بانگ درا، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، نومبر ۱۹۸۲ء

۲۲۱۔ ایضاً: بال جبریل، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، جنوری ۱۹۶۲ء

۲۲۲۔ ایضاً: کلیات اقبال، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۷۵ء

۲۲۳۔ محمد الدین: روضۃ الادباء، لاہور، مطبع انجمن پنجاب، ۱۹۷۹ء

۲۲۴۔ محمد جمیل احمد: عشرہ مبشرہ، کراچی، نفیس اکیڈمی، ۱۹۸۲ء

۲۲۵۔ محمد زبیر: چند دن حجاز میں، علی گڑھ، مسلم یونیورسٹی، ۱۹۵۶ء

۲۲۶۔ محمد شفیع: معارف القرآن، کراچی، ادارۃ المعارف، ۱۴۰۱ھ۔۱۹۸۱ء

۲۲۷۔ محمد عبدالمعبود: تاریخ مکہ مکرمہ، راولپنڈی، کتب خانہ رشیدیہ

۲۲۸۔ ایضاً: تاریخ مدینہ منورہ، راولپنڈی، المکتبۃ البیب، ۱۹۷۷ء

۲۲۹۔ محمد ہارون: آئینہ عرب، ترجمہ کتاب صاحۃ الطرب فی تقدمات العرب، لاہور، ۱۹۰۴ء

۲۳۰۔ معین واعظ الکاشفی: معارج النبوت، لاہور، مکتبہ نبویہ، ۱۹۸۳ء

۲۳۱۔ مفتاح الدین: سفر مقدس، لاہور، آفتاب عالم پریس، مارچ ۱۹۶۶ء

۲۳۲۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید: تفہیم القرآن لاہور، ترجمان القرآن، ۱۹۸۶ء

۲۳۳۔ ایضاً: سنت کی آئینی حیثیت، لاہور، اسلامک پبلشرز لمیٹڈ، ۱۹۷۹ء

Marfat.com

۲۳۴۔ندوی، سید ابوالحسن علی: نبی رحمت، کراچی، مجلس نشریات اسلام، ۱۴۰۱ھ۔۱۹۸۱ء

۲۳۵۔واجد رضوی، سید: رسول میدان جنگ میں، لاہور، پنجاب بک ڈپو۔

انگریزی کتب

236- Alfred Gillaume: The Traditions of Islam, New York, Aron Press, 1980.

237- Arnold Hottinger: The Arabs, London, Thames and Hudson, 1963.

238- Azmi Mohammad Mustafa: Studies in Early Hadith Literature, Indiana, American Trust Publications, 1978.

239- Carl Brockelmann: History of the Islamic People, London, Routledge and Kegan Paul, 1979.

240- Frank Kermode John Hallender: The Oxford of Anthology of English Literature, London, Oxford University Press, 1973.

241- Glubb, John Bogot: The Life and Times of Muhammad, London.

242- Guillaume, A: The Life of Muhammad A Transalation of Ishaq's Sirat Rasul Allah, New York, Oxford University Press, 1980.

243- Hamilton Fyfe: Aristotle's Art of Poetry, Universtiy

Marfat.com

of Aberdeen.

244- Inayattullah: Geographical factors in Arabian Life History, Lahore, 1942.

245- Mahmud Brelvi, Dr.: Seerat Al-Nabi, Sind, Institute of Sindhology University of Sind, 1982.

246- Majid Ali Khan: Muhammad the Final Messenger, Delhi, Idarah-i-Adabiat, 1980.

247- Martin Lings: Muhammad (P.U.H) his life based on the earliest sources, London Gerge Allen and Unwin 1983.

248- Nicholson, Reynold. A:A Literary History of the Arabs,London, 1907.

249- Philip K. Hitte: History of the Arabs, London, Macmillan and Co. Limited, 1937.

250- Philip Sideny: An Apology for Poetry, Cambridge University Press, 1948.

251- Pickthall Marmaduke Mohammad: A Life-sketch of the Prophet Mohammad, Lahore, Alkitab 1983.

252- Qasim Ale Jairazbhoy: Muhammad" A mercy to all the nations", Lahore, Sind Sagar Academy.

253- William Words Worth: Preface to the Lyrical Ballads, Lahore, Kitab Mahal.

Marfat.com

لغات

۲۵۴۔تاج العروس، محمد مرتضیٰ الحسینی الزبیدی، کویت، ۱۳۸۵ھ۔۱۹۶۵ء

تاج العروس، محمد مرتضیٰ الحسینی الزبیدی، قاہرہ: المطبعہ الخیریۃ، ۱۳۰۷ھ

۲۵۵۔الصحاح، الجوہری، اسماعیل بن حماد، بیروت، دارالعلم، ۱۳۹۹ھ۔۱۹۷۹ء

۲۵۶۔القاموس، الحسینی، محب الدین ابی الفیض السید محمد مرتضیٰ، مصر ۱۳۰۶ھ

۲۵۷۔قاموس الیاس العصری، الیاس انطون، بیروت، دارالجیل، ۱۹۸۱ء

۲۵۸۔لسان العرب، ابن منظور، ابوالفضل جمادالدین محمد بن مکرم، مصر، مطبعۃ الکبری

۲۵۹۔مصابح اللغات، ابوالفضل، عبدالحفیظ بلیاوی، کراچی، ۱۹۸۱ء

۲۶۰۔المعجم الاعظم، محمد حسن الاعظمی، کراچی، مکتبہ اعظمیۃ

۲۶۱۔المنجد، لاہور، ۱۹۷۵ء

۲۶۲۔اردو انسائیکلوپیڈیا، لاہور، فیروز سنز

۲۶۳۔اردو دائرہ معارف اسلامیہ، لاہور، دانش گاہ پنجاب

۲۶۴۔الموسوعۃ العربیۃ المیسرہ فربال، محمد شفیق، القاہرہ، دارالشعب، ۱۹۶۵ء

265- Colliers Encyclopaedia, London and Newyork, P.F. Collier I nc. Col. 24.

266- Encyclopaedia Americana, Dandury, Grolier In Corporated, Vol. 30.

267- Encyclopaedia of islam, Luza and Col. Vol. 5.

268- Encyclopaedia of Religion and Etheics, New york, Charles Seribniers sons, 1908, Vol. 12.

269- New age Encyclpaedia Lexicon Publication, Vol. 20.

Marfat.com

270- The New Encyclopaedia of Britanica, William Binton Publicshers, 1973, Vol. 19.

271- The World Book Encyclopaedia, London, International, Inc Chargo, Vol. 22.

رسائل

۲۷۲۔البینات، کراچی،

۲۷۳۔الشرق، لاہور، اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی، لاہور

۲۷۴۔منہاج، مرکز تحقیق دیال سنگھ لائبریری، جولائی ۱۹۸۵ء

۲۷۵۔نقوش، (رسول نمبر) ادارہ فروغ اردو، لاہور، جنوری ۱۹۸۴ء

Marfat.com

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ

مصنفہ

ڈاکٹر شمیم روشن آرا

21800

ناشر

میثاق پبلشرز، کبیر سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

Marfat.com